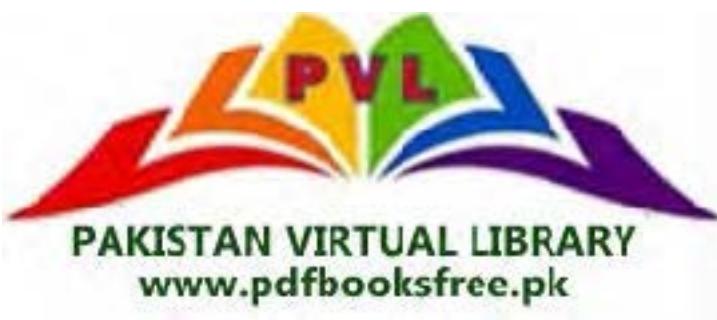


گلزار

مخداحہ مودی

PDFBOOKSFREE.PK





بونا سیرا اس وقت نیو یارک کی فوجداری عدالت نمبر تین میں بیٹھا تھا اور انصاف کا منتظر تھا۔ اس کے دل میں اس وقت صرف ایک ہی خواہش تھی..... وہ یہ کہ ان دونوں جوانوں کو قرار واقعی سزا ملے جنہوں نے بری نیت سے اس کی بیٹی پر حملہ کیا تھا اور جب وہ کسی طرح ان کے قابو میں نہیں آئی تھی تو انہوں نے مار مار کر اس کا بر احال کر دیا تھا۔ اس کا جز اتوڑ دیا تھا۔

لڑکی ابھی تک اسپتال میں تھی۔ اس کا جز اچاندی کے تاروں کے ذریعے جوڑنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اس کی چوٹیں اور زخم ابھی نہیں نہیں ہوئے تھے۔ اس کی حالت دیکھ کر بونا سیرا کے دل پر جو گزرتی تھی وہ وہی جانتا تھا۔

نج صاحب بھاری بدن کے آدمی تھے۔ ان کے چہرے پر پسینہ تھا۔ انہوں نے آستینس چڑھا کر اپنے سامنے کھڑے ہوئے دونوں نوجوان ملزموں کو اس طرح گھورا جیسے اٹھ کر، اپنے ہاتھوں سے انہیں عدالت میں ہی سزا دینے کا ارادہ کر رہے ہوں۔ ان کے چہرے پر وہی جلال تھا جو کسی ایسے منصف کے چہرے پر ہو سکتا تھا جس کا خون کسی کی زیادتی ور ظلم کی تفصیل سن کر کھول رہا ہو۔

یہ سب کچھ اپنی جگہ تھا۔ لیکن نہ جانے کیوں بونا سیرا کا دل کسی انجانے اندر یتھ در خوف سے گویا ڈوبا جا رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے عدالت میں کوئی چیز کچھ مصنوعی ڈر ہے۔ جیسے وہاں کچھ کمی ہے۔ جیسے اس کے ساتھ کوئی دھوکا ہونے والا ہے۔

— کے قانون کا وقار، انتقام لیتے میں پوشیدہ نہیں ہے۔ میں تمہیں تم سال کی سزاۓ قید کا حکم سناتا ہوں۔ لیکن اس حکم پر عملدرآمد اس وقت تک معطل رہے گا جب تک عدالت اسے مناسب سمجھے۔

بونا سیرا تکفین و مدفن کا کام کرتا تھا۔ بنیادی طور پر وہ ایک گور کن تھا لیکن برسوں کی محنت کے بعد اپنے پیشے کو زیادہ باعزت صورت دینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس کے پاس جو مردے تکفین و مدفن کے لئے لائے جاتے تھے، ان سے اس کا کوئی رشتہ یا قرابت داری نہیں ہوتی تھی، لیکن اپنے پیشے کے تقاضوں کو زیادہ بہتر طور پر پورا کرنے کے خیال سے بونا سیرا مرنے والوں کے لواحقین کے غم میں شریک ہو جاتا تھا۔ دکھاوے کے لئے وہ بھی ان کے سامنے غزدہ صورت بنا لیتا تھا اور کبھی کبھار کوشش کر کے دو چار آنسو بھی بھالیتا تھا۔

لیکن آج وہ حق مج غزدہ تھا۔ غم کی شدت سے اس کا دل پھٹا جا رہا تھا اور حق صاحب کا فیصلہ سننے کے بعد تو اس کا جی چاہا کہ وہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ اپنے اس پیٹ لے سے اپنے بالوں میں خاک ڈال لے۔ آنسوؤں سے دھنڈ لائی ہوئی اس کی آنکھوں میں بیٹی کا چہرہ نقش تھا جو درحقیقت زندگی سے بھر پورا یک خوبصورت لڑکی تھی لیکن اس وقت بگڑا ہوا چہرہ اور مضر و بحیم لئے اپتال کے بینڈ پر پڑی تھی۔

بونا سیرا نے بمشکل خود کو اپنے جذبات کے اظہار سے باز رکھا اور اپنے آپ پر ضبط کئے عدالت کا منظر دیکھتا رہا۔ دونوں نوجوانوں کے والد اٹھ کر اپنے چہرتوں کے قریب آگئے تھے اور انہیں پیار کر رہے تھے۔ وہ سب بہت خوش نظر آرہے تھے، مسکرا رہے تھے۔

بونا سیرا کے حلق میں ایک زہریلی ہی کڑواہٹ کھل گئی۔ اس کے سینے میں ایک حق گولے کی طرح چکر رہی تھی۔ اس حق سے وہ عدالت کے درود یوار ہلا دینا چاہتا تھا۔ حق صاحب کے کانوں کے پر دے پھاڑ ڈالنا چاہتا تھا۔ مگر اس نے اس حق کا گلا گھومنے کے لئے دانت سختی سے بھینچ لئے اور جیب سے رومال نکال کر منہ پر رکھ لیا۔ دونوں نوجوان اس

”تم نے جو حرکت کی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم انسان نہیں، درندے ہو۔“ ”جج صاحب گرجے۔

”بائل سے بائل سے“ بونا سیرا نے دل ہی دل میں جج صاحب کی تائید کی۔ ”بلکہ درندوں سے بھی بدتر۔“

وہ نفرت سے ان دونوں نوجوانوں کو گھور رہا تھا جن کے چہروں سے خوشحالی کی چک عیاں تھی۔ جن کے تراشیدہ بال سلیقے سے جئے ہوئے تھے۔ جن کے لباس صاف سترے تھے۔ وہ گویا ایک انتہائی سُنگین جرم کے سلسلے میں ملزم نامزد ہو کر عدالت میں پیش نہیں ہوئے تھے بلکہ کسی تقریب میں شرکت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے گویا بادل ناخواستہ تھوڑی سی شرمندگی کے اظہار کے لئے جج صاحب کے سامنے ایک لمحے کے لئے سر جھکایا۔

جج صاحب نے غیظ و غضب کی گھن گرج کے ساتھ سلسلہ کلام جاری رکھا۔ ”تمہارا طرز عمل جنگل کے درندوں سے بھی بدتر تھا۔ تمہاری قسمت اچھی ہے کہ تم اس مظلوم بڑکی کی عزت لوئے میں کامیاب نہیں ہوئے ورنہ میں تم دونوں کو کم از کم میں سال کے لئے جیل کی سلاخوں کے چھپے بھجوادیتا۔“

انہوں نے خاموش ہو کر گھنی بھنویں اچکاتے ہوئے غزدہ بونا سیرا کی طرف دیکھا۔ دوسرے ہی لمحے انہوں نے گویا اس سے نظر چاتے ہوئے اپنے سامنے رکھے ہوئے کاغذات کی موٹی سی گڈی کی طرف دیکھا۔ وہ اس مقدمے سے متعلق مختلف نوعیت کے کاغذات تھے۔ جج صاحب کی پیشانی پر ٹکنیں اور موٹے موٹے نقوش میں خفیف سا کھنچا ہوا تھا۔ ان کے اندر گویا ایک زبردست سکنگلش جاری تھی۔

چند لمحے کی خاموشی کے بعد آخر وہ کھنکار کر گلا صاف کرتے ہوئے بولے۔ ”بہر حال۔۔۔ تمہاری نوجوانی اور نادانی کی عمر کو دیکھتے ہوئے، تمہارے اعلیٰ خاندانی پس منظر اور صاف سترے ریکارڈ کو مد نظر رکھتے ہوئے اور حقیقت کو بھی پیش نظر رکھتے ہوئے

غصب کی سرمنی ذہنی چھاگئی۔ اس کی رُگ و پے میں چنگاریاں دوڑ رہی تھیں۔ اس نے چشم تصور سے اپنے آپ کو کبیس سے ایک پستول خریدتے۔ اور پھر ان دونوں نوجوانوں کے جسم گولیوں سے چھلنی کرتے دیکھا۔ تاہم وہ جلد ہی اس خواب کے اثر سے نکل آیا، وہ جا گئی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ اپنی بیوی کی طرف مڑا جو ایک سادہ سی عورت تھی اور ابھی تک دم بخود پیٹھی تھی۔ اس کی آنکھوں میں حزن و ملال اور چہرے پر بیوی تھی۔ بوتا سیرا گویا اسے حوصلہ دیتے ہوئے بولا۔ ”تم فکرنا کرو..... وہ گویا دل ہی دل سے کسی فیصلے پر پہنچ چکا تھا۔ ”ہمارے ساتھ بے انصاف ہوئی ہے۔۔۔ انہوں نے دنیا کے سامنے ہمارا تماشا بنا یا ہے۔۔۔ ہمارا مذاق اڑایا ہے۔۔۔ انصاف حاصل کرنے کے لئے ہم ڈون کار لیوں کے پاس جائیں گے۔۔۔ ہمیں عدالت سے انصاف نہیں ملا۔۔۔ لیکن ڈون کار لیوں سے ہمیں ضرور انصاف ملے۔۔۔“

☆.....☆

لاس انجلس کے ایک اعلیٰ درجے کے ہوٹل کا وہ سوٹ قدرے شوخ سے انداز۔ میں آرائستھا۔ اس سوٹ کے ڈرائیک روم میں ایک کاؤچ پر جو نی فونٹا نے ٹیم دراز تھا۔ وہ نشے میں دھت تھا اور بول اب بھی اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے ایک اور گھونٹ بھرا۔ اس کے سینے میں گویا ایک بار پھر آگ ہی لگ گئی۔۔۔ مگر یہ اس آگ سے کہیں کم تھی جو پہنچے سے پہلے ہی اس کے وجود کو جلا رہی تھی۔

وہ رقبت کی آگ تھی۔

اپنی ادا کارہ بیوی مار گوٹ ایشن کے بارے میں سوچتے ہوئے یہ آگ اس کے ہر سماں جاں سے پھوٹنے لگتی تھی۔ اس وقت ضخ کے چارنج رہے تھے اور اسے نہیں معلوم تھا کہ گزشتہ شام سے اس کی بیوی کہاں تھی؟ خمار سے دھندا آئے ہوئے ذہن کے ساتھ وہ سوچ رہا تھا کہ مار گوٹ جب واپس آئے گی تو وہ اسے قتل کر دے گا۔ وہ یقین سے نہیں کہ سکتا تھا کہ مار گوٹ کب واپس آئے گی۔۔۔ اور آئے گی بھی یا نہیں؟

کے قریب سے گزرتے ہوئے۔۔۔ مسکراتے ہوئے اپنے والدین اور رشتہ داروں کے ساتھ عدالت کے کمرے سے باہر کی طرف چل دیئے۔ انہوں نے بوتا سیرا کی طرف ایک بگا و غلط انداز ڈالنے کی بھی رسمت نہیں کی تھی۔ وہ گویا ان کے نزدیک نہایت حیرا اور قطعی غیر اہم تھا۔ ان کے چہروں پر جھمی۔۔۔ لیکن فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔

تب گویا بوتا سیرا مزید ضبط نہ کر سکا۔ وہ ان جاتے ہوئے لوگوں کی طرف منہ کر کے پھٹی پھٹی سی آواز میں چلا اٹھا۔ ”تم بھی ایک روز اسی طرح روڈ گے جس طرح میں رویا ہوں۔۔۔ تمہیں بھی اسی طرح رنج اور صدمہ اٹھانا پڑے گا جس طرح تمہارے بچوں کی وجہ سے مجھے اٹھانا پڑا ہے۔۔۔ دیکھ لینا میں تمہیں روئے پر مجبور کر دوں گا۔۔۔“ وہ ان لڑکوں کے والدین سے مناطب تھا۔

کرب اور غصے کی شدت سے اس کی آواز اس کا ساتھ چھوڑ گئی۔ وہ رومال آنکھوں پر رکھ کر پھوٹ کر رودیا۔ حالانکہ وہ اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں تھا لیکن مضبوط جسم کا ایک عدالتی الہکار یوں اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا جیسے اسے اندیشہ ہو کہ وہ رخصت ہوتے ہوئے ملزمان کے والدین پر حملہ کر دے گا۔ لڑکوں اور ان کے والدین نے گرد میں گھما کر ترم آمیز سے انداز میں اس کی طرف دیکھا۔ ان کے ساتھ ان کے وکیلوں کا پورا ایک گروپ تھا۔ ان وکیلوں نے یوں نہیں اپنے گھرے میں لے لیا جیسے وہ ان کے قانونی ہی نہیں جسمانی محافظہ بھی ہوں۔

بوتا سیرا امریکی نہیں تھا۔ وہ اطالبوی تھا اور سلی سے امریکا آیا تھا لیکن سال ہا سال سے بیہیں آباد ہونے کی بنا پر وہ یہاں اجنیت محسوس نہیں کرتا تھا۔ وہ امریکی معاشرت میں رچ بس گیا تھا۔ اس نے یہاں انصاف ہوتے دیکھا ہے یہاں کے قانون اور نظام انصاف پر اس کا یقین بڑا پختہ ہو چکا تھا۔۔۔ لیکن آج اس کے اعتماد کو جس طرح تھیں پہنچی تھیں، اس کے بعد اس کا یقین ریت کے گھر و مدد کی طرح بکھر گیا تھا۔

اس کے ذہن میں نفرت کی آندھیاں سی چل رہی تھیں اور اس کے حواس پر غیظہ و

و اپس آگئی تھی۔ اس وقت بھی بوتل جو نی کے ہونٹوں سے لگی ہوئی تھی۔ اس نے اسے ہٹانے کی کوشش نہیں کی حتیٰ کہ مار گوٹ کر بے میں آگئی اور اس کے سامنے آن کھڑی ہوئی۔ وہ بے پناہ خوبصورت عورت تھی۔ اس کا سر اپا قیامت تھا۔ بہت سے خوبصورت لوگ قلم اسکرین پر زیادہ خوبصورت نظر نہیں آتے لیکن وہ اسکرین پر بھی اصل سے خوبصورت دکھائی دیتی تھی۔ کیمرہ اس کے حسن میں چار چاند لگا دیتا تھا۔ اس کے سر اپا میں گویا کچھ اور جان پڑ جاتی تھی۔

جو نی کے لئے مشکل یہ تھی کہ وہ اب بھی اس حسن بلا خیز کا دیوانہ تھا۔ مار گوٹ کی قلمیں دیکھنے والوں میں سے کم از کم دس کروڑ مردوں پر دل و جان سے مرتے تھے۔ اور جو نی محسوس کرتا تھا کہ شاید وہ بھی انہی دس کروڑ مردوں میں سے ایک تھا۔ وہ اس کا شوہر نہیں، اس کا پرستار۔ اس کا عاشق زار تھا۔ وہ جب اس کے سامنے آتی تھی تو وہ اپنا سارا غصہ، بہمی اور نفرت بھول جاتا تھا۔ بالکل بے بس ہو جاتا تھا۔

”کہاں تھیں تم اب تک؟“ جو نی نے اپنی لڑکھڑاتی آواز میں غصہ سمو نے کی کوشش کی لیکن اس میں کوئی خاص کامیابی نہیں ہوئی۔

”باہر۔۔۔ عیش کر رہی تھی۔“ مار گوٹ نے بے خونی سے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ گویا اسے چھیڑ رہی تھی۔ چڑانے کی کوشش کر رہی تھی۔

اس نے جو نی کی مدد ہوئی کے بارے میں غلط اندازہ لگایا تھا۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ شاید جو نی میں اپنی جگہ سے ملنے کی بھی سکت نہیں ہے۔۔۔ مگر وہ اچھل کر انہوں کھڑا ہوا اور اس نے مار گوٹ کا گلا دبوچ لیا۔۔۔ لیکن اتنے قریب سے اس حسین چہرے کو دیکھو وہ جیسے بالکل ہی بے بس ہو گیا۔۔۔ اور پھر کچھ نئے کی زیادتی کے باعث بھی اس کے ہاتھوں میں جان نہیں تھی۔ مار گوٹ کے گلے پر اس کی گرفت ذرا بھی سخت نہیں تھی۔ وہ استہزا سے انداز میں مسکرا رہی تھی۔

جو نی نے گویا اس کے اس انداز سے ذرا چڑ کر دوسرا ہاتھ گھونسہ سید کرنے کے

اس کی پہلی بیوی۔۔۔ جسے اس نے چھوڑ دیا تھا۔۔۔ اس وقت تو وہ اسے بھی فون کر کے نہیں پوچھ سکتا تھا کہ اس کے دونوں بچوں کا کیا حال تھا؟ رات کے پچھلے پہروہ اپنے دوستوں اور جانے والوں میں سے بھی کسی کوفون کر کے تسلی کا کوئی لفظ سننے کی امید نہیں رکھ سکتا تھا۔ اس وقت تو شاید کوئی اس کا فون رسیووی نہ کرتا۔۔۔ اور اگر کرتا بھی۔۔۔ تو وہ یقیناً بیزاری یا غصے کا اظہار کرتا۔۔۔ کیونکہ جو نی اب ایک زوال زدہ شخص تھا۔

کچھ زیادہ پرانی بات نہیں تھی کہ وہ ہالی وڈ کا صاف اول کا گلوکار تھا۔ وہ بے حد مقبول راں سنگر تھا۔ بے حد وجہہ بھی تھا۔۔۔ عورتیں اس پر مرتب تھیں۔ اسے فلموں میں بھی کام کرنے کی پیشکشیں ہوتی تھیں۔ اس نے چند ایک فلموں میں کام بھی کیا۔۔۔ لیکن اسے خود ہی احسان ہوا کہ وہ زیادہ اچھا اداکار نہیں تھا۔ اس لئے اس نے دوبارہ گلوکاری پر ہی توجہ مرکوز کر دی۔

پھر کچھ ایسے عوامل پیدا ہوئے کہ بطور گلوکار بھی اس پر بہت تیزی سے زوال آ گیا۔ اب وہ نئے میں وہت ہونے کے باوجود صح کے چار بجے کسی کوفون کرنے کی خود میں ہمت نہیں پاتا تھا۔ کوئی وقت تھا کہ اگر وہ رات کے اس پہر بھی کسی کوفون کرتا تو وہ اس پر فخر محسوس کرتا۔ وہ اپنے حلقة احباب میں بیٹھ کر بظاہر سرسری۔۔۔ لیکن درحقیقت فخر یہ لمحے میں بتاتا کہ جو نی فون نہ رات کے چار بجے اسے فون کیا تھا۔

کوئی وقت تھا کہ وہ ہالی وڈ کی کئی پر اشارہ کے سامنے اپنی پریشانیوں یا اسائل کا بھی تذکرہ کرتا تھا تو وہ نہایت دلچسپی اور حیرت سے آنکھیں پھیلا کر سنتی تھیں۔۔۔ لیکن اب اگر وہ ان سے رہی باتیں بھی کرنے کی کوشش کرتا تو وہ شاید اس کے منہ پر ہی کہہ دیتیں کہ وہ انہیں بور کر رہا تھا۔ اس نے وہ سکی سے لمحزے ہوئے اپنے ہونٹوں کو اٹھ لئے ہاتھ سے صاف کیا اور وقت اور حالات کے اس تغیر کے بارے میں سوچتے ہوئے افسردوگی سے مسکرا دیا۔

آخر سے دروازے کے تالے میں چالی گھونٹے کی آواز سنائی دی۔ اس کی بیوی

پھر دھیرے دھیرے اس کے دل کے کسی گوشے سے عزم اور ہمت کی ایک لہری ابھری۔ وہ عزم اور ہمت جس کی مدد سے اس نے ہالی وڈ کے "جنگل" میں اپنی بقا کی جنگ لڑی تھی اور اپنا مقام بنایا تھا۔ یہ کوئی آسان کام نہیں تھا۔ اب وہ ایک دلدل میں پھنس چکا تھا۔ دھیرے دھیرے نیچے جا رہا تھا۔ تاکہ میان چاروں طرف سے اس پر حملہ آور تھیں۔ ہر قسم کی کامیابی اور ہر قسم کی خوشی کو یا اس کی زندگی سے رخصت ہو چکی تھی۔

مگر اسے زندہ رہنا تھا۔ کامیابیوں اور خوشیوں کے حصول کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے تھے۔ وہ اتنی آسانی سے تکشیت تسلیم نہیں کر سکتا تھا۔ اس دنیا میں ابھی ایک فرد موجود تھا جو اس کا ہاتھ تھام سکتا تھا۔ اسے حالات کی دلدل سے نکال سکتا تھا۔ اسے سہارا دے سکتا تھا۔ اسے دوبارہ کامیابیوں کے راستے پر ڈال سکتا تھا۔ اور وہ تھا اس کا مریبی اور سر پست، اس کا گاؤڈ فادر۔ ڈون کار لیوں۔ جس کے لئے جو نی منہ بولے میئے کی طرح تھا!

جو نی نے فیصلہ کیا کہ وہ نیو یارک جائے گا اور گاؤڈ فادر سے ملے گا۔ اس نے اسی وقت فون اپنی طرف کھسکایا اور نیو یارک کے لئے جہاز پر ایک سیٹ بک کرنے کی غرض سے ایئر پورٹ کا نمبر ملانے لگا۔

☆.....☆

نیزورین کی بیکری اطالوی چیزوں کے لئے مشہور تھی اور بیکری کی بالائی منزل پر ہی نیزورین اپنی بیوی اور جوان بیٹی کے ساتھ رہتا تھا۔ وہ گلٹھے ہوئے جسم کا ایک پست قامت آدمی تھا۔ اس وقت وہ اپرن باندھے بیکری کے پچھلے حصے میں کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میدے میں لتعزز ہوئے تھے اور چہرے پر بھی کہیں کہیں میدہ لگا رہا تھا۔

اس کے سامنے اس کی بیوی، جوان بیٹی اور بیکری کے کاموں میں کچھ عرصہ پہلے تک اس کا ہاتھ بٹانے والا نوجوان انیز و موجو دھا۔ انیز و خوش شکل اور میانہ قامت تھا۔ وہ دریش جسم کا مالک تھا۔ اس کے جسم پر اطالوی جنگلی قیدیوں والی مخصوص دردی تھی۔

لئے بلند کیا تو وہ دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے چلا تھا۔ "دیکھو۔ میرے چہرے پر مگونا ہرگز نہ مارنا۔ ابھی میری شونگ چل رہی ہے۔ قلم ختم نہیں ہوئی۔ ابھی میں اپنے چہرے پر ذرا سا بھی نشان افروز نہیں کر سکتی۔"

جو نی کا ہاتھ اٹھا رہا گیا۔ وہ اسے گھونسہ ریڈ کرنے سے باز رہا۔ بے بسی اس پر پہلے ہی غائب تھی۔ مار گوٹ گویا اس کی حالت سے لھف اندوز ہوتے ہوئے ہنسنے لگی۔ تب جو نی نے اسے قالین پر گرا دیا اور اس کے جسم کے ایسے حصوں پر مگونے ریڈ کرنے لگا جہاں اول تو نشان پڑنہیں سکتے تھے۔ اور اگر پڑتے بھی۔ تو نظر نہیں آ سکتے تھے۔ درحقیقت خمار حد سے زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کے ہاتھوں میں اتنی طاقت ہی نہیں تھی کہ وہ مار گوٹ کو کوئی گزند پہنچا سکتا۔

وہ اس کے نیچے دبی اس طرح ہنس رہی تھی جیسے جو نی اسے مارنے کی بجائے اس کے گلگدی کر رہا ہو۔ وہ نہایت نازک اندازم نظر آتی تھی۔ اس کا بے داغ مرمری سراپا گویا ذرا سی رگڑ بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن درحقیقت وہ اتنی نازک اندازم بھی نہیں تھی۔ چند لمحوں بعد وہ اسے ایک طرف دھکیل کر انہ کھڑی ہوئی اور استہزا سیئے لبجھے میں بولی۔ "تمہارا ہر کام ہی پچکا نہ ہوتا ہے۔ تمہیں ڈھنگ سے کچھ بھی کرنا نہیں آتا۔ جتنی کہم جو نئے بازوں جیسے فضول اور وابیات گانے گایا کرتے تھے، اب تو تم سے وہ بھی نہیں گائے جاتے۔"

پھر اس نے کھڑی دیکھی اور اس کے لبجھے میں بیزاری آ گئی۔ "میں سونے جا رہوں، خدا حافظ اور شہبختر۔"

وہ بیدر روم میں چلی گئی اور دروازہ اس نے مغلیل کر لیا۔ جو نی، سوت کے ڈرائیکٹ روم میں پڑا رہ گیا۔ چند لمحے بعد وہ اٹھ بیٹھا اور اس نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔ اس سر مگوم رہا تھا۔ ذلت اور شکستگی کے احساس سے اس کی آنکھیں کچھ اور دھنڈ لائی جا رہی تھیں۔

نہیں کی۔ میں آپ کی بیٹی سے محبت کرتا ہوں لیکن اس کی عزت بھی مجھے عزیز ہے۔ آپ سب میری نظر میں محترم ہیں۔ میرے دل میں آپ سب کے لئے عزت بھی ہے اور اپنا بیت بھی۔ میں باعزت انداز میں آپ کی بیٹی سے شادی کرتا چاہتا ہوں۔ اور یہ کوئی غلط بات نہیں ہے۔ لیکن اگر امریکی حکومت نے جبری طور پر مجھے واپس میرے وطن لے رہی تھی۔ ان کی حیثیت جنگی قیدیوں کی سی تھی تاہم وہ کسی قید خانے یا کہپ میں نہیں تھے

..... میرے گاؤں بھیج دیا تو پھر میں کیتھرین سے شادی نہیں کر سکوں گا۔"

اس موقع پر پر نیزورین کی بیوی میاناے مدافلت کی اور ڈاٹنے کے سے انداز میں اپنے پستہ قدشوہر سے مخاطب ہوئی۔ "بے وقوفی کی باتیں چھوڑو اور اصل مسئلے کی طرف دھیان دو۔ ہمیں ایزد کو ہر حال میں امریکا میں رکھنے کا بندوبست کرنا چاہئے۔ اسے فی الحال روپوش ہونے کے لئے اپنے بھائی کے گھر لانگ آئی لینڈ بھیج دو اور اس دوران میں اس کے کاغذات بنوانے کی کوشش کرو جن کی مدد سے یہ جائز اور قانونی طریقے سے امریکا میں رہ سکے۔"

نیزورین خود سلی کا باشندہ تھا لیکن وہ برسوں سے امریکا میں مقیم تھا اور یہاں کی شہریت حاصل کر چکا تھا۔ اسے سلی میں واقع اپنے آبائی گاؤں سے کوئی ولپی نہیں تھی تاہم وہ سلی کے پرانے اور روایت پسند لوگوں میں سے تھا جن کی پہلی کوشش یہی ہوتی تھی کہ وہ اپنے بچوں کی شادیاں اپنے ہم وطنوں میں کریں۔

نیزورین کو تو ویسے بھی ایزد جیسا خوش شکل اور نوجوان داما دیسرا آن مشکل تھا کیونکہ اس کی بیٹی نہایت عامی شکل صورت کی مالک اور اچھی خاصی موٹی تھی۔ یہ کہنا بے جا نہیں تھا کہ وہ کسی حد تک بھدے پن کا شکار تھی اور مردوں کی طرح اس کی ناک کے نیچے ہلکا ساروں اسکی تھا جیسا کسی نو عمر لڑکے کی میں بھیگ رہی ہوں۔

معلوم نہیں ایزد کس طرح اس پر مہربان ہو گیا تھا۔ جن دنوں وہ بیکری کے کاموں میں ہاتھ بثارہ باتھا، نیزورین نے اسے اکثر آنکھ بچا کر اپنی بیٹی کے ساتھ انکھیلیاں اور چھیڑ چھاڑ کرتے دیکھا تھا۔ کیتھرین پوری گرمیوں سے اس کی حرکتوں کو جواب دیتی تھی۔

دوسری جنگ عظیم کے دوران امریکا میں غیر قانونی طور پر مقیم اطلاعیوں میں سے بیشتر کو پکڑ لیا گیا تھا۔ کچھ چھان میں کے بعد ان میں سے بیشتر کو پیر دل پر رہا کر دیا تھا اور ان کی صلاحیتوں کے اعتبار سے، سرکاری طور پر مختلف مقامات پر کاموں پر لگا دیا گیا تھا جن کا انہیں بہت کم معاوضہ ملتا تھا۔ ان کا کام گویا ایک طرح کی بیگار تھی جو امریکی حکومت ان سے لے رہی تھی۔ ان کی حیثیت جنگی قیدیوں کی سی تھی تاہم وہ کسی قید خانے یا کہپ میں نہیں تھے البتہ ان کے لئے اپنے کام کی جگہ پر پہنچنا ضروری تھا۔ عام خیال بھی تھا کہ اب..... جبکہ جنگ اختتام پذیر تھی..... جلدی انہیں ان کے وطن واپس بھیج دیا جائے گا۔

ایزد بھی ان دنوں اس خطرے سے دوچار تھا۔ نیزورین خونخوار نظریوں سے اسے گھور رہا تھا۔ اس وقت ان چاروں کے درمیان نہایت سنجیدہ گفتگو جاری تھی اور ایزد کو خدشت تھا کہ اس بحث میں الجھ کر وہ گورنر ز آئی لینڈ پہنچنے میں لیٹ ہو جائے گا جہاں اس کی ڈیوٹی گلی ہوئی تھی۔ کام پر پہنچنے میں لیٹ ہونا ایک سلیمانی مسئلہ تھا۔ اس کے نتیجے میں اس کی پیر دل منسون ہو سکتی تھی اور اسے قید میں ڈالا جا سکتا تھا جبکہ اس کے لئے رہی سی آزادی بھی نعمت تھی۔

"میں پوچھتا ہوں کہ تم نے میری بیٹی کو محبت کا جھانسہ دے کر اس کی عزت اور بارا نہیں کی؟" نیزورین نے خونخوار لبجے میں ایزد سے دریافت کیا۔ "تم کہیں اسے گناہ کر کوئی نشانی تو نہیں دیئے جا رہے؟ جنگ ختم ہوتے ہی امریکی حکومت تمہیں تو سلی تمہارے گاؤں واپس بھیج دے گی جہاں گندگی اور غربت کے سوا کچھ نہیں۔..... تم دھکا کھانے کے لئے وہاں چلے جاؤ گے اور میری بیٹی یہاں روئی رہ جائے گی۔"

ایزد سینے پر ہاتھ رکھ کر مسود بان انداز میں جھکتے ہوئے اور اپنی آواز کو گلوگیر بنانے کی کوشش کرتے ہوئے محروم سے لبجے میں بولا۔ "یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔..... میں نے کبھی آپ کی نوازشات اور آپ کی بیٹی کی محبت کا نا جائز فائدہ اٹھانے کے بار۔ میں مقدس کنواری کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ میں نے کوئی غلط حرکت

انداز میں مختلف رسم کا سلسلہ تمام دن ہی جاری رہنا تھا۔ معنوں کے لئے اندازہ کرنا مشکل نہیں تھا کہ یہ ایک یادگار تقریب ہو گی۔ لوگوں کے لئے یہ احساس بھی طمانتی بخش تھا کہ جنگ عظیم تقریب پاٹھم ہو چکی تھی۔ آخری معرکہ آرائی جاپانیوں سے چل رہی تھی۔ اب وہ بھی اختام پر پہنچ چلی تھی۔ لوگوں کے میئے جو فوج میں بھرتی ہو کر مختلف محاڑوں پر گئے ہوئے تھے، گھروں کو لوٹ آئے تھے۔ اب وہ صحیح طور پر کوئی خوشی منا سکتے۔ کسی تقریب سے لطف انداز ہو سکتے تھے۔ تقریب کے دوران ان کے دل و ذہن پر اس قسم کے تفکرات اور اندازوں ہو سکتے تھے۔ کہ اگئے میئے نہ جانے کن محاڑوں پر ہوں گے..... کس حال میں ہوں گے..... اور وہ زندہ بھی واپس آئیں گے یا نہیں؟ ان کے خیال میں شادی کی یہ تقریب بہت ہی اچھے موقع پر آئی تھی۔

چنانچہ اس سنیچر کو دن چڑھتے ہی بہت سے لوگ نیویارک سٹی سے لامگ آئی لینڈ کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ ان کے پاس دہن کو تھنے کے طور پر دینے کے لئے لفافے تھے جن میں ہر ایک نے حبِ حیثیت زیادہ سے زیادہ رقم رکھ کر ڈون کار لیوں سے اپنی عقیدت اور وابستگی کا اظہار کرنے کی کوشش کی تھی۔ یہ رقوم وہ کسی مجبوری کے تحت نہیں..... بلکہ حقیقت میں اپنی خوشی سے لے کر جا رہے تھے۔ وہ سب ہی کسی نہ کسی وجہ سے ڈون کے لئے اپنے دل میں عقیدت، ممنونیت اور تشكیر کے جذبات رکھتے تھے..... اور ان کے اظہار کا، ان کے خیال میں یہ ایک نہایت اچھا موقع اور نہایت اچھا طریقہ تھا۔

ان میں پیشتر لوگ وہ تھے جنہوں نے ہر مشکل گھری میں مدد کے لئے ڈون کار لیوں کے دروازے پر دستک دی تھی..... اور انہیں کبھی مایوس نہیں لوٹا پڑا تھا۔ ڈون نے کبھی ان سے کوئی جھوٹا وعدہ نہیں کیا تھا اور نہ ہی کبھی کسی کی مدد کے سلسلے میں یہ عذر پیش کرنے کی کوشش کی تھی کہ وہ اپنے سے بھی بڑی کسی طاقت کے سامنے مجبور تھا، اس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے..... یا فلاں کام، فلاں ٹھوس وجہ کی بناء پر ممکن ہی نہیں تھا۔ ڈون کار لیوں کے منہ سے کبھی کسی نے اس قسم کی بات نہیں سنی تھی۔

نیزورین کو تو اندر یہ تھا کہ اگر اس نے ان دونوں پر کمزی نظر نہ رکھی ہوتی تو اس کی بیٹی خود ایززو کی طرف مائل ہو چکی ہوتی۔

کیتھرین اس وقت رو رہی تھی۔ اس کی ماں نے جب اس کے باپ کو ڈانٹا تو کیتھرین نے امید بھری نظر وہ سے باپ کی طرف دیکھا..... لیکن جب وہ متذبذب انداز میں خاموش رہا تو کیتھرین چلا اٹھی۔ ”اگر ایززو کو سلی بھیجا گیا تو میں بھی اس کے ساتھ ہوں گی جاؤں گی اور وہیں رہوں گی۔ اگر اس کے ساتھ میری شادی نہ کی گئی تو میں اس کے ساتھ بھاگ جاؤں گی۔ اگر اسے یہاں نہ روکا گیا تو اس کے ساتھ رہنے کے لئے میں کچھ بھی کر گز روں گی۔“

نیزورین نے ناگواری سے بیٹی کی طرف دیکھا۔ اسے احساس ہوا کہ بیٹی اس کے ہاتھ سے نکل چکی تھی۔ اس پر نوجوانی کے جذبات کا غلبہ تھا۔ اس سلسلے میں صحیح سست میں قدم اٹھانا ضروری ہو گیا تھا۔ اس کے خیال میں درست اقدام یہی تھا کہ ایززو کو امریکا میں روکا جاتا اور اسے شہریت دلوانے کی کوشش کی جاتی..... یہ بہت مشکل کام تھا۔ نیزورین کے بس کی بات نہیں تھی۔ فی الحال تو یہ تقریب یا ممکن ہی تھا۔ صرف ایک شخص ایسا تھا جو نیزورین کے خیال میں اس ناممکن کام کو ممکن بنائے سکتا تھا..... اور وہ تھا گاؤڈ فادر..... ڈون کار لیوں.....!

☆.....☆.....☆

ان سب لوگوں کو ڈون کار لیوں کی بیٹی تازیہ کار لیوں کی شادی کی تقریب کے دعوت نامے ملے تھے۔ دعوت نامے نہایت خوبصورت تھے اور ان پر طلائی حروف ابھرے ہوئے تھے۔ شادی کے لئے اگست 45ء کے آخری سنیچر کا دن مقرر کیا گیا تھا۔ ڈون کار لیوں کو کہ اب لامگ آئی لینڈ پر ایک طویل و عریض محل نما مکان میں رہ رہا تھا لیکن و تمام اہم تقریبات کے موقع پر اپنے پڑو سیوں، دوستوں اور عقیدت مندوں کو مدد کرنا نہیں بھولتا تھا۔

شادی کی فیافت کا اہتمام اس محل تمام مکان میں ہی کیا گیا تھا اور جشن کے۔

محل میں مستقل..... یا پھر اس خاص موقع پر عارضی طور پر خدمات انجام دینے والوں سے بھی ڈون کا کوئی نہ کوئی پر اتنا تعلق یاد دیتی کا رشتہ تھا۔ مثلاً آج کے دن باریں در کے فرائض انجام دینے والا ڈون کا پر اتنا دوست تھا اور تقریب کے لئے تمام مشروبات کا انتظام اس نے اپنی جیب سے کیا تھا۔ یہ گویا اس کی طرف سے شادی کا تھنہ تھا۔

ویزز کے طور پر کام کرنے والے لوگ ڈون کار لیون کے بیٹوں کے دوست تھے اور اس موقع پر ڈون فیملی کی خدمت انجام دے کر خوش محسوس کر رہے تھے۔ ایک ایکٹر پر چیلے ہوئے خوبصورت اور سر بزر باغ میں بہت سی پکن ٹبلو پر طرح طرح کے جو کھانے بے ہوئے تھے وہ ڈون کی بیوی نے اپنی گمراہی میں ملازماؤں اور اپنی سہیلیوں سے پکوائے تھے۔ اس نے خود بھی ان کے ساتھ کام کیا تھا۔ باغ کی سجادوں اور آرائش دہن کی سہیلیوں نے کی تھی۔

ڈون کار لیون ہر مہان کا استقبال یکساں احترام اور گرم جوشی سے کر رہا تھا۔ کوئی امیر یا غریب..... اہم تھا یا غیر اہم..... بڑے سماجی رتبے کا حامل تھا یا کوئی معمولی کارنڈہ ڈون کار لیون سب کو یکساں انداز میں خوش آمدینے کہہ رہا تھا۔ اس کے رویے سے کسی مہمان کو اپنے بارے میں گماں بھی نہیں گز رکتا تھا کہ وہ دوسروں کے مقابلے میں کمتر تھا۔ ڈون کا رویہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا تھا۔ یہ اس کے کردار کا ایک حصہ تھا۔ وہ اس عمر میں بھی اپنے ذریعوں میں اتنا ویجہہ، پروقار اور دلکش نظر آ رہا تھا کہ اگر آنے والا کوئی مہمان اس کا صورت آشنا ہوتا تو شاید یہ سمجھتا کہ وہ دوہا ہے۔

اس کے تین بیٹوں میں سے دو اس کے ساتھ صدر دروازے پر کھڑے تھے۔ ان میں سے ایک سین میون تھا۔ پیدائش کے بعد اس کا نام تو سین میون رکھا تھا لیکن زیادہ تر لوگ اسے کنی کے نام سے جانتے تھے۔ باپ کے سو اتفیر یا کبھی اس اسے نام سے پکارتے تھے۔ ڈون کار لیون کے بچے امریکا میں ہی پیدا ہوئے تھے اور یہیں پہنچ ہے تھے۔ وہ تو اس کے رو برو بھی دلی محبت اور عقیدت سے اسے گاؤ فادر کہہ کر مخاطب کر۔

اس کے پاس مدد کی غرض سے جانے والے سائل کے لئے یہ بھی ضروری نہیں تھا کہ وہ کوئی اہم آدمی ہوتا۔ یا ڈون اس سے یہ موقع رکھتا کہ کبھی وہ بھی جواب میں اس کے کسی کام آئے گا۔ چھوٹے موٹے، معمولی اور غیر اہم آدمی بھی مدد مانگنے کے لئے ڈون کے پاس جا سکتے تھے۔ شرط صرف یہ تھی کہ ڈون سے ان کی شناسائی، دوستی یا نیاز مندی ہوتی یا وہ ڈون کے پرانے ہم طن ہوتے اور انہوں نے اس سے رابطہ اور رشتہ کسی نہ کسی صورت میں، کسی نہ کسی انداز میں برقرار رکھا ہوتا۔

ڈون ایک روایت پسند آدمی تھا۔ اگر کوئی شخص اس سے تعلق یا قرابت داری کا دعوے دار ہوتا تو ڈون کی یہ بھی خواہش ہوتی کہ وہ کسی نہ کسی انداز میں اس کا اظہار بھی جائز رکھتا۔ ایسا نہیں ہوتا چاہئے تھا کہ عام حالات میں تو کوئی ڈون سے برسوں لا تعلق رہتا، کبھی رابطہ رکھتا اور جب کوئی مشکل یا مصیبت پڑتی تو روتا ہوا اس کے پاس پہنچ جاتا۔

اس کے شناسا، دوست پرانے پڑوی یا ہم طن کبھی بھارا سے کوئی تھنہ بھجوائے رہتے تھے یا کسی اور انداز میں رابطہ رکھتے تھے اور ڈون کو یہ احساس دلاتے رہتے تھے کہ اسے بھوئے نہیں تھے۔ تو ڈون بہت خوش ہوتا تھا۔ کسی کے چھوٹے موٹے تھنے کی اس کے لئے کوئی اہمیت نہیں ہوتی تھی لیکن وہ یہ محسوس کر کے خوش ہوتا تھا کہ تھنہ سمجھنے والے اس کی ذات سے اپنی عقیدت، ممنونیت اور تعلق خاطر کا اظہار کیا ہے۔ اس کی ننگ میں اس چھوٹی چھوٹی باتوں کی بہت اہمیت تھی۔ ممنونیت، عقیدت اور تشرک کے انہی جذبات کے تحت بہت سے لوگ اسے گاؤ فادر کہتے تھے۔ اسے اپنا مرابی، سر پرست اور منہ بولایا روحانی باب قرار دیتے تھے۔

آج کا دن خود ڈون کے لئے بھی یاد گا رہا۔ آج اس کی بیٹی کی شادی تھی۔ وہ خانہ محل کے صدر دروازے پر مہماںوں کے استقبال کے لئے کھڑا اتھا۔ ان میں سے بیٹے ایسے تھے جو ڈون ہی کی کسی نوازش کی وجہ سے کامیابی کے راستے پر گامزن ہو۔ وہ تو اس کے رو برو بھی دلی محبت اور عقیدت سے اسے گاؤ فادر کہہ کر مخاطب کر۔

جاتا تھا۔ گوکہ اس وقت وہ باپ کے کاروبار میں ہاتھ بٹا رہا تھا لیکن اس کے بارے میں یہ امید نہیں رکھی جاتی تھی کہ وہ صحیح معنوں میں باپ کا جانشین یا اس کا صحیح دارث ثابت ہو سکے گا۔

ڈون کے دوسرے بیٹے کا نام فریڈریک تھا جسے پیار سے فریڈ کہا جاتا تھا۔ اکثر اطاالوی اپنے ہاں اس قسم کا بیٹا بپیدا ہونے کی دعما نگتے تھے۔ وہ آنکھیں بند کر کے باپ کے حکم پر چلنے والا، ہر حال میں اس کا فادر اور خدمت گار تھا۔ تیس سال کی عمر میں بھی وہ باپ کے ساتھ ہی رہتا تھا۔

وہ سبی جتنا دراز تھا اور خوب رہ تو نہیں تھا لیکن بہر حال جسمانی طور پر اس کی طرح مضبوط تھا اس کی صورت میں بھی کیوپڈ کی جھلک تھی تاہم اس کی آنکھوں اور چہرے کی ساخت سے سرد ہبھی جھلکتی تھی۔ وہ بھی اپنے باپ سے اختلاف نہیں کرتا تھا اور نہ ہی بھی عورتوں کے بارے میں اس کا کوئی اس کینڈل بنا تھا جس سے اس کے باپ کو شرمندگی انخانا پڑتی۔ اس کی یہ خوبیاں اپنی جگہ تھیں مگر اس میں بھی وہ طاقت، وہ خود اعتمادی اور وہ قائدان صلاحیتیں نظر نہیں آتی تھیں جو ڈون کا رلیون جیسے آدمی کی روایات اور وراثت کو کمل سنجانے کے لئے ضروری تھیں۔

ڈون کا تیرا بیٹا مائیکل کا رلیون تھا۔ وہ اس وقت اپنے باپ اور دونوں بھائیوں سے الگ تھلک، باغ کے ایک گوشے میں میز پر بیٹھا تھا لیکن وہاں بھی وہ بہت سے مہماں کی توجہ کا مرکز تھا۔ وہ ڈون کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا اور اپنے باپ کا سب سے کم فرمانبردار تھا۔ وہ اپنے بھائیوں کی طرح مضبوط اور قدرے بھاری بھر کمی شخصیت کا مالک نہیں تھا۔ اس کے بال بھی گھنے، سنہرے اور گھنگھریاں نہیں بلکہ سیدھے، سیاہ اور ریشمی تھے۔ وہ چھپرے جسم کا تھا اور بال ذرا لمبے رکھتا تھا۔ اس کی زیتونی جلد میں بلکہ زردی تھی۔ ایسی جلد اگر کسی عورت کی ہوتی تو بہت اچھی لگتی۔

مائیکل بھی ایک وجہہ نوجوان تھا لیکن اس کی شخصیت میں کچھ زنا کت تھی۔ جب

ان کے نقوش پر اطاالوی رنگ غالب تھا مگر شخصیت میں امریکی چھب بھی تھی۔ مثلاً میں نیز عرف سبی قد کا ٹھوڑا اور ہاتھ پیروں کی ساخت سے امریکی لگتا تھا۔ اس کا قد چھٹ اور جسم کسی بیل یا گھوڑے کی طرح مضبوط تھا جبکہ اس کے سنہرے بال نہایت گھنے اور گھنگھریاں تھے۔ اس کا چہرہ کسی حد تک کیوپڈ کی خیالی تصویر سے ملتا تھا۔

عورتوں کے لئے اس میں بے پناہ کشش تھی۔ وہ شادی شدہ اور تین بچوں کا باپ تھا مگر اس پر عورتوں کی نوازشات میں کوئی کمی نہیں آئی تھی اور وہ ان نوازشات سے استفادہ کرنے میں چوکتا بھی نہیں تھا۔ جن عورتوں کو اس سے واسطہ پڑتا تھا وہ اس کی بے پناہ کشش پر عرصے تک حیران رہتی تھیں۔

آج بھی پیشتر جوان ملازمائیں اور چھوٹی مولیٰ دیگر خدمات انجام دینے والی عورتوں کے لئے جاتے، موقع پا کر اسے میٹھی میٹھی نظروں سے دیکھ رہی تھیں لیکن وہ ان کی طرف سے انجان بنا ہوا تھا۔ آج وہ بہن کی شادی کے موقع پر نہایت سبجدہ اور ذمے دار اذ طرزیں کا مظاہرہ کرتا چاہتا تھا تاہم بہن کی اس وقت کی خاص خادمہ لوی پر نظر رکھتے سے باز نہیں رہا تھا اور موقع ملنے کا منتظر تھا۔

لوی بہن سے کہیں زیادہ خوبصورت اور پرکشش تھی۔ آج کچھ زیادہ ہی اہتمام سے بنی سنوری ہونے کی وجہ سے وہ اور بھی غصب ڈھاری تھی۔ وہ خوبصورت گلابی گاؤں میں تھی اور اس کے روپی سیاہ بیالوں میں بچوں کا تاج سجا ہوا تھا۔ بچھلے ایک بیٹے سے شادی کی تیاریوں اور مختلف رسوم کی ریہریل کے دوران وہ سبی سے اچھی خاصی بے تکلفی بات کرتی رہی تھی اور صبح چرچ میں شادی کی رسم کے دوران اس نے موقع پا کے چکپے سے کہا تھا بھی پکڑ لیا تھا۔

سنبی کے بارے میں عام خیال بھی تھا کہ اس میں باپ والی پیشتر خصوصیات نہیں تھیں۔ گوکہ وہ فراغد اور مستعد آدمی تھا مگر اس میں باپ جیسا حمل اور معاملہ قبھی نہیں تھی۔ غصہ اور جلد مشتعل ہو جانے والا آدمی تھا۔ اسی جلد بازی اور سندھ زانجی میں وہ غلط فیصلے ا

شروع ہوئی تو مائیکل نے باپ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنی مرضی سے اپنا نام فوج میں لکھوا دیا۔

ڈون انہی تک امریکیوں کو ایک غیر قوم ہی محسوس کرتا تھا..... اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کا سب سے چھوٹا اور سب سے لاڈلا بینا ایک غیر قوم کے محافظ کے فرائض انجام دیتے ہوئے کسی دور افتادہ مخاطب پر مارا جائے۔ ڈون نے اسے فوج میں جانے سے روکنے کے لئے خفیہ طور پر کوششیں بھی کی تھیں۔ ڈاکٹروں کو رشوت دی گئی تھی کہ وہ اسے فوج کے لئے نا اہل قرار دے دیں..... دوسرے کئی طریقے اختیار کرنے کے لئے بھی بہت رقم خرچ کی گئی تھی لیکن مائیکل کی عمر ایکس سال تھی..... یعنی قانونی طور پر وہ خود مختار تھا اور رضا کار رانہ طور پر فوج میں جانے کے لئے تیار تھا..... اس لئے اسے روکنے کی تمام ظاہری اور خفیہ کوششیں ناکام رہیں۔

فوج میں مائیکل نے کیپن کا عہدہ حاصل کیا اور کئی محاذوں پر شجاعت کے ساتھ نمایاں کارنا میں انجام دیئے۔ 44ء میں اس وقت کے امریکا کے سب سے بڑے میگزین "لائف" میں جنگی ہیر و کی حیثیت سے اس کی تصویر بھی چھپی۔ ڈون کی اپنی فیملی میں سے تو کسی کو جرأت نہیں ہوئی کہ وہ تصویر اسے دکھاتا البتہ ڈون کے ایک دوست نے اسے وہ میگزین پیش کیا۔ اس کا خیال تھا کہ ڈون اپنے بیٹے پر فخر محسوس کرے گا۔ "لائف" میں اس طرح تصویر اور کارنا میوس کا تذکرہ چھپنا بہت بڑا اعزاز تھا۔

لیکن ڈون نے یہ سب کچھ تا گواری سے..... سرسری انداز میں دیکھا اور میگزین ایک طرف ڈالتے ہوئے بولا۔ "کیا فائدہ.....؟ اس اجھت نے یہ کارنا میں غیر دوں اور اجنیوں کے لئے انجام دیئے ہیں!"

مائیکل کو جنگ میں ایک ایسا زخم بھی آیا تھا جس نے اسے تقریباً معدود کر دیا۔ 45ء میں جب اسے فوج سے ڈسچارج کر دیا گیا تو وہ بہی سمجھا کہ اسے طبی بینادوں پر سکدوں کیا گیا ہے۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ اس کے باپ نے اسے فوج سے واپس بلوانے کا بند و بست

وہ چھوٹا تھا، اس وقت تو ڈون کو یہ زناکت کسی حد تک نسوانیت محسوس ہوتی تھی اور اسے اندیشہ تھا کہ شاید اس کے بیٹے میں وہ وجہت اور مردگانی نہ ہو جو اس کے خاندان کا خاصا تھی..... لیکن جب مائیکل سال کا ہوا تو اس کے باپ کی یہ تشویش دور ہو گئی۔

اس وقت بھی مائیکل گویا اپنے اور اپنے فیملی کے درمیان کچھ فاصلہ ظاہر کرنے کے لئے سب سے ہٹ کر، الگ تھلگ بیٹھا ہوا تھا..... لیکن اکیلانہ تھا۔ اس کے ساتھ اس کی دوست..... ایک امریکی لڑکی موجود تھی جس کا نام کے ریڈ مز تھا۔ کار لیون فیملی کے جانے والوں نے اس لڑکی کے بارے میں سن تو رکھا تھا لیکن آج وہ چہل بارا سے دیکھ رہے تھے۔

مائیکل اسے ساتھ لے سب سے الگ تھلگ ضرور بیٹھا تھا لیکن اس نے بد تہذیب یا ناشائستگی کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔ اس نے "کے" کو پہلے تمام مہماں اور اپنے خاندان کے افراد سے طوادیا تھا اور اس کا تعارف بھی کر دیا تھا۔ اس کے خاندان کے افراد اس سے ذرا بھی متأثر نہیں ہوئے تھے۔ ان کے خیال میں وہ بہت نازک انعام اور بہت دلی تھی۔ اس کے چہرے سے بہت زیادہ ذہانت جھلکتی تھی..... اور مائیکل کے خاندان میں عورت کا زیادہ ذہین نظر آتا خوبی نہیں، خامی تھی۔ نہیں تو اس کا نام بھی پسند نہیں آیا تھا..... "کے".....! بھلایہ بھی کوئی نام ہوا؟

ہر مہماں محسوس کر رہا تھا کہ ڈون کار لیون اپنے اس بیٹے کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دے رہا تھا۔ دوسری جنگ عظیم شروع ہونے سے پہلے مائیکل نہیں ڈون کا سب سے چیزیتا بینا تھا اور لوگوں کا خیال تھا کہ مناسب وقت آنے پر ڈون اسے ہی اپنا جانشین قرار دے گا کیونکہ اس میں ایک خاموش ذہانت اور باپ جیسی معاملہ فہمی نظر آتی تھی۔ وہ صحیح وقت پر صحیح فیملے کرنے کا اہل نظر آتا تھا اور اس میں کوئی ایسی بات تھی کہ لوگ اس کی عزت کرنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔ اس کی یہ خوبیاں ظاہر کرتی تھیں کہ اس میں باپ کی زبردست شخصیت کی جھلک موجود تھی۔ خواہ اس کا سر اپا باپ سے مختلف نظر آتا تھا..... مگر جب دوسری جنگ عظیم

اس میں موجود نوں افراد گاڑی سے اترنے کے بجائے اپنے اپنے کوٹ کی جیب سے ایک ایک نوٹ بک اور قلم نکال کر بینٹھ گئے۔

انہوں نے وہاں موجود گاڑیوں کے نمبر نوٹ کرنے شروع کر دیئے۔ انہوں نے اپنے اس کارروائی کو خفیہ رکھنے کا بھی تکلف نہیں کیا تھا۔ سنی نے گھوم کر باپ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ”یہ لوگ یقیناً پولیس والے ہیں۔“

”ان کا تعلق ایف بی آئی سے ہے۔“ ڈون نے بے نیازی سے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”لیکن ہمیں اس سے کیا؟ سڑک تو میری ملکت نہیں ہے۔ سڑک پر کھڑے ہو کر جس کا جو دل چاہے کر سکتا ہے۔“

سنی کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ اس نے سیاہ کاروں والوں کو پیچی آواز میں گالی دی اور بولا۔ ”ان لوگوں کی نظر میں کسی کی کوئی عزت نہیں ہے۔ انہیں موقع محل کا کوئی خیال نہیں ہے۔“

پھر وہ غصیلے انداز میں لبے لبے ڈگ بھرتا سیاہ کار سک پہنچا اور ڈرائیورگ سیٹ پر موجود شخص کی طرف جھک کر کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ اس نے ایک کارڈ جیب سے نکال کر اس کے سامنے لہرایا۔ ڈون کا اندازہ ٹھیک ہی تھا۔ ان لوگوں کا تعلق ایف بی آئی سے ہی تھا۔ سنی غالباً انہیں کھری کھری سنانے کے ارادے سے گیا تھا، تاہم کارڈ دیکھ کر اس نے ارادہ ملتوی کر دیا۔

سید ہا ہو کر وہ ایک لمحے انہیں خونخوار نظر وون سے گھورتا رہا پھر اس نے نفرت سے بہ نظاہر تو سڑک پر تھوکا۔ لیکن جان بوجھ کر گردن کو اس طرح جھینکا دیا کہ تھوک گاڑی کے دروازے پر جا گرا۔ پھر وہ گھوما اور واپس گھر کی طرف چل دیا۔ اس کا خیال تھا کہ ایف بی آئی والے اس کے پیچے پیچھے آئیں گے۔ مگر وہ نہیں آئے۔ اور نہ ہی ان میں سے کوئی نہ ایک لفظ بھی کہا۔

گیٹ پر پہنچ کر سنی نے باپ سے کہا۔ ”آپ کا خیال ٹھیک ہی تھا۔“ وہ ایف بی

کیا تھا۔ گھر آ کر چند ہفتوں بعد جب وہ صحت یا بہو گیا تھا تو اس نے مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے نیو ہپشار کے ایک کالج میں داخلہ لے لیا۔ اس وجہ سے وہ ایک بار پھر باپ کا گھر چھوڑ کر چلا گیا۔ اب وہ بہن کی شادی میں شرکت کے لئے خاص طور پر آیا تھا اور اپنے ساتھ اپنی ہونے والی نیوی کو بھی لے آیا تھا تاکہ اسے خاندان کے افراد سے ملواسکے مگر کسی نے بھی اس لڑکی کو پسند نہیں کیا تھا۔

مگر کسکے کو اس بات کا احساس نہیں تھا۔ وہ بے چاری ہر ایک سے خوش خلقتی سے مل رہی تھی۔ ہر مہمان کے بارے میں مائیکل سے کریڈ کر پوچھ رہی تھی اور جھوٹی جھوٹی باتوں پر آنکھیں پھیلا کر حیران ہو رہی تھی۔ شادی کے لئے اس قدر اہتمام اور تکلفات بھی اس کے لئے گویا انوکھی بات تھی۔

پھر اس کی نظر چند افراد کی ٹولی پر پڑی جو گھر میں تیار کی گئی شراب کے ایک بیتل کے پاس کھڑے تھے۔ ان میں سے ایک تو تکفین و مدفن کا کام کرنے والا بوتا سیرا تھا۔ دوسرا ایک بیکری کا مالک نیز درین تھا۔ تیسرا کاتام کپولا اور چوتھے کا براہی تھا۔ کے ایک ذہین لڑکی تھی اور اس کی قوت مشاہدہ تیز تھی۔ اس نے محسوس کیا کہ وہ چاروں آدمی اس طرح خوش دکھائی نہیں دے رہے تھے جس طرح شادی میں شرکت کرنے والے دوسرے لوگ نظر آرہے تھے۔ اس نے اس بات کا ذکر مائیکل سے بھی کر دیا۔

”ہاں..... وہ واقعی خوش نہیں ہیں.....“ مائیکل نے مسکراتے ہوئے اس کے خیال کی تائید کی۔ ”اس وقت شادی میں شرکت تو ان چاروں کے لئے ایک ضمیمی کام ہے۔ حقیقت میں تو یہ اپنے کسی کام سے آئے ہیں۔ غالباً کوئی فریاد لے کر آئے ہیں اور تخلیے میں میرے والد سے ملاقات کے منتظر ہیں۔“

مائیکل کی بات صحیح معلوم ہوتی تھی۔ کے دیکھ رہی تھی کہ ان چاروں آدمیوں کی نظر میں ڈون کے تعاقب میں تھیں۔ مہمان آتے تو ڈون آگے بڑھ کر گیٹ پر ان کا استقبال کرتا۔ اسی دوران سڑک کے دوسری طرف سیاہ رنگ کی ایک بڑی گاڑی آ کر کی۔

ڈون کار لیون کی بیٹی کا پورا نام کو نہ تازیا تھا لیکن اختصار سے اسے صرف کوئی کہا جاتا تھا۔ وہ اپنے دلہما کا روزی کے ساتھ ایک آر است اسٹچ پر بیٹھی تھی جس کے فرش پر بہت سے چھوٹے بکھرے ہوئے تھے۔ وہ بھاری بھر کم عروی لباس میں تھی۔ اس کے ساتھ دو اور نوجوان لڑکیاں بھی تقریباً دہن ہی کی طرح تیار ہو کر پیچھے بیٹھی تھیں۔

سب کچھ قدیم، روایتی، اطابلوی انداز میں ہو رہا تھا۔ کوئی کور دوایتی طور طریقے زیادہ پسند نہیں تھے لیکن باپ کی خوشی کی خاطر وہ خاموش رہی تھی اور اس نے سب کچھ اسی طرح ہونے دیا تھا جس طرح ڈون چاہتا تھا کیونکہ ڈون نے بھی اپنے ہونے والے داماد رزی کو برداشت ہی کیا تھا ڈون کو وہ نوجوان پسند نہیں آیا تھا لیکن وہ کوئی کو پسند تھا اور باپ نے بیٹی کی پسند کے سامنے سر جھکا دیا تھا۔

رزی کا باپ سلی کا اور ماں نارتھ اٹلی کی تھی جس سے اسے سنبھالے بال اور نیلی آنکھیں ورثے میں لٹی تھیں۔ اس کے والد نویڈا میں رہتے تھے لیکن رزی نے کچھ عرصہ پہلے وہ ریاست چھوڑ دی تھی۔ یہ کہنا زیادہ درست تھا کہ وہ وہاں سے بھاگ آیا تھا کیونکہ وہاں پولیس کے ساتھ اس کا کچھ مسئلہ ہو گیا تھا۔

وہ نیو یارک آیا تو یہاں اس کی ملاقات سنی سے ہوئی اور اسی کے توسط سے وہ اس کی بہن سے بھی مل لیا۔ جس کے ساتھ آخر اس کی شادی کی نوبت آگئی۔ ڈون نے اڑتی اڑتی خبر سن لی تھی کہ وہ نویڈا میں کسی سلسلے میں پولیس کو مطلوب تھا۔ ڈون نے بیٹی کی شادی اس کے ساتھ کرنے سے پہلے اس معاملے کی صحیح معلومات کرانے کے لئے اپنے قابل اعتماد آدمیوں کو نویڈا بھیجا جنہوں نے آکر پورٹ دی کہ نویڈا میں رزی کسی تکمیل میں پولیس کو مطلوب نہیں تھا۔

بات بس اتنی تھی کہ ایک بار اس کے پاس سے ایک غیر قانونی پسول بر آمد ہوا تھا۔ وہ خانات پر رہا تھا مگر فرار ہو کر نیو یارک آگیا تھا۔ یہ حرکت جرم سے زیادہ تکمیل تھی تاہم اتنی تکمیل بھی نہیں تھی کہ اس پر تشویش میں جلتا ہوا جاتا۔ نوجوان اس حکم کی حرکتیں کرتے ہی

آئی والے ہیں.....

ڈون مر بیان انداز میں مسکرا دیا گویا اسے اس تصدیق کی ضرورت نہیں تھی۔ سنی بولا۔ ”وہ خبیث ہمارے ہاں آنے والی ہر گاؤں کا نمبر نوٹ کر رہے ہیں۔“

ڈون نے اب بھی مر بیان انداز میں مسکرانے پر ہی اکتفا کیا۔ اس نے بیٹے کو نیس بتایا کہ تو اپنے ذرائع سے پہلے ہی اطلاع مل چکی تھی کہ اس موقع پر ایف بی آئی والے آئیں گے اور یہی کام کریں گے۔ چنانچہ اس نے اپنے تمام قریبی جانے والوں کو پیغام بھجوایا تھا کہ شادی میں شرکت کے لئے وہ اپنی گاؤں میں نہ آئیں بلکہ ادھر ادھر سے گاؤں کا انتظام کر لیں۔

اسے اپنے بیٹے سنی کی طرف سے یوں غصے کا اظہار اچھا نہیں لگا تھا۔ ڈون اس انداز میں کسی بھی معاملے میں اپنار عمل ظاہر کرنے والا آدمی نہیں تھا۔ لیکن اس کے خیال میں سنی کی اس حرکت کا ایک فائدہ بھی ہوا تھا۔ اس کے انداز سے ایف بی آئی والوں کو یقین ہو گیا ہو گا کہ ان کی آمد ڈون فیملی کے لئے غیر متوقع تھی۔ اس لئے انہوں نے کوئی احتیاطی تدبیر نہیں کی ہو گی۔

ڈون کار لیون طاقتور ترین دشمن سے انتقام لینے کے لئے بھی اپنے صبر و ضبط اور تحمل کو برقرار رکھنے کا قابل تھا۔ اس لئے وہ اس وقت بھی غصے میں نہیں تھا۔ اسی دوران پہنچنے نے طربیہ موسیقی کی دھن چھیڑ دی۔ تمام مہماں آپکے تھے۔ کھانا شروع ہو رہا تھا۔ ڈون نے اپنے دونوں بیٹوں کو اپنے ساتھ اندر چلنے کا اشارہ کیا اور وہ باغ کی طرف چل دیئے جہاں کھانے کی میزیں بھی ہوئی تھیں۔

مہماںوں کی تعداد سینکڑوں میں تھی۔ ان میں سے کچھ، ایک طرف بنے ہوئے چوبی فرش پر ڈالس کر رہے تھے اور کچھ کھانے کے لئے لمبی لمبی میزوں پر بیٹھے چکے تھے جنہیں انواع و اقسام کے کھانے اور مشرب باتیں بجے ہوئے تھے۔ باغ میں جشن کا سامان تھا۔ فہریں میں موسیقی کی لہریں بکھر رہی تھیں۔

پر کی طرف دیکھ لیتا تھا۔ اس کا نام پالی گئھو تھا۔ وہ عمدہ سوت میں ملبوس تھا اور اس کا چہرہ کسی حد تک نیوں لے جیسا تھا۔ اس کے بال سلیقے سے جھے ہوئے تھے۔ وہ عادت سے مجبور ہو کر پر کی طرف لچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا اور اسے پار کرنے کے خواب دیکھ رہا تھا۔ ورنہ اسے معلوم تھا کہ اس قسم کی حرکت کرنا ایسا ہی تھا جیسے کسی نبہت آدمی کا شیر کے منہ سے نوالا چھیننا۔ لیکن خواب دیکھنے پر بہر حال کوئی پابندی نہیں تھی۔

کبھی کبھی وہ اپنے باس پیٹر میز اکی طرف بھی دیکھ لیتا تھا جو ڈانگ فلور پر کئی لڑکوں کے ساتھ باری باری ڈالس کر رہا تھا۔ میز ایک دراز قد اور نہایت مضبوط جسم کا آدمی تھا۔ اکثر لڑکوں کے سر اس کے سینے تک بھی نہیں پہنچ پاتے تھے اور وہ اس کے سامنے بالکل گڑیوں جیسی لگتی تھیں۔ وہ اس قسم کے لوگوں میں سے تھا جسے آتے دیکھ کر لوگ خود ہی راستہ چھوڑ دیتے ہیں۔ میز اور گھلو دنوں ڈون کے خاص کارندے تھے۔

آخر کار میز اتھک کر ایک کری پڑھیر ہو گیا تو گھلو جلدی سے آگے بڑھ کر ایک ریشمی روپ مال سے اس کی پیشانی سے پسند پوچھنے لگا۔ میز اتیزی سے بولا۔ ”ان خرے سے اضطراب جھلتا تھا لیکن آج شادی کی خوشی سے تمہاتے چہرے اور دہن کے لباس میں وہ کسی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی اور وہ آنکھوں میں رزی پر قربان ہوئی جا رہی تھی۔“

گھلو اس کا حکم سننے ہی مہماںوں کے ہجوم میں کہیں غائب ہو گیا۔

اسی دوران نیوں تا می ایک نوجوان نے مینڈولین اٹھا کر بجانا شروع کر دیا۔ وہ تر گل میں تھا۔ مینڈولین کی دھن پر اس نے ایک خاص بے تکلفانہ قسم کا محبت بھرا گیت بھی لڑکڑا تی آواز میں گانا شروع کر دیا۔ مہماں اس کا ساتھ دینے لگے۔ عورتیں خوشی سے جی رہی تھیں، لفڑی گارہی تھیں جن میں ڈون کی بیوی بھی شامل تھی۔

ڈون کو اس انداز کی ہنگامہ خیزی پسند نہیں تھی لیکن وہ مہماںوں کی خوشی اور تفریخ میں رکاوٹ بھی نہیں بننا چاہتا تھا۔ وہ خاموشی سے اندر کی طرف چل دیا۔ باپ کو اندر جاتے

رہتے تھے۔ یہ ایسا معاملہ تھا جس کا ریکارڈ آسانی سے صاف کرایا جاسکتا تھا۔ ڈون نہیں چاہتا تھا کہ اس کے خاندان کے کسی فرد..... اور خصوصاً اس کے ہونے والے داماد کا پولیس میں کوئی ریکارڈ موجود ہو۔

ڈون کے جو آدمی نویڈا گئے تھے، وہ رہی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے علاوہ یہ خبر بھی لائے تھے کہ اس ریاست میں کچھ مخصوص شرائط پوری کرنے کے بعد قانونی طور پر جو اخانے کھونے کی اجازت تھی۔ وہاں بہت بڑے بڑے کسینو موجود تھے جو نائنٹ کلب کے طور پر بھی چل رہے تھے اور ان کا کچھ حصہ قمار بازی کے لئے بھی مخصوص تھا۔ ڈون نے یہ خبر دلچسپی سے سنی تھی کیونکہ اسے ایسے ہر کام سے دلچسپی تھی جس میں زیادہ قانونی خطرات کے بغیر زیادہ سے زیادہ لفظ منافع کمایا جاسکے۔

کوئی معمولی شکل صورت کی لڑکی تھی۔ بیشمی سے اس میں اپنے والدین اور بھائیوں کی وجہت کی کوئی جھلک نہیں تھی۔ وہ دبلي پتلی سی تھی اور اس کی حرکات و سکنات سے اضطراب جھلتا تھا لیکن آج شادی کی خوشی سے تمہاتے چہرے اور دہن کے لباس میں وہ کسی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی اور وہ آنکھوں میں رزی پر قربان ہوئی جا رہی تھی۔

دولہارزی کرتی جسم کا مالک تھا۔ نویڈا میں اس نے نوجوانی میں مزدوروں کی طرح سخت مشقت کے کام بھی کئے تھے لیکن اس کے خیال میں اب اس کی قسم سنور گئی تھی۔ وہ ایک ایسے خاندان میں شادی کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا جو اپنے رکھ رکھا اور طور طریق میں شاہی خاندان سے کم نہیں تھا۔ اسے اپنی دہن کی والہانہ نظروں سے کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی۔ وہ تو اس کے کندھے پر لٹکے ہوئے بڑے سے پر اس کو دیکھ رہا تھا جس میں مہماںوں کے دیئے ہوئے نوٹوں کے لفافے بھرنے ہوئے تھے۔ وہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس پر اس میں کتنی رقم جمع ہو چکی ہو گی؟..... اور یہ تو محض ابتدا تھی!

مہماںوں میں ایک اور شخص بھی کبھی کبھی کن انکھیوں اور لچائی ہوئی نظروں سے اس

کھڑکی کے قریب بیٹھے بیٹھے اس نے ڈون کو بھی اندر آتے دیکھا۔ پھر سنی کو لوی کے کان میں سرگوشی کرتے اور انہیں یکے بعد دیگرے مکان میں غائب ہوتے بھی دیکھا تھا۔ یہ دیکھ کر وہ دانت پیس کر رہا گیا تھا کہ سنی کہیں بھی واڈا گانے سے باز نہیں رہتا تھا۔ پہلے اس نے سوچا کہ ڈون کو اس معاملے کی خبر کر دے۔ لیکن پھر اس نے زبان بند رکھنے میں ہی مصلحت سمجھی۔

ڈون کو اندر آتے دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ اس سے ملنے بھی آئے گا اور آج خواہ اس کی بیٹی کی شادی تھی۔ لیکن وہ کچھ نہ کچھ معاملات ضرور نہیں کرے گا، جس کا مطلب یہ تھا کہ سنیکن کو بھی کچھ نہ کچھ کام کرنا ہو گا۔ اس نے گھری سانس لی اور ریو الونگ چیزیں کو میز کی طرف گھمایا۔ اس نے میز پر سے چند افراد کے ناموں کی فہرست اٹھائی۔ ہاتھ سے لکھے گئے یہ نام ان افراد کے تھے جنہیں آج تک لیے میں ڈون کا ریلوں سے ملاقات کی اجازت تھی۔

جب ڈون کرے میں داخل ہوا تو سنیکن نے اٹھ کر وہ فہرست اسے پیش کر دی۔ ڈون نے فہرست پر نظر ڈالی اور ایشات میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔ ”بونا سیرا کا نام فہرست کے آخر میں کر دو۔“

سنیکن نے فہرست میں بونا سیرا کا نمبر تبدیل کیا پھر میرس کا دروازہ کھول کر باغ میں اس طرف چلا گیا جہاں ملاقات کے خواہشندوں کی نوی کھڑی تھی۔ اس نے گئے ہوئے جسم کے پست قدم نیزورین کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔

بیکری کا مالک نیزورین جب سنیکن کے ساتھ کرے میں داخل ہوا تو ڈون کا ریلوں نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا اور اس سے لگے ملا۔ اٹلی میں وہ دونوں بچپن میں ساتھ کھلیے تھے اور جب سے نیزورین، نیویاک میں بیکری چلا رہا تھا تب سے وہ ہر خاص موقع اور تھوڑاں پر، خاص طور پر تیار کیا گیا ایک بڑا سا ایک ڈون کے گھر بھجوانا نہیں بھوت تھا۔ آج وہ پہلی بار کسی کام سے ڈون کے گھر آیا تھا۔

دیکھ کر سنی جلدی سے ڈہن کے عقب میں اس کی میڈ کے طور پر بن سنور کر بیٹھی ہوئی لوی۔ سنی نے پہلے یہ دیکھ لیا تھا کہ اس کی بیوی وہاں موجود تو نہیں تھی۔ وہ کہنے مصروف تھی۔

سنی نے لوی کے کان میں سرگوشی میں کچھ کہا اور وہ اٹھ کر مکان کے اندر ونی؟ کی طرف چل دی۔ سنی نے اس وقت تک انتظار کیا۔ جب تک وہ اندر ونی دروازے

عقب میں غائب نہیں ہوئی ہوگی۔ پھر وہ بھی اٹھ کر اسی طرف چل دیا لیکن راستے میں اور ہر کروہ بعض مہمانوں سے تھوڑی بہت بات چیت کرتا جا رہا تھا۔ وہ یہ ظاہر کرنے پوری پوری کوشش کر رہا تھا کہ وہ لوی کے تعاقب میں نہیں جا رہا۔ گوک وہاں اس بات کسی کو پرواہ بھی نہیں تھی۔ چند لمحے بعد وہ دونوں اوپر کے ایک کرے میں سمجھا تھا اور مرد سانسوں کے درمیان اس خلوٹ سے پورا پورا استفادہ کر رہے تھے۔

اس دوران چلی منزل کے ایک کرے کی کھڑکی کے شیشے سے ٹائمیکن شادی

تقریب کا نظارہ کر رہا تھا۔ وہ ڈون کا وکیل تھا اور یہ کہہ اس کے دفتر کے طور استعمال ہوتا تھا۔ اس میں اوپنی اونچی دیوار کیر الماریوں میں، شیشے کے دروازوں کے پر قانون کی موٹی موٹی کتابیں بھری دکھائی دے رہی تھیں۔ یہ کہہ ڈون کا ریلوں کے کمر سے متصل تھا۔ اس طرح ڈون کو آسانی رہتی تھی۔ وہ جب چاہتا کسی بھی خاص اور فوجی نویت کے مسئلے پر نام سنیکن سے تبادلہ خیال کرنے آ جاتا تھا۔

ڈون کا قانونی مشیر ہوتا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ ”ڈون فیملی“ کے نظام کا رہا بار میں یہ اہم ترین عبده تھا۔ اس سے پہلے جس شخص نے برسوں تک ڈون کے اس حیثیت سے خدمات انجام دی تھیں وہ اب کینسر کے باعث بستر مرگ پر تھا۔ اریب یہاری کے بعد سے سنیکن کو یہ حیثیت حاصل ہو چکی تھی۔ اس نے اور ڈون نے اسی کمر میں آئنے سامنے بیٹھ کر بہت سے کاروباری مسائل کی مکھیاں سمجھائی تھیں۔ ”فیملی“ کے مطالعات پر سر جوڑ کر غور و خوض کیا تھا۔

”بس..... تو پھر تم بے فکر ہو جاؤ۔ میرا کوئی آدمی بیکری پر آکر تم سے ملے گا۔ رق بھی لے لے گا اور تمہیں بتا دیگا کہ اس سلسلے میں کیا کاغذی کارروائی کرنی ہے۔ او کے؟“ نیزورین نے تشكیر اور ممنونیت سے اس کا ہاتھ چو ما اور رخصت ہو گیا۔ اس کے جانے کے بعد یگن ڈولنی سے مخاطب ہوا۔ نیزورین کے لئے یہ سرمایہ کاری بری نہیں رہے گی دو ہزار ڈالر میں اسے داماد اور عمر بھر کے لئے بیکری پر ایک کارگن مل جائے گا.....“

ایک لمحے کے توقف کے بعد ڈون پر خیال لمحہ میں بولا۔ ”میں سوچ رہا ہوں کہ یہ کام اپنے کسی آدمی کے پر دکروں؟“

اس سے پہلے یگن کوئی جواب دیتا، ڈون خود ہی بولا۔ ”وہ جو دوسرے علاقے میں یہودی رہتا ہے..... اس کے ذمے یہ کام لگاؤ..... اور ہاں..... اس بار کا گنگریں میں لیوں کے بجائے فرش کو آزماء کر دیکھو۔ اب جنگ ختم ہوئی ہے تو ہمارے پاس اس قسم کے غیر قانونی تاریکین وطن کے بہت سے کیسرا آئیں گے۔ ہمیں ایسا کا گنگریں میں تلاش کرنا ہو گا جو موقع دیکھتے ہیں اپنا معاوضہ نہ بڑھادے.....“

☆.....☆

یگن نے ایک پیڈ پر یہ اہم نکات نوٹ کئے، پھر فہرست کے مطابق دوسرے ملائقاتی کو بلانے چلا گیا۔ اس بار اس کے ساتھ اندر آئنے والے آدمی کا نام کپولا تھا۔ اس کے باپ کے ساتھ ڈون نے اپنی نوجوانی کے زمانے میں ریلوے یارڈ میں کام کیا تھا۔ کپولا کو ہیز اگی دکان کھولنے کے لئے پانچ سو ڈالر کی ضرورت تھی اور اسے کہیں سے قرض نہیں مل رہا تھا۔

ڈون نے جیب میں ہاتھ ڈال کر نوٹ نکالے لیکن وہ کل چار سو ڈال تھے۔ اس نے دانت بھینچ کر گھری سانس لی اور یگن سے مخاطب ہوا۔ ”ذر اس سو ڈال کا دھار تو دینا..... پھر کوئی مل جاؤں گا تو وہ اپس دے دوں گا.....“

”کوئی بات نہیں..... چار سو ڈال سے بھی کام چل جائے گا۔“ سائل جلدی سے

ڈون نے اسے مشروب کا ایک گلاں اور اعلیٰ درجے کا ایک سگار پیش کیا خیر و عافیت دریافت کرنے کے دوران وہ محبت اور پناہیت سے نیزورین کا کندھا تھپٹھپا رہا۔ اسے معلوم تھا کہ کسی شریف، باعزت اور انداپست آدمی کے لئے کسی کے سامنے اپنے مجبوری، ضرورت یا مسئلہ بیان کرنا آسان کام نہیں تھا۔ وہ نیزورین میں گویا اپنا مسئلہ بیان کرنے کی جرأت پیدا کر رہا تھا۔ اصل بات کے لئے ماحول بنا رہا تھا۔

آخر نیزورین نے اپنا مسئلہ بیان کر دیا کہ کس طرح اس کی بیٹی ایزود شادی کرنے کے لئے بضدھی..... جبکہ ایزود امریکا میں غیر قانونی طور پر مقیم تھا۔ خطرہ کہ اسے جلد ہی اٹلی واپس بھجوادیا جائے گا اور اس کی بیٹی کی تھرین شاید اس صدمے سے جائے گی۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے سلسلے میں ڈون کا ریلوں اس کی آخری امید تھا۔ وہ دونوں اٹھ کر کرے میں شہلے ہوئے یہ بات چیت کر رہتے تھے۔ ڈون بازو دوستانہ انداز میں نیزورین کے کندھوں پر نکلا ہوا تھا اور وہ وقہ و قہ سے تھیں اسی ہمدردانہ انداز میں سر پلار رہا تھا۔

نیزورین نے بات ختم کی تو ڈون نے مکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا کہا۔ ”اپنی اس پریشانی کو بھول جاؤ۔ ایزود کو یہاں کی شہریت مل جائے گی..... خواہاں۔ لئے مجھے کا گنگریں میں خصوصی مل ہی پاس کرنا پڑے۔ میں کا گنگریں کے ایک ایسے بھی جانتا ہوں جو آسانی سے مل پیش کر دے گا اور کا گنگریں کی اکثریت اسے منظور بھی کر سکیں۔ کیونکہ یہ لوگ اسی طرح ایک دوسرے کے مسئلے حل کرتے ہیں۔ بس، کا گنگریں۔ اس مبکری خدمت میں دو ہزار ڈال کا نذرانہ پیش کرنا پڑے گا۔ اگر تمہارے لئے دو ہزار ڈال کا بند و بست کرنا مشکل ہو تو وہ بھی میں اپنی جیب سے دے دوں گا۔“

”نہیں..... نہیں..... اسی کوئی بات نہیں۔“ نیزورین جلدی سے بولا۔ ”وہ ڈال کوئی مسئلہ نہیں ہیں۔ میری تو یہ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کام ہو گا کیسے؟“ خوشی سے کی حالت عجیب تھی۔

چاہتا تھا تاکہ اسے کبھی اچاک کسی قسم کا دھپکا نہ لگے..... لیکن اسے لگ رہا تھا کہ کے نے حقیقت کو کسی نہ کسی حد تک محسوس کر لیا تھا۔

وہ ایک ڈین لڑکی تھی۔ اس نے غالباً یہ رائے قائم کی تھی کہ ڈون کا سارا ہی بزنس کچھ اتنا زیادہ شریفانہ، معزز زانہ، اور اخلاقی حدود و قو德 کے اندر نہیں تھا۔ کہیں نہ کہیں، کچھ نہ کچھ نہ خوشنگوار پہلو موجود تھے۔ آخر مائیکل نے فیصلہ کیا کہ کوآہی ملکی اور زمی کے ساتھ مناسب حد تک..... حقائق سے روشناس کرنا ہی بہتر تھا۔ بہت کھلے اور واضح انداز میں نہیں..... لیکن بہم اور ذرا ڈھکے چھپے انداز میں یہ کام کرنا ضروری تھا۔

اس نے براہی کے بارے میں "کے" کو بتایا۔ "نہ ہے کہ مشرقی علاقے کے اندر دریا میں یہ شخص دہشت کی علامت ہے۔ یہ کسی کی بھی مدد کے بغیر کسی کو اس طرح قتل کر سکتا ہے کہ پولیس یا ایف بی آئی کبھی حقیقت کا سراغ نہیں پاسکتی اور کوئی ایسا نکتہ تلاش نہیں کر سکتی جس کی بناء پر وہ اس پر ہاتھ ڈال سکے۔"

پھر مائیکل کے چہرے پر قدرے ناگواری ابھر آئی اور ایک لمحے کے توقف کے بعد وہ ذرا تاپنديگی سے بولا۔ "یہ شخص کسی حد تک میرے والد کا دوست ہے۔"

مائیکل نے سر اٹھا کر کے طرف دیکھا۔ "کے" کی آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں۔ وہ گویا بے یقین سے بولی۔ "کہیں تم مجھے یہ بتانے کی کوشش تو نہیں کر رہے کہ یہ آدمی تمہارے والد کے لئے کام کرتا ہے؟"

مائیکل نے دل ہی دل میں مصلحت پنڈی پر لعنت بھیجی اور کافی حد تک کھل کر بات کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ بولا۔ "تقریباً پندرہ سال پہلے کچھ لوگوں نے میرے والد کے، تیل کی ایمپورٹ کے کاروبار پر قبضہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ میرے والد اٹلی سے زیتون کا تیل ایمپورٹ کرنے والے سب سے بڑے ایمپورٹر ہیں۔ جو لوگ ان کے کاروبار پر قبضہ کرتا چاہتے تھے، انہوں نے انہیں قتل کرنے کی کوشش کی تھی اور یوں سمجھو کر وہ اپنے مقصد میں تقریباً کامیاب ہی ہو گئے تھے۔ اس وقت براہی ان سے غمینے کے لئے لکھا تھا..... نہ ہے

بولا۔ "جب تم نے پانچ سو ڈال رامانگے ہیں تو پانچ سو ڈال رہی میں گے۔" ڈون نے فیصلہ کن انداز میں کہا پھر اس کا لہجہ مغدرت خواہانہ ہو گیا۔ "در اصل شادی کی تیاریوں کے چکر میں میری جیب میں نقدر قم نہیں رہی۔"

ہیگن نے اپنی جیب سے سو ڈال رنکال کر ڈون کی طرف بڑھا دیئے۔ اسے ڈون کا اصول معلوم تھا کہ ذاتی طور پر وہ رقم کے معاملے میں کسی پر احسان کرتا تھا تو اپنی جیب سے نقدر قم نکال کر دیتا تھا۔ چیک وغیرہ نہیں لکھتا تھا..... اور نہ ہی اس رقم کا کہیں اندر اراج ہوتا تھا۔ کپولا جسے آدمی کے لئے یقیناً یہ ایک بہت بڑا اعزاز تھا کہ ڈون جیسی شخصیت اسے قرض کروڑ پتی بھلا کسی چھوٹے آدمی کے کام آنے کے لئے اتنی زحمت کر سکتے تھے؟

کپولا کے جانے کے بعد ہیگن بولا۔ "لوگ براہی کا نام فہرست میں نہیں ہے لیکن وہ بھی تخلیے میں آپ سے ملتا چاہتا ہے۔ شاید وہ خاص طور پر صرف اس بات کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہے کہ آپ نے اسے شادی میں مدد کیا۔ اسے اس کی امید نہیں تھی۔"

ڈون کے چہرے پر ہلکی ناگواری ابھری جسے وہ محض اس مقصد کے لئے براہی سے ملنا ضروری نہ سمجھتا ہو..... لیکن پھر وہ گھبری سانس لے کر بولا۔ "چلو..... خیر..... بلا لو اسے بھی....."

باہر باغ میں مائیکل کی ملگیت کے دور سے ہی براہی کو دیکھ کر حیران ہو رہی تھی کیونکہ وہ چہرے سے ہی ایک خطرناک اور خونخوار آدمی نظر آتا تھا۔ وہ مائیکل سے اس کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔

مائیکل حقیقت میں کے کوای مقصد کے لئے ساتھ لایا تھا کہ وہ اسے دھیرے دھیرے اپنے باپ کی اصل حیثیت اور "فیلی" کے بارے میں حقائق کو قبول کرنے کے لئے ہنی طور پر تیار کر سکے۔ وہ اس کے ذہن میں اپنے باپ اور "فیلی" کا قدرے بہتر تصور بخانا

”نہ جانے وہ کیا کہانی ہو گی!“

برائی درمیانے قد... مگر مضبوط جسم کا ایک ایسا آدمی تھا جس کی طرف غور سے دیکھنے پر اچھے بھلے دلیر انسان کے جسم میں بھی پھر بیاں سی دوڑنے لگتی تھیں۔ اسکے سلے ٹکے ہونٹ سفا کا نہ انداز میں بھنچنے رہتے تھے اور اس کی آنکھوں سے موت کی سردمبری جھلکتی تھی۔ اندرورلڈ کے لوگ بھی اس سے خوف کھاتے تھے لیکن ڈون کار لیون کا وہ بے حد و فواد رہتا۔ ڈون سے اس کی یہ وفاداری مثالی تھی اور ڈون کی سلطنت کے ڈھانچے میں وہ ایک اہم ستون تھا۔ لوگوں کا خیال کہ اس طرح کے کرواراب بہت کیا ب تھے۔

برائی دنیا میں کسی سے نہیں ڈرتا تھا البتہ اس نے اپنی مرضی سے گویا خود کو ڈون سے ڈرنے اور اس کی عزت کرنے کا پابند بنا رکھا تھا۔ وہیکن کے ساتھ اس کے کرے میں داخل ہوا تو ڈون کو سامنے پا کر اس کا انداز نہایت مسود بانہ ہو گیا۔ اس نے پہلے ڈون کو بیٹھی کی شادی کی مبارکباد دی پھر دعا کی کہ اس کی بیٹھی کے ہاں پہلی اولاد لڑکا ہو۔ اس کے بعد اس نے مونا سا ایک لفافہ نکال کر ڈون کی خدمت میں پیش کیا۔

تب یہیکن سمجھ گیا کہ برائی کیوں خاص طور پر ڈون سے تہائی میں مل کر اسے بیٹھی کی شادی کی مبارکباد دینا چاہتا تھا۔ دراصل اس نے اندازے لگا کر اپنی دانست میں تمام مہماںوں سے زیادہ رقم تھنخے کے طور پر پیش کرنا تھی۔ اس رقم کا لفافہ وہ برائی راست ڈون ہی کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا تھا۔ ڈون نے وہ لفافہ ایک شاہانہ تمکنت کے ساتھ قبول کر لیا اور اس کے چہرے پر خفیہ سی مسکراہٹ آگئی۔ برائی کا سر گویا فخر سے بلند ہو گیا۔ اس کے چہرے کی خشونت اور خونخواری اس لمحے کم ہو گئی۔ اس نے جھک کر نہایت احترام سے ڈون کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور دروازے کی طرف چل دیا۔ یہیکن اس کے لئے دروازہ کھولے کھڑا تھا۔

اس کے جانے کے بعد ڈون نے طمانتی کی گھبری سانس لی اور اس کے خیال میں برائی ڈانٹا مائیٹ کی طرح تھا اور اسے احتیاط سے پینڈل کرنے کی ضرورت تھی تاہم اس

اس نے دو ہفتوں کے اندر اندر چھاؤ دیموں کو قتل کر ڈالا تھا جس کے بعد وہ لڑائی ختم ہو گئی تھی جسے اندرورلڈ کی اصطلاح میں ”اویو آئل وار“ کہا جاتا تھا۔ مائیکل نے یہ کہتے ہوئے اس انداز میں مسکرانے کی کوشش کی جیسے اس نے کوئی لطیفہ سنایا تھا۔

”کیا گروہ بازوں نے تمہارے والد کو گولی مار دی تھی؟“ کے نے دریافت کیا۔ ”ہاں..... لیکن یہ پندرہ سال پہلے کی باتیں ہیں۔“ تب سے اب تک حالات بالکل پر سکون ہیں..... اس نے گویا کے کوئی تسلی دی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں اس نے کس کو ضرورت سے زیادہ تو نہیں بتا دیا؟..... اور نیہ بات ان کے باہمی تعلق کے لئے نقصان دہ تو ثابت نہیں ہو گی؟

”تم اصل میں مجھے ڈرانے کی کوشش کر رہے ہو۔“ کے نے مسکراتے ہوئے ہوئے سے اس کی پسلیوں میں کہنی ماری۔ ”تم چاہتے ہو کہ میں تم سے شادی سے انکار کر دوں۔“ مائیکل تھل سے مسکرا یا اور بولا۔ ”نہیں، میں چاہتا ہوں کہ تم شادی سے پہلے ان باتوں کے بارے میں سوچ لو..... غور کر لو۔“

”کیا اس نے واقعی چھاؤ دیموں کو قتل کیا تھا؟“ کے نے برائی کی طرف دیکھتے ہوئے بے یقینی سے پوچھا۔

”خبرات نے تو یہی لکھا تھا..... لیکن کوئی بھی اس بات کو ثابت نہیں کر سکا تھا۔“ مائیکل نے کہا۔ ”اس کے بارے میں اس سے بھی زیادہ خوفناک ایک کہانی اور بھی ہے..... لیکن وہ اخبارات میں نہیں آسکی۔ میرے والد اس کے بارے میں زبان نہیں کھولتے ڈیٹی کا وکیل ٹانٹیکن اس کہانی سے واقف ہے لیکن وہ بھی مجھے کچھ نہیں بتاتا۔ ایک بار میں نے اس سے پوچھا تھا کہ کس عمر میں تم مجھے اس قابل سمجھو گئے کہ وہ کہانی سناسکو.....؟ تو اس نے جواب دیا کہ جب تم سوال کے ہو جاؤ گے۔“

یہ کہہ کر مائیکل نے شہنشہی سانس لی اور گلاش سے شرودب کی چسکی لے کر بولا۔

بننے کا شوق تھا۔ پھر اس کی شادی بھی ہو گئی۔ اب یہ میرے والد کا وکیل ہے۔“
”حرت ہے!“ کے نے ایک بار پھر آنکھیں پھیلائیں۔ ”یہ تو بالکل فلموں اور

قصے کہانیوں جیسا واقعہ ہے۔ تمہارے والد یقیناً بہت رحم دل انسان ہیں جو انہوں نے ایک
یتیم اور لاوارث لڑکے کو گود لیا اور اتنے اچھے طریقے سے پرورش کی۔ جبکہ ان کے اپنے
بھی کئی بچے تھے۔“

”انہوں نے اسے گوئیں لیا تھا۔ ایڈاپٹ نہیں کیا تھا۔“ مائیکل نے گویا اس کی
غلط بھنی دوڑکی۔ ”بس اس نے ہمارے ہاں پرورش پائی ہے۔۔۔ اور اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ
میرے والد کے اپنے بھی کئی بچے تھے۔ ہم صرف چار بہن بھائی ہیں اور اطالویوں کے ہاں
چار بچوں کو زیادہ نہیں سمجھا جاتا۔ اسے ایڈاپٹ نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ میرے والد کے خیال
میں کسی بھی بچے کو اس کے اصل والدین کے ناموں نے محروم کر کے اپنے نام کے ساتھ تھی
کہ دینا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ وہ اس کے قائل نہیں ہیں۔ ان کے خیال میں یہ اصل
والدین کی توقعیں ہے۔“

اس دوران انہوں نے دیکھا کہ تینگن کہیں سے سنی کوتلاش کر کے اپنے ساتھ اندر
لے جا رہا تھا۔ جاتے جاتے اس نے بونا سیرا کو بھی اندر آنے کا اشارہ کیا۔ بو سیرا جلدی سے
اڑھر پکا۔ یہ دیکھ کر کے کو گویا ایک اور سوال کرنے کا موقع مل گیا۔

”آج تمہاری بہن کی شادی ہے۔ آج بھی لوگ تمہارے والد کے پاس کسی نہ
کسی کام سے آئے ہوئے ہیں۔“ وہ بولی۔

”آج تو وہ خاص طور پر آئے ہیں۔ آج کا دن ان کے خیال میں عام دنوں سے
زیادہ اچھا ہے۔ نہیں معلوم ہے کہ کوئی بھی روایت پسند اطالوی اپنی بیٹی کی شادی کے دن
کسی کی درخواست روئیں کر سکتا اور کوئی بھی اطالوی اپنا کام نکالنے کا ایسا موقع ہاتھ سے
جانے نہیں دے سکتا۔“ مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اس دوران ہی لوی واپس آگئی۔ اس کا چہرہ تتمہارا ہوا تھا۔ وہ دہن کے قریب آ

کا مطلب یہ بھی نہیں تھا کہ وہ براہی سے کسی قسم کا خوف محسوس کرتا تھا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا
کہ ڈائنا مائٹ سے بھی خود کو نقصان پہنچائے بغیر اسے اپنے مقاصد کے لئے کس طرح
استعمال کیا جا سکتا تھا۔

”کیا اب صرف بونا سیرا باقی رہ گیا ہے؟“ اس نے پوچھا۔

ہیگن نے اثبات میں سر ہلا کیا تو دون ایک لمحے پر خیال انداز میں چپ رہنے کے
بعد بولا۔ ”اسے بلانے سے پہلے میں ٹینوں کو بھی یہاں بالا لو۔ میں چاہتا ہوں کہ ان باتوں
اور ان ملاقاتوں سے وہ بھی کچھ سکھے۔“

ہیگن جلدی سے مضطربانہ انداز میں باہر چلا گیا اسے اندازہ تھا کہ میں ٹینوں عرف سنی
اس وقت کسی کرے میں دہن کی سیلی کے ساتھ دادیش دے رہا ہو گا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر
یہ بات کھل جائے تو کیا ہنگامہ اٹھ کھڑ ہو، اس نے احتیاطاً پہلے اسے نظر وہی نظر وہ میں
باغ میں تلاش کیا تھا۔ لیکن وہ ہاں نہیں تھا۔ ہیگن نے اسے آدھا گھنٹہ پہلے اوپر کی منزل کی طرف
جاتے دیکھا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ بھی وہیں تھا کہونکہ لوی بھی کہیں نظر نہیں آرہی تھی۔

اس نے ٹھنڈی سانس لی اور واپس مڑ گیا۔ اس دوران مائیکل کی مسگیز کے نے
بھی اسے دیکھ لیا تھا۔ وہ اس کے بارے میں مائیکل سے پوچھنے لگی اور بولی۔ ”یہ حقیقت
میں کون ہے؟ اس سے جب میری ملاقات ہوئی تو اس نے اپنا تعارف کرنا تھے ہوئے خود کو
تمہارا بھائی کہا تھا۔۔۔ لیکن نہ تو اس کی شکل میں تم بھائیوں کی ذرا سی بھی شاہت ہے اور نہ ہی
یہ اطالوی معلوم ہوتا ہے۔“

”یہ اصل میں بارہ سال کی عمر میں ہمارے گھر میں آیا تھا اور سینیں پلاڑھا ہے۔“
مائیکل نے بتایا۔ ”اس کے والدین مر گئے تھے اور یہ لاوارثوں کی طرح گھیوں میں دھکے کھا
رہا تھا۔ نیکیشن سے اس کی ایک آنکھ خراب ہو رہی تھی۔ سنی ترس کھا کر اسے اپنے ساتھ لے
آیا تھا۔ بس۔۔۔ تب نے سینیں ہے۔ اس کا کوئی ٹھکانا تھا نہیں تھا جہاں یہ جاتا۔ یہ ہمارے
ساتھ ہی پلاڑھا۔ اس کی آنکھ کا علاج کرایا گیا۔ اسے قانون کی تعلیم دی گئی۔ اسے وکیل

آپ سے تخلیے میں بات کر سکتا ہوں؟"

"نہیں....." ڈون نے بلا اتمال گیہر لجھ میں کہا۔ "یہ دونوں میرے بازوؤں کی طرح ہیں۔ میری کوئی بات..... میرا کوئی معاملہ ان سے چھپا ہوا نہیں ہے۔ میں انہیں باہر بھج کر ان کی توہین نہیں کر سکتا۔"

بونا سیرا نے ایک لمحے کے لئے آنکھیں بند کر لیں پھر گھری سانس لے کر گویا کسی فیصلے پر پہنچتے ہوئے بولا۔ "میں امریکا میں رج بس گیا تھا اور اس ملک کو پسند بھی کرتا تھا۔ یہاں بھجھے سکون سے زندگی گزارنے کا موقع ملا اور میں نے پیسہ بھی کمایا۔ میں نے اپنی بیٹی کی پرورش امریکی انداز میں کی تھی اور اسے آزادی دے رکھی تھی تاہم اس نے بھی ایسا کوئی کام نہیں کیا جس سے میرا سرثرم سے جبک جاتا تاہم اس کا ایک بوائے فریڈ ضرور تھا جس کے ساتھ وہ باہر گھومنے پھر نے جاتی تھی۔ وہ لڑکارشتہ مانگنے کی بھی ہمارے گھر نہیں آیا....." وہ ایک لمحے کے لئے خاموش ہوا پھر گویا گفتگو کے تازک موڑ کی طرف آئے ہوئے بولا۔ "ایک روز وہ اس لڑکے کے ساتھ ڈرائیور پر گئی۔ راستے میں لڑکے نے اپنے ایک دوست کو بھی ساتھ لے لیا۔ انہوں نے کسی طرح میری بیٹی کو شراب پینے پر بھی مجبور کیا اور پھر ویرانے میں اس کی عزت لوٹنے کی کوشش کی۔ اس نے شدید مزاحمت کی تو انہوں نے مار مار کر اس کا براحال کر دیا، اس کا جڑا بھی توڑ ڈالا..... تاک بھی توڑ ڈالی۔ اس کے چہرے اور جسم پر نسل پڑ گئے۔ وہ تکلیف سے روئی تھی تو میرا دل بھی خون کے آنسو روتا تھا۔" اس کی آواز رندھ گئی۔ پھر وہ دھیرے دھیرے رونے لگا۔

ڈون نے گویا بادل ناخواستہ ہمدردی اور تاسف سے سر ہلایا۔ اس سے حوصلہ پا کر بونا سیرا شکست سے لجھ میں مزید بولا۔ "میری بیٹی میری آنکھوں کا تارہ تھی..... بہت خوبصورت تھی۔ مگر اب شاید وہ زندگی بھر کے لئے بد صورت ہو جائے۔ ان انوں پر سے اس کا اعتماد شاید ہمیشہ کے لئے اٹھ چکا ہے۔ میں ایک اچھے امریکی کی طرح پولیس کے پاس گیا۔ دونوں لڑکے گرفتار بھی ہوئے۔ مقدمہ بھی چلا۔ ان کے خلاف شہادتیں مضبوط تھیں۔

بیٹھی۔

"کہاں چل گئی تھیں تم؟" کونی نے سرگوشی میں پوچھا۔

"میں ذرا باتھر وہ مگئی تھی۔" لوئی نے عذر لنگ پیش کیا۔ کونی نے گویا حقیقت کا اندازہ کر لینے کے باوجود اس کے عذر کو قبول کر لیا اور پنجی آواز میں بولی۔ "اب کہیں مت جانا۔..... میرے پاس ہی بیٹھی رہتا۔"

"بس تھوڑی دیر کی بات ہے..... پھر تو تمہیں اپنے دلہما کے سوا کسی کا بھی اپنے پاس بیٹھنا بہت ناگوار گز رے گا۔" لوئی نے شریر لمحے میں کہا اور دلہما نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔

اس دوران بونا سیرا نکن کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے کمرے میں داخل ہو چکا تھا۔ اس نے ڈون کا ریون کو ایک بڑی سی میز کے عقب میں بیٹھے پایا۔ سنی کھڑکی کے قریب کھڑا باہر دیکھ رہا تھا۔ آج کے دن بونا سیرا وہ پہلا فرد تھا جس کے استقبال کے سلسلے میں ڈون نے خاصی سردمہری کا مظاہرہ کیا۔ اس نے بونا سیرا سے مصافی کیا اور نہ ہی اس کے گلے ملنے کے لئے اپنی جگہ سے اٹھا۔ بونا سیرا کے لئے اس کے دل میں کوئی خاص دوستانہ جذبات نہیں تھے۔ اسے شادی کی تقریب میں بھی صرف اس نے مدعو کر لیا گیا تھا کہ اس کی بیوی سے ڈون کی بیوی کی خاصی دوستی تھی۔

"میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے بھجھے اور میری فیملی کو اس تقریب میں بلا کر عزت بخشی اور معدرت خواہ ہوں کہ میری بیوی اور بیٹی تقریب میں نہیں آئیں۔ میری بیٹی ابھی تک اپنال میں ہے....." بونا سیرا نے ہوشیاری سے گفتگو کا آغاز کیا۔

"تمہاری بیٹی جس الیے کا شکار ہوئی، ہم سب اس کے بارے میں جانتے ہیں۔ ڈون نے سپاٹ لجھ میں کہا۔" اگر تمہیں اس سلسلے میں کسی مدد کی ضرورت ہے تو کہہ ڈالو۔ تمہیں مایوسی نہیں ہو گی۔"

بونا سیرا نے ستنی اونچکن کی طرف دیکھا پھر ہوتنوں پر زبان پھیر کر بولا۔ "کیا میں

میں تمہاری نظر میں اتنا چھوٹا آدمی ہوں؟
”مم..... میں، معافی چاہتا ہوں گاؤں قادر!“ بونا سیر اشمندگی اور گھبراہٹ سے ہکلایا۔

ڈون چند لمحے خاموشی سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر قدرے نم لجھے میں بولا۔“
اب مجھ سے کیا چاہتے ہو؟“

”میں انصاف چاہتا ہوں..... میری بیٹی نے جتنی تکلیف اتنا ہے۔ کم از کم اتنا تکلیف تو ان لڑکوں اور انکے والدین کو بھی پہنچنی چاہئے۔“ بونا سیر الجاہت سے بولا۔ اس کا چہہ زرد تھا۔

”اگر تم انصاف کے لئے پہلے ہی میرے پاس آ جاتے تو تمہیں اتنا خوارہ ہوتا پڑتا اور لوگوں کی نظر میں تماشانہ بنتا پڑتا۔ تم انصاف کے لئے ان دیکھوں کے پاس دھکے کھاتے رہے اور ان جھوں کے سامنے گڑگڑاتے رہے جو بکاؤ مال ہیں..... اسی طرح تم کاروبار چلانے کے لئے بھی شروع شروع میں ان بیکوں میں بھکاریوں کی طرح چکر لگاتے رہے جنہوں نے تمہاری ہر چیز کی اچھی طرح چھان پھٹک کرنے کے بعد تمہیں بھاری سود پر قرضہ دیا۔ اگر اس وقت بھی تم نے مجھے اپنایا خود کو میرا دوست سمجھا ہوتا تو میں من مانگی رقم تمہارے ہاتھ پر رکھ دیتا۔“ اس نے گھری سانس لی اور بولا۔ ”بہر حال، میری بیوی تمہاری بیٹی کی گاؤڈر ہے..... اب جاؤ..... تمہیں انصاف مل جائے گا۔“

جب بونا سیر اچلا گیا اور دروازہ اس کے عقب میں بند ہو گیا تو ڈون لے گئیں کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔ ”یہ معاملہ میزرا کے پر دکر دو۔ اس سے کہنا کہ بھروسے کے آدمیوں سے کام لے جو لوہ کی بوسونگہ کر زیادہ مستی میں نہ آ جائیں اور بہت آگے نہ بڑھ جائیں۔ ہم بہر حال کرائے کے قاتل نہیں ہیں۔“

سُنی جو اس دوزان کھڑکی سے باہر، باغ کی طرف دیکھ رہا تھا، مڑتے ہوئے بولا۔ ”جو نی بھی شادی میں شرکت کے لئے آن پہنچا ہے۔ میں نے آپ سے کہا تھا۔

انہوں نے اپنا جرم تسلیم بھی کر لیا۔ بچ نے انہیں تین سال کی سزا نے قید بھی سنائی مگر اس پر عملدرآمد معطل رکھا۔ دونوں لڑکے اسی دن رہا بھی ہو گئے اور میں احمقوں کی طرح عدالت میں کھڑا رہ گیا۔ وہ سب فاتح انداز میں میری طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے رخصت ہو گئے۔ تب میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ انصاف کے لئے ہم ڈون کار لیوں کے پاس جائیں گے۔“

ڈون کا سرگویا بونا سیر اس کے دکھ کے احترام میں جھکا ہوا تھا۔ وہ خاموش ہوا تو ڈون نے سراٹھایا اور سرد لجھے میں بولا۔ ”تم پولیس کے پاس کیوں گئے؟ اگر تمہیں انصاف چاہئے تھا تو تم پولیس کے پاس جانے کے بجائے میرے پاس کیوں نہیں آگئے؟“

بونا سیر نے مجرمانہ انداز میں سر جھکایا۔ ڈون گویا خود ہی اپنے سوال کا جواب دیتے ہوئے بولا۔ ”اتنے برسوں میں تم نے کبھی مجھ سے کوئی رابطہ نہیں رکھا..... حالانکہ میری بیوی تمہاری بیوی کی دوست تھی۔ گویا تمہاری بیچی کی ”گاؤڈر“ تھی لیکن تم کبھی اس بیچی کو ہمارے گھر میں نہیں لائے۔ ہم ایک دوسرے کے بہت پرانے جانے والے تھے لیکن تم نے کبھی مجھے چائے کافی پر بھی اپنے گھر مدد عنہیں کیا۔ شاید تمہیں خوف تھا کہ مجھ سے تعلق رکھ کر تم کسی مصیبت میں نہ پھنس جاؤ۔ تم ابھتے تھے کہ امریکا ایک جنت ہے جہاں تمہاری طرح شرافت سے زندگی گزارنے والوں کو کوئی خطرہ لاحق نہیں۔ تمہیں مجھے جیسے دوستوں کی ضرورت نہیں تھی۔ تمہارا خیال تھا کہ ضرورت پڑنے پر انصاف اور تحفظ دلانے کے لئے امریکا کی پولیس اور عدالتیں کافی ہیں..... لیکن جب تمہیں وہاں منہ کی کھانی پڑی تو نہ میرے پاس آگئے۔ اتنے برسوں بعد تمہیں ڈون کار لیوں یاد آگیا..... اور اس کے پاس بگ تم دل میں عزت اور احترام کے جذبات لے کر نہیں آئے۔ مجھے پتا چلا ہے کہ تم نے اپنی بیوی سے کہا تھا، اگر میں تمہاری مرضی کے مطابق ان لڑکوں کے بارے میں ایسی انتہا کاروائی کروں جس سے تمہارے دل میں ٹھنڈگ پڑ جائے تو اس کے لئے تم بھاری رقم بھجو خرچ کرنے کو تیار ہو۔ تم ان لڑکوں کو مرواانا چاہتے ہو۔ کیا تم مجھے کرائے کا قاتل سمجھتے ہو؟“

لئے اکٹھے جاتے تھے لیکن پھر دیہرے دیہرے جو نی زندگی کی دوڑ میں، شہرت کے راستوں پر آگئے نکل گیا اور نینو چیچپے رہ گیا۔

جو نی نے پہلے ریڈ یو کے لئے گان شروع کیا اور جب وہ خاصا مشہور ہو گیا تو اسے گلوکاری کے لئے ہالی وڈے بلا دا آگیا، وہ فلموں کے لئے گانے لگا اور بڑی کمپنیاں اس کے البم بھی تیار کرنے لگیں، اس نے ہالی وڈے دو تین مرتبہ نینو کوفون کیا اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ اسے بھی کسی اچھے کلب میں سگر کے طور پر کام دلانے کی کوشش کرے گا، یہ وعدہ بھی پورا نہیں ہو سکا۔

تاہم آج نینو نظر آیا تو جو نی اس سے لاکپن کے اسی پرانے انداز میں گر مجھی سے ملا، اس نے نینو سے مینڈولین لے کر پاؤں زور زور سے چوبی فرش پر مارتے ہوئے دہن کے انداز میں ایک گانا شروع کر دیا۔ نینو اور دیگر بہت سے مہماں اس کا ساتھ دینے لگے، مہماں جو نی پر نظر محسوس کر رہے تھے، وہ گویا ان کا اپنا آدمی تھا جس نے شوبز کی دنیا میں اتنا نام بنا یا تھا، وہ صرف گلوکاری کے میدان میں ہی نہیں، ادا کاری کے میدان میں بھی اشارہ بن گیا تھا لیکن گاڑ فادر کے احترام میں وہ بھی تین ہزار میل سفر کر کے اس کی بیٹی کی شادی میں شرکت کرنے آن پہنچا تھا اور آتے ہی اس نے سماں باندھ دیا تھا، فضا کو جوش و خروش، مستی اور مویستی سے بھر دیا تھا۔

آخر کاروہ گاڑ فادر سے ملنے اندر جا پہنچا، ڈون کار یون نے اسے سینے سے لگا کر اس کا استقبال کیا۔ جو نی بولا۔ ”جب مجھے شادی کا دعوت نامہ ملا تو اس احساس سے میرا دل باغ باغ ہو گیا کہ میرا گاڑ فادر مجھ سے اب ناراض نہیں ہے، اپنی پہلی بیوی کو طلاق دینے کے بعد میں نے پانچ مرتبہ آپ کوفون کیا لیکن لیکن نے ہر بار مجھے بھی بتایا کہ آپ کہیں گئے ہوئے ہیں، مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ آپ مجھ سے ناراض ہیں۔“

”اب میں نے ساری ناراضی بھلا دی ہے۔“ ڈون نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”اگر اب میں تمہارے لئے کچھ کر سکتا ہوں تو بتا دو، ابھی تم اتنے مشہور اور بڑے آدمی نہیں بنے ساتھ رہتے تھے۔ وہ اکٹھے گاتے تھے۔ اکٹھے مغلوں میں شرکت کرتے تھے۔ لڑکیوں سے

کہ وہ ضرور آئے گا۔“ باہر سے مہماں کا شور بھی سنائی دینے لگا تھا۔ شاید کچھ لوگ بہرہ جوش و خروش سے جو نی کا استقبال کر رہے تھے۔

ہیگن نے بھی آگے بڑھ کر کھڑکی سے دیکھا پھر ڈون کی طرف مڑتے ہوئے بولا۔ ”واقعی۔ آپ کا ”گاڑ سن“ جو نی آیا ہے۔ کیا میں اسے یہاں لے آؤں؟“

”نہیں۔“ ڈون نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”ابھی ذرا لوگوں کو اس سے مل کر خوش ہو لینے دو۔ وہ مشہور آدمی ہے۔ لوگ اس سے ملنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔“ وہ بہر حال ایک اچھا ”گاڑ سن“ بھی ہے اس موقع پر وہ میرے پاس آئا نہیں بھولا۔“

ہیگن ذرا چیختے ہوئے سے لجھ میں بولا۔ ”ضروری نہیں کہ وہ خاص طور پر آپ سے ملنے یا شادی میں شرکت کرنے کے لئے آیا ہو۔ دو سال سے اس نے پلت کر نہیں دیکھ تھا۔ مجھے اندازہ ہے کہ اب وہ پھر کسی مشکل میں نہ پھنس گیا ہو جس کی وجہ سے اسے آپ کے پاس آنا پڑا ہو۔“

”ظاہر ہے۔ مشکل یا مصیبت میں وہ مدد کے لئے اپنے گاڑ فادر کے پاس نہیں آئے گا تو کس کے پاس جائے گا؟“ ڈون نے خوش دلی سے کہا۔

☆.....☆

جو نی پر سب سے پہلے کوئی کی نظر پڑی تھی اور وہ اپنے دہن والے تکلفات بالائے طاق رکھتے ہوئے گلا پھاڑ کر چلا آئی تھی۔ ”جو نی۔!“

جو نی سیدھا اس کی طرف آیا۔ دو نوں بے تکلف سے گھٹے ملے۔ دو لہاں سے بھی اس کا تعارف ہوا۔ چند لمحوں میں جو نی سب کی توجہ کا مرکز بن گیا۔ اسی دوران بننے اسٹینڈ کی طرف سے آواز آئی۔ ”جو نی! آج تو ہم سب کو ایک گانا سنا دو۔“

اس شناسا آواز پر جو نی نے گھوم کر دیکھا۔ وہ اس کا لاکپن کا ساتھی نینو تھا جو چھ لمحے پہلے تک مینڈولین کی دھن پر کوئی نغمہ نہ رہا تھا۔ کسی زمانے میں جو نی اور نینو ہر وقت ساتھ رہتے تھے۔ وہ اکٹھے گاتے تھے۔ اکٹھے مغلوں میں شرکت کرتے تھے۔ لڑکیوں سے

ہے اب تو زندگی میں کوئی کشش..... کوئی دلچسپی ہی نہیں رہی۔“
”بھی..... ان معاملات میں تو میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔“ ڈون نے
ٹائٹ سے کہا۔

”جس اسٹوڈیو کی فلموں میں، میں نے کام کیا تھا، اب وہ بھی مجھے کاست کرنے
کے لئے تیار نہیں ہیں، اسٹوڈیو کا مالک شروع سے ہی مجھ سے جلتا تھا، اب گویا اسے مجھ سے
انتقام لینے کا بہترین موقع مل گیا ہے، وہ مجھ سے انفرت کرتا ہے۔“

”کیوں.....؟“ ڈون نے دریافت کیا۔

”میں نے اس کی ایک خاص محبوبہ کو اس سے چھین لیا تھا حالانکہ ہمیشہ کے لئے
نہیں چھیننا تھا صرف چند دنوں کی بات تھی اور وہ خود ہی میرے پیچھے آئی تھی، اب میں بھلا کیا
کرتا؟ ایسا لگتا ہے کہ اب تو کوئی بھی مجھے قبول کرنے کے لئے تیار نہیں..... گاڑ قادر! میں کیا
کروں؟“

اور کچھ نہیں کر سکتے تو کم از کم مردوں بُو۔“ ڈون نے سخت ہا گواری سے کہا۔ ”یہ
عورتوں کی طرح رونا دھونا اور فریاد کرنا تو بُند کرو۔“

جونی نے اس کی ڈانٹ کا بر نہیں منایا اور ہنسنے لگا۔ ڈون کو اس کی یہ عادت اچھی
لگتی تھی، اس کی اپنی اولاد بھی اس کی ڈانٹ پھٹکار پر کوئی نہ کوئی ناخوٹگوار د عمل ظاہر کرتی
تھی لیکن جونی ہنس دیتا تھا اور ڈون کی ڈانٹ پھٹکار کو اپنے حق میں بہتر سمجھتا تھا۔

ڈون نے سلسلہ کلام جوڑتے ہوئے کہا۔ ”تم نے اپنے سے زیادہ طاقتو ر اور
با اختیار آدمی سے اس کی محبوبہ چھینی، اس کے بعد شکوہ کر رہے ہو کہ وہ تمہیں اپنی فلم میں
کاست نہیں کر رہا، تم نے اپنی بیوی اور بچوں کو چھوڑ دیا اور اب شکوہ کرتے ہو کہ وہ تم سے
اچھی طرح پیش نہیں آتے، اپنی دوسری بیوی کو تم کاں گرل سے بدتر قرار دیتے ہو لیکن اس
کے منہ پر گھونس نہیں مارتے کہ کہیں اس کی شونک کھٹائی میں نہ پڑ جائے..... جونی! تم ایک
امیق انسان ہو اور تمہارا وہی انجام ہوا ہے جو عام طور پر احتقنوں کا ہوا کرتا ہے، اس میں

ہو کہ تمہارے لئے کچھ نہ کر سکوں۔“

”میں اب اتنا مشہور اور کامیاب آدمی نہیں رہا، میں بہت تیزی سے نیچے جا رہا
ہوں۔“ جونی مشروب کا گلاس خالی کرتے ہوئے بولا۔ ”آپ نے ٹھیک کہا تھا کہ مجھے اپنے
پہلی بیوی اور بچوں کو نہیں چھوڑتا چاہئے تھا، آپ اس بات پر مجھ سے تاراض ہوئے تھے
ٹھیک ہی تاراض ہوئے تھے، ہالی وڈی کی جس پر اشارے میں نے شادی کی، وہ کال گرل
سے بھی بدتر ثابت ہوئی، اس کی صورت فرشتوں جیسی لیکن حرکتیں شیطان کو شرما نے والا
ہیں، اگر اس کی کوئی فلم کامیاب ہو جاتی ہے تو وہ اس فلم کے ڈائریکٹر، پر وڈیو مزرسے لے
لاسٹ میں تک کو اپنے حسن سے فیض یاب ہونے کا موقع دے دیتی ہے اور.....!“

”تمہاری سابق بیوی اور بچے کیسے ہیں؟“ ڈون نے اس کی بات کاٹتے ہوئے
پوچھا۔

”میں نے اچھے طریقے سے ان سے علیحدگی اختیار کی تھی۔“ جونی نے جواب
دیا۔ ”طلاق کے بعد میں نے انہیں اس سے کہیں زیادہ رقم اور دوسری چیزیں دی تھیں جو
عدالت نے کہی تھیں، بختم میں ایک مرتبہ میں ان سے ملنے بھی جاتا ہوں لیکن اب مجھے
زندگی میں ان کی کمی محسوس ہوتی ہے۔“

اس لیگن سے اپنے لئے مشروب کا ایک اور گلاس بھروایا، ایک گھونٹ بھر۔
اور سگریٹ کا ایک کش لینے کے بعد وہ بولا۔ ”میری دوسری بیوی مجھ پر نہستی ہے اور میں
کی بد چلنی پر تاراض ہوتا ہوں تو وہ مجھے قدمات پرست قرار دے کر میرا مذاق اڑاتی ہے۔“
میرے گانوں کا بھی مذاق اڑاتی ہے، ویسے بھی آج کل گلوکاری کے میدان میں بھی جو
نا کامیوں ہی کا سامنا ہے، ایسا لگتا ہے کہ قسمت کے ساتھ ساتھ آواز بھی مجھ پر مہربان نہ
رہی، اب مجھ سے گایا بھی نہیں جاتا، میری آواز میرا ساتھ چھوڑ گئی ہے، آنے سے پہلے
بیوی سے میرا جھگڑا ہوا، میں نے اس کی پٹائی کی لیکن اس کے چہرے پر نہیں مارا کیونکہ
اس کی فلم کی شونک چل رہی ہے۔“ اس نے ایک آہ بھری اور دردناک لہجہ میں بولا۔“

حق خریدے ہیں، اس کا مرکزی کردار بالکل مجھ جیسا ہے، میں اگر ایکٹنگ نہ کروں تو بھی اس کردار کو بہت اچھے طریقے سے کر سکتا ہوں، میں اس کردار میں بالکل اسی طرح فٹ ہوں جیسے انگوٹھی میں گنگید۔ شاید مجھے اس پر اکیڈمی ایوارڈ بھی مل جائے، فلمی دنیا کے ہر آدمی کا خیال ہے کہ وہ کردار گویا میرے لئے ہے، اگر مجھے اس فلم میں سائنس کر لیا جائے تو مجھے گویا دوسری زندگی مل جائے گی۔ لیکن اس مردود جیک والٹ نے اس بات کو اتنا کام سکھے بنالیا ہے، وہ کسی بھی صورت میں مجھے اس فلم میں کاست کرنے کے لئے تیار نہیں۔ حتیٰ کہ میں نے مفت کام کرنے کی بھی پیشکش کر دی لیکن اس کا انکار، اقرار میں نہیں بدلا، میں نے ہر کوشش کر کے دیکھ لی ہے۔“

ڈون نے متساخان انداز میں سر ہلایا اور کہا۔ ”مایوی اور ٹکٹہ دلی کی حالت میں تمہاری بے اعتمادیاں اور بھی بڑھ گئی ہیں، تم زیادہ پینے لگے ہو، مگریٹ بھی پینے ہو، مونے کے لئے خواب آور گولیاں لیتے ہو گے، انہی بے اعتمادیوں کی وجہ سے تمہاری آواز بھی تمہارا ساتھ چھوڑ گئی ہے، اب تم میرے احکام سن لو، تم ایک بہا اس گھر میں میرے ساتھ رہو، اس دوران تم صحیح طرح کھاؤ گے، پینا پلانا بالکل چھوڑ دو گے، خواب آور گولیاں نہیں لو گے، صحت مندانہ طریقے سے زندگی گزارو گے ایک ماہ بعد تم ہالی و ذرا پس جاؤ گے اور میرا وعدہ ہے کہ جیک والٹ میں اپنی فلم میں سائنس کر لے گا۔ ٹھیک ہے؟“

جوئی قدرے بے یقینی سے ڈون کی طرف دیکھنے لگا۔ اسے صحیح طور پر معلوم نہیں تھا کہ اس کا گاؤڈ فادر واقعی یہ کام کرنے کی طاقت رکھتا تھا یا نہیں؟ حالانکہ وہ ڈون کے بیٹوں ہی کی طرح اس کے بہت قریب رہا تھا اور ڈون نے اسے تقریباً بیٹے جیسی ہی حیثیت دے رکھی تھی۔ مگر بہت کی باتیں اس کے بھی علم میں نہیں تھیں۔ تاہم ایک بات اسے یقینی طور پر معلوم تھی کہ گاؤڈ فادر کبھی ایسے کام کا وعدہ نہیں کرتا تھا جو وہ نہ کر سکتا ہو۔ وہ کبھی ایسا کوئی دعویٰ نہیں کرتا تھا جسے وہ پورا کر کے نہ کھا سکتا ہو۔

”میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ وہ شخص امریکا کے صدر ریٹی گر۔ جے۔ ہو وہ کا ذاتی

رو نے دھونے کی کیا بات ہے؟“

”میں اپنی پہلی بیوی جینی سے دوبارہ شادی نہیں کر سکتا کیونکہ اس کی شرائط پورہ کرنا میرے بس کی بات نہیں۔“ جوئی نے فریادی بے انداز میں اپنی بات جاری رکھی۔ ”کہتی ہے کہ مجھے جوئے، شراب، عورتوں اور مرد دوستوں سے دور رہنا ہو گا۔ جوا اور شرار میں نہیں چھوڑ سکتا۔ عورتیں خود میرے پیچھے آتی ہیں، اب میں کیا کروں؟ اس سلسلے میں بھی میں کچھ نہیں کر سکتا، ویسے بھی جب میں جینی کے ساتھ زندگی گزار رہا تھا تب بھی مطمئن نہیں تھا، اب میں اسی زندگی کی طرف واپس نہیں جا سکتا۔“

”میں نے تم سے کب کہا ہے کہ تم جینی سے دوبارہ شادی کرو یا مزید کوئی شادی کرو، یہی غیمت ہے کہ تم نے ایک باپ کی طرح اپنے بچوں کی گزر اوقات کا خیال رکھا، جو انسان اپنے بچوں کا خیال نہیں رکھتا، میں اسے مرد ہی نہیں سمجھتا۔ لیکن.....“

”تم جن حالات سے دوچار ہو، وہ تمہارے اپنے ہی پیدا کردہ ہیں، تم نے اپنے اپنے دوست بھی نہیں بنائے بلکہ لڑکپن کا جو ایک آدھا چھاد دوست تھا، اسے بھی ترقی کے راستے آگے نکلتے ہی فراموش کر دیا، دوست بہت اہم ہوتے ہیں۔ تقریباً فیملی کی طرح.....“

پھر ڈون کا ریلوں ایک لمحے کے لئے خاموش رہا۔ جوئی امید بھری نظر وہ اس کی طرف دیکھ رہا تھا، آخر ڈون نرم لمحے میں بولا۔ ”وہ جو اسٹوڈیو کا مالک ہے جو تمہاری فلم میں کاست نہیں کر رہا۔ اس کا نام کیا ہے اور وہ کس قسم کا آدمی ہے؟ مجھے اس بارے میں ذرا تفصیل سے بتاؤ۔“

”اس کا نام جیک والٹ ہے، وہ بہت دولت مند، طاقتور اور بارسون خ شخص۔ امریکا کے صدر بھک سے اس کی شناسائی ہے کیونکہ جنگ کے زمانے میں اس پر و پیگنڈا فامیں بھی بنائی ہیں جو دنیا میں امریکا کا ایسی تھیج بہتر بنانے اور اس کا متوقف اجائزے میں مدد دیتی تھیں، صدر اس قسم کے معاملات میں اس سے مشورہ کرتا ہے، ایک پہلے اس نے اب تک کے مشہور ترین اور سب سے زیادہ بکنے والے ناول پر فلم بنانے۔“

چنانچہ ہیگن نے مخاطب لجھے میں پوچھا۔ ”کیا میں میز اسے کہہ دوں کہ وہ کچھ آدمیوں کو اس گھر میں رہنے کے لئے بھیج دے؟“

”اس کی کیا ضرورت ہے؟“ ڈون نے بے نیازی سے کہا۔ ”یہ درست ہے کہ شادی سے پہلے میں نے اس سے اس لئے ملاقات نہیں کی تھی کہ میں اس تقریب پر ہاخوٹگواری کا معمولی ساسایہ بھی پڑنے نہیں دینا چاہتا تھا۔ دوسرے میں ملاقات سے پہلے اندازہ کرنا چاہتا تھا کہ وہ کیا بات کرنا چاہتا ہے۔ اب مجھے اندازہ ہو گیا ہے۔ میرا خیال ہے وہ ہمارے ساتھ شامل ہونے کی کوئی تجویز لے کر آئے گا۔“

”اور آپ انکار کر دیں گے؟“ ہیگن نے تصدیق چاہی۔

ڈون نے اثبات میں سرہلایا تو ہیگن بولا۔ ”لیکن میرے خیال میں اسے کوئی حقیقتی جواب دینے سے پہلے ہم سب لوگوں کو..... پوری ”فیملی“، کو ایک بار بیٹھ کر اس معاملے پر تبادلہ خیال کر لینا چاہئے۔“

”اگر تمہاری یہ رائے ہے تو ایسا ہی کر لیں گے۔“ ڈون مسکرا یا۔ ”لیکن ہم یہ کام تمہارے لاس اینجلس سے واپس آنے کے بعد کریں گے۔ پہلے تم جو نی وائے معاملے کو سمجھانے کے لئے لاس اینجلس جاؤ گے۔ میں چاہتا ہوں تم کل ہی چلے جاؤ اور فلمی دنیا کے اس اچکے سے موجس سے جو نی بہت مرعوب ہے۔ کیا نام بتایا تھا جو نی نے اس کا؟..... ہاں جیک والر..... تم جیک والر سے مل کر مسئلہ حل کرو اور سولوزو سے کہہ دو کہ جب تم لاس اینجلس سے واپس آؤ گے تو میں اس سے ملوں گا..... اور کچھ.....؟“

ہیگن ہموار لجھے میں بولا۔ ”اپنال سے فون آیا تھا۔ ڈینڈ واب قریب المرگ ہے۔ ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ وہ آج کی رات مشکل سے گزار پائے گا۔ وہ چند گھنٹوں کا مہمان ہے۔ انہوں نے اس کی فیملی کو بھی بلا لیا ہے تاکہ وہ لوگ آخری لمحات اس کے قریب گزار سکیں۔“

ڈینڈ وڈون کا وہ پرانا دکیل تھا جس کی جگہ ہیگن کام کر رہا تھا۔ فی الحال اس کے

دوست ہے۔ ”جو نی نے گویا ڈون کو یاد دلا یا۔“ اس کے سامنے کوئی اوپنچی آواز میں بات بھی نہیں کر سکتا۔“

”لیکن وہ بہر حال ایک بنس میں ہے.....“ ڈون بولا۔ ”میں اسے ایک ایک پیشکش کروں گا جسے وہ رو نہیں کر سکے گا۔“

”اب بہت تاخیر ہو چکی ہے۔“ ”جو نی بولا۔“ تمام معاملے سائیں ہو چکے ہیں۔ ایک ہفتے میں شونگ شروع ہونے والی ہے۔ اب یہ کام ناممکن ہے۔“

”تم باہر باغ میں واپس جاؤ اور دعوت سے لطف انداز ہو۔ یہ کام تم مجھ پر تجویز دو اور سب کچھ جھوول جاؤ۔“ ڈون نے انٹھ کر اسے کمرے سے باہر کی طرف دھکلتے ہوئے کہا۔

وہ جا چکا تو ڈون ایک بار پھر ہیگن کی طرف متوجہ ہوا جو اپنی میز پر بیٹھا کانڈ پر ضروری پاؤنٹس نوٹ کر رہا تھا۔ گہری سانس لیتے ہوئے اس نے پوچھا۔ ”اب اور کیا کر رہے؟“

”سو اوز سے آپ کی ملاقات کو میں نالتا آ رہا ہوں۔ وہ آپ سے ملنے کے لئے بھند ہے جبکہ آپ فی الحال اس سے ملنا مناسب نہیں سمجھ رہے تھے۔ اب اسے مزید نالناہ بہت مشکل ہو گیا ہے۔ اس کے بارے میں کیا کرتا ہے؟“

ڈون نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ ”اب میں شادی سے فارغ ہو چکا ہوں۔ اب کسی بھی روز اس سے ملاقات رکھلو۔“

ڈون کے اس جواب سے ہیگن کو دو باتوں کا اندازہ ہو گیا۔ ایک تو یہ کہ سواوز و جس کام کے سلسلے میں ڈون سے ملنا چاہتا تھا، اس کے بارے میں ڈون کا جواب انکار میں ہو گا۔ دوسری بات یہ کہ انکار میں جواب دینے کے لئے ڈون اس ملاقات کو شادی کے بعد تک کے لئے نالتا آ رہا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اس کے انکار سے بد مرگی پیدا ہونے کا امکانا تھا۔

کی تیاری کرنی ہو گی لیکن تم اپتال سے میری واپسی کا انتظار ضرور کر لینا۔ تمہارے جانے سے پہلے میں تمہیں کچھ ضروری باتیں سمجھانا چاہتا ہوں۔“

”گاڑی کس وقت نکلواؤ؟“ ہیکن نے پوچھا۔

”جب کوئی اور تمام مہماں رخصت ہو جائیں۔“ ڈون نے جواب دیا۔ ”مجھے امید ہے کہ ڈینڈو میرا انتظار ضرور کرے گا۔ وہ مجھ سے ملاقات کئے بغیر اس دنیا سے رخصت نہیں ہو گا۔“

”سینٹر کا فون آیا تھا۔“ ہیکن نے بتایا۔ وہ شادی میں شرکت نہ کر سکنے پر معدودت کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ آپ اس کی مجبوری سمجھی گئے ہوں گے۔ شاید اس کا اشارہ ایف بی آئی کے ان دو آدمیوں کی طرف تھا جو باہر گاڑیوں کے نمبر نوٹ کر رہے تھے۔ بہر حال، اس نے خصوصی قاصد کے ذریعے شادی کا تجھہ بھجوادیا تھا۔“ ڈون نے سرہلانے پر اکتفا کیا۔ اس نے ہیکن کو بتانا ضروری نہیں سمجھا کہ درحقیقت اس نے خود ہی احتیاط سینٹر کو شادی میں آنے سے منع کر دیا تھا۔

”کیا اس نے اچھا تجھہ بھیجا ہے؟“ اس نے پوچھا۔

”چاندی کا ایک ڈریٹ ہے جو نوادرات میں شمار ہوتا ہوگا۔ اس کی قیمت سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ سینٹر نے اسے تلاش کرنے اور منتخب کرنے میں اپنا بہت سا تجھی وقت صرف کیا ہو گا۔“ پھر ہیکن خوشدی سے مسکراتے ہوئے بولا۔ ”اس قسم کی چیزیں ہرے وقت کے لئے بھی اچھا سہارا ہوتی ہیں۔ ہزاروں ڈالر میں بک جاتی ہیں۔“

ڈون ایک اچھے تجھے کاڑ کر سخن نظر آنے لگا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اسے اس بات کی بھی خوشی تھی کہ سینٹر جیسا اہم آدمی اس کے خاص و فاداروں میں تھا۔

☆.....☆

جوئی کو باغ میں مہماںوں کے سامنے گاتے دیکھ کر مائیکل کی مخفیت کے حیران رہ گئی تھی۔

پاس قانونی مشیر کا یہ ”عہدہ“ عارضی طور پر تھا۔ ڈینڈو کی موت کے بعد ہی اس کے مستقل ہونے کی امید تھی لیکن اس معاملے میں ہیکن کے ذہن میں کچھ ٹکوک و شبہات تھے۔ اس نے ساتھا کہ اس عہدے پر کسی ایسے شخص کو ہی رکھا جا سکتا تھا جو بہت گھاگ، شاطر اور تجربہ کار ہو اور جس کی رگوں میں اٹالوی خون دوڑ رہا ہو۔ ہیکن صرف پینتیس سال کا تھا اور اٹالوی بھی نہیں تھا۔ ڈون نے ابھی تک اس سلسلے میں کوئی واضح اشارہ نہیں دیا تھا۔

”میری بیٹی کب رخصت ہو رہی ہے؟“ ڈون نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

”کچھ دیر بعد کیک کٹنے والا ہے۔ اس کے آدھ پون گھنٹے بعد وہ اپنے والہا کے ساتھ رخصت ہو جائے گی۔“ ہیکن نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اسے گویا ایک ضروری بات یاد آگئی۔ اس نے پوچھا۔ ”کیا آپ کے داماد کو ”فیملی“ میں کوئی اہم پوزیشن دی جائے گی؟“

”ہرگز نہیں۔“ ڈون نے میز پر ہاتھ مار کر اتنے سخت لبھ میں جواب دیا کہ ہیکن حیران رہ گیا۔ ”اے ”فیملی“ کے کاروبار۔۔۔ اصل معاملات اور دوسری اہم باتوں کی ہوا بھی نہیں لگتی چاہئے۔ بس اس کے لئے اچھے ذریعہ معاش کا بندوبست کر دینا، جس سے وہ آرام و آسائش سے زندگی گزار سکے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔۔۔ اور یہ بات سنی، فریڈ اور میز اکو بھی بتا دینا۔۔۔“

پھر ایک لمحے کے توقف کے بعد ڈون بولا۔ ”میرے تینوں سے کہہ دو کہ ہم سب ڈینڈو سے الودائی ملاقات کے لئے اپتال جائیں گے۔ وہ ہمارا بہت اہم اور باعزت ساتھی تھا۔ ہم اس کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کریں گے اور پورے احترام سے الوداع کہیں گے۔ فریڈ سے کہنا کہ جانے کے لئے بڑی گاڑی نکالے اور جوئی سے کہنا کہ اگر وہ بھی ہمارے ساتھ چلے تو مجھے خوشی ہو گی۔“

پھر ہیکن کی آنکھوں میں سوال و کیچھ کروہ بولا۔ ”تمہیں ہمارے ساتھ جانے کے ضرورت نہیں۔۔۔ تمہارے پاس وقت نہیں ہو گا۔۔۔ تمہیں آج رات ہی لاس اینجلس جا۔۔۔

تو سط سے بدایات دی گئی تھیں۔ گھنٹوں کو اس مقصد کے لئے دو آدمیوں کا بندوبست کرنا تھا جنہیں اصل بات سے بے خبر رکھا جانا تھا۔ حتیٰ کہ انہیں یہ بھی خبر نہ ہوتی کہ ان کی خدمات درحقیقت کون حاصل کر رہا تھا۔ اس قسم کے کاموں میں انہی احتیاطوں کی وجہ سے بھی بات ڈون کی ذات تک نہیں پہنچتی تھی۔ اگر کبھی ایسے آدمی پولیس کے ہاتھے چڑھ جاتے۔۔۔ یا کسی اور وجہ کے باعث بیچ کی کوئی "کڑی" غداری کر جاتی تھی تو بھی ڈون یا اس کے خاص آدمیوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا کیونکہ اس "کڑی" کو زنجیر کی باقی کڑیوں کے بارے میں کچھ پہنچیں ہوتا تھا۔

نام ہیگن پہلی بار ذرا مشکل قسم کے کام پر لاس انجلس روائے ہوتے وقت معمولی سازوں تھا لیکن اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اس معاملے کو صحیح طرح ہینڈل کرنے پر "فیملی" میں اس کی عزت اور توقیر میں بے حد اضافہ ہو گا۔

جیک والر کے بارے میں تمام ضروری معلومات جمع کر لی گئی تھیں۔ وہ ہالی وڈ کے تین اہم ترین پروڈیوسرز اور اسٹوڈیو مالکان میں سے ایک تھا۔ میں یوں اشارہ اس کے لئے طویل معاہدوں کے تحت کام کر رہے تھے۔ اس میں شک نہیں تھا کہ صدر امریکا سے اس کے مرام تھے۔ وہ وہاں تھا اس میں کئی بار ڈنر کر چکا تھا اور ایک بار صدر صاحب اس کے ہالی وڈ والے گھر میں ضیافت پر آپکے تھے۔ سی آئی اے کے سربراہ سے بھی اس کے مرام تھے۔

تاہم یہ باتیں نام ہیگن یا ڈون کے لئے زیادہ متأثر کن نہیں تھیں۔ کیونکہ یہ درحقیقت رکی قسم کے تعلقات تھے۔ والر کی اپنی کوئی شخصی سیاسی حیثیت نہیں تھی۔ دیے بھی وہ ایک تند مزاج آدمی تھا اور ڈون کا کہنا تھا کہ تند مزاج آدمیوں کے دوست کم اور دشمن زیادہ ہوتے ہیں۔ والر کو اپنی طاقت اور اثر رسوخ کا بہت زعم تھا اور وہ موقع بے موقع اس کا اظہار بھی کرتا رہتا تھا۔

طیارہ جب لاس انجلس کے ایئر پورٹ پر اتر اتو صبح کا اجلا نمودار ہو رہا تھا ہیگن

"تم نے مجھے بتایا ہی نہیں تھا کہ اتنا بڑا اشارہ بھی تمہاری فیملی کا اتنا اچھا جانے والا ہے۔۔۔ وہ ماٹیکل سے بولی۔" اب میں ضرور تم سے شادی کروں گی۔"

"کیا تم اس سے ملنا چاہتی ہو؟" ماٹیکل نے پوچھا۔

"اب نہیں۔۔۔" کے بولی۔" کوئی زمانہ تھا کہ میں اس کی دیوانی تھی۔ تین سال میں اس کے عشق میں بٹلارہی۔ جب یہ کلب میں گایا کرتا تھا تو میں صرف اس کا گانا سننے نہ یا رک آتی تھی اور اسے داد دینے کے لئے گاپھاڑ کر جیتی تھی۔"

پھر کے نے جو نی کو اندر جاتے دیکھا تو بولی۔" اب یہ مت کہنا کہ اتنا بڑا اشارہ بھی تمہارے والد کے پاس کوئی درخواست لے لے کر آیا ہو گا۔"

وہ میرے والد کا گاؤں ہے۔۔۔ اور اگر اس کے سر پر میرے والد کا ہاتھ نہ ہوتا تو یہ اتنا بڑا اشارہ نہ بنتا۔ انہوں نے اسے نہ جانے کس کس موقع پر کس کس مصیبت سے بچایا ہے۔"

☆.....☆.....☆

رات کے پچھلے پھر نام ہیگن اپنی بیوی کو خدا حافظ کہہ کر لاس انجلس جانے کے لئے ایئر پورٹ کی طرف روائے ہوا۔ خصوصی ذرائع سے اس کے لئے ہنگامی طور پر سیٹ کا انتظام ہوا تھا۔ رات کے تین بجے ڈنڈو کا اسپتال میں انتقال ہو گیا تھا۔ اسپتال سے واپس آ کر ڈون نے باقاعدہ طور پر ہیگن کو بتایا تھا کہ اب وہ اس کا مستقل قانونی مشیر ہے۔ یوں اس نے اس روایت کو توڑ دیا تھا کہ اس کے قانونی مشیر کو خالصتا اطالوی ہونا چاہئے ہیگن دوغلی نسل کا تھا۔ وہ جرمن آرٹش تھا۔

ڈون نے اسے رخصت کرنے سے قبل جیک والر سے ملاقات کے بارے میں ضروری ہدایات دی تھیں۔ اور بہت سی باتیں اس پر بھی چھوڑ دی تھیں۔ اس معاملے کو صحیح انداز میں نمٹانا ڈون کے وکیل کے طور پر اس کی قابلیت اور الہیت کا امتحان تھا۔

جن دولڑکوں نے بونا سیرا کی بیٹی پر ٹلم کیا تھا، ان کے سلسلے میں پال گھنٹوں کو میز اکے

باص میں تھی ہیگن نے اپنی زندگی میں اس سے زیادہ خوبصورت بچی نہیں دیکھی ہتی۔ اس کے بال نہایت شہرے، بیشمی اور آنکھیں شفاف نیلی تھیں۔ بھرے بھرے سرخ ہونٹ یا قوت سے تراشیدہ لگ رہے تھے۔

عورت محافظ کی طرح بچی کے ساتھ تھی۔ وہ یقیناً اس کی ماں تھی کیونکہ اس کے چہرے میں بچی کی کچھ مثاہبہت تھی تاہم وہ اومڑی کی طرح چالاک، موقع پرست اور لاپچی معلوم ہوتی تھی۔ بچی فرشتہ صورت تھی جبکہ ماں کوئی عمار بلا معلوم ہوتی تھی۔ اس نے چند لمحے بڑی سخوت اور تکبر سے ہیگن کو گھورا۔ شاید اس کا خیال تھا کہ ہیگن نظرچا لے گا مگر جب ہیگن نے ایسا نہیں کیا تو وہ خود دوسری طرف دیکھنے لگی۔ خواہ مخواہ ہی ہیگن کا دل چاہ رہا تھا کہ انھ کر اس کی ناک پر ایک گھونسہ سید کر دے۔

آخر کار ایک عورت آئی اور ہیگن کو اپنی رہنمائی میں کئی دفاتر کے سامنے سے گزار کر والز کے آفس میں لے گئی جو ایک پرتعیش اپارٹمنٹ کی طرح تھا۔ ہیگن ان تمام دفاتر اور ان میں کام کرنے والوں کو دیکھ کر کچھ متأثر ہوا لیکن دل ہی دل میں وہ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ شاید ان دفاتر میں کام کرنے والے بیشتر لوگ درحقیقت فلموں میں کام کرنے آئے تھے اور ”چانس“ کے منتظر تھے۔

والز ایک بھی شیم اور مضبوط آدمی تھا جس کی قدرے ابھری ہوئی تو وہ کو خوبصورتی سے ٹلے ہوئے سوت نے چھپا لیا تھا۔ ہیگن اس کی پوری زندگی کی کہانی سے واقف ہو چکا تھا۔ دس سال کی عمر میں والز، ایسٹ سائند کے علاقے میں بیسر کے خالی ہیرل ایک ٹھیلے پر بچع کر کے کبڑی کے ہاتھ بیچنے جاتا تھا۔ میں سال کی عمر میں وہ اپنے باپ کا ہاتھ بٹانے لگا جو گارمنٹ فیکٹری میں ورکر تھا۔ میں سال کی عمر تک وہ کچھ رقم جمع کر چکا تھا۔ ان نے نیویارک چھوڑ دیا اور ہالی وڈا آکر اپنی رقم فلموں کے کار و بار میں لگا دی۔

اڑتا یہ سال کی عمر تک وہ بہت بڑا فلم پر ڈیورس بن گیا لیکن اس کی شخصیت کا انھر پن اور کرختی برق اور ہی۔ وہ ایک تند خو، احمد اور گنوار سا آدمی تھا۔ پیٹھے چیخھے لوگ اس کا

اس ہوٹل میں پہنچا جہاں وہ فون پر اپنے لئے کمرہ ریز روکرا چکا تھا۔ شیو بنا کر غسل کر کے اس تبدیل کر کے اس نے ناشتہ کیا اور اطمینان سے اخبار پڑھنے بیٹھ گیا۔ دراصل وہ سر رہا تھا، اپنے اعصاب کو سکون دے رہا تھا اور اپنے آپ کو والز سے ملاقات کے لئے تیار کر رہا تھا۔ والز سے وہ بچے اس کی ملاقات طے تھی۔

ملاقات کے لئے والز سے وقت حاصل کرنا زیادہ مشکل ثابت نہیں ہوا تھا۔ اسٹوڈیوور کرز کی سب سے بڑی اور طاقتور یو نیں کا ہمدرگوف، ڈون کا عقیدت مند تھا۔ ڈون نے اسے فون کر دیا تھا اور ہدایت کر دی تھی کہ وہ والز سے ہیگن کی ملاقات کا وقت مل کر ادا کے اور یہ بات بھی والز کے کان میں ڈال دے کہ اگر اس ملاقات کے نتائج ہیگن کے لئے خوش کن نہ ہوئے تو والز کے اسٹوڈیو میں ورکرز کی ہڑتاں بھی ہو سکتی ہے۔

اس کاں کے ایک گھنے بعد گوف ہیگن کو فون کر کے بتایا تھا کہ صبح وہ بچے والہ سے اس کی ملاقات ملے ہو گئی ہے تاہم اس نے یہ بھی بتایا کہ اس کی طرف سے ممکنہ ہڑتاں کی مہم حتمکی سن کر والز زیادہ متاثر نہیں ہوا تھا۔ ملاقات کا دس بچے کا وقت بھی کچھ اچھا علامت نہیں تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ والز نے اسے اتنی اہمیت نہیں دی تھی کہ کھانے پرمدی کرتا شاید ڈون کی شہرت بھی اس تک نہیں پہنچی تھی کیونکہ ڈون شہرت حاصل کرنے کا قابل نہیں تھا۔ وہ تو خود کو حتی الامکان غیر معروف ہی رکھ کر کام کرنے کا قائل تھا۔ نیویارک سے باہر کے لوگ تو اس کے بارے میں بہت ہی کم جانتے تھے یا پھر سرے سے جانتے نہیں تھے تاہم ہر جگہ ضرورت کے وقت ڈون کا کوئی نہ کوئی پر اتارا بٹنکل آتا تھا۔

ہیگن کے اندازے درست ہی نہیں۔ والز نے اسے ملاقات کے وقت سے آدھ مگنڈ زائد انتظار کرایا تاہم ہیگن نے بر انہیں منایا۔ والز کا استقبالیہ کرہ جہاں بیٹھ کر وہ انتظا کر رہا تھا، نہایات شاندار، آرام دہ اور آر است تھا۔ اس وسیع کرے میں دوسری طرف کا اڈ پر ایک بچی اور ایک عورت بیٹھی تھی۔

بچی کی عمر گیارہ بارہ سال کے قریب تھی تاہم وہ بڑی ہور توں کے طرح نہ لکھ

اوچے ہنرمندوں نے کچھ کوششیں کی تھیں۔ ان باتوں سے قطع نظر وہ بہت تو انا آدمی لگتا تھا۔ ڈون کار لیون کی طرح اس کی شخصیت اور حرکات و مکنات سے بھی حاکیت جملکتی تھی۔ لگتا تھا کہ وہ اپنی سلطنت پر حکمرانی کرنا خوب جانتا ہے۔

ہیگن نے تمہید میں وقت ضائع نہیں کیا اور براہ راست مطلب کی بات پر آگیا۔ اس نے بتایا کہ وہ ایک طاقتو رآدمی کا نمائندہ ہے اور وہ طاقتو رآدمی جو نی کا دوست، مہریان اور مردی تھا۔ اس نے جو نی پر ایک چھوٹی سی عنایت کرنے کی درخواست کی تھی اور کہا تھا کہ اگر اس کی درخواست پر عمل ہو گیا تو وہ زندگی بھر شکر گزار اور ممنون رہے گا اور اگر بھی والز کو اس سے کوئی کام پڑا تو اسے مایوس نہیں ہو گی۔ پھر ہیگن نے درخواست کی نوعیت بھی بیان کر دی۔ یعنی جو نی کو اس فلم میں کاست کر لیا جائے جس کی شونگ اگلے ہفتے شروع ہو رہی تھی۔

”اور تمہارا وہ طاقتو ردوست میرے کس کام آ سکتا ہے؟“ والز نے پوری بات سننے کے بعد چیختے ہوئے لبجھ میں پوچھا۔

ہیگن نے اس کے لبجھ کے سیکھے پن کو نظر انداز کرتے ہوئے ملائمت سے کہا۔ ”آپ کے اسٹوڈیو میں ورکریز کی ایک ہڑتاں متوقع ہے۔ میرے باس۔۔۔ جو میرے دوست اور محکم بھی ہیں۔۔۔ اس ہڑتاں کو کو کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کا ایک اہم اشارہ جو پہلے چکس پیتا تھا، اب ”ترقی“ کر کے ہیر وئن پینے لگا ہے۔ اسے فلموں میں کاست کر کے آپ کروڑوں ڈال رکھتے تھے۔ اب بھی اس کے نام پر آپ کی خاصی دولت داؤ پر گلی ہوئی ہے۔ لیکن وہ روز بروز تاکارہ ہو رہا ہے۔ کام کے قابل نہیں رہا۔ میرے باس ایسا انتظام کر دیں گے کہ آپ کے اس ہیر و کوئی سے ہیر وئن نہیں ملے گی اور وہ یہ عادت چھوڑنے پر مجبور ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ بھی اگر آپ کو مستقبل میں کبھی کوئی مسئلہ درپیش ہوا تو آپ صرف ایک فون کر دیجئے گا، مسئلہ حل ہو جائے گا۔“

والز کچھ اس طرح اس کی باتیں سن رہا تھا جیسے اس کے سامنے کوئی چھوٹا بچہ بیٹھا

ذکر کچھ زیادہ عزت سے نہیں کرتے تھے۔ وہ اپنا غصہ زیادہ تر چھوٹے اور کمزور لوگوں پر ہے۔ پچاس سال کی عمر میں اس نے کھانے پہنچنے اور اچھی محفلوں میں اٹھنے بیٹھنے کے آداب سیکھنے کے لئے باقاعدہ کچھ لوگوں کی خدمات حاصل کیں جس سے اس کی شخصیت اور ان اطوار کچھ سنور تو گئے لیکن ”اصلیت“ بہر حال مکمل طور پر نہیں چھپ سکی۔ اب بھی کسی نہ موقع پر اس کی اصل شخصیت کی جھلک نظر آتی رہتی تھی۔

جب اس کی بیوی کا انتقال ہوا تو اس نے ایک ایسی ادا کارہ سے شادی کر لی دنیا بھر میں مشہور تھی لیکن ادا کاری چھوڑنا چاہتی تھی۔ اس سے شادی کر کے ادا کارہ، ادا کاری چھوڑ دی۔ اب والز سانچھ سال کی عمر کو پہنچ چکا تھا اور فلم سازی وغیرہ کے علاوہ اس کے مشاغل وہی تھے جو اکثر بڑے دولت مندوں کے ہوتے ہیں۔ اس کی بیٹی نے ایک انگر لارڈ سے شادی کی تھی اور بیٹی نے ایک اطا لوی شہزادی سے۔

اخباری کالموں میں اکثر اسکا تذکرہ ہوتا رہتا تھا۔ کچھ عرصے سے اس کی دلچسپی اپنے اصطبل میں بہت بڑھ گئی تھی جس میں اس نے بہت اعلیٰ نسل کے ریس کے گھوڑے کے لئے تھے۔ اخبار نویس گویا اپنا فرض سمجھ کر اس کی سرگرمیوں اور مشاغل کے بارے میں کچھ لکھتے رہتے تھے۔ پچھلے دنوں ایک بار پھر اس وقت اس کا تذکرہ اخبارات میں سرخیوں کے ساتھ ہوا تھا جب اس نے انگلینڈ کا ایک نہایت مشہور ریس کا گھوڑا ”خڑوم“ لاکھ ڈال میں خریدا تھا۔ ان دنوں ایک گھوڑے کی یہ قیمت ناقابل یقین تھی۔

اس قیمت پر یہ گھوڑا خریدنے کے بعد والز نے یہ اعلان کر کے لوگوں کو مز جھرت زدہ کر دیا تھا کہ وہ اس گھوڑے کو ریس میں دوڑانے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ وہ اس ریس سے ریٹائر کر رہا تھا اور اپنے اصطبل میں صرف افزائش نسل کے لئے رکھنا چاہتا تھا۔

اس نے قدرے خوش خلقی سے ہیگن کا استقبال کیا تاہم اس کا چہرہ اب بھی اس کی کرختگی کا پتہ بتا دیتا ہے۔ شاید اس نے اپنے بڑھاپے کو چھپانے کے لئے چہرے پر کچھ کرایا ہوا بھی تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے چہرے کی کھال کو لٹکنے سے بچانے کے لئے بہن

وہ واڑ کے انداز گفتگو پر ذرا بھی غصے میں نہیں آیا تھا کیونکہ ڈون نے اسے بھی سکھا تھا۔ ”بھی غصے میں نہ آو۔۔۔ بھی کسی کو دھمکی نہ دو۔ اسے دلیل سے سمجھانے کی کوشش کرو۔“

اس کے لئے ضروری تھا کہ توہین آمیز انداز گفتگو کا اثر دل پر نہ لیا جائے۔ اس نے ایک بار ڈون کو ایک بہت بڑے بدمعاش اور گروہ باز کے سامنے میز پر بیٹھ کر مسلسل آٹھ گھنٹے تک سمجھانے کی کوشش کرتے دیکھا تھا۔ ڈون اس بدمعاش کو اپنے کچھ طور طریقے نجیک کرنے کے لئے کہہ رہا تھا مگر اس نے ڈون کی بات ماننے کے بجائے کئی بار اس کی توہین کر ڈالی تھی۔ اس کے باوجود ڈون کی پیشانی پر بل نہیں آیا تھا اور وہ اسے سمجھانے کی کوشش کرتا رہا تھا۔

آٹھ گھنٹے بعد آخر کار وہ انھ کھڑا ہوا تھا اور اس نے بے بسی آمیز انداز میں ہاتھ پھیلاتے ہوئے صرف اتنا کہا تھا۔ ”بھی اس آدمی کو دلیل سے قائل کرنا ممکن نہیں۔۔۔“

پھر وہ لبے لبے ڈگ بھرتا کرے سے نکل گیا تھا۔ تب اس بدمعاش کا چہرہ دہشت سے سفید پڑ گیا تھا۔ آخری جملہ ادا کرتے وقت ڈون کے لجھ میں کوئی ایسی بات تھی جسے محسوس کر کے بدمعاش کی ساری اکٹھوں ہوا ہو گئی تھی۔ اس نے ڈون کو کرے میں واپس بلانے کے لئے قاصدہ اور نمائندے دوڑائے تھے لیکن اس کی منت خوشابد بھی ڈون کو کرے میں واپس نہیں لاسکی تھی۔ اس کے بعد ان دونوں کے درمیان صلح کا معاهدہ تو ہو گیا تھا لیکن اس کے دو ماہ بعد اس بدمعاش کو اس وقت کسی نے گولی مار دی تھی جب وہ ایک بار برا شاپ میں بال کٹوار رہا تھا۔

چنانچہ پیگن نے نئے سرے سے مانگت سے واڑ کو سمجھانا شروع کیا۔ ”تم نے شاید میرا کارڈ توجہ نہیں دیکھا، میں ایک وکیل ہوں۔ میں اتنا حق نہیں ہو سکتا کہ لوگوں کو دھمکیاں دیتا پھر وہوں۔ کیا میں نے ایک لفظ بھی ایسا کہا ہے جس میں کوئی دھمکی پوشیدہ ہو؟ میں ہر یہ یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر جوئی کو فلم میں کاست کرنے کے لئے تمہاری کوئی شرط ہے تو

بڑی بڑی گیس ہائک رہا ہو۔ جب وہ بولا تو اس کی آواز میں کھردار اپن تھا جو یقیناً اس ماضی کا آئینہ دار تھا۔

”تم مجھے دھمکانے کی کوشش کر رہے ہو؟“ اس نے دریافت کیا۔

”ہرگز نہیں۔“ پیگن نے ہموار لجھ میں کہا۔ ”میں تو صرف ایک دوست اے کر آیا ہوں جس کی درخواست قبول کرنے میں تمہارا کوئی تقصیان نہیں ہے۔“

تب شاید واڑ نے کوشش کر کے اپنے چہرے پر غصے اور برہمی کے تاثرات کے اور میز پر پیگن کی طرف جھکتے ہوئے پھنکارنے کے سے انداز میں بولا۔ ”نجیک اب میں تم سے صاف صاف باتیں کرتا ہوں۔ سنو، تم اچھی طرح سن لو اور جو بھی تمہارا ہے، اسے بھی جا کر بتا دو۔۔۔ جوئی کو تو اس فلم میں ہرگز کام نہیں ملے گا خواہ مافیا کے کہ کیڑے کموزے اپنے بلوں سے نکل کر میرے پاس آ جائیں۔۔۔“

پھر وہ کری سے نیک لگا کر ذرا پھیل کر بیٹھتے ہوئے استہزا سیے لجھ میں ”شاید تم نے بھی جے۔ ایڈگر ہو در کا نام سنا ہو۔۔۔ یہ صاحب اتفاق سے امریکا کے ہوتے ہیں۔ وہ میرے قریبی دوست ہیں۔ اگر میں ان سے ذکر کر دوں کہ مجھ پر دباؤ رہا ہے تو تم لوگوں کو پتہ بھی نہیں چلے گا کہ کیا چیز آ کر تم سے نکل رائی اور تمہیں فنا کر گئی۔“

پیگن نے نہایت صبر و تحمل اور سکون سے واڑ کی بات سنی۔ واڑ کی حیثیت کو ہوئے اسے امید تھی کہ اگر وہ اسکی کوئی بات کرے گا بھی۔۔۔ تو ذرا سیتے سے اور متوڑ انداز میں کرے گا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اتنا سطحی اور اجادہ سا آدمی اتنا مقام پر پہنچ سکتا تھا۔ یہ خیال آنے پیگن تو کچھ اور بھی سوچنے لگا تھا۔ اس کا مطلب تھا دنیا میں پیسہ کمانا زیادہ مشکل نہیں تھا۔ ڈون تو اس سے کہتا رہتا تھا کہ سرمایا کاری۔۔۔ نئے نئے میدان تلاش کئے جائیں جہاں سے منافع کی توقع ہو۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس کرڈون سے ذکر ضرور کرے گا کہ قلمی دنیا میں بھی سرمایہ کاری کرنی چاہئے۔ جب واڑ جیسا حاصل اور اجادہ آدمی اتنا کامیاب ہو سکتا تھا تو وہ لوگ کیوں نہیں ہو سکتے تھے؟

علوم ہے تمہیں آئے دن بہت سے ایسے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے جو اپنے آپ کو بہت مم خاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ وہ اہم ہوتے نہیں..... ہمارا معاملہ اس کے لئے اٹ ہے۔ تم ہمارے بارے میں معلومات کرو۔ اس کے بعد اگر تم اپنے فیصلے پر ظریفی کرنا چاہو تو میرے ہوٹل میں مجھ سے رابط کر لینا.....”

ایک لمحہ کے توقف کے بعد وہ پھر بولا۔ ”میرے باس تمہارے لئے کچھ ایسے ام بھی کر سکتے ہیں جو شاید صدر امریکا کو بھی مشکل لگیں۔“

والز آنکھیں سیکھرے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ شاید اب وہ بات کی گھرائی کو کچھ بھوکھ رہا تھا۔ ہیگن نے نہایت شاٹنگ سے مزید کہا۔ ”برسیل مذکورہ..... میں ذاتی طور پر ہماری فلم سازی کی صلاحیتوں کا بڑا معرف ہوں۔ تمہاری بنا تھی ہوئی بھی فلمیں مجھے اچھی بھی بات چیت کر رہے ہیں۔ نہایت عزت و احترام سے کر رہے ہیں۔“

پھر وہ دروازہ کھول کر باہر آگیا۔

اس شام ہیگن کو ہوٹل میں والز کی سکرٹری کا فون آیا۔ اس نے بتایا کہ ایک گھنٹے بعد کارا سے لینے آئے گی۔ کار میں اسے مسٹر والز کے اس مکان پر جانا ہو گا جو ایک دبھی قے میں واقع تھا۔ ہیگن کو وہاں والز کے ساتھ ڈنر کرنا تھا۔ کار میں یہ سفر تین گھنٹے کا تھا۔ رٹری نے یہ بتاتے ہوئے والز کو تسلی بھی دے دی کہ کار میں بھی کھانے پینے اور موسیقی روشنی کا انتظام تھا۔ اس نے سفر بوریت میں نہیں گزرے گا۔

اس کے بعد سکرٹری بولی۔ ”مسٹر والز نے مشورہ دیا تھا کہ آپ اپنا بیگ ساتھ آئیں کیونکہ ذات کو آپ کو فارم ہاؤس میں ہی قیام کرنا ہو گا۔ صبح مسٹر والز آپ کو نیو لے داپسی کے لئے خود ایک پورٹ پہنچاویں گے۔“

ہیگن کو معلوم ہو چکا تھا کہ والز خود اپنے ذاتی جہاز میں فارم ہاؤس گیا تھا۔ اگر وہ ماکوہاں ڈنر پر مدعا کرتا ہی جاہتا تھا تو اسے ساتھ جہاز میں بھی لے جا سکتا تھا۔ نہ جانے

وہ بھی بتا دو۔ ہم اسے پوری کرنے کی کوشش کریں گے۔ ویسے اتنے چھوٹے سے کام عوض میں پہلے ہی خاصے ہڑے فائدہ کی پیشکش کر دکا ہوں جبکہ وہ کام خود تمہارے لئے بھی فائدے کا ہے۔ تم خود اعتراف کر چکے ہو کہ جو فی اس کردار کے لئے موزوں آدمی ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو تم سے یہ درخواست ہی نہ کی جاتی۔ اگر تمہیں خطرہ ہے کہ کوئینے سے فلم نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے تو میرے باس فلم کے لئے پورا بجٹ اپنے سے دے دیں گے۔ وہ ہر فلم کا نقصان برداشت کر لیں گے۔ بہر حال، میں یہ وہ دوں کہ ہم تمہیں مجبور ہرگز نہیں کر رہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ تمہارے منہ سے ایک انکار نکل جائے تو پھر وہ انکار ہی رہتا ہے۔ ہمیں صدر ہودر سے تمہاری دوستی کے بارے بھی علم ہے اور ہماری نظر میں تمہاری بڑی عزت ہے۔ ہم جو بھی درخواست کر رہے ہیں بھی بھی بات چیت کر رہے ہیں۔ نہایت عزت و احترام سے کر رہے ہیں۔“

سرمایہ کاری کے ذکر پر والز کے چہرے پر قدرے سرمی کے آثار غمودار ہو۔ دو بولا۔ ”تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں کہ اس فلم کا بجٹ پانچ ملین ڈال رکا ہے۔“

”کوئی مسئلہ نہیں ہے۔“ ہیگن سرسری سے لجھے میں بولا۔ ”میرے باس کے سے دوست ہیں جو ان کے مشورے پر اس سے زیادہ سرمایہ بھی کسی پراجیکٹ میں لا کے لئے تیار رہتے ہیں۔“

والز پہلی بار اس معاٹے کو سنجیدگی سے لینے کے لئے آمادہ نظر آیا۔ وہ ہیگن کارڈ پر نظر ڈالتے ہوئے بولا۔ ”میں نیویارک کے زیادہ تر بڑے وکیلوں کو ہوں۔ لیکن میں نے کبھی تمہارا نام نہیں سنایا۔ آختم ہو کون؟“

”میں زیادہ بڑی بڑی کمپنیوں کے لئے کام نہیں کرتا۔ میرا بس ایک ہی کا ہے۔ وہی میرا بس بھی ہے۔“ ہیگن نے خلک لجھے میں کہا اور انہوں کھڑا ہوا۔ اس نے مہ کے لئے والز کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ والز نے مصافیہ کر لیا۔

دروازے کی طرف دو قدم بڑھنے کے بعد پلٹا جیسے اسے کچھ یاد آگیا ہو۔“

میں سمجھا تھا کہ تم کوئی تھرڈ کاس قسم کے وکیل ہو اور شاید کسی تھرڈ کاس بدمعاش کی نمائندگی رکھ جو ہو۔ جو نی کی زیادہ تر واقعیت ایسے ہی لوگوں سے ہے۔ اب ہمیں یہاں کی فضائے طف اندوز ہونا چاہئے۔ کام کی بات ہم ڈنر کے بعد کر لیں گے۔"

پھر وہ ہیگن کو ریس کے گھوڑوں کے بارے میں اپنے منصوبے بتانے لگا۔ اسے یقین تھا کہ ان منصوبوں پر عملدرآمد کے بعد اس کے اصطبل امریکا کے بہترین اصطبل شمار ہوں گے جہاں ریس کے اعلیٰ ترین گھوڑوں کی افزائش اور پرورش ہو گی۔ اصطبل فائر ڈوف تھے۔ حفاظان صحت کے اصولوں پر عملدرآمد کا وہاں بہترین انتظام تھا۔ گندگی کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ پرائیوٹ سراغ رسال ان کی خفاقت اور گنگرانی کرتے تھے۔

ہیگن کو بہت سے گھوڑے دکھانے اور ان کے "شجرہ نسب" کے بارے میں بتانے کے بعد والر اسے آخری اشال کے سامنے لے گیا جس کی بیرونی دیوار چمکتی ہوئی ایک

خوبصورت نیم پلیٹ نصب تھی جس پر پیٹل کے حروف میں "خرطوم" لکھا تھا۔ ہیگن کو گھوڑوں کے بارے میں کچھ زیادہ معلومات نہیں تھیں لیکن اس اشال میں کھڑے گھوڑے کو ظاہری طور پر دیکھ کر ہی ہیگن کو تسلیم کرنا پڑا کہ وہ ایک غیر معمولی اور نہایت خوبصور گھوڑا تھا۔

وہ پورا سیاہ تھا اور اس کی جلد ریشم سے بنی معلوم ہوتی تھی۔ صرف اس کی پیشانی پر ہمیزے کی ساخت کا ایک سفید نشان تھا۔ اس کی بڑی بڑی بھوری آنکھوں میں گویا چڑاغ روشن تھے۔ وہ آنکھیں قیمتی پتھروں کی طرح جھلملارہی تھیں۔ تاہم قیمتی پتھروں میں زندگی کی ایسی بھرپور چمک نہیں ہو سکتی تھی جیسی ان آنکھوں میں تھی۔

"یہ دنیا بھر میں ریس کا عظیم ترین گھوڑا ہے۔" والر کے لبھ میں دنیا بھر کا فخر سمجھا تھا۔ اسے میں نے انگلینڈ میں چھالا کھڑا میں خریدا تھا۔ مجھے امید ہے کہ کسی روی سارے بھی اپنے دور میں اس قیمت کا گھوڑا نہیں خریدا ہو گا۔ میں نے اسے ریس کے لئے نہیں لیا ہے۔ میں اس سے افزائش نسل کا کام لوں گا اور اسی کے ذریعے میرے اصطبل ریس کے گھوڑوں کے سلسلے میں دنیا کے بہترین اصطبل شمار ہوں گے۔"

اس نے ایسا کیوں نہیں کیا تھا اور اسے کار کے ذریعے بلوانے کا بندوبست کیا تھا جو زیادہ زحمت کا کام تھا۔ اسے اس بات پر بھی حیرت تھی کہ والر کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ کل صبح کی پریس سے نیویارک جانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

امکان یہی نظر آرہا تھا کہ والر نے اس کے بارے میں معلومات حاصل کر لئے پرائیوٹ سراغ رسالوں کی خدمات حاصل کی ہوں گی۔ اس کا مطلب تھا کہ اب ڈون کار لیوں کے بارے میں جان چکا ہو گا اور اب ذرا سمجھدی سے بات چیت کرنے لئے تیار ہو گا۔ بہر حال ہیگن نے سکرٹری کا شکریہ ادا کیا اور کہہ دیا کہ ایک گھنٹے بعد وہ چلنے لئے تیار ہو گا۔ اسے اب امید کی کرن نظر آ رہی تھی۔ شاید والر اتنا گنوار اور موئے دماغ نہیں تھا جتنا ہیگن نے آج صبح محسوس کیا تھا۔

☆.....☆

والر کا فارم ہاؤس دیہی طرز کی کسی فلیٹی ہو میلی نے مشاہدہ تھا۔ اس کی حدود میں پانچ باغات، اصطبل اور دو رویہ درختوں سے ڈھکے ہوئے راستے بھی شامل تھے۔ گھوڑوں چڑھنے کے لئے سبزہ زار بھی تھے۔ ہر چیز بھی سنوری اور سلیقے سے آ راستہ تھی۔ صفائی خرا اور آرائش کو دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ ہر چیز کی کتنی عمدگی سے دیکھے بھال کی جاتی تھی۔

والر نے ایک ایسے برآمدے میں ہیگن کا استقبال کیا جو ایرکنڈ یشنڈ تھا اور جس ایک دیوار ریٹنے کی تھی۔ وہ اب آرام دہ لباس میں تھا۔ دولت مندی اور آسودگی کا ایک ساہا لہ اب اس کی شخصیت کے گرد زیادہ روشن محسوس ہو رہا تھا۔ اس کا رویہ صبح کے میں بہت تیز تھا۔

وہ دوستانہ انداز میں ہیگن کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔ "ڈنر میں کچھ دریے ہے۔ آؤ، تب تک میں تمہیں اپنے ریس کے گھوڑے دکھاتا ہوں۔"

وہ اصطبلوں کی طرف چل دیا۔ راستے میں والر بولا۔ "میں نے تمہارے ہاں میں معلومات کرائی تھیں! تم نے مجھے پہلے ہی بتا دیا ہوتا کہ تمہارا بابا ڈون کار لیوں"

بیت نہیں۔ میں اپنی فلمیں خود اپنے سرمائے سے بنائے گا۔ جو نی کو میں کسی بھی حال میں اپنی فلم میں کاست نہیں کر سکتا کیونکہ مجھے اس سے نفرت ہے۔ اپنے بس سے کہنا کہ بندہ بھی..... کوئی بھی کام ہوتا مجھے ضرور یاد کرے۔“

ہیگن کو حیرت کا جو جھٹکا لگا تھا اس نے اس کا اظہار نہیں ہونے دیا وہ سمجھنے سے اصر تھا کہ اگر والز کو بھی کچھ کہنا تھا تو اس نے اسے اتنے اہتمام سے اتنی دور کیوں بلایا تھا؟ اولیا بات ضرور تھی۔

دل ہی دل میں والز کو گالیاں دیتے ہوئے اس نے بظاہر ملامت سے کہا۔ ”مسٹر ایز! میرا خیال ہے کہ تم صورت حال کی نزاکت کو سمجھنیں رہے ہو۔ ڈون کار لیوں جو نی کے گاؤڈ فادر ہیں۔ یہ ایک بہت ہی قریبی اور وہ حالی قسم کا رشتہ ہے۔ اطاولی از راہ مذاق کہا رہتے ہیں کہ دنیا میں زندگی گزارنا اتنا مشکل کام ہے کہ انسان کی دیکھ بھال کے لئے اس کے دو باب ہونے چاہیں۔ اس مذاق کی کوکھ سے ”گاؤڈ فادر“ کے نہایت بندیدہ رشتے نے غم لیا ہے۔ اطاولی جسے اپنا مریبی، سر پرست اور ایک قسم کا رواحی باب سمجھ لیتے ہیں اسے ہی گاؤڈ فادر کہتے ہیں۔ جو نی کے گاؤڈ فادر ڈون کار لیوں ہیں اور جو نکل جو نی کا حقیقی باب مرکا ہے، اس نے مسٹر کار لیوں اور بھی زیادہ گہرائی سے جو نی کو اپنی ذمے داری سمجھتے ہیں اور ڈون کار لیوں ایک بہت حس انسان بھی ہیں۔ جو انسان ایک بار ان کی کوئی درخواست دل کرنے سے انکار کر دے، اسے وہ زندگی میں پھر کبھی کوئی کام نہیں بتاتے۔“

والز نے کندھے اچکاتے۔ ”سوری..... لیکن میرا جواب بہر حال وہی رہے گا، جو سادے چکا ہوں..... لیکن اب تم آئے ہو تو ہم کسی نہ کسی معاٹے پر تو تعاون کی تکریں۔ یہ بتاؤ کہ اس شوڈیو میں ورکر کی ہڑتاں روکنے کے لئے مجھے کتنی رقم خرچ کرنی چاگی؟ میں ابھی..... اسی وقت نقدا دا ٹینکی کر سکتا ہوں۔“

تب ہیگن کی کم از کم ایک لمحن دور ہو گئی۔ اس کی سمجھ میں آگیا کہ جب جو نی کے رے میں والز اپنے انکار پر قائم تھا تو اس نے اسے اتنی دور بلانے اور اس کے ساتھ اتنا

وہ گھوڑے کی ریشمی ایال میں انگلیاں پھیرتے ہوئے اسی طرح لاڑا اور پیارے اس کا نام لے کر پیچی آواز میں اسے پکارنے لگا جس طرح باپ اپنے کسن بیٹوں کو پکارنے ہیں۔ گھوڑا بھی اپنی حرکات و سکنات سے گویا اس کے پیار کا جواب پیار سے دے رہا تھا۔ آخر کار وہ ڈنر کے لئے جو یلی میں لوٹ آئے۔ ڈنر تین ویٹر ز سر و کر رہے تھے اور ایک بیٹر انہیں ہدایت دے رہا تھا تاہم ہیگن کے خیال میں کھانا بہت اعلیٰ معیار کا نہیں تھا وائز شاید اب اکیلا رہتا تھا اور اسے کھانوں کے معیار کی کچھ زیادہ پروانہیں تھیں۔

کھانے کے بعد جب وہ آرام سے بیٹھ گئے اور انہوں نے ہوانا کے بہترین سماں لئے تو ہیگن نے ملامت سے پوچھا۔ ”تو پھر تم جو نی کو فلم میں کاست کر رہے ہو نہیں؟“

”نہیں.....“ والز نے بلا تامل جواب دیا۔ ”میں چاہوں بھی، تو ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ تمام معاملے سائیں ہو چکے ہیں۔ اگلے ہفتے شوٹنگ شروع ہو جائے گی۔ اب میں فلم کے معاملات میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا۔“

”مسٹر والز!“ ہیگن نے قدرے مختصر بانہ لجھے میں کہا۔ ”سب سے اوپر واٹ آڈی اور مالک و مختار سے بات اسی امید پر کی جاتی ہے کہ وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ اپنے پر اچیکٹ میں جو تبدیلی چاہے لاسکتا ہے۔“

والز خٹک لجھے میں بولا۔ ”مجھے معلوم ہے کہ مجھے اس شوڈیو میں ورکر کی ہڑتاں کے خطرے کا سامنا کرنا پڑے گا۔ مزدور لیڈر گوف نے مجھے اس کا اشارہ دے دیا ہے اور جس وقت وہ یہ بات کر رہا تھا، کوئی سنتا تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میں اس خبیث کو خوب طور پر ایک لاکھ ڈال رسالانہ اس بات کے دیتا ہوں کہ وہ ورکر کو ہڑتاں سے باز رکھے۔ مجھے یقین نہیں ہے کہ تم میرے اس نیم زمانہ قسم کے ہیر و کوہیر و کن پینے سے باز رکھ سکتے ہو جس تم نے صحیح ذکر کیا تھا اور مجھے اب اس کی کوئی پرواہ بھی نہیں ہے جہاں تک کسی فلم کے سرمایہ کاری کرنے کی تھماری پیشکش کا تعلق ہے..... تو اس کی بھی میری نظر میں ذرہ برا۔

طرح بھایا تھا۔ اے مستقبل کی پر اشارہ بنانے کے لئے ہر شعبہ زندگی کے بہترین لوگوں کے زینگ دلوائی تھی۔ تم پھر کہو گے کہ شاید میں صرف مالی فائدے نقصان کو نظر میں رکھتا ہوں..... اس لئے میں مالی نقصان کی بات چھوڑ دیتا ہوں۔ مجھے جذباتی طور پر بھی جو نقصان پہنچا ہے، اس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔ میرے دنیا کی معروف ترین عورتوں کے ساتھ تعلقات رہے ہیں لیکن اس لڑکی میں کچھ ایسی خوبیاں تھیں کہ میں اس کا دیوانہ تھا..... اور میں اسے نہ جانے کیا سے کیا بنادیتا..... لیکن وہ احمق لڑکی جو نی کی خوبصورت شخصیت اور اس کی میٹھی میٹھی باتوں کے طسم میں گرفتار ہو کر اپنی پریش زندگی اور شاندار مستقبل پر لات مار کر چلی گئی اور اس کی پچھی کو جو نی سے چند رکھیں راتوں کے سوا کچھ نہیں ملا۔ اس واقعے سے باقی ہوں، میری پوزیشن بڑی مضمون خیزی ہو کر رہ گئی اور میں جس مقام پر تو جو کچھ ہوا سو ہوا..... لیکن میری پوزیشن بڑی مضمون خیزی ہو کر رہ گئی اور میں جس مقام پر مسٹر گین! کیا بات تمہاری سمجھ میں آگئی؟"

ہیگن اور ڈون کار لیون کی دنیا میں یہ احتفاظہ باتیں تھیں۔ بچکا نہ انداز فکر تھا لیکن اس نے یہ کہنے کے بجائے ملائمت سے کہا۔ "تم جتنا جہاں دیدہ ہو جانے کے بعد انسان کو اس قسم کی باتوں کو دل پنہیں لینا چاہئے۔ تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ مسٹر کار لیون جو نی کو کتنا عزیز رکھتے ہیں۔ اس سے کیا ہوا وعدہ ان کی نظر میں بہت اہم ہے۔ بلکہ مسٹر کار لیون جس سے بھی..... وعدہ کر لیتے ہیں، وہ ان کی نظر میں بہت اہم ہوتا ہے۔ چاہے بات کتنی عی معمولی ہو۔ ڈون کار لیون کسی اپنے دوستوں کو شرمندہ نہیں ہونے دیتے۔"

والزا چاک اٹھ کھڑا ہوا اور برہمی سے بولا۔ "میں نے تمہاری باتیں بہت سن لی ہیں۔ میں بد معاشوں کا حکم نہیں مانتا۔ بد معاش میرا حکم مانتے ہیں۔ میں چاہوں تو ابھی یہ فون اٹھا کر صرف چند سیکنڈ بات کروں تو تمہاری کم از کم آج کی رات جیل میں گزرے گی..... اور اگر تمہاری ما فیا کے اس سردار نے کوئی بد معاشی دکھانے کی کوشش کی تو اسے پتا چل جائے گا کہ میں کوئی تر نوالہ نہیں ہوں۔ اے اندازہ بھی نہیں ہو سکے گا کہ اس پر کیا آفت ٹوٹی ہوں کیونکہ اس لڑکی کو مجھ سے چھیننا تھا۔ جس پر پانچ سال تک میں نے پیسے پالی

وقت گزارنے کی زحمت کیوں کی تھی۔ وہ اصل میں صرف یہی بات کرنا چاہتا تھا جواب کی زبان پر آئی تھی۔ وہ ڈون کار لیون سے خوفزدہ نہیں تھا۔ اے اپنے بارے میں یقین کر اے نقصان پہنچانا کسی کے بس کی بات نہیں تھی۔ اے صرف ایک بات کا اندازہ نہیں کر ڈون کی نظر میں اپنے وعدے کی کیا اہمیت تھی۔ ڈون نے جو نی سے وعدہ کر لیا تھا کہ کی فلم میں کاست ہو گا۔ ڈون نے آج تک کسی سے کوئی ایسا وعدہ نہیں کیا تھا جسے وہ پورا کر سکا ہو۔

ہیگن پر سکون لجھے میں بولا۔ "تم شاید جان بوجھ کر میری بات کا غلط مطلب رہے ہو تم مجھے کسی ایسے آدمی کا اندازہ قرار دینے کی کوشش کر رہے ہو جو لوگوں کو ڈراؤن کر قم وصول کرتا ہے۔ مسٹر کار لیون نے ہر تال رکوانے کی جوبات کی تھی، وہ صرف دو ہزار دوں پر..... اپنے تعلقات استعمال کرتے ہوئے یہ کام انجام دینے کے بارے میں اور اس کے جواب میں تم سے بھی ایک چھوٹی سی مہربانی کی درخواست کی گئی تھی۔ یہ صراحت اپنے اثر و سوچ اور اختیارات کے دوستانہ تبادلے کی بات تھی لیکن لگتا ہے کہ تم ہر ٹھنڈ درخواست کے پیچھے اس کا کوئی لائچ تلاش کرنے کے عادی ہو۔ تم نے میری اس بات کو طور پر سمجھا ہی نہیں اور میرا خیال ہے تم غلطی کر رہے ہو۔"

والزا یک بار پھر گویا جان بوجھ کر اشتغال میں آگیا۔ "میں سب کچھ بہت؟" طرح سمجھ رہا ہوں۔ اپنی بات منوانے کا مافیا کا یہی اشائی ہے۔ بظاہر مافیا کے لوگ؟" میٹھی میٹھی باتیں کر رہے ہوتے ہیں..... اپنے مخاطب کو مکھن لگا رہے ہوتے ہیں..... درحقیقت وہ دھمکیاں دے رہے ہوتے ہیں۔ میں ایک بار پھر تمہیں صاف صاف بتاں" کہ جو نی کو کبھی میری فلم میں کام نہیں طے گا۔ حالانکہ مجھے اعتراف ہے کہ وہ اس کردار لئے موزوں ترین آدمی ہے..... لیکن اس فلم سے اسے فلمی دنیا میں دوسرا جنم مل جا گا اور میں اسے دوبارہ زندہ کرنا نہیں..... بلکہ دھکے دے کر فلم انڈسٹری سے باہر نکالنا ہوں کیونکہ اس لڑکی کو مجھ سے چھیننا تھا۔ جس پر پانچ سال تک میں نے پیسے پالی

جسے کی دیوار کے پار اسے نہیں دیکھ سکتی تھیں۔

ہیگن نے جو کچھ دیکھا اور محسوس کیا، وہ اس جیسے آدمی کی رگوں میں بھی ایک لمحے کو خون مبند کر دینے کے لئے کافی تھا۔ عورت نے درحقیقت پچھی کو سہارا دے رکھا تھا۔ اس کے باوجود وہ بھیڑ کے کسی نوزائدہ پچھے کی طرح چل رہی تھی۔ اس کی ٹانگیں لڑکھڑا رہی تھیں۔ وہ قدم رکھ کر ٹکیں رہا تھا۔ اس کے بھرے بھرے ہونتوں کی لپ اسک بری طرح پھیل گئی تھی اور اس کی آنکھیں کچھ اس طرح پھٹی پھٹی تھیں جیسے وہ کوئی دہشت ناک خواب دیکھ کر جا گی ہو۔

ہیگن کو عورت کے ہونٹ ملتے نظر آرہے تھے۔ وہ شاید لڑکی کو پیچی آواز میں صحیح طرح چلنے اور اپنے آپ کو سنبھالنے کی ہدایات دے رہی تھی لیکن لڑکی سے صحیح طرح چلا ہی نہیں جا رہا تھا۔ کار کے قریب وہ دو نوں ایک لمحے کے لئے رکیں اور عورت نے پلٹ کر عجیب سے انداز میں حولی کی طرف دیکھا اس کی آنکھوں میں فاتحاتہ کی چک تھی جیسے اس نے کوئی بڑا کار نامہ انجام دے دیا ہو۔ کوئی بہت بڑا امر حملہ سر کر لیا ہوا اور کوئی بہت بڑی کامیابی اسے سامنے نظر آرہی ہو۔

وہ عورت اس لمحے کے لئے ہیگن کو عورت نہیں، ایک گدھ محسوس ہوئی جو اپنی ہی پیچی کی عزت اور مخصوصیت کی لاش کو نوج کر کھا رہی تھی۔ اس ایک لمحے میں سب کچھ ہیگن کی سمجھ میں آگیا۔ کسی مقصد کے لئے ماں نے اپنی نو خیز پیچی کو سیر ھی بنایا تھا اور اس عمر میں والد کے اندر شیطان نے ایک نیا جنم لیا تھا۔

وہ دو نوں گاڑی میں بیٹھ گئیں۔ بڑی سیاہ کار نہیں لے کر خاموشی سے رخصت ہو گئی۔ اس کا تاریک وجود، دوسری بہت سی تاریکیاں اپنے اندر چھپائے رات کی تاریکی میں غم ہو گیا۔ ہیگن نے زندگی میں بہت کچھ دیکھا تھا لیکن اس لمحے وہ بھی حیرت، دکھ اور تاہف سے سوچتا رہ گیا۔ ”یہ ہے وہ ہالی وہ…… جس کے لوگ خواب دیکھتے ہیں؟ اور جو نی اس جنگل سے جھٹے رئے کے لئے رہندے؟“

جو سے فا کر گئی۔ اس مقصد کے لئے اگر مجھے دہائی ہاؤس میں بھی اپنا اثر و رسوخ استم کرنا پڑا تو میں کروں گا۔“

ایک بار پھر وہ شخص ہیگن کو بہت بہت احتیاط لگا اور ایک بار پھر وہ حیرت سے سو۔ بغیر نہیں رہ سکا کہ اتنا احتیاط شخص اتنی بڑی حیثیت کا حامل کیونکر ہو گیا تھا؟ اس مقام پر۔ اس عمر کو پہنچ کر بھی وہ بچکانہ انا۔ سفلی جذبات اور مالی نفع نقصان کی جنگ میں الجھا ہوا تو اصل پیغام اس کے موئے دماغ تک پہنچ ہی نہیں رہا تھا۔

”ڈنر کا…… اور میرے ساتھ ایک اچھی شام گزارنے کا شکریہ…… آج ہیگن۔ کہا۔“ کیا کچھ دیر بعد میرے لئے سواری کا انتظام ہو جائے گا؟ میں ایسے پورٹ جانا چاہوں۔ معدورت چاہتا ہوں کہ رات یہاں نہیں گزار سکوں گا۔ مسٹر کارلیون کی خواہش ہو ہے کہ اگر کوئی بڑی خبر ہو تو وہ انہیں جلد از جلد سنا دی جائے۔“

کچھ دیر بعد وہ تیار ہو کر، اپنا بیگ لے کر شیشے کی دیوار والے برآمدے میں گیا۔ وہ اپنے لئے کار کا انتظار کر رہا تھا۔ باہر خوبصورت درختوں سے آرائے طویل و عریض احاطے میں فلڈ لائمس کی وجہ سے تیز روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ دو درختوں کے پاس ایک شاندار یموزین کھڑی تھی لیکن ہیگن کو بتایا گیا تھا کہ اس کے لئے دوسری کار آئے گی۔

ای اشنا میں اس نے حولی کے کسی اور دروازے سے دو عورتوں کو نکل کر ای یموزین کی طرف جاتے دیکھا۔ اس نے ذرا توجہ سے دیکھا تو اسے احساس ہوا کہ ان میں سے ایک دراصل گیارہ بارہ سال کی وہی پیچی تھی جسے اس نے صبح والز کے اسٹوڈیو کے استقبالیہ کمرے میں دیکھا تھا۔ اس کے ساتھ وہی عورت تھی جس کے بارے میں ہیگن اندازہ تھا کہ وہ پیچی کی ماں تھی۔

اس کی تصدیق یوں بھی ہو گئی کہ بڑی سی گاڑی تک پہنچنے کے لئے انہیں خم را راستے پر تھوڑا سا گھونمنا پڑا اور یوں ان کے چہرے ہیگن کی طرف ہو گئے۔ تیز روشنی میں انہیں صاف دیکھ سکتا تھا جبکہ وہ خود لائٹ آن کے بغیر برآمدے میں بیٹھا تھا۔ وہ دو نوں شایا

میتوں سے بچتا تھا۔ مثلاً بچپلے دونوں انہوں نے بونا سیرا نامی ایک شخص کی نوجوان اور خوبصورت بیٹی کے ساتھ جو کچھ کیا تھا، اس کے سلسلے میں بچ نے انہیں سزا تو سنائی تھی مگر اس پر عملدرآمد مuttle رکھا تھا چنانچہ وہ اطمینان سے آزاد پھر رہے تھے اور حسب معمول اپنے شغل میں مصروف تھے۔

وہ گویا ایک طرح سے خانست پر رہا تھا اور اس دوران ایک بار میں بیٹھ کر پہنچے۔ اور ایک خاص قبیل کی لاڑکیوں سے چھلیں کر کے وہ گویا ان قوانین کی خلاف ورزی کر پلانے اور ایک خاص قبیل کی لاڑکیوں سے چھلیں کر کے وہ گویا ان قوانین کی خلاف ورزی کر رہے تھے جن کے تحت بچ نے انہیں رہا کیا تھا لیکن لاڑکوں کے انداز و اطوار سے صاف ظاہر تھا کہ انہیں ان معاملات کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں تھی۔ وہ ہر اندر یہ شے اور خوف سے بے نیاز، اپنے من چاہے انداز میں زندگی سے لطف انداز ہو رہے تھے۔ یہ سب کچھ سوچتے ہوئے اور ان کی حرکتیں دیکھتے ہوئے گیوں نے ایک با پھر دل ہی دل میں انہیں گالی دی۔

حالانکہ گیوں خود بھی جبری بھرتی سے بچ گیا تھا لیکن وہ خود کو اس کا مستحق سمجھتا تھا۔ اس کے خیال میں مجاز پر جا کر ملک کے لئے لانے کی نسبت اپنے مالکان کے احکام کی قبیل کرنا اور ان کے منادات کی حفاظت کرنا زیادہ ضروری تھا۔ وہ چھبیس سال کا ایک صحت مند، سفید قام نوجوان تھا لیکن جبری بھرتی کے دوران اس کا معاف کرنے والے ڈاکٹروں نے بورڈ کے سامنے بیٹھنے پہنچنے کے شغل کے ساتھ ساتھ دو لاڑکیوں سے مוגانگلو تھے۔ وہ ایک خاص قماش کی لاڑکیاں تھیں اور ان کی اصلاحیت ان کے چہروں پر لکھتی تھی۔

گیوں ان دونوں نوجوانوں کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کر چکا تھا۔ ان کے نام جیری اور کیون تھے۔ دونوں وجہہ اور دراز قد تھے۔ دونوں کی عمریں بیس سے باسیں کے درمیان تھیں۔ دونوں طالب علم تھے۔ ان دونوں انگلی چھپیاں تھیں۔ دونوں دوسرے شہر کے ایک کالج میں پڑھ رہے تھے اور دو ہفتے بعد انہیں وہاں جانا تھا۔ دونوں خوشحال والدین کی اولاد تھے۔ دونوں کے والدین کا سیاسی اثر رسوخ بھی جس کی وجہ سے "دوسری جنگ عظیم" کے دوران جبری بھرتی کی زد میں آنے سے بھی بچ گئے تھے۔

ان کے والدین کا اثر و رسوخ انہیں اسی قسم کی نہیں۔ بلکہ اور بھی کئی طرح کی

اب اس کی سمجھ میں یہ بھی آگیا کہ والز اسے اپنے ذاتی جہاز میں ساتھ لے یہاں کیوں نہیں آیا تھا۔ جہاز میں اس کے ساتھ یقیناً وہ ماں بیٹی آئی تھیں۔ چند لمحے بعد دوسری کاریگین کو لینے آگئی۔ اس نے دل دل میں والز کو خدا جائز کہا اور برآمدے سے نکل کر اس میں بیٹھ گیا۔

☆.....☆

پال گیوں کو جو حکم اچا کم ملتا تھا اور جس پر اسے فوری طور پر عمل کرنے کی ہدایت کر جاتی تھی، وہ اسے بالکل اچھا نہیں لگتا تھا۔ لیکن مجبوری تھی۔ "اوپر" سے ملنے والے ہر نہ کے احکام پر اسے عمل کرنا ہی پڑتا تھا۔ ورنہ وہ غور و خوض اور منصوبہ بندی سے کام کرنا پسند کرنا۔ خاص طور پر ایسے کام جن میں مار پیٹ، تشدہ اور سنتی شامل ہوتی تھی۔ اس قسم کے ہر کرنے میں کسی نہ کسی سے کوئی غلطی ہو سکتی تھی جو بعد میں مسئلہ بن سکتی تھی۔

آج رات کے لئے جو کام اس کے ذمے بکایا گیا تھا، وہ بھی اسی زمرے میں آتا تھا۔ وہ اس وقت بار میں بیٹھا بیر کی چسکیاں لے رہا تھا اور بظاہر سری انداز میں گرد و پیش کا جائزہ لے رہا تھا لیکن درحقیقت اس کی نظر ان دونوں جوانوں کی طرف تھی جو کاؤنٹر کے سامنے بیٹھنے پہنچنے کے شغل کے ساتھ ساتھ دو لاڑکیوں سے موجانگلو تھے۔ وہ ایک خاص قماش کی لاڑکیاں تھیں اور ان کی اصلاحیت ان کے چہروں پر لکھتی تھی۔

گیوں ان دونوں نوجوانوں کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کر چکا تھا۔ باسیں کے درمیان تھیں۔ دونوں طالب علم تھے۔ ان دونوں انگلی چھپیاں تھیں۔ دونوں دوسرے شہر کے ایک کالج میں پڑھ رہے تھے اور دو ہفتے بعد انہیں وہاں جانا تھا۔ دونوں خوشحال والدین کی اولاد تھے۔ دونوں کے والدین کا سیاسی اثر رسوخ بھی جس کی وجہ سے "دوسری جنگ عظیم" کے دوران جبری بھرتی کی زد میں آنے سے بھی بچ گئے تھے۔ ان کے والدین کا اثر و رسوخ انہیں اسی قسم کی نہیں۔ بلکہ اور بھی کئی طرح کی

کچھ زیادہ نہیں تھی۔ یہ دیکھ کر گھو نے مزید اطمینان کی سانس لی۔ صرف ایک بار اور کھلا تھا۔ کافی تقریباً سمجھی بند ہو چکی تھیں۔ گویا حالات نہایت موافق تھے۔ علاقے کی پولیس کی عنتی کا رکھ کے سلسلے میں بھی میزرا انتظام کر چکا تھا۔ معمول کی گشت کے سلسلے میں فی الحال اس کا اس طرف آنے کا کوئی امکان نہیں تھا۔ ”ٹے“ یہ پایا تھا کہ وہ تب ہی اس طرف آئے جب اسے یہاں کسی گز بڑی اطلاع ملے گی اور اس وقت بھی وہ حتی الامکان سُست رفتاری سے پہنچے گی۔

وہ اپنی شیور لیٹ سے لیکر کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی بچھلی سیٹ پر دو جسم آؤں بیٹھنے تھے لیکن کار میں روشنی اور بھی کم پیش رہی تھی، اس لئے وہ دکھانی نہیں دے رہے تھے۔ کچھ عرصہ پہلے تک وہ دونوں ٹرک چالایا کرتے تھے اور انہیں معمولی تھواہیں ملتی تھیں لیکن اب وہ بھی ”نیمیلی“ کے کارندوں میں شمار ہوتے تھے۔ ان سے مخصوص قسم کے کام لئے جاتے تھے لیکن انہیں صحیح طور پر معلوم نہیں تھا کہ وہ درحقیقت کس کے لئے کام کرتے تھے۔ وہ صرف گھو کو جانتے تھے جو ضرورت پڑنے پر انہیں طلب کر لیتا تھا، ہدایت دیتا تھا اور اپنی راہنمائی میں ان ہدایات پر عملدرآمد کر آتا تھا۔

اپنے حساب سے گویا انہیں اب کام بہت کم کرنا پڑتا تھا اور معافہ پہلے سے کہیں زیادہ ملتا تھا۔ گزر بسر نہایت آرام و آسائش سے ہوتی تھی۔ وہ بے حد خوش تھے۔ تازہ ترین ”کام“ کے سلسلے میں گھو انہیں دونوں لڑکوں کی تصوریں دکھا چکا تھا جو اس نے پولیس ریکارڈ سے حاصل کی تھیں۔

گھو نے ہدایات دیتے ہوئے کہا تھا۔ ”بس..... سر پر کوئی مہلک چوٹ نہیں گئی چاہئے۔ اس کے علاوہ جو تمہارا دل چاہے، کر سکتے ہو۔ لیکن یاد رکھنا..... اگر دونوں لڑکے دو مینے سے پہلے اپستال سے باہر آئے تو تم دونوں کو واپس جا کر ٹرک ڈرائیوری ہی کرنی پڑے گی۔“

دونوں جسم اور مضبوط آؤی ڈراموٹ دماغ کے تھے لیکن گھو کی ہدایات بڑی

موجودہ کام کے بارے میں میزانتے اسے عجلت کا مظاہرہ کرنے کی ہماری تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ لڑکوں کے کالج واپس جانے سے پہلے ہدایات پر عمل ہو جانا چاہیے اب مسئلہ یہ تھا کہ اگر دونوں لڑکوں کو بھی ساتھ لے لیتے تو پھر گھو کے لئے اپنے ”پروگرام“ پر عملدرآمد مشکل ہو جاتا۔ یوں ایک رات ضائع ہو جاتی۔

وہ کئی دنوں سے اس طرح ان لڑکوں کی نگرانی کر رہا تھا کہ انہیں اس کا شہر تک نہ ہوا تھا۔ وہ ان کے معمولات کا جائزہ لے رہا تھا۔ آج کی رات اسے ”پروگرام“ پر عملدرآمد کے لئے موزوں ترین محسوس ہوئی تھی اس لئے اس نے حتی انتظامات کر لئے تھے لیکن کچھ پہلے جیری اور کیوں ان دو لڑکوں سے چپک کر بیٹھنے لگئے تھے اور گھو کو اپنا ”پروگرام“ خطر میں نظر آنے لگا تھا۔

اچانک اس نے ایک لڑکی کی خمار زدہ سی بھنی کی آواز سنی۔ وہ جیری کی طڑا جھک کر کہہ رہی تھی۔ ”نہیں بھی..... میں تمہارے ساتھ کار میں کہیں نہیں جاؤں گی۔“ نہیں چاہتی میرا خشن بھی اس لڑکی جیسا ہو جس کی وجہ سے پچھلے دنوں تم دونوں پکڑے تھے اور تم پر مقدمہ بھی چلا تھا۔“

اس کی بات سن کر جیری نے جھک کر اس کے کان میں دھیرے سے کچھ کہا۔ ”وہ اسے سمجھا رہا تھا کہ اس لڑکی کی بات اور تھی جس کا ذکر ہو رہا تھا جبکہ اب تو رضا و غبت و صورت حال تھی..... لیکن نہ جانے کیا بات تھی کہ اس کی ساتھی لڑکی بدستور غافی میں سر با رہی۔ یہ دیکھ کر گھو نے قدرے اطمینان کی سانس لی۔“

اس نے آثار سے اندازہ لگایا کہ دونوں لڑکیاں جیری اور کیوں کے ساتھ تھیں۔ جائیں گی۔ جیسی بھی تھیں۔ لیکن احتیاط پسند معلوم ہوتی تھیں۔ اس کا مطلب تھا کہ کے لئے اپنے ”پروگرام“ پر عملدرآمد کے امکانات روشن ہو گئے تھے۔ وہ کافی حد تک مٹھے ہو کر اٹھا اور باہر آگیا۔

رات آدمی سے زیادہ گزر چکی تھی۔ سڑک تقریباً سنسان تھی اور وہاں پر روٹی

طرف ہو گیا۔ اسی لمحے عقب سے ان دونوں نوجوانوں کے بازو گویا آہنی شکنبوں میں پھنس چھ۔ تب انہیں احساس ہوا کہ وہاں وہ دو آدمی اور بھی موجود تھے جنہوں نے عقب سے نہایت ماہر انداز میں اور بے حد مضبوطی سے انہیں گرفت میں لے لیا تھا۔

اسی دوران میں گھنٹے پنے ہاتھ پر پیٹل کا ایک مختصر ساخول چڑھا چکا تھا جس پر نہایت نئے نئے سے کانے بھی ابھرے ہوئے تھے۔ یہ خول چڑھانے سے اس کا گھونسا گویا ایک کھردا، آہنی گھونسا بن گیا تھا۔ اس نے تاک کر نہایت پھرتی سے یہ گھونسا ایک نوجوان کی ٹاک پر رسید کیا۔ ایک ہی گھونے میں اس کی ٹاک چھٹی ہو گئی اور خون کا فوارہ پھوٹ پڑا۔

عقب سے جس شخص نے اس لڑکے کو قابو میں کیا ہوا تھا، اس نے اسے ہوا میں سڑک سے اونچا اٹھایا۔ اب وہ گھنٹے کے سامنے اس بوری کی طرح لٹکا ہوا تھا جس پر گھونے بازی کی مشق کی جاتی ہے۔ گھنٹے اس پر بچ مج مشق شروع کر دی۔ اس نے اتنی پھرتی سے اس کی ٹاک پر گھونے بر سائے کر اسے حلق سے آواز نکالنے کی بھی مہلت نہ ملی۔

جب لمبے تر نگے شخص نے اسے چھوڑا تو وہ پٹ سے چھپکلی کی طرح سڑک پر گرا تب لمبے تر نگے شخص نے اسے ٹھوکروں پر رکھ لیا حالانکہ اس میں مزاحمت کی سکت نہیں رہی تھی۔ ادھر دوسرے نوجوان نے چینخنے کی کوشش کی تھی لیکن دوسرے لمبے تر نگے شخص نے اس کی گردن کے گرد اپنے بازو کا شکنجد کس دیا تھا اور اس کی آواز حلق میں ہی گھٹ کر رہ گئی تھی۔ ہر اس شخص نے مشینی انداز اس کی بھی ہڈی پسلی ایک کرنا شروع کر دی۔

صرف چچہ میکنڈ میں یہ سب کچھ ہو گیا تھا۔ گھنٹے نے مزید زحمت نہیں کی۔ دونوں نوجوانوں کا بھرتا بنانے کے لئے وہ دونوں لمبے تر نگے آدمی ہی کافی تھے وہ اطمینان سے گاڑی میں جا بیٹھا اور اس نے اجنب اشارت کر دیا۔ دونوں نے نوجوانوں کی پٹائی اس انداز میں جاری تھی کہ یکے بعد دیگرے ان کی ہڈیاں نوٹ ری تھیں مگر ان کے حلق سے ”اوغ... آع“ کے علاوہ کوئی آواز بھی نہیں نکل یا رہی تھی۔ جلد ہی یہ آواز اس بھی معدوم ہو

سعادت مندی سے ذہن نشین کر لیتے تھے۔ اس وقت گھنٹے نے چھپلی کھڑکی پر ان کی طرف ذرا جھک کر پیچی آواز میں کہا۔ ”وہ دونوں باہر آنے ہی والے ہیں۔ اپنے کام کے لئے تیار رہو۔“

وہ دونوں دروازہ کھول کر آئیں گے۔ وہ خاصے دراز قد تھے۔ کرنگلی اور مضبوطی ان کے چہرے مہرے اور خدوخال سے عیاں تھی۔ کسی زمانے میں وہ دونوں باکسر بھی رہے تھے لیکن اس میدان میں نام پیدا نہیں کر سکے تھے۔ ان کی ٹرک ڈرائیوری کے زمانے میں گھنٹے نہیں ایک پرانے قرض سے بھی نجات دلائی تھی جس کی وجہ سے بہت پریشان رہتے تھے۔ اس قرض کی ادائیگی کے لئے رقم سنی کار لیون نے فراہم کی تھی۔

جب جیری اور کیون بار سے باہر آئے، تو وہ گویا خود بھی اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالنے کے لئے پوری طرح تیار تھے۔ ایک تو خمار نے ان کے حواس دھنلا دیئے تھے۔ دوسرے دونوں لڑکوں نے ان کے ساتھ چلنے سے انکار کر کے گویا اسے ارمانوں پر پالی پھیسر دیا تھا۔ وہ کسی صورت مان کر نہیں دی تھیں۔ اس وجہ سے دونوں کا مودہ آف تھا اور جھنجھلاہٹ کے باعث ان کی کپٹیاں تپ رہی تھیں۔

وہ شیوریت کے قریب پہنچے تو گھنٹے استہزا سے اور بلند آواز میں بولا۔ ”بھٹی دا! ان دونوں لڑکوں نے تمہیں خوب نکلا سا جواب دیا۔

دونوں لڑکوں نے گرد نیس گھما کر آنکھیں سیکھرتے ہوئے گھنٹے کی طرف دیکھا۔ انہوں نے یقیناً بھی محسوس کیا کہ اپنا غصہ اور جھنجھلاہٹ نکالنے کے لئے انہیں ایک شامہا ”پدف“ میرا آج گیا تھا کیونکہ گھنٹے زیادہ جسم یا شخصیت کے اعتبار سے باریک باریک تھا۔ بعض خاص دکانوں سے سودے بازی کر کے کم قیمت میں ایسے سوٹ خرید لیتا تھا جن میں وہ نہایت معزز آدمی نظر آتا تھا گوکہ اس کا چہرہ نکولے کا طرح سوکھا ساتھا۔ وہ کسی بھی اعتبار سے لازمی والا یا خطرناک آدمی دکھانی نہیں دیتا تھا۔ دونوں نوجوان بلا تامل اس پر جھپٹے لیکن وہ نہایت پھرتی سے جھکائی دے کر ایک

کارروائیوں سے فارغ ہو چکا ہو۔ ڈون سے سولوزو کی یہ ملاقات ہیں کین کے اندازے کے طبق نہایت اہم ثابت ہونے والی تھی۔ اسے معلوم ہو چکا تھا کہ سولوزو درحقیقت ”فیملی“ ہیں۔

کے ساتھ کارروائی شرکت داری کی کوئی تجویز لے کر آ رہا تھا۔ ڈون کو اس وقت کوئی خاص حرمت یا افسوس نہیں ہوا تھا جب تک کین نے لاس جلس سے واپس آ کر اسے بتایا تھا کہ فلمی دنیا کے بہت بڑے آدمی جیک والز سے اس کے درحقیقت کام ہو گئے تھے اور اس نے کسی بھی قیمت پر جوئی کو اپنی فلم میں کاست کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

ڈون نے ہر بات تفصیل سے پوچھی تھی اور تکین نے تمام جزئیات بیان کی تھی۔ ان ماں بیٹی کا ذکر بھی آیا تھا جنہیں تکین نے والز کے فارم ہاؤس سے رخصت ہوئے دیکھا تھا۔ تکین نے اس وقت کسی لڑکی کی جو حالت دیکھی تھی۔ وہ بھی بیان کی تھی۔ اس پر ڈون نے دانت پیسے تھے اور نہایت ہی ناگواری سے بڑا بڑا یا تھا۔ ”خبیث.....!“

اس سے زیادہ اس نے کسی عمل کا اظہار نہیں کیا تھا۔ مجموعی طور پر وہ اسی طرح پر ٹکون رہا تھا جیسے تکین کی اس خبر نے اسے کوئی خاص دھیکانہ پہنچایا ہو۔ ان کے درمیان یہ ٹکنگو پیر کے روز ہی ہو چکی تھی۔ پھر بدھ کو ڈون نے تکین کو ملاقات کے لئے بیان کیا تھا۔ وہ بیش بیش اور مطمئن نظر آ رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے اس نے مسئلے کا حل تلاش کر لیا ہوتا ہم کس تکین کو اس سلسلے میں کچھ نہیں بتایا۔ اس نے کچھ کاموں کے بارے میں تکین کو ہدایات دیں۔ پھر مری انداز میں گویا پیشگوئی کی کہ جلد ہی والز کا فون آئے گا اور وہ انہیں بتائے گا کہ وہ جوئی کو اپنی فلم میں مرکزی کردار کے لئے کاست کرنے کو تیار ہے۔

ای اشنا۔ میں فون کی تھنی نج اٹھی اور تکین کی دھڑکن اس احساس سے تیز ہونے لگی کہ کیا واقعی والز کا فون آگیا تھا؟ تکین وہ فون والز کا نہیں، بلکہ بونا سیرا کا تھا، اس کی آواز تسلیک اور ممنونیت سے لرز رہی تھی۔ وہ تکین سے درخواست کر رہا تھا کہ اس کا شکریے کا پیغام ڈون کو پہنچا دیا جائے۔ اس کا کہنا تھا کہ اس کا دل سخندا ہو گیا تھا اور ڈون نے اس کی

دونوں لبے ترکے آدمی تاک کر نہایت ماہر اس اور پے تکے انداز میں وارکر تھے۔ ان کے انداز میں ذرا بھی گھبراہٹ یا عجلت نہیں تھی اور ان کا کوئی وارا چھتا ہوا نہیں رہا تھا۔ گھیوں کو گاڑی میں بیٹھے بیٹھے اس دوران میں کیون کے چہرے کی جھلک نظر آئی۔ ناقابل شناخت ہو چکا تھا۔ دونوں لڑکوں کے ہاتھ پاؤں اور جسم کی پیشتر ہیں یاں نوٹ تھیں۔

آس پاس کی عمارتوں میں شاید کچھ لوگوں کو احساس ہو گیا تھا کہ گلی میں کچھ گھر تھی۔ کئی کھڑکیاں کھلیں اور کئی چہرے جھانکتے دکھانی دیئے مگر جلد ہی کھڑکیاں بند ہو گئیں کسی نے باہر آ کر دخل اندازی کرنا تو درکنار، یہ بھی جانے کی کوشش نہیں کی کہ معاملہ کیا تھا بار میں سے بھی کچھ لوگ نکل کر باہر آن کھڑے ہوئے تھے مگر ان میں سے بھی کسی نے معاملے میں مداخلت نہیں کی۔ وہ سب دور کھڑے خوفزدہ نظروں سے، سفا کانے انداز نوجوانوں کی درگت بنتے دیکھتے رہے۔

”چلو۔۔۔ بس۔۔۔ کافی ہے۔۔۔“ گھیوں نے گاڑی میں سے ہاکہ لگائی اور دو لبے ترکے آدمی اطمینان سے ہاتھ جھاڑ کر گاڑی میں جا بیٹھے۔ دونوں نوجوان گھر بیوں کا صورت میں سڑک پر بے حس حرکت پڑے تھے۔

گھیوں نے ایک جھٹکے سے گاڑی آگے بڑھا دی۔ اس بات کی پروانہ نہیں کہ کسی نے شیوریٹ کا نمبر نوٹ کر لیا ہو گا۔ وہ چوری کی شیوریٹ تھی۔ اس ماذل اور رنگ کی ہزاروں گاڑیاں شہر میں موجود تھیں۔

☆.....☆

نام تکین نے جمعرات کے روز اپنے آفس پہنچ کر سب سے پہلے کچھ کاموں سلسلے میں کاغذی کارروائیاں مکمل کیں۔ جمعہ کو درج سولوزو سے ڈون کار لیوں کی ملاٹ ہو چکی تھی اور تکین چاہتا تھا کہ اس ملاقات سے پہلے وہ چھوٹے موٹے کاموں اور کا

فرج کرنی پر جائے۔ میں تم لوگوں کو نہیں چھوڑوں گا اور اس جو نی کے بچے کو تو میں زندگی بھر کے لئے بھرا بخواہوں گا۔ تم میری بات سن رہے ہو۔۔۔ تاسور کے بچے؟“
ہیگن نے سفہتے ہوئے متانت سے کہا۔ ”میں سور کا بچہ نہیں۔۔۔ جرس، آرٹش والدین کی اولاد ہوں۔“

دوسری طرف ایک لمحے خاموشی رہی پھر فون بند کر دیا گیا۔ ہیگن مسکراتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ واٹر نے بلاشبہ خوب گالیاں دی تھیں اور بکواس کی تھی لیکن اس نے براہ راست ڈون کار لیوں کا نام لے کر کوئی حکمکی نہیں دی تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ آدمی بہر حال ذہن تھا!

☆.....☆

دس سال پہلے جیک واٹر کی پہلی بیوی کا انتقال ہوا تھا۔ اس سے وہ اپنے بیٹھ روم میں اکیا ہی سوتا تھا۔ اس کا بیٹھ روم اتنا بڑا تھا کہ اس میں کسی کلب کے منظر کی شونک ہو سکتی تھی اور بیٹھ اتنا بڑا تھا کہ اس پر دس آدمی سو سکتے تھے۔ تاہم وہ تہاہی سوتا تھا۔ اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ پہلی بیوی کے انتقال کے بعد اس کی زندگی میں کوئی عورت نہیں آئی تھی۔ اس نے دوسری شادی بھی کی تھی مگر جس دوران یہ شادی برقرار تھی، ان دونوں بھی اس کا اور اس کی بیوی کا بیٹھ روم الگ تھا، بیوی کے ساتھ اس کا رو یہ ایسا ہی تھا جیسے وہ بھی ضروریات زندگی کی طرح محض ضرورت کی ایک چیز ہو اور وہ صرف یوقت ضرورت ہی اس کے پاس جاتا تھا۔
شاید اسی لئے وہ جلد ہی اسے چھوڑ گئی تھی۔ واٹر کے لئے اس سے کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔ اس کے لئے عورتوں کی کوئی کمی نہیں تھی اور سانہ سال کی عمر کو پہنچنے کے باوجود وہ ایک تو آدمی تھا مگر کچھ عرصے سے اس کا معاملہ کچھ ایسا ہو گیا تھا کہ نہایت خوبصورت مگر کسی لڑکیاں اس کی کمزوری بن گئی تھیں۔ وہ پہلے ہی کچھ زیادہ اچھی فطرت کا مالک نہیں تھا لیکن اب تو فطرت میں کچھ روی کا کوئی ایسا پبلوا بھرا آیا تھا کہ کسی لڑکیوں کو دیکھ کر ہی اسے خوشنی ہوئی تھی۔

درخواست قبول کر کے گویا اسے بن مول خرید لیا تھا۔ اس نے نہایت جذبائی ہو کر یہ بھی کہ ڈون کو اگر زندگی میں کبھی اس کے خون کی بھی ضرورت پڑی تو وہ صرف ایک آوازو کر دیکھئے، یوں اس کے پسے کی جگہ اپنا خون بھاڑے گا۔

ہیگن نے نہایت تحمل سے اس کا شکریہ ادا کیا اور سر بیان انداز میں اسے تسلی دی اس کے جذبات ڈون تک پہنچا دیے جائیں گے۔ وہ ”ڈیلی نیوز“ میں خبر اور تصویریں دیکھا تھا کہ کس طرح جیری اور کیون سڑک پر شم مردہ حالت میں پائے گئے تھے۔ تصویر میں ان کی حالت عبرت ناک نظر آ رہی تھی۔ وہ خون اور گوشت کا ملغوب دکھائی دے رہ تھے۔ اخبار نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ شاید انہیں مہینوں اسپتال میں رہنے اور پلاٹ سر جری کرانے کی ضرورت پڑے گی اور اس کے بعد بھی شاید وہ پہلے جیسے نظر نہ آ سکیں۔ نے خبر پڑھ کر طمانیت سے سر ہلاکا تھا اور ایک کاغذ پر نوٹ کیا تھا کہ گھوٹ ایک خصوصی بونم مستحق ہو چکا تھا اس کے ذمے جو کام لگایا گیا تھا، اس نے عمدگی سے انجام دیا تھا۔

ہیگن اگلے تین مہینوں تک کاغذات میں الجھا رہا۔ اس نے ڈون کی ان کمپنیوں کی آمدنی کی رپورٹس کا جائزہ لیا جن میں سے ایک جائیداد کا کاروبار کرتی تھی تیسری کنسٹرکشن کا کام کرتی تھی۔ جنگ کے دوران تینوں کے کاروبار زیادہ اچھے نہیں رہتے لیکن اب جنگ کے بعد امید تھی کہ وہ تیزی سے چھلیں پھولیں گے۔

کاغذات میں الجھ کروہ جو نی والے مسئلے کو تقریباً جھوول ہی چکا تھا مگر اچاک اسیکری نے اسے بتایا کہ اس ایجنس سے اس کے لئے کال تھی۔ اس کا دل انجامی تو قہ سے دھڑک اٹھاتا ہم اس نے رسیور اٹھا کر پر سکون اور باوقار لجھے میں کہا۔ ہیگن بولا ہوں۔ فرمائیے؟“

دوسری طرف سے جو چنگھاڑتی ہوئی آوازنائی دی، اسے پہلے تو ہیگن پہچاڑ نہیں سکا۔ پھر اس کی سمجھی میں آیا کہ واٹر تھا جو اسے گالیاں دیتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ”سہ کو سو سال کے لئے جیل بھجوادوں گا۔۔۔ چاہے اس کے لئے مجھے اپنی آخری چینا

پیں مارنے اور اپنے ملازموں کو پکارنے لگا۔ ملازم دوڑے آئے۔ اسی وحشت کے عالم میں اپنے چیخن کو نیویارک فون کرڑا۔ اس کا بیٹر اس کی حالت دیکھ کر کچھ تشویش زدہ تھا۔ اس اپنے اس کے ذاتی معانج کو فون کر دیا تاہم اس کی آمد سے پہلے والز نے کافی حد تک پنی حالت پر قابو پالیا۔

اس کے وہم و گمگان میں بھی نہیں تھا کہ اس پر اس پہلو سے بھی حملہ ہو سکتا ہے۔ یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ اسے ذرا بھی خبردار کئے بغیر کوئی اس سخا کی سے دنیا کے خوبصورت ترین اور کار آمد ترین گھوڑے کو ہلاک کر سکتا تھا۔ والز نے اپنے اصلی کی سکورٹی کے لئے اپنی دانست میں جوفول پروف انتظامات کئے ہوئے تھے، وہ سب دھرے کے جرے رہ گئے تھے۔

اس نے سکورٹی اسٹاف سے پوچھ کچھ کی تورات کی ڈیوٹی دینے والوں نے حل斐ہ بتایا کہ انہوں نے کسی قسم کی آواز تک نہیں سنی، نہ ہی انہوں نے کسی قسم کی غفلت برتنی اور نہ ہی انہیں کسی گڑبڑ کا احساس ہوا۔ والز فیصلہ نہیں کر سکا کہ وہ جھوٹ بول رہے تھے۔۔۔ انہیں خرید لیا گیا تھا یا پھر ان کے ساتھ کوئی ایسی چال چل چئی تھی کہ انہیں احساس ہی نہیں ہو سکا تھا کہ درحقیقت کیا ہوا تھا؟

وہ سوچ رہا تھا کہ شاید وہ پولیس کو اس بات پر آمادہ کر سکے کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ اپنی بختی کریں کہ وہ جو اگل دیں۔۔۔ لیکن یہ سب بعد کی باتیں تھیں۔ فی الحال تو یہ بھی ایک حقیقت سامنے تھی کہ خرطوم کو ذبح کیا جا چکا تھا اور وارنگ کے طور پر اس کا سر اس کے قدموں میں پھینک دیا گیا تھا۔

بہر حال والز احتمل نہیں تھا۔ اس جھٹکے نے اس کی اناپتی کو کہیں دور لے جا پھینکا تھا۔ یہ پیغام اس کی سمجھی میں آ گیا تھا۔ اس کی عقل میں یہ بات آ گئی تھی اُر جو لوگ اس کی دولت، طاقت، اثر رسوخ، صدر مملکت سے اس کے مراسم۔۔۔ اور اس طریقہ کی دوسری کسی بھی بات کو خاطر میں نہیں لائے تھے وہ اگر کرنے پر آتے تو کیا کچھ کر سکتے تھے۔ وہ اسے

جعرا ت کی اس صحیح نہ جانے کیوں اس کی آنکھ جلدی کھل گئی تھی۔

صحیح کا اجالا اس کے طویل و عریض بیڈروم میں صرف اس حد تک ہی پہنچ پا رہا تھا کہ وہاں ملکے اندھیرے کا سامان تھا۔ اسے اپنے بیڈ کی پانچتی کوئی مانوس سی چیز رکھی وکھان دے رہی تھی لیکن کرے میں روشنی کم اور ذہن پر غنودگی کا غلبہ ہونے کی وجہ سے اس کی بھوئیں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا چیز تھی۔

اسے بہتر طور پر دیکھنے کے لئے وہ ایک کہنی کے بل ذرا اوپر چاہو۔ اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کیا دیکھ رہا تھا۔ اسے وہ چیز کسی گھوڑے کے سر سے مشابہہ لگ رہی تھی۔ شاید اس کی آنکھیں اسے دھوکا دے رہی تھیں۔ اس چیز کو صحیح طور پر دیکھنے کے لئے اس نے بڑا نیبل لیپ روشن کیا۔

دوسرے ہی لمحے اسے کچھ یوں لگا جیسے کہی نے اس کے سر پر ہتھوڑا رسید کر دیا ہو۔ اس کا دل گویا اچھل کر طلق میں آگیا جس کی وجہ سے اسے قے آ گئی۔ خوبصورت، نیپل اور ریشمی چادر سے آ راستے اس کا بستر آ لودہ ہو گیا۔

اس کے پانچتی واقعی ایک گھوڑے کا کٹا ہوا سر کھا تھا اور وہ سر دنیا کے اب تک کے بیش قیمت ترین گھوڑے کا تھا۔ وہ اس کے اپنے "خرطوم" کا سر تھا جسے خریدنے کے بعد سے وہ گویا خوشی سے بچوں انہیں سما تھا۔ جہاں سے گھوڑے کی گردن کاٹی گئی تھی وہاں سے مولیٰ پتلی نیس بھیانک انداز میں جھائک رہی تھیں اور بستر پر خون پھیلانظر آ رہا تھا۔ اس کا سیاہ ریشمی کھال جو چمکتی دکھائی دیتی تھی، زندگی سے محروم ہو کر گویا دھنڈلی پڑ گئی تھی۔

اس کی بڑی بڑی آنکھیں جوموتیوں کی طرح جھلملاتی تھیں، اب وہ بھی چک سے محروم تھیں۔ آنکھیں کھلی تھیں مگر اب ان میں چھلی ہوئی موت کی ویرانی نے انہیں دھندا اور خوف ناک بنادیا تھا۔ دنیا کے عظیم ترین گھوڑے کا کٹا ہوا سر کسی حقیری چیز کی طرح اس کے پیروں سے ذرا دور پڑا تھا۔

ایک عجیب ساخوف اور وحشت اس پر اس طرح حملہ آور ہو گئی کہ وہ بے اخیار

اس نے ایک ایسی بات کو اتنا کام سلسلہ بنایا تھا جس کے بارے میں دنیا کو کچھ پہنچیں تھا۔
اس نے سوچا۔ بہت سوچا۔ گھنٹوں اس کے دل و دماغ میں دلائل کی جگہ
جاری رہی۔ آخر کار وہ اہم فیصلے کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے اپنے شاف کو بلا لیا اور
انہیں کچھ ضروری ہدایات دیں۔ پر لیں کو یہ اطلاع فراہم کرنے کا بندوبست کیا گیا کہ خرطوم
کی بیماری کے باعث مر گیا تھا۔ حقائق جانے والے تمام افراد سے حرم لی گئی کہ وہ اس
محلے میں کہیں اصل بات کا بھولے لے بھی تذکرہ نہیں کریں گے۔ گھوڑے کی بیماری کے
بارے میں بتایا گیا تھا کہ وہ شاید اسے انگلینڈ سے امریکا منتقلی کے دوران راستے میں کہیں
بے گلی تھی۔ اس کی لاش کو رازداری سے والز نے اپنی جا گیر کی حدود میں فن کر دیا۔
اور پھر اسی رات جو نیک فون کاں موصول ہوئی جس میں
اسے بتایا گیا کہ والز کی فلم میں کام شروع کرنے کے لئے اسے پیر کے روز اسٹوڈیو پہنچا تھا۔

☆.....☆

ای شام ہیگن ڈون سے ملاقات کرنے کے لئے اس کے گھر پہنچا۔ آئندہ روز چونکہ
سولوز سے ڈون کی ملاقات ٹھی۔ اس نے ہیگن چاہتا تھا کہ اس سلسلے میں کچھ تیاری کر
لی جائے۔ کچھ باتوں پر پیشگوئی غور کر لیا جائے۔ چنانچہ وہ شہر میں واقع اپنے لاءِ آفس سے اخراج
تو ڈون کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

ڈون نے اپنے سب سے بڑے بیٹے سنی کو بھی اس گفتگو میں شریک کرنے کے
لئے بار کھا تھا۔ ہیگن نے دیکھا کہ سنی کے کیوں چھیسے چہرے پر چھکن اور درماندگی تھی۔ وہ نیند
کی کی کا بھی شکار لگتا تھا۔ ہیگن سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ شاید وہ کچھ زیادہ ہی اس لڑکی کے چکر
میں پڑ گیا تھا جو اس کی بہن کی شادی کے موقع پر "میڈ آف آرز" بنی تھی اور جس کے ساتھ وہ
اسی روز آنکھ پچا کر گھر کے ایک کمرے میں چلا گیا تھا۔ اگر وہ اس لڑکی کے چکر میں اپنی نیند
اور آرام سے بھی غافل رہنے لگا تھا تو ہیگن کے لئے تشویش کی بات تھی۔
ڈون نے سگار کا کاش لیتے ہوئے گفتگو کا آغاز کیا۔ "کیا ہم سولوز کے بارے

ہلاک بھی کر سکتے تھے۔ وہ محض اس بات پر اس کی جان لے سکتے تھے کہ وہ جو نی کو اپنی فلم
میں کاٹ نہیں کر رہا تھا۔

یہ احساس گویا اسے اس کی دنیا سے باہر لے آیا تھا جہاں اس نے ہمیشہ اپنے آپ
کو طاقتوں، بہت محفوظ محسوس کیا تھا۔ اسے اندازہ ہوا تھا کہ کچھ عناصر ایسی دیواری کی پیداوار
ہوتے ہیں جن کے سامنے یہ سب باتیں بے کار ہو کر رہ جاتی تھیں کہ آپ کتنے اثر رسوخ
والے تھے، آپ کتنی کمپنیوں اور کتنی دولت کے مالک تھے۔ کہاں کہاں آپ کا حکم چلتا تھا۔
اسے پہلی بار اندازہ ہوا تھا کہ کچھ لوگ اس میں سے افراد کو یہ احساس بھی دلا سکتے ہیں کہ وہ ہر کام
اپنی مرضی کے مطابق نہیں کر سکتے۔ اس کے خیال میں یہ تو کیوں نہ میں سے بھی زیادہ خطرناک
چیز تھی۔

ڈاکٹر نے اسے سکون آور دوا کا انجکشن لگادیا۔ اس سے اسے اپنے اعصاب پر
قاوی پانے میں مدد ملی اور وہ کافی حد تک پر سکون انداز میں سوچنے کے قابل ہو گیا۔ اس نے
فیصلہ کیا کہ جذبائی انداز میں سوچنا قطعی مناسب نہیں رہے گا۔

جب اس نے قطعی غیر جذبائی انداز میں سوچنا شروع کیا تو احساس ہوا کہ اول تھا
یہ ثابت کرنا ہی تقریباً نمکن تھا کہ اس کے گھوڑے کو ڈون کار لیون کے اشارے پر ہلاک کیا
گیا تھا اور اگر کسی مجرم کے تحت یہ ثابت ہو بھی جاتا تو بھلا ایک گھوڑے کو ہلاک کرنے کی
زیادہ سے زیادہ مزاح کیا ہو سکتی تھی؟

اس قسم کے مزید کچھ واقعات اسے ملک بھر میں تماشا بنا سکتے تھے۔ اس کی طاقت
اور اثر رسوخ کا بھرم ثوٹ سکتا تھا۔ اس کی خصیت کا سارا تاثر خاک میں مل سکتا تھا۔ میں
ممکن تھا کہ وہ لوگ اسے ہلاک کرنے کے بجائے ایسی طریقے آزماتے رہتے کہ وہ دنیا
کے تمسخر کا نشانہ بن جاتا۔ اس کی خصیت دو کوڑی کی ہو کر رہ جاتی۔ اس کا سارا وقار اور دباؤ
ہوا میں تخلیل ہو جاتا۔ یہ سب کچھ موت سے بھی بدتر تھا اور یہ محض اس نے ہوتا کہ وہ ایک
 شخص کو اپنی فلم میں اس کردار میں کاٹ نہیں کر رہا تھا جس کے لئے وہ موزوں ترین تھا۔

اس کی تفہیم کاری کا نظام تیار کرنے میں اسے دشوار یا درپیش ہیں۔ اس سلسلے میں اسے مالی پر بھی درکار ہے اور قانون سے تحفظ بھی۔ ان خطوط پر کاروبار کو پھیلانے کے لئے اس کے پاس سرمائے کی کمی ہے۔ اسے ایک ملین ڈالر کی ضرورت ہے جو ظاہر ہے ایک بڑی رقم ہے۔ ڈالر و روپنیوں پر تو نہیں آگئے۔

ہیکن نے دیکھا کہ اس لمحے ڈون نے دانت پیے تھے۔ تب اسے یاد آیا کہ کاروباری مختلتوں کے دوران ڈون کو مجاہروں کا استعمال یا جذبات کا انتہا باراں کل پنڈ نہیں تھا۔ وہ جلدی سے بات آگے بڑھاتے ہوئے بولا۔ ”سولوزو کی عرفیت ”دی ترک“ ہے۔ شناسختوں میں اس کا ذکر صرف ترک کہہ کر بھی کیا جاتا ہے۔ شاید اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ترکی سے اس کا بہت رابطہ رہتا ہے۔ اس کی ایک بڑی بھی ترک ہے جس سے اس کے پیچے بھی ہیں۔ سنا ہے سولوزو بے حد سفاک آدمی ہے اور نوجوانی کے زمانے میں چاقو کے استعمال میں بہت ماہر تھا۔ شاید وہ مہارت اب بھی برقرار ہو۔ اس کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کسی سے جھگڑا صرف اسی وقت کرتا ہے جب کاروباری معاملات میں اس سے کوئی معقول شکایت یا اختلافات پیدا ہو جائے۔

ہیکن نے ایک لمحے کے لئے خاموش ہو کر فائل میں لگے ایک کاغذ پر اچھتی سی نظر ڈالی پھر بولا۔ ”بہت باصلاحیت آدمی سمجھا جاتا ہے۔ اپنا بارس خود ہے۔ کسی کی ماتحتی میں کام نہیں کرتا۔ پولیس کے پاس اس کا ریکارڈ بھی موجود ہے کیونکہ وہ دو مرتبہ سزا بھی کاٹ چکا ہے۔ ایک مرتبہ اٹلی میں۔ دوسری مرتبہ امریکا میں۔ نشیات کے اس مغلک کے دیشیت سے وہ کام کی نظر میں ہے۔ یہ چیز اس اعتبار سے ہمارے حق میں جاتی ہے کہ ایسے لوگ بھی کسی کے خلاف وعدہ معاف گواہ نہیں بن سکتے۔ اس کی ایک امریکی بیوی بھی ہے جس سے تین سچے ہیں۔ ترک بیوی ترکی میں رہتی ہے۔ اپنے کنپے کا پوری طرح خیال رکھنے والا آدمی سمجھا جاتا ہے اگر اسے یہطمینان ہو کہ اس کی عدم موجودگی میں اس کی بیویوں اور بچوں کو کوئی تکلیف نہیں ہو گی تو آرام سے کوئی سزا کاٹنے کے لئے جیل بھی چلا جائے گا۔“

میں وہ سب کچھ جانتے ہیں جو ہمارے لئے جاننا ضروری ہو سکتا ہے؟“
ہیکن کو پوچھ تو سب باقی یاد تھیں لیکن محض احتیاطاً اس نے ایک فائل کھول لی جس میں ضروری نوٹس موجود تھے لیکن ان نوٹس سے کوئی دوسرا شخص اصل باقی نہیں بھجو سکتا تھا۔ وہ انہیں محض کاروباری یادداشتیں سمجھتا۔ فائل میں ایک طرح سے سولوزو سے ملاقات کا موقع اجتنڈا بھی درج تھا۔

”سولوزو ہمارے پاس مدد کی درخواست لے کر آ رہا ہے۔“ اس نے کہنا شروع کیا۔ ”وہ چاہتا ہے کہ ”فیملی“ اس کے کاروبار میں کم از کم ایک ملین ڈالر لگائے اور بعض معاملات میں اسے قانون سے تحفظ فراہم کرے جس کے بدالے میں ہمیں کچھ حصہ ملے گا۔ ابھی یہ طے نہیں ہے کہ وہ حصہ کتنا ہو گا۔ یہ بات سونو ز و خود بتائے گا۔ سولوزو کی سفارش ”لے گی لیا فیملی“ کر رہی ہے۔ یہ فیملی اس کی پشت پناہی بھی کرتی ہے۔ شاید اسے بھی سولوزو کے کاروبار میں کچھ حصہ ملتا ہے۔ سولوزو جس کاروبار میں حصے داری کی بات ہم سے کرنے آ رہا ہے، وہ نشیات کا کاروبار ہے۔“

ہیکن نے ایک لمحے کے لئے خاموش ہو کر ڈون اور سنی کی طرف دیکھا۔ وہ دونوں خاموش رہے اور ان کے چہروں پر کوئی تاثر نہیں ابھرنا تھا۔ ہیکن نے سلسلہ کلام جوڑا۔ ”سولوزو کے ترکی میں کچھ لوگوں سے رابطے اور تعلقات ہیں جو وہاں پوسٹ کی کاشت کرتے ہیں۔ وہاں سے پوسٹ کو بغیر کسی دشواری کے سلی نتھل کر لیتا ہے۔ سلی میں اس نے پلائٹ لگایا ہوا ہے جس کے ذریعے پوسٹ سے ہیر وئن تیار کی جاتی ہے۔ اس سے پہلے وہ پوسٹ سے مارپین بھی تیار کر لیتا ہے اور چاہتا ہے تو اسے ہیر وئن کے درجے تک لے آتا ہے۔ وہاں اس نے اس کام کے سارے انتظامات کر رکھے ہیں اور اسے ہر طرح کا تحفظ بھی حاصل ہے۔ خطرے کی صورت میں اسے پیشگی اطلاع بھی مل جاتی ہے۔“

ایک لمحے کے لئے خاموش ہو کر اس نے گھری سانس لی، پھر بولا۔ ”یہاں تک تو سب تھیک ہے۔ اب وہ ہیر وئن کو اس ملک میں لانا چاہتا ہے۔ ہیر وئن یہاں لانے اور پھر

میں بہت پیسہ تھا اور مستقبل میں دنیا بھر میں اس کا سیالب آنے والا تھا لیکن مشکل یہ تھی کہ ڈون نشیات کے دھندے کو اچھا نہیں سمجھتا تھا۔ وہ پیسے کے لائچ میں اس حد تک جانا نہیں چاہتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ جب تک بھی ممکن ہو سکے، خود کو اس دھندے سے دور رکھا جائے۔ ”فیملی“ کو اس کاروبار کی طرف نہ لایا جائے۔

اے خاموش دیکھ کر ڈون نے ہمت بڑھانے والے انداز میں کہا۔ ”جو بھی ہمارے دل میں ہے، کہہ ڈالو۔“ لیکن! ضروری نہیں کہ کوئی وکیل ہر معاملے میں ہی اپنے باس سے متفق ہو۔“

”میرے خیال میں تو آپ کو سولوزو کی تجویز قبول کر لینی چاہئے۔ اس کے لئے بہت سے دلائل دیتے باسکتے ہیں لیکن سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس کا کام میں بہت پیسہ ہے اور اگر ہم اس میں ہاتھ نہیں ڈالیں گے تو کوئی اور ڈال دے گا۔ یہ تو بہر حال نہیں ہو گا کہ ہمارے بازار ہنے سے امریکا میں ہیر و گن نہ آئے گی۔ اگر ہم پچھے رہے تو“ نے فیگ لیا فیملی ”یقیناً آگے بڑھ کر اس میں ہاتھ ڈال دے گی۔ اس سے اس کی دولت میں جو اضافہ ہو گا، اس کے مل بوتے پر وہ مزید پولیس افسروں اور سیاستدانوں کو خرید لے گی۔ اس کے اثر و رسوخ اور طاقت میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ وہ ہم سے زیادہ طاقتور ”فیملی“ بن جائے گی اور اس کے بعد وہ ہم سے وہ سب کچھ بھی چھیننے کے لئے حرکت میں آجائے گی جو ہمارے پاس اس وقت ہے۔“

اس کے ہونوں پر خفیف سی مسکراہٹ ابھری اور ایک لمحے کے توقف کے بعد اس نے سلسلہ کلام جوڑا۔ ”ہم جیسی ”فیملیز“ کا معاملہ بھی حکومتوں اور ملکوں والا ہوتا ہے۔ اگر ایک ملک اپنے آپ کو سلسلہ کرتا ہے تو دوسرے کو بھی اپنے آپ کو سلسلہ کرنا پڑتا ہے۔ اگر ایک ملک اپنی فوجی طاقت اور تھیاروں میں اضافہ کرتا ہے تو دوسرے کو بھی کرنا پڑتا ہے۔ اگر ایک ملک زیادہ طاقتور ہو جاتا ہے تو دوسرے کے لئے خطرہ بن جاتا ہے۔ اس وقت مکمل طور پر جائز اور قانونی کاروبار کے علاوہ جن تھوڑے بہت غیر قانونی دھندوں میں ہمارا ہاتھ دیکھ رہا تھا۔ اس کی نظر مستقبل بعید پر نہیں تھی۔ لیکن کو اندازہ تھا کہ ہیر و گن کے کاروبار

ڈون نے سگار منہ سے نکال کر اپنے بیٹے سی کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ ”میں خیال ہے سین میون؟“

ہیگن کا اندازہ تھا کہ سین کیا سوچ رہا ہو گا۔ وہ مکمل طور پر ڈون کے زیر سایہ رہنے کے بارے میں کچھ عرصے سے مضطرب تھا۔ اس کی خواہش تھی کہ اسے آزادانہ طور پر کوئی بڑا کام کرنے کو ملے۔ یہ اس کے لئے ایک اچھا موقع ہو سکتا تھا۔ شاید یہ ”شعبہ“ مکمل اور آزادانہ طور پر اس کے پروردگار یا جاتا۔

سین نے مشروب کا ایک گھوٹ بھرا اور ایک لمحے خاموش رہنے کے بعد جاتا انداز میں بولا۔ ”اس پاؤڈر کے کاروبار میں دولت تو بہت ہے لیکن خطرات بھی ہیں۔ اس ملٹی نیال ہے کہ اگر ہم باقاعدہ طور پر اس کام میں ملوث ہونے اور عملی طور پر حصہ لینے سے دور رہیں تو بہتر ہے۔ البتہ ہم اپنا کردار سرمایہ کاری اور قانونی تحفظ فراہم کرنے تک مدد و کھسکتے ہیں۔“

ہیگن نے ٹھیسین آمیز نظر وہ سی کی طرف دیکھا۔ اس نے بڑے تحمل اور بحمدی سے جواب دیا تھا اور جو کچھ وہ کہہ رہا تھا، مناسب بھی وہی تھا۔ ہیگن کو اس سے تھنے متعول اور متوازن جواب کی توقع نہیں تھی۔

ڈون نے سگار کا ایک اور کش لے کر ہیگن کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ”اور تم یا کہتے ہو ہیگن؟“

ہیگن نے ایک لمحے توقف کیا۔ وہ قطعی دیانتداری سے اپنی رائے دینا چاہتا تھا۔ سے یہ اندازہ ہو چکا تھا کہ ڈون سولوزو کی تجویز رد کر دے گا اور اس کے ساتھ کسی قسم کا اون کرنے کے لئے تیار نہیں ہو گا۔ اور ہیگن کو اس کے ساتھ اب تک کی رفاقت کے ران میں پہلی مرتبہ یہ اس کا فیصلہ درست نہیں تھا۔ وہ زیادہ آگے نکل جس دیکھ رہا تھا۔ اس کی نظر مستقبل بعید پر نہیں تھی۔ ہیگن کو اندازہ تھا کہ ہیر و گن کے کاروبار

ہے اندراز میں یہیں سے مخاطب ہوا۔ ”تم نے سوازوں کے بارے میں کافی معلومات جمع کی
ہے بیکن کیا تمہیں یہ معلوم ہے کہ جنگ سے پہلے سوازوں و عورتوں کی دلائی سے پیسہ کہا تا تھا؟
ور ”نے بیک لیا فیملی، تو ابھی تک یہ دھنہ کرتی ہے۔ اگر تم نے اپنے کاغذات میں یہ بات
وٹ نہیں کی ہے۔ تو اب کرو۔ کہیں تم بھول نہ جاؤ۔“

ہیکن کے چہرے پر ہلکی سی سرفی آگئی تا ہم وہ خاموش رہا۔ اسے یہ بات معلوم تھی
یہیں سے غیر اہم سمجھتے ہوئے جان بوجھ کر اس کا ذکر نہیں کیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ
وں اس دھندے کو برائجھتا تھا۔ اس کی اپنی کچھ اخلاقیات تھیں۔

☆.....☆

سوازوں کچھ ایسا دراز قد تو نہیں تھا لیکن کسی گینڈے کی طرح مضبوط دکھائی دیتا
تھا۔ اس کا جسم ٹھوں اور ورزشی معلوم ہوتا تھا اس کی رنگت ایسی تھی کہ اسے سچ مچ ترک بھی
سمجھا جاسکتا تھا۔ اس کی ناک طوٹے کی چوچی کی طرح مزی ہوئی تھی اور اس کی سیاہ آنکھوں
سے سنکی جھلکتی تھی۔ وہ دیکھنے میں ہی ایک خطرناک آدمی معلوم ہوتا تھا تا ہم اس کی شخصیت
میں وقار اور دبدبہ بھی تھا۔

سینی کار لیون نے میں گیٹ پر اس کا استقبال کیا اور اسے کمرے میں لے گیا
جہاں یہیں اور ڈون اس کے ختنر تھے۔ یہیں نے اس کا جائزہ لینے کے بعد محسوس کیا کہ اس
سے زیارہ خطرناک دکھائی دینے والا شخص براہی ہی تھا۔ اسے اب تک جن لوگوں سے واسطے
ہوا تھا اور اس سے کوئی اسے طاقت اور خطرے کی اتنی واضح علامات لئے ہوئے دکھائی نہیں
دیا تھا۔ اس کے مقابلے میں ڈون ایک عام۔ سادہ لوح۔ بلکہ کسی حد تک دیہاتی سا
آدمی دکھائی دے رہا تھا۔

سب نے بظاہر خاصی خوش خلقی سے ایک دوسرے سے مصافحہ کیا۔ رکی طور پر
سوانوزو کی خاطر مدارت کے لئے عمدہ مشروب بھی پیش کیا گیا اس نے تمہید اور رکی گفتگو میں
وقت شائع نہیں کیا۔ جلد ہی وہ مطلب کی بات پر آگیا۔ اس کے پاس تجویز و اتنی نشیات

ہے وہ جو اور یونین بازی ہے۔ ان دونوں چیزوں کی پشت پناہی سے ہمیں اچھی آمدی
رہی ہے۔ موجودہ وقت کے لحاظ سے یہی بہترین دھندے ہیں لیکن ہیر و میں مستقبل کی
ہے۔ میرا خیال ہے ہمیں لازماً اس دھندے میں ہاتھ ڈالنا پڑے گا ورنہ ہماری باقی چیز
بھی خطرے میں پڑ جائیں گی۔ آج نہ کسی۔ لیکن دس سال بعد خطرہ ضرور لاحق ہو گا۔“
ڈون اس کی تقریب سے خاصا متاثر نظر آرہا تھا تا ہم اس نے بڑوانے کے از
میں صرف اتنا کہا۔ ”ہاں۔ یقیناً یہ بات تو بہت اہم ہے۔“
پھر ایک گہری سانس لے کر وہ اچانک ہی انہوں کھڑا ہوا اور بولا۔ ”اس شاطر از
سے کل مجھے کس وقت ملنا ہے؟“

”وہ صبح وہ بجے یہاں پہنچ جائے گا۔“ یہیں نے جواب دیا۔ اسے کچھ امیرا
آنے گئی تھی کہ ڈون سوازوں کے ساتھ پارٹریشپ پر آمادہ ہو جائے گا۔
ڈون انگریزی لیتے ہوئے بولا۔ ”میں چاہتا ہوں، تم دونوں کل کی اس ملاقا
کے دوران بھی موجود رہو۔“ پھر وہ سی کی طرف دیکھ کر بولا۔ ”سین میزو! لگتا ہے تم آ
کل آرام بالکل نہیں کر رہے۔ اپنی صحت کا خیال رکھو اور نیند پوری لیا کرو۔ یہ جوانی زندہ
بھر ساتھ نہیں دے گی۔“

سین نے گویا اس پر رانہ شفقت کے اظہار سے شے پا کر پوچھا۔ ”پایا! آپ
سوازوں کو کیا جواب دینے کا ارادہ ہے؟“

”ابھی میں کیا بتا سکتا ہوں؟ ابھی تو مجھے خود بھی معلوم نہیں ہے۔“
مسکرا یا۔ ”پہلے میں اس کی تجویز اس کی زبان سے سن تو لوں، مجھے تفصیلات معلوم
چاہیں۔ یہ پتا چلنا چاہئے کہ وہ ہمیں کتنے فیصد منافع کی پیشکش کرنا چاہتا ہے۔ اس
علاوہ ابھی ہمارے جو بات چیت ہوئی ہے، میں آج رات اس پر غور کروں گا، میں جلد با
میں فیصلے کرنے والا آدمی نہیں ہوں۔“

وہ دروازے کی طرف چل دیا لیکن دروازے پر رک کر وہ مزرا اور بظاہر ہر

کے لئے مجھے تمہارے تعاون کی ضرورت ہو گی۔ اگر ان کارندوں کو یقین ہو گا کہ انہیں جیل میں ایک دو سال سے زیادہ عرصہ نہیں گزارنا پڑے گا تو پھر وہ زبان نہیں کھولیں گے۔“
ایک گھری سانس لے کر وہ بولا۔ ”لیکن اگر انہیں دس میں سال کی سزا کا خطرہ نظر آیا تو پھر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ عین ممکن ہے وہ زبان کھول دیں۔ دنیا میں کبھی انسان تو ضبوط دل اور سخت جان نہیں ہوتے تا ہو سکتا ہے وہ اپنے ساتھ کچھ اہم لوگوں کو بھی لے بیٹھیں۔ اس لئے قانون کے شعبے میں تینی تحفظ کی ضرورت ہے۔ میں نے سنائے بہت سچ جو تمہاری حیب میں ہیں؟“

ڈون کارلیون نے اس خیال کی تردید یا تصدیق کرنا ضروری نہیں سمجھا اور ہموار بچہ میں پوچھا۔ ”میری فیملی کو منافع میں کتنے فیصد حصہ ملے چاہیے؟“
سولوز کی آنکھوں میں چک آگئی وہ فوراً بولا۔ ”چھاں فیصد..... ہم فنی فنی کے انڑھوں گے، اس حساب سے پہلے سال میں تمہارا حصہ تمیں سے چار میلین کے درمیان ہو گا اور آئندہ برسوں میں اس میں اضافہ ہوتا رہے گا۔“

”اور نئی ٹیک لیا فیملی کو کیا ملے گا؟“ ڈون نے بدستور ملائمت سے پوچھا۔
سولوز اس دوران میں چہلی بار قدرے مضطرب نظر آیا۔ وہ جلدی سے بولا۔
انہیں میں جو کچھ بھی دوں گا، اپنے حصے میں سے دوں گا۔ بعض معاملات میں بہر حال مجھے نے کے تعاون کی بھی ضرورت ہے۔“

”تینی بھی صرف دو میلین ڈالر کی سرمایہ کاری اور کچھ قانونی تحفظ فراہم کرنے کے لئے پہاڑیاں فیصد حصہ ملے گا؟“ ڈون نے چھتے ہوئے بچہ میں کہا۔

”اگر تم دو میلین ڈالر کا ذکر کر ایک معمولی رقم کی طرح کر سکتے ہو تو میں تمہیں مبارکباد مل کرتا ہوں۔ تم واقعی اتنے ہی بڑے سرمایہ دار ہو جتنا تمہارے بارے میں عام تاثر ہے ان کارلیون!“ سولوز کا الجھ قدرے استہزا ہے ہو گیا۔

ڈون نہ سکون لجھے میں بولا۔ ”تمہیں نئی ٹیک لیا فیملی کی پشت پناہی حاصل ہے

کے کاروبار کی تھی۔ تمام انتظامات کر لئے گئے تھے۔ ترکی میں پوسٹ کی کاشن والے کچھ لوگوں نے اسے ہر سال ایک مخصوص مقدار میں پوسٹ مہیا کرنے کا وعده کیا اس کے پاس فرانس میں ایک پلانٹ تھا جسے رشوت کے عوض تحفظ حاصل اس پلانٹ پر پوسٹ سے مارفین تیار کی جا سکتی تھی۔ دوسرا پلانٹ اس کے پاس سا تھا۔ وہ بھی رشوت کی عنایت کی بدولت ہر قسم کے خطرات سے محفوظ تھا۔ اس پلانٹ ذریعے مارفین کو ہیر و دن میں تبدیل کیا جا سکتا تھا۔ دو قوں ملکوں میں پوسٹ اور مارٹ اسٹریکنگ اور نقل و حرکت کے لئے بھی اسے ضروری تحفظ حاصل تھا۔

مال کو ریاست ہائے متحدہ امریکا لے لانے میں کل مالیت کا پانچ فیصد فرہتا۔ ایف بی آئی سے بچاؤ کار اسٹیشن کو ضروری تھا کیونکہ وہ ایجنسن کی دینک بچی ہوئی تھی۔ اسے رشوت کے ذریعے خریدنا ممکن نہیں تھا۔ اس کے باوجود سولوز کی میں ہیر و دن کی اسٹریکنگ میں خطرات نہ ہونے کے برابر تھے اور منافع اتنا زیادہ تھا جو کسی اور دھندے میں نہیں تھا۔

”جب خطرات نہ ہونے کے برابر ہیں تو تم میرے پاس کیوں آئے ہو؟“ ڈون نے ملائمت سے پوچھا۔ ”تم مجھے آسانی سے کمائے جانے والے بھاری منافع شریک کرنا چاہتے ہو۔ میں اس فیاضی اور فراغدی کی وجہ جان سکتا ہوں؟“

سولوز اپنے چہرے سے کسی خاص روڈیل کا اظہار کئے بغیر بولا۔ ”سب سے وجہ تو یہ کہ مجھے اپنے کاروبار کو توسعہ دینے کے لئے فوری طور پر سرمائے کی ضرورت۔ مجھے دو میلین ڈالر لفڑی چاہئیں۔ دوسری اتنی ہی اہم وجہ یہ ہے کہ خطرات کم ہونے کے باہم بہر حال مجھے بعض خاص جگہوں پر بیٹھے ہوئے افراد کے تعاون کی ضرورت پڑے آنے والے برسوں میں میرے کچھ نہ کچھ کارندے بہر حال پکڑے جائیں گے۔“ تاگزیر ہے تاہم میں یہ ضمانت دیتا ہوں کہ وہ پیشہ ور مجرم نہیں ہوں گے۔ ان کار لیکارڈ ہو گا۔ اس لئے نج انبیں نرم سزا میں دینے پر مجبور ہوں گے۔ لیکن اس بات کو تھیں:

تھا رے دلین ڈالر ڈوب جائیں گے؟”
”نهیں۔“ ڈون نے سرد لبجے میں جواب دیا۔

سولوز دبولا۔“ اس کے باوجود اگر تم چاہو گے تو ”ٹیک لیا فیملی“ تمہاری رقم
تحفظ کی خانات دے دے گی۔“

اس موقع پر سنی نے گویا ایک سکھیں غلطی کوہہ اشتیاق لبجے میں بول اٹھا۔ ”کیا
نی لے ٹیک لیا فیملی رقم کے بارے میں خانات دے دے گی اور اس کے بد لے میں ہم
کے کچھ نہیں مانگے گی؟“

عفتگوں میں سنی کی اس طرح مداخلت پڑیں کا دل ڈوب سا گیا۔ اس نے ڈون
کے چہرے پر اپنی سرد مہری خودار ہوتے دیکھی۔ اس نے سخت نظر دل سے جیسے کو گھوڑا اور
گویا اپنی جگہ سن ہو کر رہ گیا۔ سولوز کے چہرے پر طمانیت ابھر آئی۔ اس نے گویا ڈون کے
ٹھیبوط قلعے میں کوئی شکاف دریافت کر لیا تھا۔ سنی نے گویا ایک خاندانی قانون، ایک نہایت
ہم اصول کی خلاف ورزی کی تھی۔ ڈون جس کام کے لئے انکار کر چکا تھا، سنی نے اس کے
درے میں رجھپی اور اشتیاق کا اظہار کر دیا تھا۔

اس بارہ ڈون بولا تو اس کا انداز گویا بات چیت ختم کرنے کا ساتھا۔ ”آج کل کے
جو ان لاپچی ہیں اور انہیں بات کرنے کا سلیقہ بھی نہیں ہے۔ وہ خاندانی اصولوں اور
نعتداری کا بھی خیال نہیں رکھتے۔ بڑوں کی بات میں دخل دینے لگتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ
سماپتے بچوں کے بارے میں بڑا جدہ باتی رہا ہوں اور میں نے خود ہی اپنے لاڈ پیار سے
ٹھیک گاڑ دیا ہے۔ اس کا اندازہ تمہیں ہو ہی گیا ہو گا۔ بہر حال۔۔۔ میرا انکار حتمی ہے۔۔۔ تا
میں تمہارے کاروبار کی کامیابی کے لئے دعا گو ہوں۔ اس کاروبار کا میرے کسی کاروبار
سے بکراہ نہیں ہے۔ اس لئے ہمارے درمیان کوئی ناخوشگوار صورت حال پیدا ہونے کا
ذریعہ بھی نہیں ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں تمہیں مایوس کرن جواب دے رہا ہوں۔“

سولوز دبٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے جھک کر ڈون کو تعظیم دی۔ اس کا چہرہ ساٹ تھا۔

اور میں اس فیملی کا احترام کرتا ہوں۔ اسی احترام کے ناتے میں نے تم سے ملنے
ظاہر کر دی تھی۔ میں تمہاری پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کرنا چاہتا ہوں لیکن میں تمہ
کی وجہ بھی بتاؤں گا۔ اس میں شک نہیں کہ تم بہت اچھے منافع کی پیشکش کر رہے ہو! کام میں خطرات اس سے کہیں زیادہ ہیں جتنا تم ظاہر کرنے کی کوشش کر رہے ہو
میں شک نہیں کہ سیاستدانوں اور جنوں سے میرے تعلقات ہیں۔ سیاست، قانون
انصاف کے شعبوں میں میرا اثر و رسوخ ہے لیکن اگر ان لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ میں
کے دھنے میں پڑ گیا ہوں تو وہ تجھے پر اتنے مہربان نہیں رہیں گے جتنے اس وقت ہے
یوں میرے دوسرے مفادوں کو نقصان پہنچے گا۔ اس وقت ہم جن غیر قانونی دھن
سر پرستی کر رہے ہیں وہ ان لوگوں کی نظر میں زیادہ سکھیں یا زیادہ ضرر رسان نہیں۔ تا
شراب کی سپائی یا یوں میں بازی کی حد تک وہ برداشت کر سکتے ہیں اور کچھ فائدوں
ان سے نظر جراحتے ہیں لیکن ڈرگز کا دھنہ ان کی نظر میں بہت گنداء، بہت سکھیں اور
رسان ہے۔ اس کی طرف سے آنکھیں بند کرنا ان کے لئے بہت مشکل ہو گا۔ بہرہ
یہ میں تمہیں ان کا نقطہ نظر بتا رہا ہوں۔ اپنائیں۔۔۔ مجھے ان کے خیالات سے غرہ
میں تو صرف یہ بتا رہا ہوں کہ اس کاروبار میں خطرات بہت زیادہ ہیں۔ پچھلے دس ہی
میری فیملی کسی قسم کے خطرات کے بغیر۔۔۔ خاصی عزت و آبرو سے زندگی گزارا
ہے۔ اب میں محض لاحچ میں آ کر ان کی زندگیوں کو خطرات سے دوچار کرنا نہیں چاہے
وہ خاموش ہوا تو کمرے میں گہرائیا چھا گیا!

سولوز کو اگر ڈان کے جواب سے مایوس ہوئی تھی تو اس نے اس کا کو
اظہار نہیں کیا تھا۔ بس اس کی ایک آنکھ ایک لمحے کے لئے پھر کی تھی۔ پھر اس نے
سنی کی طرف پچھے یوں دیکھا جیسے اسے امید ہو کر وہ اس کی حمایت میں بولیں گے۔
اسے کوئی خیال آیا۔

دوہ دوبارہ ڈون کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے بولا۔ ”کہیں تمہرایا نہ

ہیگن اپنے دفتر میں کارروائیاں مکمل کرنے میں مصروف تھا۔ کرمس قریب تھا اور اپنی بیوی بچوں کے لئے کرس کی شاپنگ کرنے جانا تھا۔ وہ جلدی جلدی کام نہیں نہیں کر رہا تھا لیکن ایک میلیون کال نے اس کے کام میں خلل ڈال دیا۔ اس کی سکریٹری نے تباہ کر جو نیک کار لیوں کا فون ہے۔ اسے فون ریسیو کرنا ہی پڑا۔

جو نیک ایکسپریس سے بول رہا تھا اور اس کی آواز سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ بے خوش تھا۔ اس نے بتایا کہ فلم کی شوٹنگ تقریباً ختم ہو چکی ہے۔ صرف چھوٹے موٹے کام نہیں تھے جن کی وجہ سے ابھی اسے کچھ دن سا حلی علاقے میں رہتا تھا۔ ہم وہ کرس پر ڈون لے کر کوئی زبردست تھنہ بھینجنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

”تھنہ ایسا زبردست ہو گا کہ پاپا کی آنکھیں حیرت اور خوشی سے پچھل جائیں۔“ جو نیک نے جوش و خروش سے کہا۔

”ایسی کیا چیز ہو گی بھی؟“ ہیگن نے تھل اور مانگت سے پوچھا۔ وہ جو نیک کو یہ تاثر لے دیتا چاہتا تھا کہ اس وقت وہ بہت عجلت میں تھا۔

”یہ میں ابھی نہیں بتا سکتا۔“ جو نیک سرور لبجھ میں بولا۔ ”اس طرح تو تھس ختم جائے گا۔“ اور کرس کے تھنے کا آدھا لطف تو تھس میں ہی ہوتا ہے۔“

ہیگن نے زمی سے گفتگو کو مختصر کرتے ہوئے آخر فون بند کیا اور دوبارہ کام کی طرف جو ہو گا مگر دس منٹ بعد اس کی سکریٹری نے اسے ایک اور ضروری فون کال کی اطلاع پاس کیا۔

اس بارہ ڈون کی بیٹی کو نیک بول رہی تھی۔ ہیگن گھری سانس لے کر رہ گیا۔ شادی کے سے کوئی کی زندگی کچھ زیادہ خوشگوار معلوم نہیں ہوتی تھی اور اس کا رو نہ دھونا اکھر ہیگن ہی کو مانپتا تھا۔ اس کا شوہر اس کے لئے مستقل در و سر ہی معلوم ہوتا تھا اور وہ ہیگن سے اس کی میں کرتی رہتی تھی۔ اکثر وہ تین چار دن کے لئے ماں کے پاس رہنے آ جاتی تھی۔

اس کا شوہر کار لورزی خاص انکھوں معلوم ہوتا تھا۔ شادی کے بعد اسے ایک معقول

ہیگن اسے باہر اس کی کار سک چھوڑنے گیا۔ اس نے جب ہیگن کو خدا حافظ کہا، اس نے اس کا چہرہ ہر تاثر سے عاری تھا۔

ہیگن جب کمرے میں واپس پہنچا تو ڈون نے اس کی طرف دیکھنے بغیر پاس شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟“

”وہ بہر حال سکلی کا ہے۔“ ہیگن نے گویا ایک اہم حقیقت کی طرف اٹا ڈون نے پُر خیال انداز میں سر ہلا کیا پھر وہ بیٹے کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے نہ زم بولا۔

”سین نیزو!“ ”فیملی“ سے باہر کسی آدمی پر کبھی یہ ظاہر نہ ہونے دو کہ کسی کے بارے میں تم دل میں کیا سوچ رہے ہو۔ باہر کے کسی آدمی کو کبھی اپنے اندر کا حال کا موقع مت دو۔ میرا خیال ہے آج کل تم جس نوجوان لڑکی کے چکر میں پڑے ہو وجہ سے تمہارا دماغ صحیح طرح کام کرنے کے قابل نہیں رہا۔ ان بیہودہ ہر کتوں کی طرز توجہ ہٹاؤ اور ذرا کاروبار کی طرف دھیان دوا اور اب میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔“

ڈون کی بات سن کر سی کے چہرے پر پہلے حیرت اور پھر خجالت نہودار ہوئے۔ شاید اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس کا باپ اس کی ان سے واقف ہو گا جو وہ اپنی دانست میں بہت چھپا کر رہا تھا..... اور ہیگن کے خیال سی اس خوش فہمی میں بنتا تھا کہ اس کی حرکات ڈون سے چھپی رہ سکتی ہیں تو اس سوچ نہایت بچکانہ تھی۔ اس کے علاوہ شاید اسے اس بات کا بھی صحیح طور پر اندازہ نہیں اس نے سوازوں کے سامنے پُر اشتیاق انداز میں زبان کھول کر کتنی ہیگنیں غلطی کی تھیں۔ جب سی کمرے سے چلا گیا تو ڈون نے اشارے سے مشروب کا گلاں پھر ہیگن کو ہدایت کی۔ ”برائی کو پیغام دے دو کہ وہ آج مجھ سے ملاقات کرے۔“

☆.....☆

تمن ماہ بعد کا ذکر ہے۔

ساتھ ہو گی۔ ”مائکل نے اسے اطلاع دی۔ ”میں کرس سے پہلے پاپا سے ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔ کیا وہ کل رات گھر پر ہوں گے؟“

”یقیناً۔“ ہیگن نے جواب دیا۔ ”کرس تک ان کا شہر سے باہر کہیں جانے کا پروگرام نہیں ہے۔ اگر گئے تو کرس کے بعد ہی جائیں گے۔“

”نہیں ہے۔“ ہیگن نے گویا مطمئن ہو کر مزید کوئی بات کے بغیر فون بند کر دیا۔

ہیگن نے بچا کھچا کام آئندہ روز پر اٹھا کر کھا اور آفس سے نکل کھڑا ہوا۔ جس پر ہر کیٹ میں وہ شانگ کرتا چاہتا تھا وہ اس کے آفس والی بلڈنگ سے زیادہ دور نہیں تھی، اس لئے وہ پہلی ہی اس طرف چل پڑا۔

ابھی وہ زیادہ آگئے نہیں گیا تھا کہ کسی طرف سے ایک شخص اچانک نمودار ہو کر اس کے راستے میں حائل ہو گیا۔ ہیگن کو رکنا پڑا اور یہ دیکھ کر اسے قدرے حیرت ہوئی کہ وہ شخص ہولوز و تھا۔

وہیگن کا بازو و تھامتے ہوئے پنجی آواز میں بولا۔ ”خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں، مجھ تھم سے صرف کچھ بات چیت کرنی ہے۔“

ای اشاء میں فٹ پاتھ کے ساتھ لگ کر کھڑی ہوئی ایک کار کے دروازے کھل گئے اور سولوز و اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ ”اس میں بینہ جاؤ۔“

ہیگن نے ایک جھٹکے سے اپنا بازو و چیڑا لیا۔ اس وقت تک اسے خطرے کا احساس نہیں ہوا تھا۔

”ابھی میں ذرا جلدی میں ہوں۔ اس وقت میں کسی قسم کی بات چیت نہیں کر سکتا۔“ اس نے کہا۔ لیکن اسی لمحے عقب سے دو آدمی گویا اس کے سر پر آئا کھڑے ہوئے۔ ان کے کھڑے ہونے کے انداز نے ہیگن کو بہت کچھ سمجھا دیا۔ اسے یہاں کی اپنی ناگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی۔

کار و بار کر کے دیا گیا تھا لیکن اس نے جلد ہی اس کا بیڑا اغرق کر دیا تھا۔ وہ ہر وقت سے پیسے بنو رہے کی فکر میں رہتا تھا۔ کانے کی فکر کے بغیر پیسے ایشخنے کی اس کی عادت تو شادی کی رات ہی ظاہر ہو گئی تھی۔ پہلی رات ہی اس نے کوئی سے وہ سارے لفڑا لئے تھے جن میں مہماںوں نے رقوم رکھ کر اسے تھنے کے طور پر پیش کی تھیں۔ کوئی لفڑا نہ اس کے حوالے کر نے کے سلسلے میں مزاحمت کی تھی تو دیزی نے گھونسما رک آنکھ پر نیل ڈال دیا تھا۔

اس میں وہ تمام بڑی عادتی موجود تھیں جو اکثر نکھلوش ہو رہی میں ہوتی ہیں۔ صرف کہنی کہ مارتا پشتا تھا بلکہ اس کا پیسے بے دردی سے لٹاتا تھا۔ وہ خوب شرار اور آوارہ عورتوں کے پاس جاتا تھا۔ کوئی نے ابھی تک یہ سب باتیں ”فیملی“ کوئی تھیں لیکن ہیگن کو بتاتی رہتی تھی اور اسے ہدایت کرتی رہتی تھی کہ فی الحال وہ یہ باتیں اسی رکھے۔

شاید آج بھی وہ اسی قسم کا کوئی روتا روتا چاہتی تھی لیکن جب ہیگن نے اسے خوشنگواری حیرت ہوئی کہ کوئی ایسی کوئی بات نہیں کر رہی تھی۔ شاید اسے کوئی در پیش ہی نہیں تھا یا پھر وہ کرس کی آمد کی خوشی میں اس قسم کی پریشانیوں کو بھول گئی۔ خوب چکر رہی تھی اور اس نے ہیگن سے صرف یہ مشورہ کرنے کے لئے اسے فون کرس پر وہ اپنے باپ اور بھائیوں کو کیا تھنے سمجھے۔ ہیگن نے کچھ مشورے کے سب اس نے مسترد کر دیے۔ تاہم اس نے جلد ہی ہیگن کی جان چھوڑ دی۔

ہیگن کو اس کے بعد بھی کام ختم کرنے کا موقع نہیں مل سکا۔ ایک بار پھر فوج اٹھی۔ اس نے گھر میں سان لے کر کاغذات ایک طرف رکھ دیے۔ فون پر مائکل کو ہیگن کافی حد تک پسند کرتا تھا اور اس کا فون سنتے ہوئے اسے کبھی کو فٹ تھی۔

”ہیگن! میں کل کار میں سرک کے راستے نو یارک پہنچ رہا ہوں۔“

داری سے شادی کرتا اور ڈون کار لیون کو بعد میں پا چلتا تو وہ یقیناً بہت برا مناتا اور اس کے احساسات مجموع ہوتے۔ کے کا ارادہ تھا کہ وہ اپنے والد کو شادی کے بعد، شادی کے بارے میں بتائے گی۔ اسے اس بات کی پرواہیں تھیں کہ اس کے والدین مائیکل کو پسند کریں گے بانیں۔

مائیکل کو احساس تھا کہ یہ شادی اسے اس کی "فیملی" سے کچھ اور دور کر دے گی لیکن وہ اپنی پسند کے سامنے مجبور تھا۔ ابھی ان دونوں کو تعلیم بھی مکمل کرنی تھی لیکن انہیں امید تھی کہ شادی ان کی تعلیم کے راستے میں رکاوٹ نہیں بنے گی۔

اس رات انہوں نے کھانا باہر کھایا۔ تمیز گئے۔ ایک دوسرے کی رفاقت میں انہوں نے بہت خوشی دتت گزارا۔ جب وہ ہوٹل ریس پینچے تو لاپی میں مائیکل نے نیز اسٹینڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "تم ذرا وہاں سے شام کے اخبارات لے آؤ۔ میں اس وقت تک ریپشن سے کرے کی چابی لیتا ہوں۔"

استقبال کا ونڈر پر کافی لوگ موجود تھے اور کا ونڈر کلر ایک ہی تھا۔ مائیکل کو چابی لینے میں کچھ دیر لگ گئی۔ چابی لینے کے بعد اس نے ادھر ادھر دیکھا تو اسے احساس ہوا کہ کے ابھی تک نیوز اسٹینڈ پر ہی کھڑی تھی۔ اس کے ہاتھوں میں ایک اخبار تھا اور وہ ایک نیک اسی کو دیکھنے جا رہی تھی۔

مائیکل اس کے قریب پہنچا تو اس نے سر اٹھا کر مائیکل کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھیں میں آنسو تھے۔

"اوہ... مائیک... مائیک...!" وہ گلوکیر آواز میں صرف اتنا ہی کہہ سکی۔ اس کی آواز گویا اس کا ساتھ چھوڑ گئی۔

مائیکل نے اس کے ہاتھ سے اخبار لے لیا۔ سب سے پہلے اس کی نظر جس چیز پر پڑی، وہ اس کے باپ کی بڑی یہ تصور تھی جو اخبار کے پہلے صفحے پر، بالائی حصے میں نمایاں انداز میں چھپی ہوئی تھی۔ تصور میں ڈون کار لیون سڑک پر پڑا دکھائی دے رہا تھا اور اس

"گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔" سولوزنری سے بولا۔ "اگر ہمارا مقصد تمہیں ہلاک ہوتا تو اب تک تم ہلاک ہو چکے ہو تے۔ مجھ پر بھروسہ کرو۔" بیگن کو اس پر بھروساتو خیر کیا کرنا تھا۔ لیکن وہ خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گیا۔

☆.....☆.....☆

مائیکل نے بیگن سے جھوٹ بولا تھا کہ وہ آئندہ روز نیویارک پہنچے گا۔ درحقیقت وہ اس وقت نیویارک ہی میں تھا اور کے ایڈمز کے ساتھ ایک ہوٹل میں مقیم تھا جو بیگن آفس سے بہشکل ایک میل دور تھا۔

اس نے جب بیگن سے بات کرنے کے بعد فون بند کیا تو کے اپنی مگر بجاتے ہوئے بولی۔ "مائیکل! تم تو جھوٹ بھی خاصی سختی سے بول لیتے ہو!"

"اس وقت تو تمہاری وجہ سے ہی جھوٹ بولنا پڑا ہے۔" مائیکل اپنا بازاڑا کے گرد حوالی کرتے ہوئے بولا۔ "اگر میں بتا دیتا کہ اس وقت ہم دونوں نیویارک میں ہیں تو ہمیں اسی وقت پاپا کے گرد جانا پڑتا۔ پھر نہ تو ہم باہر کھانا کھا سکتے تھے نہ تمیز دیکھنے گھونسے پھرنے جا سکتے تھے۔ میں تمہیں بتاچکا ہوں کہ پاپا کی کچھ اخلاقی اقدار ہیں۔ کے گھر میں کوئی لڑکا لڑکی شادی سے پہلے ایک کرے میں نہیں ہو سکتے۔ ہم پر بھی آج اس قسم کی پابندیاں لا گو ہو جاتیں۔ اب ہم کم از کم ایک رات اور آزادی سے گزاریں گے۔"

مائیکل محسوس کرتا تھا کہ اس کے خوابوں کی لڑکی تھی۔ اسے اپنی زندگی، ایسی ہی ساتھی کی ضرورت تھی۔ اس کا سرایا، اس کی عادتیں، اس کے انداز و اطوار اس گر بھوٹی۔ سبھی کچھ مائیکل کو پسند تھا۔ ان کا ارادہ تھا کہ وہ کرس کے ہفتے کے دومنانی ہال جا کر سادگی سے شادی کر لیں گے۔ تاہم مائیکل نے کے کو بتا دیا تھا کہ وہ باپ کو شادی کے بارے میں ضرور بتا دے گا۔

اسے امید تھی کہ اس کا باپ اس شادی پر اعتراض نہیں کرے گا البتہ اگر مائیکل

لائگ پر واقع اس کے گھر کے دونوں شیلیفون بڑی تھے۔ مائیکل سلسل نمبر ہوں۔“
لانے کی کوشش کرتا رہا اور سلسل اسے دونوں نمبروں سے آنگچ کی ٹون سنائی دیتی رہی تاہم اس نے کوشش جاری رکھی اور آخر کار میں من بعد سلسلہ ہی گیا۔

“.....؟“ دوسری طرف سے سنائی دینے والی آواز سنی کی تھی۔ اس کے لئے میں تناوٹھا۔

“سنی.....؟“ میں ہوں“ مائیکل بولا۔

“اوہ.....!“ سنی کے لجھے میں اطمینان جھلک آیا۔ ”تم کہاں تھے؟ ہم تو تمہارے بارے میں سخت پریشان تھے۔ میں نے تمہاری تلاش میں اس قبصے کی طرف آدمی بھی روان کر دیئے تھے جہاں تمہارا کالج اور ہوٹل ہے۔“

“پاپا کیسے ہیں؟ وہ کتنے زخمی ہوئے ہیں؟“ مائیکل نے بے تابی سے پوچھا۔

“بہت بڑی طرح زخمی ہوئے ہیں۔ انہیں پانچ گولیاں لگی ہیں لیکن بہر حال وہ سخت جان آدمی ہیں۔“ سنی کے لجھے میں فخر تھا۔ ”ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ وہ فی جائیں گے۔ دیکھو میں زیادہ بیسی بات نہیں کر سکتا۔ میں بہت مصروف ہوں اور فون کو بھی زیادہ دیر آنگچ نہیں رکھا جا سکتا۔ کافی سلسل آرہی ہیں۔ یہ بتاؤ تم ہو کہاں؟“

“میں نیو یارک میں ہی ہوں۔ کیہیں نہیں بتایا کہ میں بذریعہ کار جرم سے مائیکل کا دل مر جانے کو چاہا۔

یہاں آرہا تھا؟“ مائیکل بولا۔

“نہیں۔“ سنی کی آواز کچھ پنچی ہو گئی۔ ”ہیگن ہمیں یہ اطلاع نہیں دے سکا کیونکہ اسے انفو اکیا گیا ہے۔ اسی لئے میں تمہاری طرف سے بھی فکر مند تھا۔ ہیگن کی بیوی یہاں موجود ہے، نہ تو اسے معلوم ہے کہ ہیگن کو کس نے انفو اکیا ہے اور نہ ہی پولیس کو اس سلسلے میں کچھ لوم ہے۔ میں چاہتا بھی نہیں ہوں کہ انہیں کچھ معلوم ہو۔ جن لوگوں نے یہ سب کچھ کیا ہے، ان کے شاید دماغ خراب ہو گئے ہیں۔ بس تم فوراً گھر آ جاؤ اور اپنی زبان بند

کے سر کے گرد بہت ساخون پھیلا ہوا تھا۔ ایک شخص اس کے قریب بیٹھا ہو گئے اس کی طرح رواں تھا۔ وہ مائیکل کا بھائی فریڈ تھا۔

مائیکل کو یوں لگا جیسے یک لخت اس کا خون اس کی رگوں میں جنم گیا ہو۔ وہ خود بھی نہیں جان سکا کہ اس کی یہ کیفیت دکھ سے تھی خوف سے یا پھر غیظ و غضب سے؟

دوسرے ہی لمحے اس نے خود کو سنجالا اور کے کو بازو سے تھام کر لفت کی طرف لے گیا۔ اوپر اپنے کمرے میں پہنچ کر اسے بیڈ کے کنارے پر بیٹھ کر اخبار کھولا۔ شہ سرفی تھی ”ڈون کار لیون کو گولی مار دی گئی۔ مبینہ گینگ لیڈر شدید زخمی۔ پولیس کی بھاری نفری کی حفاظت میں ڈون کا آئریشن۔ گینگ وار کا خذش“

مائیکل کو اپنی ناگلوں میں نقاہت محسوس ہو رہی تھی لیکن وہ حوصلہ مجتمع کر کے گئے سے مخاطب ہوا ”خدا کا شکر ہے پاپا زندہ ہیں جن کتوں نے بھی ان پر حملہ یا ہے، وہ ہر حال انہیں ہلاک کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے۔“

پھر مائیکل نے پوری خبر پڑھی اس کے باپ پر حملہ شام پانچ بجے قریب ہوا تھا اس کا مطلب تھا کہ جس وقت مائیکل عیش و نشاط کی کھڑیاں گزار رہا تھا باہر رہ مان پر ماحول میں کھانا کھا رہا تھا تھیڑ سے اطف انہوں نے ہو رہا تھا اس دوران میں اس کے باپ پر فائرنگ ہو چکی تھی اور وہ موت و حیات کی کشمکش میں بدلتا تھا۔ ایک قسم کے احتمال جرم سے مائیکل کا دل مر جانے کو چاہا۔

”کیا ہم اپنال چلیں؟“ کے نے پوچھا۔

مائیکل نہیں میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔ ”پہلے میں گھر فون کرتا ہوں۔ جن لوگوں نے اتنا بڑا قدم انھیا ہے، لگتا ہے ان کے دماغ ٹھکانے پر نہیں ہیں اور اب جبکہ انہیں معلوم ہو چکا ہو گا کہ باپ مرے نہیں تو وہ اور بھی زیادہ دیواری گی کے عالم میں کوئی بھی قدم انھا سکتے ہیں۔ پہلے میں تازہ ترین صورت حال معلوم کرنے کی کوشش کر۔“

پھر بندگی ہے۔ قلوہ ہو گیا ہے۔ وہ گھر پر آرام کر رہا ہے۔“

ڈون نے ایک لمحے سوچا اور کہا۔ ”اس مہینے میں گھوٹ کوئی مرتبہ قلوہ ہوا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں کوئی زیادہ صحت مند آدمی خلاش کرتا چاہئے جو گھوٹ کی جگہ ذمے داریاں سنپالے اور کم بیمار ہوا کرے۔ تمہیں سے اس سلسلے میں بات کرو۔“

”گھوٹ اچھا نوجوان ہے۔ میرا خیال ہے وہ بہانے بازی نہیں کرتا۔“ فریڈ نے میوہ کی طرفداری کرتے ہوئے کہا۔ ”کبھی کبھار اس کی جگہ مجھے گاڑی چلانی پڑ جاتی ہے تو اس سے مجھے کوئی زحمت نہیں ہوتی۔“

فریڈ باہر چلا گیا۔ ڈون چلتے چلتے ہمیں کو فون کرنے رک گیا۔ گھوٹ کے دفتر میں کسی نے فون نہیں اٹھایا۔ پھر ڈون نے اپنے گھر کے اس کمرے میں فون کیا جسے ہمیں دفتر کے طور پر استعمال کرتا تھا اور جہاں ڈون بھی اس کے ساتھ بیٹھ کر مختلف معاملات پر تبادلہ خیال کرتا تھا یا کاروباری ملاقاتیں کرتا تھا۔ اس کمرے میں بھی کسی نے فون نہیں اٹھایا۔ اس کا مطلب تھا کہ ہمیں وہاں بھی نہیں پہنچا تھا۔

ڈون نے قدرے ناگواری محسوس کرتے ہوئے نیچے جھانکا۔ اس کا بیٹا فریڈ پارکنگ لائٹ سے گاڑی نکال لایا تھا اور سڑک کے دوسری طرف اس سے بیک لگائے۔ ڈون کے انتظار میں کھڑا تھا۔ ڈون کا دفتر دوسری منزل پر تھا۔ وہ سیر ہمیں کے راستے ہی نیچے جل رہیا۔

سردی کے باعث باہر سر شام ہی سرمنی دھندا ہٹسی پھیلنے لگی تھی۔ تاہم کرمس کی شانگ کرنے والے کافی تعدادی میں اور ہر آدھر آتے جاتے دکھائی دے رہے تھے۔ فریڈ ڈونوں ہاتھ بغلوں میں دبائے بڑی سی بیوک سے بیک لگائے کھڑا تھا۔ اس نے سڑک کے دوسری طرف سے باپ کو بندگی کے دروازے سے باہر آتے دیکھا تو دروازہ کھول کر ڈرائیور میٹ پر بیٹھ گیا اور اس نے انہیں اشارت کر دیا۔

ڈون فٹ ماتھ سے اتر کر سڑک عبور کرنے ہی لگا تھا کہ اس کے عقب میں

رکھنا..... اوکے؟“

”اوکے۔“ مائیکل نے کہا۔ ”کیا تمہیں معلوم ہے یہ کن لوگوں کی حرکت ہے؟“ ”یقیناً.....“ سنی نے جواب دیا۔ ”براہی اس وقت کہیں گیا ہوا ہے۔ اسے واپس آجائے دو۔ جن لوگوں نے یہ حرکت کی ہے، ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا۔“

”میں ایک گھنٹے تک پہنچ رہا ہوں۔ نیکسی میں.....“ مائیکل نے کہا اور فون بند دیا۔

اخبارات کو آئے کم از کم تین گھنٹے گزر چکے تھے۔ مائیکل کو یقین تھا کہ اس (دور) یہ خبر کئی ریڈ یو ایشیز سے بھی نشر ہو چکی تھی۔ براہی جہاں بھی تھا، اس تک یہ خبر پہنچ جا چاہئے تھی۔ کیا اس نے ابھی تک خبر نہیں سنی تھی؟ یہ ممکن نہیں تھا۔ اگر اس نے خبر سن لی تو دو اب تک کہاں غائب تھا؟

تھیک ان اس وقت جہاں موجود تھا، وہاں اس کے داماغ میں بھی بھی سوال گونج رہا اور سبکی سوال اس وقت لانگ پنج پر واقع ہو یہی نہامکان میں بیٹھے سنی کوششیں میں جتنا کر تھا!

☆.....☆.....☆

اس شام پونے پانچ بجے تک ڈون کا ریون اپنے دفتر میں کچھ کاغذات کا جائے لینے کے بعد گویا دفتری کاموں سے فارغ ہو چکا تھا۔ یہ کاغذات اسے زندگی کا تنا اپورث کرنے والی اس کمپنی کے منیر نے بھجوائے تھے۔ ڈون کا دفتر شہر کے مرکزی کاروباری علاقے کی ایک بندگی میں تھا۔

ڈون نے انٹھ کر کوٹ پہننا اور جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ دوسری میز پر فریڈ اچھرے کے سامنے اخبار پھیلائے بیٹھا تھا۔ ڈون آہنگی سے اس کے کندھے پر ہاتھ مار بولا۔ ”گھوٹ سے کہو گاڑی نکالے ہمیں گھر جانا ہے۔“

”گاڑی مجھے خود ہی نکالنی پڑے گی۔ گھوٹ نہیں آیا ہے۔“ فریڈ نے بتایا۔“

خنے۔ وہ بھاگ گئے اور سڑک کے کونے پر مژکر غائب ہو گئے۔
شاپنگ کرنے والے لوگ بھی بدھواں ہو کر ادھر ادھر بھاگ گئے تھے۔ جس کا
چدمہ اٹھا تھا، چلا گیا تھا، بعض نے عمارتوں اور ستونوں کی اوٹ میں پناہ لی تھی۔ بعض تو
مارتوں کے سامنے آمد و رفت کے لئے استعمال ہوتے والے برآمدوں میں لیٹ بھی گئے
تھے۔ چند لمحوں کے لئے تو ویرانی سی چھاگتی اور یوں لگا جیسے چوڑی سڑک پر اپنے ہی خون
میں لمحزے ہوئے ڈون اور اس کے سرہانے بیٹھے ہوئے اس کے بیٹھے کے سوا وہاں کوئی
نہیں تھا۔ چند لمحے پہلے جہاں کرمس کی چہل پہل تھی وہاں اب سرد شام کا ملکجاہ اندھیرا گویا
خاموشی کی زبان میں نوہ کننا تھا۔

آخر پچھے لوگ ہمت کر کے آگے آئے اور فریڈ کو دلasse دینے لگے۔ اسی اثناء میں
پولیس کا رجھی آن پہنچی۔ ان کے پیچے پیچے ”ڈیلی نیوز“ کی گاڑی تھی جس سے فوٹو گرافر
چلا گئا کہ اتر اور اس نے ایک لمحہ ضالع کے بغیر وہ تصور بنائی جس نے کچھی دیر بعد
شام کے اخباروں اور ان کے پیغمبوں میں شائع ہو کر شہر میں سنسنی پھیلا دی۔ پولیس، پولیس
اور یہ یہاں میشنر کی مزید گاڑیاں بھی چلی آرہی تھیں۔

☆.....☆

ڈون کار لیوں پر فائرنگ کے آدھے گھنے بعد سنی کو پائچ فون کا لز چند منٹ کے
اندر اندر آئیں۔ پہلی کال پولیس کے سراغر ساں جوں فلپس کی تھی۔ اس کی سر برائی میں
اٹکا پولیس کا رجائے وار دات پر پہنچی تھی۔ سراغر ساں جوں فلپس ”فیملی“ کا نمک خوار تھا۔
ان کے پے روں پر تھا۔

اس نے فون پر سنی کو اپنا نام بتائے بغیر کہا۔ ”میری آواز پہچان رہے ہو؟“
”ہاں.....“ سنی نے قدرے بھاری آواز میں کہا۔ وہ اس وقت قبولہ کر کے اٹھا
تحا جب اس کی یوئی نے بتایا کہ اس کے لئے بہت ضروری شیلیفون کال ہے۔
فلپس بلا تمہید تیزی سے بولا۔ ”تقریباً آدھا گھنٹہ پہلے تمہارے والد کو کسی نے
بھول گیا تھا۔ حل آور چاہتے تو اسے بھی نشانہ بنا سکتے تھے لیکن شاید وہ بھی بدھواں ہو۔“

بلڈنگ کی اوٹ سے دو آدمی نمودار ہوئے۔ وہ گھرے رنگوں کے اور کوت پہنے ہوئے
اور ان کے ہیئت اس طرح جھکے ہوئے تھے کہ چہرے نظر نہیں آرہے تھے۔ حالانکہ وہ
کے عقب میں تھے مگر ڈون کو گویا اس کی چھٹی حس نے ان کے بارے میں خبردار کر دیا
نے گردن گھما کر ان کی طرف دیکھا اور اسی لمحے کو یا اسے معلوم ہو گیا کہ کیا ہونے والا تھا
”فریڈ۔ فریڈ!“ وہ چیختے ہوئے گاڑی کی طرف دوڑا۔ اس کی جراہ
اور عمر کو دیکھتے ہوئے اس کی پھر تی حیرت انگیز تھی۔

ان دونوں نامعلوم افراد کو شاید اس طرح بروقت اس کے خبردار ہو جانے اور
تیزی سے بھاگ ٹھنکے کی توقع نہیں تھی۔ انہوں نے ٹکلت میں اپنے روپاں اور نکالا
فائرنگ شروع کر دی۔ ایک گولی ڈون کی کمر میں لگی جس نے اسے گویا مزید طاقت سے
کی طرف دھکیل دیا۔ پھر دو گولیاں اس کے کولہوں پر لگیں جن کی وجہ سے وہ گر گیا اور سڑک
لڑھکا چلا گیا۔

اس وقت تک فریڈ گاڑی سے اتر آیا تھا اور گاڑی کی آڑ میں کھڑا اس کے اوپر
یہ منظر دیکھ رہا تھا لیکن شاید فوری طور پر اس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ کیا ہو رہا تھا۔ اس
آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں۔ اسی لمحے ان دونوں حملہ آوروں نے گویا ڈون کو یقینی طور پر
کرنے کے لئے مزید فائر کئے۔ دو گولیاں اور ڈون کے لگیں۔ ایک اس کے بازو
گوشت میں اور دوسرا پنڈلی میں پیوست ہوئی۔

ڈون کی خوش قسمتی تھی کہ کوئی بھی گولی اس کے جسم کے کسی ایسے حصے میں نہ
تھی کہ فوری طور پر اس کی موت واقع ہو جاتی لیکن اس کے زخموں سے خون تیزی سے
تھا۔ جہاں وہ گرا تھا، وہاں خون کا تالا بسابن گیا تھا۔ اس کا سر بھی اس کے اپنے ہی
میں زکا ہوا تھا اور وہ ہوش و حواس کھو چکا تھا۔ وہ بیچ سڑک پر ساکت پڑا تھا۔
فریڈ کو گویا سکتہ سا ہو گیا تھا۔ اس کے پاس روپا اور موجود تھا لیکن وہ گویا اسے
بھول گیا تھا۔ حل آور چاہتے تو اسے بھی نشانہ بنا سکتے تھے لیکن شاید وہ بھی بدھواں ہو۔

وہ اس نتیجے پر پہنچا کر اسے سب سے پہلے لیکن کوفون کرتا چاہئے تھا لیکن ابھی اس نے دُون کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اس کی گھنٹی نج اٹھی۔ اس نے ریسیور اٹھالیا۔ دوسری لہر ایک بک میکر تھا جو ”فیملی“ کی سر پرستی میں کام کرتا تھا۔ اس کا ٹھہکا ناڈُون کے آفس سے کچھ دور تھا۔ وہ گھوڑوں کی ریس کے سلسلے میں اپنے طور پر شرطیں بک کرنے کا کام کرتا تھا۔

اس نے سنی کو یہ اطلاع دینے کے لئے فون کیا تھا کہ ڈون کو فارٹنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اس سے چند سوالات کرنے پر سنی کو اندازہ ہوا کہ اس کے کسی قبر نے یہ اطلاع دی تھی جو جائے وقوع کے زیادہ قریب نہیں پہنچ سکا تھا۔ اس نے دور سے سب کچھ دیکھا تھا۔

سُنی نے بُک میکر کو یہ بتا کر فون بند کر دیا کہ اس کی فراہم کردہ اطلاع بے کار ہے، اسے زیادہ محیر زرائے سے صحیح خبر مل چکی تھی۔ ابھی سُنی نے ریسیور کھاتی تھا کہ گھنٹی پھر بج اگئی۔ اس پار دوسری طرف ”ڈیلی نیوز“ کا نمائندہ تھا۔ اس نے جو نہیں اپنا تعارف کرایا، سُنی نے فون بند کر دیا۔

اس لئیکن کے گھر کا نمبر ملا یا۔ اس کی بیوی نے بتایا کہ لئیکن ابھی گھر نہیں پہنچا
فما۔ لئیکن رات کو کھانے کے وقت تک اس کی آمد متوقع تھی۔

”وہ جیسے ہی گھر آئے..... اس سے کہنا کہ فوراً مجھے فون کرے۔“ سُنی نے ہدایت کی اور فون بند کر دیا۔

وہ ایک بار پھر صورت حال پر غور کرنے لگا۔ وہ فیصلہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس تمم کی صورت میں ڈون کی تربیت کی روشنی میں اسے کیا کرنا چاہئے تھا؟ اسے یہ تو یقین تھا کہ حملہ سولوزو نے کرایا تھا لیکن ڈون جتنی بڑی شخصیت پر حملہ کرنے کے لئے صرف سولوزو کی اپنی جرات کافی نہیں ہو سکتی تھی۔ اس کے پیچھے یقیناً کچھ اور طاقتور لوگ تھے اور اس اقدام میں سولوزو کو ان کی سر برستی حاصل تھی۔

ان کے آفس کے سامنے گولی مار دی ہے۔ وہ زندہ ہیں مگر بری طرح رُختی ہیں۔ انہیں اسپتال لے جایا گیا ہے۔ تمہارے بھائی فریڈ کو پوچھ چکھے کے لئے چیلیس پولیس اسٹیشن جایا گیا ہے۔ امید ہے اسے ضروری سوالات کے بعد جلد ہی چھوڑ دیا جائے گا۔ تم اس پاس جاؤ تو اپنے ڈاکٹر کو ساتھ لے کر جانا۔ وہ شاک کی کیفیت میں ہے۔ میں اس وہ اسپتال جا رہا ہوں۔ اگر تمہارے والد بولنے کے قابل ہوئے تو میں دوسرے آفیسرز ساتھ مل کر ان سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کروں گا اور تمہیں تازہ ترین صور حال سے آگاہ کرتا رہوں گا۔“

سُنی کی بیوی سینڈر اشلیفون والی میز کے قریب ہی کھڑی تھی اور اپنے شوہر کے چہرے پر تغیر نمودار ہوتے دیکھ رہی تھی۔ سُنی کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور آنکھیں اندر رونی غضب سے گوہا سلکنے لگی تھیں۔

”کیا بات ہے؟“ سینڈر نے سر گوشی میں پوچھا۔
سینی نے ہاتھ ہلا کر اسے دور نہنے کا اشارہ کیا پھر گھوم کر اس کی طرف پیٹھ کر۔
ہوئے فون پر بولا۔ ”تمہیں یقین ہے کہ وہ زندہ ہیں؟“

”ہاں..... مجھے یقین ہے۔“ دوسری طرف سے راگرساں فلپس نے جواب دیا۔ ”ان کا خون تو بہت ضائع ہو گیا ہے اور ظاہری حالت بھی کافی خراب نظر آرہی ہے۔ لیکن میرا خیال ہے ان کی زندگی کو خطرہ لا جن نہیں ہے۔“

”شکریہ۔“ سنی نے کہا اور فون بند کر کے کری پر بیٹھ گیا۔ وہ کوشش کر رہا تھا کہ کچھ دیر بے حس و حرکت بیخوار ہے۔ اسے معلوم تھا کہ اس کی شخصیت کا سب سے خراب ہے اس کا غصہ تھا اور اس وقت غصے یا اشتعال کی رو میں بہہ جاتا مہلک ثابت ہو سکتا تھا۔ اسے کچھ بھی کرنا تھا اپنی عقل، جواس اور دماغ کو ٹھکانے پر رکھ کر کرنا تھا ورنہ اس سے کوئی بھائیہ ملطی سرزد ہو سکتی تھی۔ اور اس وقت جبکہ ڈون، اپٹال میں موت اور زندگی کی کشمکش میں جتنا تھا، وہ کسی غلطی کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے۔

اس نے یہوی کویکن کے انواع کے بارے میں نہیں بتایا۔ اسی اثناء میں فون کی سمجھتی
خوبی مرتजہ نہ اٹھی۔ سنسنی نے رسیور اٹھایا۔ اس بار دوسری طرف میزرا تھا۔ جذبات کی
بیت کے باعث اس کی آواز کے ساتھ سانسوں کی خڑراہٹ بھی سنائی دے رہی تھی۔

”سیا تم نے اپنے والد کے بارے میں خبر سن لی؟“ اس نے پوچھا۔

”ہاں۔۔۔“ نے جواب دیا۔ ”لیکن وہ زندہ ہیں۔“

”اوہ۔۔۔! خدا کا شکر ہے۔۔۔“ میزرا کے لجھے میں طہانت آگئی۔ ”میں نے تو
ناقہ کر انہیں ہلاک کر دیا گیا ہے۔“

”نہیں۔۔۔ وہ زندہ ہیں۔“ سنسنی نے جواب دیا۔ وہ میزرا کے لجھے کے اتار
ڈھاؤ پر بہت توجہ دے رہا تھا۔ پہلے میزرا کی تشویش۔۔۔ اور پھر اس کی طہانت سی کو حقیقی ہی
ہوں ہوئی تھی لیکن پھر بھی یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا۔ میزرا جس قسم کی ذمے داریاں
جام دیتا تھا، ان میں اکثر ادا کاری کی بھی ضرورت پڑتی تھی۔۔۔ جو وہ بڑی کامیابی سے کر
تا ہے۔ سنسنی اس وقت نئے سرے سے۔۔۔ اور بہت سوچ پھار کے بعد اپنے قریبی ساتھیوں
کے بارے میں رائے قائم کرنا چاہتا تھا۔

”تمہارے کندھوں پر بڑی بھاری ذمے داری آئی پڑی ہے سنسنی!“ میزرا کہہ رہا
ہے۔ ”مجھے بتاؤ۔۔۔ میں کیا کروں؟ میرے لئے کیا حکم ہے؟“

”پاپا کے گھر پہنچو۔۔۔ اور کیوں کو ساتھ لے کر آؤ۔“ سنسنی نے ہدایت کی۔

”بیس۔۔۔؟“ میزرا نے قدرے حیرت سے کہا۔ ”تمہارے گھر اور اسپتال پر نظر
لگنے کے لئے کچھ آدمی نہ بھیجوں؟“

”نہیں۔۔۔ میں صرف تم سے اور کیوں سے ملنا چاہتا ہوں۔“ سنسنی بولا۔

میزرا ایک لمحے خاموش رہا۔ شاید اس نے سنسنی کے لجھے میں شک کی پر چھائیں
سوسی کر لی تھی۔ سنسنی اس کا یہ تاثر دور کرنے کے لئے جلدی سے بولا۔ ”اس واقعے کے وقت
لہو کہاں تھا؟ وہ کیا کر رہا تھا؟“

پوچھی بار فون کی سمجھتی بھی تو اس کے خیالات کا تسلیم ثوث ہو گیا۔ اس نے رہا
اٹھا کر ”بیلو“ کہا۔

”سنسنی نیزو کار لیوں۔۔۔؟“ دوسری طرف سے کسی نے اس کا پورا نام۔
”قندیلیق چاہی۔“

”ہاں۔۔۔“ سنسنی نے جواب دیا۔
تب دوسری طرف سے نہایت زم لجھے میں کہا گیا۔ ”ٹائم سینکن ہمارے قبے
ہے۔ تمنے گھنے بعد اسے چھوڑ دیا جائے گا۔ وہ تمہارے پاس ہماری ایک تجویز
کا روز باری پیش کر دے گا۔ اس پر تمہیں دل سے غور کرنا، اس کی بات شے
پہلے جلد بازی اور اشتھان میں کوئی قدم نہ اٹھانا۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں۔۔۔ صرف نہ
ہی اقصان ہو گا۔ جو ہو چکا، اسے بد لانہیں جا سکتا۔ اب ہم سب کو بھی جو فیصلہ کرنا ہو گا
بہت سوچ کر۔۔۔ عقل اور حمل سے کرنا ہو گا۔ تمہارا غصہ مشہور ہے لیکن اس غصے کو بے
چھوڑ دینے سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔“ بولنے والے کے لجھے میں خفیف سا استہزا ہے
جھلک آیا۔ سنسنی کو شبہ ہو رہا تھا کہ وہ سولوز و تھا جو آواز بدل کر بولنے کی کوشش کر رہا تھا۔

”ہمیکن آکر جو کچھ تم سے کہے گا، ہم اس کے جواب کا انتظار کریں گے۔“
لمحے کے توقف کے بعد دوسری طرف سے کہا گیا اور سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ سنسنی نے
ویکھی اور ایک کانٹہ پر اس کا ٹائم نوٹ کر لیا۔

اس کی بیوی پریشان ہو کر ایک بار پھر پوچھے بغیر نہیں رہ سکی۔ ”سنسنی! آخر ہا
بے؟“

”کسی نے پاپا کو گولی مار دی ہے۔“ وہ پر سکون لجھے میں بولا۔
بیوی کی آنکھیں پھلتی اور چہرے پر دہشت کے آثار نمودار ہوتے دیکھے
جلدی سے بولا۔ ”پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، وہ زندہ ہیں اور امید ہے فی الحال
کوئی بڑی خبر سننے کو نہیں ملے گی۔“

اور بیانات پر عمل کرنا۔ اگر تمہیں مجھ سے بات کرنے کی ضرورت پڑے تو پاپا کے خاص نمبر پر فون کر لیتا۔ لیکن صرف اسی وقت کرتا جب کوئی بہت ضروری بات ہو۔۔۔ اور ہاں گرمدی پر بیان ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔

وہ گھر سے باہر آگیا۔ شام کا اندر حیرا گھر اہو گیا تھا اور دیکھر کی سرد ہوا چل رہی تھی۔ سب سے نکل کر سڑک پر قدم رکھتے وقت کوئی خوف محسوس نہیں ہوا۔ چھوٹی سی یہ سڑک پر گویا ان کے اپنے ہی گھروں کا ایک حصہ تھی۔ یہ سڑک ایک سرے کی طرف سے بند تھی اور دوسرا سر ادا خلے کے ایک تجھ راستے کی طرح تھا۔ سڑک پر دونوں طرف نیم دائروں کی صورت میں "فیملی" ہی کے آٹھ طویل و عریض جو یہی نام مکانات تھے۔ وہ سب کے سب دون کار لیوں کی ملکیت تھے۔

بیرونی سرے کے دونوں طرف کے دو مکانوں میں چھلی منزلوں پر "فیملی" کے لئے کام کرنے والے وہ خاص لوگ رہتے تھے جن کی اپنی کوئی فیملی نہیں تھی۔ بالائی منزلوں پر فیملی والے لوگ رہتے تھے۔ باقی چھوٹے مکانوں میں سے ایک تھکن اور اس کی فیملی کے لئے شخصوں تھا۔ ایک میں سبی رہتا تھا۔ ایک میں خود دون رہتا تھا اس کا مکان دیگر مکانوں کے مقابلے میں کم نمایاں اور کم پر شکوہ تھا۔ باقی تین مکانوں نے کچھ مصلحتوں کے تحت اپنے بعض رہنائی دوستوں کو کرائے کے بغیر، اس وعدے پر دے رکھے تھے کہ ضرورت کے وقت وہ انہیں فوراً خالی کر دیں گے۔ یوں یہ خاصاً بڑا اعلاق گویا ڈون کا اپنا ایک قلعہ۔۔۔ ایک خدائی حصار تھا جس میں گھٹا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ ان مکانوں پر فلڈ لائنس گئی اور انہیں جن کی وجہ سے یہاں رات میں بھی دن کا سامان رہتا تھا۔ یہاں کوئی چھپ کر نہیں آ سکتا تھا۔۔۔

سی سڑک عبور کر کے اپنے باپ کے گھر کی طرف چلا گیا۔ گیٹ کے تالے کی ایک چالی اس کے پاس بھی رہتی تھی۔ وہ تالا کھول کر اندر جا پہنچا اور اونچی آواز میں بولا۔ "ماں! آپ کہاں ہیں؟"

میز اکے سانسوں کی خرخراہٹ اب بھم چکی تھی۔ وہ محتاط لبجھ میں بولا۔ "میز تھا۔ اسے قلوہ ہو گیا تھا۔ اس لئے وہ گھر پر تھا۔ اس مرتبہ موسم سرما کے دوران وہ کمی مرتبہ ہوا ہے۔"

سی چونک کر بولا۔ "وچھلے دو ہینوں کے دوران کتنی مرتبہ وہ گھر پر رہا ہے؟" "تین یا چار مرتبہ۔۔۔" میز انے جواب دیا۔ "میں نے فریڈ سے کتنی مرتبہ کہ اگر وہ چاہے تو میں اس کے اور ڈون کے ساتھ رہنے کے لئے کسی دوسرے آدمی کی اگاہ دوں۔۔۔ لیکن فریڈ نے انکار کر دیا۔ کیونکو ہٹانے کا کوئی خاص جواز بھی نظر نہیں آتا۔ پچھلے دس سال سے وہ ہمارے ساتھ ٹھیک ہی چل رہا تھا۔ اور بھروسے کا آدمی ٹاہن تھا۔"

"ہاں۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ لیکن بہر حال تم پاپا کے گھر کی طرف آتے وقت اسی ساتھ لے لیتا۔ خواہ اس کی طبیعت کتنی ہی خراب ہو، سمجھ گئے؟" جواب کا اس کے بغیر اس نے فون بند کر دیا۔

اس کی بیوی سینڈر اپکے چکے رو رہی تھی۔ وہ ایک لمحے اس کی طرف دیکھا، گھر درے لبجھ میں بولا۔ "اگر ہمارے آدمیوں میں سے کسی کا فون آئے تو اس سے کہ مجھے پاپا کے گھر۔۔۔ ان کے خاص نمبر پر کال کر لے۔ اگر کوئی آدمی فون کرے تو تم آپ کو حالات سے بالکل بے خبر ظاہر کرنا۔ اگر تیکن کی بیوی کا فون آئے تو اس سے کہ ہیگن شاید کافی دیر تک گھرنے پہنچ۔ وہ ایک ضروری کام سے گیا ہوا ہے۔۔۔ سمجھ گئیں؟"

اس کی بیوی نے خاموشی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ ایک لمحہ وہیں کھڑا اور سوچتا رہا پھر دوبارہ بیوی سے مخاطب ہوا۔ "شاید ہمارے دو تین آدمی اس گھر میں قیام کریں۔۔۔"

سینڈر کے چہرے پر خوف کے آثار غمودار ہوتے دیکھ کر وہ جلدی بولا۔ "تمہیں ذر نے کی ضرورت نہیں، وہ جس طرح کہیں، اس طرح کرتا۔ ان کے مشا

بندوبست کرنے کی ہدایت کی۔ ان میں سے کچھ کو استپال میں داخل ڈون کے گرد حفاظتی
حصار قائم کرنے کے لئے جانا تھا اور کچھ کو لانگ بیچ والے گھروں کی حفاظت کے لئے آٹا
تما۔

”کاڈمیوں نے میز اکو بھی ملاک کر دیا ہے؟“ ٹیکسو نے یوچھا۔

”مہیں“ سنی نے جواب دیا۔ ”لیکن میں فی الحال اس کے آدمیوں سے کام نہیں لیتا جاتا۔ اس لئے میں اس کا ذکر نہیں کر رہا ہوں۔“

”نصیحت کا شکر یہ۔“ سُنی بولا۔ ”خیال تو میرا بھی بھی ہے۔ لیکن میں صرف احتیاط برداشت رہا ہوں۔ اور ہاں۔ میرا سب سے چھوٹا بھائی مائیکل نے ہم پشاڑ کے قبے بیووڑ میں کالج میں پڑھتا ہے اور ہوٹل میں رہتا ہے۔ کچھ آدمی اسے حفاظت سے لانے کے لئے بھی بھیج دو۔ کہیں یہ آگ زیادہ دور تک نہ پھیل جائے۔ میں مائیکل کو فون کر کے بتا دوں گا کہ ہمارے آدمی اسے لینے آئیں گے۔ تاکہ وہ انہیں دیکھ کر پریشان نہ ہو جائے۔ میں ہر پہلو سے محتاط رہنے کی کوشش کر رہا ہوں۔“

”بالکل ٹھیک ہے..... کوئی فکر نہ کرو..... میں تمام انتظامات کرتے ہی تمہارے پیارے مگر پہنچ رہا ہوں۔ میرے آدمیوں کو تو تم پہچان ہی لو گے؟“

”بال۔“ سما نے جواب دیا اور فون اینڈ کرڈ میا۔

پھر اس نے ایک اور مغل دراز سے چڑے کی نسلی جلد و ای ایک نوٹ بک نکالی۔ ایک خاص نوٹ بک تھی۔ اس میں ان تمام افراد کے نام اور فون نمبر درج ہتے جنہیں کسی قسم کی مارکز یا "فیملی" کی طرف سے کوئی مخصوص رقم "نذرانے" کے طور پر جاتی تھی اور وہ

اس کی ماں اپرن باندھے کچن سے باہر آئی۔ کچن سے کھاتا پکنے کی خوبیوں
تھی۔ سنبھل نے کچھ کہنے سے پہلے ماں کو بازو سے پکڑ کر کچن کے قریب پڑی ہوئی ایک کری
بھادیا۔ پھر وہ اپنے لبھ سے کسی قسم کا ہیجان نشاہر کئے بغیر بولا۔ ”کچھ دیر پہلے مجھے فون
اطلاع ملی ہے کہ پاپا اسپتال میں ہیں۔ وہ رخی ہیں لیکن فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں
آپ کپڑے بدل لیں۔ تیار ہو جائیں، آپ کو اسپتال جانا ہے۔ میں آپ کے لئے چ
منٹ میں گاڑی اور ڈرائیور کو بلوار پاہوں۔ اوکے؟“

اس کی ماں ایک لمحے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتی رہی پھر نہ سک لبھے میں، اطاولی میں بولی۔ ”کیا اسے کسی نے گولی مار دی ہے؟“
 سنی نے اٹبائے میں سر ہلایا۔ اس کی ماں نے ایک لمحے کے لئے اپنے اندازہ میں سر جھکالیا۔ پھر وہ اٹھ کر کچن میں چلی گئی۔ سنی اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ اس کی ماں نے چولہا پنڈ کیا اور بیڈر ووم میں چلی گئی۔ سنی کو بھوک محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے وہیں کھڑے ادھ پکے کھانے کے چند نواں لاطق سے اتازے اور اس کرے میں آگیا جائے۔ کاباپ آفس کے طور پر استعمال کر تھا۔

وہاں اس نے ایک مغلول دراز سے اپنے باپ کا خصوصی فون نکالا۔ ڈائریکٹر میں اس فون کا اندر ایک فرضی نام اور فرضی پتے پر تھا۔ سب سے پہلے اس نے براہ فون کیا لیکن اس کے ہاں کسی نے فون نہیں اٹھایا۔

تب سنبھلنے کا ایک اور خاص آدمی کو فون کیا۔ اس کا نام ٹیکسٹا اور وہ بروگھن ہے: رہتا تھا۔ اس کی حیثیت ڈون کے مقابل پسے سالار کی تھی۔ اصل "پسے سالار" تو براہی تھا لیکن نہ جانے کی بات تھی کہ اس اہم موقع پر وہ دستیاب نہیں تھا۔ ویسے تو "فیملی" کے! میزرا کے فرائض بھی کچھ اس قسم کے تھے لیکن فی الحال میزرا سے کوئی اہم کام لینے سے گرفتار رہا تھا۔

سُنی نے ٹیکس کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ پھر اسے مجروں کے پچاس آمدیں

ایک بار پھر "فیملی" کو ایک ٹکین چیلنج کا سامنا تھا۔ ایک بار پھر "فیملی" کی طاقت کو لکارا یا تھا۔

نیویارک میں ان ٹیکی پانچ طاقتور "فیملیز" تھیں اور ان میں سے کم از کم کسی ایک پاپٹ پناہی کے بغیر سلووز اور تاریز اقدم اٹھانے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا..... اور وہ "نے بے فیملی" ہی ہو سکتی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ دونوں "فیملیز" کے درمیان پورے وسائل پر پوری طاقت کے ساتھ جنگ شروع ہوتی یا پھر سلووز کی تجویز کروہ شرائط پر کوئی معاهدہ کیا جائے۔

سونی سفارکانہ انداز میں مسکرا یا۔ مکار سلووز نے کاری وار کیا تھا۔ لیکن اس کی سنتی تھی کہ دون ہلاک نہیں ہوا تھا۔ سلووز اور اس کی پشت پناہی کرنے والوں سے خشنے کے لئے تو براہی کافی تھا لیکن تشویش کی بات یہی تھی کہ براہی کہاں تھا؟

یہ سوال ایک بار پھر سونی کے ذہن میں گویا ذمک مارنے لگا۔

☆.....☆

ہیگن کو جس گاڑی میں بٹھایا گیا تھا اس میں اس کے ساتھ ڈرائیور سمیت چار آدمی تھے۔ اسے پچھلی سیٹ پر ان دونوں افراد کے درمیان بٹھایا گیا تھا جو فٹ پاٹھ پر اس کے عقب میں آن کھڑے ہوئے تھے۔ سلووز والگی سیٹ پر ڈرائیور کے ساتھ بیٹھا تھا۔

ہیگن کے دامیں طرف بیٹھے ہوئے آدمی نے ہاتھ بڑھا کر ہیگن کا ہیٹ اس کے چہرے پر اس طرح جھکا دیا کہ وہ راستے نہ دیکھے کے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے خبردار بھی کیا۔ اپنے جسم کے کسی حصے کو جب نہ دیتا۔

سفر زیادہ طویل نہیں تھا۔ صرف میٹ بعده گاڑی ایک جگہ جارکی ہیگن کو جب گاڑی سے اتارا گیا تو وہ اسے علاقے کو پہچان نہیں سکا کیونکہ انہیں اگر اس کا ہوچکا تھا۔ وہ لوگ اسے تہہ خانہ میں واقع ایک اپارٹمنٹ میں لے گئے اور اسے ایک غیر آرام دہ ڈائیکنگ چیئر پر بٹھایا گیا۔ سلووز و اس کے مقابل، کچن نیبل کے دوسری طرف بیٹھ گیا۔ اس کا چہرہ اس وقت

ضرورت پڑنے پر اپنے کام اور شبے کی مناسبت سے "فیملی" سے تعاون کرتے تھے۔ میں حروف ہجھی کی مناسبت سے ترتیب وار نام درج تھے۔

سونی اس توٹ بک کے صفحات پلٹتا رہا اور پھر "فیرل" نام پر اس کی نظر رک گئی اس نام کے آگے جواندرا جات تھے، ان سے ظاہر ہوتا تھا کہ اسے ہر کرس کی شام پانچ ہزار ڈالر بھیجے جاتے تھے۔

سونی نے اس کا نمبر ملایا اور رابطہ ہونے پر بولا۔ "فیرل! میں سونی کا ریلوں بول رہوں۔ مجھے تمہاری تھوڑی سی مدد کی ضرورت ہے۔ معاملہ بہت اہم ہے۔ میں تمہیں دو فور نمبر دے رہا ہوں۔ مجھے ریکارڈ چیک کر کے بتاؤ کہ چھٹے تین مہینوں کے دوران ان نمبروں پر کہاں کہاں سے کام آئی ہیں اور کہاں کہاں کام لگنی ہیں....."

اس نے فیرل کو میز اور گھبلوں کے فون نمبر نوٹ کرائے، پھر کہا۔ "یہ کام اگر آزاد ہو جائے تو کرس کی شام تمہیں مزید ایک بونس بھی ملے گا۔"

اس کے بعد اس نے براہی سے رابطہ کرنے کی ایک اور کوشش کی لیکن اس بارہم بھی دوسری طرف کسی نے فون نہیں اٹھایا۔ اب اسے براہی کے بارے میں تشویش ہوئی اگلی اسے بہت سی دوسری چیزوں کے بارے میں غور کرنا تھا اس لئے اس نے براہی کے خیال کو ذہن سے جھنکنے کی کوشش کی۔ اسے امید تھی کہ دون پر فائرنگ کی خبر جو نبی براہی کے پہنچنے گی، وہ اس کے پاس دوڑ آئے گا۔

اس نے روپاونگ چیئر کے پیشے سے نیک لگا کر اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔ آنکھیں بند کر لیں تاکہ اس کا اعصابی تناو پکھو کم ہو سکے۔ لیکن اس طرح ایک یکمولی سے سوچنے کا موقع ملا تو گویا اسے صحیح معنوں میں پہلی بار احساس ہوا کہ صورت حال کتنی ہی ٹھیک تھی۔

اسے معلوم تھا کہ ایک گھنٹے کے اندر اندر گھر "فیملی" کے لوگوں سے بھر جائے اور اسے ان سب کو بتانا پڑے گا کہ کسے کیا کرنا ہے۔ چھٹے دس سال سکون سے گزرنے کے

اے واپس نہیں لاسکتی۔ تمہیں سنی کو اس بات کا قائل کرنا ہے کہ اب اس موضوع پر لڑتے رہا اور خوزیری کے ذریعے اپنی طاقت ضائع کرتے رہنا حماقت کے سوا کچھ نہیں۔ میں اب سنی کو نئے سرے سے معابدے کی پیشکش کرنا چاہتا ہوں اور میری خواہش ہے کہ تم اسے اس معابدے کو قبول کرنے پر تیار کرو۔“

ہمیں بولا۔ ”تمہاری یہ کوشش فضول ہے۔ تم نے جو کچھ کیا ہے، اس کے جواب میں سنی اپنی پوری طاقت جمع کر کے تم پر حملہ کرے گا۔“

سولوزو بے تابی سے بولا۔ ”یہ اس کا ابتدائی رد عمل ہوگا۔ اسی معاملے میں تم اسے سمجھانے کی کوشش کرو گے۔ تم اسے حقیقت پسندانہ انداز میں سوچنے پر آمادہ کرو گے۔“ نے فیک لیا فیکلی، اپنی پوری طاقت اور دستائل کے ساتھ میری پشت پناہی کر رہی ہے۔ نہ یارک کی اس طرح کی دوسری تمام فیلمیز بھی اس بات کی حاصل ہوں گی۔۔۔ اور اس کے لئے پوری پوری عملی کوشش کریں گی کہ ہمارے درمیان بڑے پیمانے پر لڑائی نہ چھڑنے پائے۔۔۔ کیونکہ ہماری لڑائی سے ان کے مفادات اور کاروبار کو بھی نقصان پہنچنے گا۔ اگر سنی میری پیشکش قبول کرے گا تو کوئی ہماری طرف توجہ نہیں دے گا۔ حتیٰ کے ڈون کے پرانے دست بھی اس معاملے سے لتعلق رہیں گے اور سب اسکن و امان سے اپنے اپنے کام دھنڈوں میں لگے رہیں گے۔“

ہمیں سر جھکائے، اپنے دونوں ہاتھ پھیلانے، انہیں گھورتا رہا، اس بار اس نے کوئی خواب نہیں دیا۔

سولوزو نے گویا اسے قائل کرنے کی کوشش جاری رکھی۔ ”ڈون اب سُھیا گیا تھا اور غلطیاں کرنے لگا تھا۔ اب تم یہی دیکھ لو کہ میں نے کتنی آسانی سے اسے مردا دیا۔ ماضی میں شاید یہ ممکن نہ ہوتا۔ دوسری ”فیلمیز“ نے اب اس پر اعتماد کرنا اور اس کی پرودا کرنی چھوڑ دی تھی۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس نے قوم پرستی اور دہن پرستی کے پرانے اصولوں کو بھی چھوڑنا شروع کر دیا تھا۔ اس نے تمہیں اپنا وکیل بنایا جبکہ تم سُلی تو کیا۔۔۔ اطالوی بھی اسے خود اس بات کا احساس نہیں ہوا کہا تھا۔ اب وہ اس دنیا سے جا پکا ہے اور کوئی طاقت

کسی گدھ سے مشابہہ دکھائی دے رہا تھا۔

”تمہیں خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔“ وہ بولا۔ ”مجھے معلوم ہے تم؟“ کے لئے لڑنے والے لوگوں میں سے نہیں ہو بلکہ ان کے لئے صرف ہنی، زبانی اور رذ طور پر خدمات انجام دیتے ہو۔ میں تم سے صرف رابطے کے آدمی والا کام لیتا چاہتا ہو میں چاہتا ہوں تم ان کا بھی کچھ بھلا کرو۔۔۔ اور میرا بھی۔۔۔“

ہمیں نے ایک سگریٹ سلاک کر اپنے ہونٹوں میں دبای۔ اس کے ہاتھوں خفیف سی لرزش تھی۔ اسے چینی کے ایک کپ میں ڈریک دی گئی جس سے اس کے اعما کچھ قابو میں آئے۔

”تمہارا باس مر چکا ہے۔“ سولوزو نے سلسلہ کلام جوڑا۔ ”میرے آدمیوں اسے اس کے آفس کے سامنے سڑک پر مار دیا ہے۔ یہ خبر ملتے ہی میں نے تمہیں انہوں اب تمہیں میرے اور سنی کار لیوں کے درمیان جنگ چھڑنے سے روکنی ہے ورنہ ظاہر دونوں فریقوں کو نقصان کے سوا کچھ حاصل نہیں ہو گا۔“

ہمیں نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ اس وقت جس صدمے سے دو چار تھا، اس شدت پر خود بھی حیران تھا۔ اس کا یہ صدمہ موت کے خوف پر بھی غالب آگیا تھا۔ اسے رہا تھا کہ پتے صحرائیں اس کے سر سے کوئی سائیان ہٹ گیا تھا اور وہ دنیا میں تمہارہ گیا تھا۔ سولوزو نے ایک بار پھر بولنا شروع کر دیا۔ ”میں جب ہیر وَن کے دھنے، شرکت کی تجویز لے کر ڈون ک پاس گیا تھا تو سنی نے اس میں زبردست دلچسپی لی تھی۔ اور یہ اس کی عقائدی تھی۔ کیونکہ ہیر وَن آنے والے زمانے کی چیز ہے۔ جو لوگ آنے کام میں ہاتھ ڈالیں گے، کل وہی سب سے زیادہ فائدے میں رہیں گے۔ اس میں دولت ہے کہ اس کا کاروبار کرنے والے دو سال کے اندر اندر نہ جانے کہاں سے کہاں۔۔۔ ڈون پرانے زمانے کا۔۔۔ پرانے خیالات کا آدمی تھا۔ اس کا دور گزر چکا تھا۔۔۔ اسے خود اس بات کا احساس نہیں ہوا کہا تھا۔ اب وہ اس دنیا سے جا پکا ہے اور کوئی طاقت

بیت سے اس پر یہ موقع کر رہا تھا کہ وہ اس کے متوقف کو جھے اور بتا شکن انداز میں نہیں۔ اگر ہمارے درمیان پورے وسائل کے ساتھ جنگ چھڑ گئی تو کار لیون فیل جائے گی جس سے مجھ سمت سب کا نقصان ہو گا۔ مجھے رقم سے بھی زیادہ ان لوگوں سے اثر و سوخت کی ضرورت ہے۔ اس لئے تم سنی سے بات کرو۔ اسے اچھی طرح ہم اس طرح ہم بہت ساری غیر ضروری خوازیزی سے بچ سکتے ہیں۔“

اب غور و خوض کرتے وقت ہیگن کو احساس ہوا کہ اس کی توقعات کچھ غلط بھی نہیں تھیں۔ اور اس کا متوقف بھی اس قابل تھا کہ اس پر توجہ دی جاتی۔ کار لیون اور ”ٹیگ فیلی“ کے درمیان جنگ کو بہر حال روکنا ہی سب کے مختار میں تھا۔ اس موقع جنگ سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ سنی غصے کا بہت تیز۔ اور تیز ہے دماغ کا آدمی ہے۔ اور اس سے زیادہ تمہیں براہی کی فکر کرنی چاہئے۔ اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو سنی سے پہلے براہی بارے میں تشویش زدہ ہوتا۔“

”برائی کا سلسلہ مجھ پر چھوڑ دو۔“ سولوز و اٹیمنان سے بولا۔ ”تم صرف می اورا کے دونوں بھائیوں کو سنبھال لو۔ سنو، تم انہیں سمجھانے کے سلسلے میں دلائل دیتے وقت بیتا سکتے ہو کہ اگر میں چاہتا تو ڈون کے ساتھ ساتھ فریڈ کو بھی ہلاک کیا جا سکتا تھا۔ یہ کوئی مٹا کام نہیں تھا۔ آج وہ بھی نشانے پر تھا اور ایک آسان ٹارگٹ تھا۔ لیکن میں نے اس آدمیوں کو تھی سے حکم دے رکھا تھا کہ فریڈ کو گولی نہ ماری جائے۔ میں سنی کو ضرورت سے زیادہ غصہ دلانا نہیں چاہتا۔ تم انہیں بتا سکتے ہو کہ فریڈ مرا میری وجہ سے زندہ ہے۔“

اب ہیگن کے ذہن نے کام کرنا شروع کر دیا تھا۔ اسے کچھ یقین سا ہو گیا تھا۔ سولوز و اسے ہلاک کرتا یا مر گمال بنانا نہیں چاہتا۔ اس اجس سے اس کا، وہ خوف دور ہوئا جس نے اب تک اس کے دل، دماغ اور اعصاب کو جکڑ رکھا تھا۔ اسے یہ سوچ کر شرم محسوس ہوئی کہ موت کا خوف اس پر اس حد تک غالب آگیا تھا۔

سولوز و گہری نظر وہ سے اس کا جائزہ لے رہا تھا۔ وہ گویا اس کی کیفیت اور اس کے احساسات کو سمجھ رہا تھا۔ ہیگن نے اس کی باتوں پر غور کرنا شروع کیا۔ سولوز و یقیناً الکہ وکیل، ایک لائق اور قابل آدمی۔ اور ”فیلی“ سے تعلق رکھنے والے ایک ذمے دار شخص اور

نہیں۔ اگر ہمارے درمیان پورے وسائل کے ساتھ جنگ چھڑ گئی تو کار لیون فیل جائے گی جس سے مجھ سمت سب کا نقصان ہو گا۔ مجھے رقم سے بھی زیادہ ان لوگوں سے اثر و سوخت کی ضرورت ہے۔ اس لئے تم سنی سے بات کرو۔ اسے اچھی طرح ہم اس طرح ہم بہت ساری غیر ضروری خوازیزی سے بچ سکتے ہیں۔“

”میں اپنی سی کوشش کروں گا۔“ آخونگن نے جواب دیا۔ ”لیکن میں یقین کچھ نہیں کہہ سکتا۔ سنی غصے کا بہت تیز۔ اور تیز ہے دماغ کا آدمی ہے۔ اور اس سے زیادہ تمہیں براہی کی فکر کرنی چاہئے۔ اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو سنی سے پہلے براہی بارے میں تشویش زدہ ہوتا۔“

”برائی کا سلسلہ مجھ پر چھوڑ دو۔“ سولوز و اٹیمنان سے بولا۔ ”تم صرف می اورا کے دونوں بھائیوں کو سنبھال لو۔ سنو، تم انہیں سمجھانے کے سلسلے میں دلائل دیتے وقت بیتا سکتے ہو کہ اگر میں چاہتا تو ڈون کے ساتھ ساتھ فریڈ کو بھی ہلاک کیا جا سکتا تھا۔ یہ کوئی مٹا کام نہیں تھا۔ آج وہ بھی نشانے پر تھا اور ایک آسان ٹارگٹ تھا۔ لیکن میں نے اس آدمیوں کو تھی سے حکم دے رکھا تھا کہ فریڈ کو گولی نہ ماری جائے۔ میں سنی کو ضرورت سے زیادہ غصہ دلانا نہیں چاہتا۔ تم انہیں بتا سکتے ہو کہ فریڈ مرا میری وجہ سے زندہ ہے۔“

اب ہیگن کے ذہن نے کام کرنا شروع کر دیا تھا۔ اسے کچھ یقین سا ہو گیا تھا۔ سولوز و اسے ہلاک کرتا یا مر گمال بنانا نہیں چاہتا۔ اس اجس سے اس کا، وہ خوف دور ہوئا جس نے اب تک اس کے دل، دماغ اور اعصاب کو جکڑ رکھا تھا۔ اسے یہ سوچ کر شرم محسوس ہوئی کہ موت کا خوف اس پر اس حد تک غالب آگیا تھا۔

سولوز و گہری نظر وہ سے اس کا جائزہ لے رہا تھا۔ وہ گویا اس کی کیفیت اور اس کے احساسات کو سمجھ رہا تھا۔ ہیگن نے اس کی باتوں پر غور کرنا شروع کیا۔ سولوز و یقیناً الکہ وکیل، ایک لائق اور قابل آدمی۔ اور ”فیلی“ سے تعلق رکھنے والے ایک ذمے دار شخص اور

لگئے دو آدمی کھڑے تھے جنہیں مائیکل نہیں پہچانتا تھا۔ ان میں سے ایک نے پوچھا۔
”کون ہوتا؟“ اس کا الجہ بروکلین والوں جیسا تھا۔

مائیکل نے اپنا تعارف کرایا۔ اسی اثناء میں قریب ترین مکان سے ایک شخص نکل آیا۔ اس نے قریب ہو کر مائیکل کا چہرہ غور سے دیکھا اور گویا تصدیق کی۔ ”ہاں..... یہ دون کاپ سے چھوٹا بیٹا ہے۔ میں اسے اندر لے جاتا ہوں۔“

ان دونوں آدمیوں نے چند سیکنڈ کے لئے زنجیر ہٹا دی اور مائیکل تیرے شخص کے ساتھ اپنے باپ کے مکان تک پہنچا۔ وہاں دو آدمی گیٹ پر تعینات تھے۔ انہوں نے دیکھ کر کوئی سوال کئے بغیر اندر جانے دیا۔

مائیکل کو گھر میں جا بجا ایسے آدمی دکھائی دیئے جن کے چہرے اس کے لئے ابھی لامگ رومن میں پہنچا تو اسے ایک صوف پر پیگن کی بیوی ٹریسا بیٹھی دکھائی دی۔ وہ مضطربانہ انداز میں سگریٹ پی رہی تھی۔ صوف کے دوسرے سرے پر بھاری بھر کم میزابیٹھا تھا۔ اس کے چہرے سے کسی قسم کے تاثرات کا اظہار نہیں ہو رہا تھا تاہم اس کی پیشانی اور رخساروں پر پہنچا اور وہ ایک سگار کے کش لے رہا تھا۔

میزانے اٹھ کر ہاتھ ملتے ہوئے اس سے بات شروع کی تو اس کا انداز تسلی دینے کا ساتھا۔ ”پریشان نہ ہوتا..... تمہارے پا پا بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔..... تمہاری ماما اپستال شاہانہ کے پاس ہیں۔“

کھو بھی دہاں موجود تھا۔ اس نے بھی اٹھ کر مائیکل سے ہاتھ ملایا۔ مائیکل نے گہری نظر سے اس کا جائزہ لیا۔ اسے معلوم تھا کہ کھو اس کے باپ کا باڑی گارڈ تھا لیکن اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ آج وقوع کے وقت وہ طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے گھر پر تھا۔ تاہم اس نے کھو کے سوکھے ہوئے چہرے پر تناول کی کیفیت محسوس کر لی۔ یہ کوئی حرمت کی بات نہیں تھی۔

ہے۔ میں ایک کاروباری آدمی ہوں۔ جنگجوی کی طرف مجبوراً آتا ہوں۔ خوزیری بر بہت منگلی پڑتی ہے۔“

ایسی لمحے فون کی گھنٹی نج اٹھی۔ بیگن کے عقب میں بیٹھا ہوا آدمی فون سننے کے لئے گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا۔ چند لمحے پکھ سنتا رہا پھر تیکھے لمحے میں بولا۔ ”ٹھیک ہے۔ اسے بتا دیتا ہوں۔“

اس نے فون بند کیا پھر سوازوں کے قریب آ کر اس کے کان میں کچھ کہا۔ بیگن دیکھا کہ اس کی سرگوشی سن کر سوازوں کے چہرے پر زردی غمودار ہو گئی تھی لیکن اس کی آنکھ میں گویا غیظاً و غضب کی چنگاریوں کو ہوا ملنے لگی تھی۔ وہ پر خیال انداز میں بیگن کی طریقے اٹھا تھا۔ اس کی نظریں بدل گئی تھیں۔ بیگن کے جسم میں خوف کی ایک نئی اہم دوڑ گئی۔ اسے گویا کسی غیبی قوت نے احساس دلایا کہ شاید اب اسے آزاد نہ کیا جائے۔ شاید کوئی بات ہو چکی تھی جس کی وجہ سے اب اسے ہلاک کیا جا سکتا تھا۔

آخر سوازوں بول ہی اٹھا۔ ”ڈون ابھی زندہ ہے.....! پانچ گولیاں اس کہنے کے جسم میں پیوست ہوئیں اس کے باوجود وہ نہیں مرا.....!“

پھر اس نے کندھے جھکلے اور خاص طور پر بیگن سے مخاطب ہوا۔ ”یہ تمہاری بد ہے..... اور میری بھی.....!“

☆.....☆.....☆

مائیکل کا ریون جب لامگ بیچ کی اس مڑک پر پہنچا جس پر ”نیلی“ کے آنکھ نام کناتا تھے تو اس نے دیکھا کہ ان مکانوں کی طرف جانے والے راستے کا نگ۔ ایک موٹی زنجیر کے ذریعے بند کر دیا گیا تھا۔ تمام مکانوں پر نصب فلڈ لائش روشن تھیں۔ گھروں کے سامنے دن کی طرح روشنی تھی۔ اس روشنی میں ان مکانوں کے سامنے آنکھ کا ریں کھڑی نظر آ رہی تھیں۔

جس زنجیر کے ذریعے داخلی راستے کے بیک دہانے کو بند کیا گیا تھا، اس سے تباہ

مقابل پر سالار کی تھی۔ اسے دیکھ کر مائیکل سمجھ گیا کہ گھر میں موجود لوگ دراصل اس کے آدمی تھے اور اس وقت آئندہ مکانوں پر مشتمل اس رہائشی گوشے کی حفاظت کی ذمے داری نہیں نہیں سنجاں ہوئی تھی۔ نیسو کے ہاتھ میں بھی ایک پیڈ اور پنسل تھی۔

سنسنی نے جب مائیکل اور نیریا کو کمرے میں دیکھا تو انہا اور میز کے عقب سے نکل آیا۔ اس نے بھی نیریا کے ہاتھ تھپک کر اسے تسلی دی۔ ”پریشان مت ہو نیریا! لیکن خیریت سے ہے۔ وہ لوگ اصل میں اس کی زبانی صرف اپنی تجاویز وغیرہ بھجوانا چاہتے ہیں۔ انہیں معلوم ہے وہ صرف ہمارا وکیل ہے۔ کوئی لڑنے والا آدمی نہیں ہے۔ اس لئے وہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ کم از کم اتنی عقل تو انہیں ہوگی۔ اسے گزند پہنچانے کی کوئی نکتہ نہیں نہیں۔“

اس کے بعد اس نے مائیکل کو گلے گا کر اس کا گال چو ما جس پر مائیکل کو کچھ حیرت ہوئی کیونکہ بچپن سے لے کر مائیکل کے خاصا بڑا ہو جانے کے بعد بھی سنی موقع بے موقع اس کی پہلی کرتا آیا تھا۔

”خدا کا شکر ہے تم خیریت سے یہاں پہنچ گئے۔“ سنسنی بولا۔ ”ماما کو پاپا کے بارے میں بتانے کے بعد انہیں تمہارے متعلق کوئی بربادی خبر سنانے کی بھجوہ میں ہمت نہیں تھی۔“

”ماما کی حالت کیسی ہے؟“ مائیکل نے پوچھا۔ ”ٹھیک ہے۔ وہ ہمت اور جرأت سے حادث کا سامنا کر رہی ہیں۔ وہ اور میں ایسے حالات سے پہلے بھی گزر چکے ہیں۔ تم اسی وقت چھوٹے ہی تھے۔ تمہیں حالات کی ٹھیکنی کا اس وقت زیادہ اندازہ نہیں تھا۔ اور انکے بعد کافی طویل عرصہ سکون اور آرام سے گزر گیا۔“

پھر ایک لمحے کے توقف سے وہ بولا۔ ”ماما اپنال میں ہیں۔ امید ہے پاپا بچ جائیں گے۔ ان کی حالت خطرے سے باہر ہے۔“

”کیا خیال ہے۔ ہم بھی اپنال نہ چلیں؟“ مائیکل بولا۔

گھوٹو کے بارے میں تاثر بھی تھا کہ وہ انتہائی پھر تیلا، مستعد اور ذمے دار تھا۔ اگر کوئی مشکل کام بھی اس کے ذمے لگا یا جاتا تھا تو وہ آسانی سے انجام دیتا تھا اور میں کوئی پیچیدگی پیدا نہیں ہونے دیتا تھا۔ لیکن آج وہ اپنا اہم ترین فریضہ انجام دیتے تھا۔ چنانچہ اگر اس کے چہرے سے اضطراب اور تناؤ عیال تھا تو یہ کوئی تو بات نہیں تھی۔

مائیکل کو طویل و عریض کرے میں اور بھی کئی افراد نظر آئے مگر وہ انہیں نہیں تھا۔ وہ میز اکے آدمی نہیں تھے۔ مائیکل بہر حال ایک ذہین فوجان تھا۔ کرے کی محال سے اسے یہ اندازہ لگانے میں درنہیں گلی کر گھوٹو اور میز اکو مشتبہ سمجھا جا رہا تھا۔ مائیکل بھی بھر رہا تھا کہ کٹھ جائے واردات پر موجود رہا ہو گا۔ اس لئے اس سے پوچھا۔ ”فریڈ کی حالت کیسی ہے؟ وہ ٹھیک تو ہے نا؟“

گھوٹو کی بجائے میز اکے جواب دیا۔ ”ڈاکٹر نے اسے انکشش لگایا ہے۔“

مائیکل نے ٹیکن کی بیوی کے قریب پہنچ کر تسلی دینے کے انداز میں اس کا تھپتھایا۔ وہ دونوں ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ اچھی طرح پیش آتے تھے۔ مائیکل ”د فکر مرت کرو ٹیکن خیریت سے واپس آجائے گا۔ کیا تمہاری سنسنی سے بات ہوئی؟“ نیریا نے لفی میں سر بلایا۔ وہ ایک دبلي پکلی نازک انداز اور خوبصورت تھی۔ اس وقت خاصی خوفزدہ نظر آ رہی تھی۔ مائیکل نے اس کا ہاتھ تمام کرائے صوب اٹھایا اور اپنے ساتھ اس کرے میں لے گیا جسکن اور ڈون آفس کے طور پر استعمال تھے۔

وہاں سنسنی میز کے عقب میں ریوالنگ چیز پر نہم دراز تھا۔ اس کے ایک ہا رائٹنگ پیڈ اور دوسرے میں پنسل تھی۔ سنسنی کے علاوہ وہاں صرف ایک ہی شخص موجود ہے۔ مائیکل اسے پہچانتا تھا۔ وہ نیسو تھا۔ وہ بروکلین میں رہتا تھا اور اس کی حیثیت ڈون۔

سی نے ٹیریسا کو لیونگ روم میں بھیج دیا۔ دروازہ بند کر کے وہ مائیکل کی طرف مڑا اور بولا۔ "اگر تم یہیں بیٹھنے پر تھے ہوئے ہو تو شاید تمہیں کچھ ایسی باتیں سننا پڑیں جو تمہیں سے کہیں نہیں جا سکتے۔"

"شاید میں تمہاری کوئی مدد کر سکوں۔" مائیکل سگریٹ سلاکانے کے بعد بولا۔

"نہیں۔ تم میری کوئی مدد نہیں کر سکتے۔"

سی نے فیصلہ کن لبھ میں کہا۔ "اگر تم اس قسم کے معاملات میں ملوث ہوئے اور پاپا کو پہاڑلا۔ تو وہ ناراض ہوں گے۔"

مائیکل برہمی سے تقریباً چلاتے ہوئے انہوں کھڑا ہوا۔ "وہ تمہارے ہی نہیں۔

میرے بھی پاپا ہیں۔ کیا میں ان کے کسی کام نہیں آ سلتا؟ ضروری نہیں ہے کہ میں باہر نکلوں اور لوگوں کو قتل کرتا پھر دوں۔ مگر میں کسی نہ کسی کام ضرور آ سکتا ہوں۔ مجھ سے بچوں جیسا سلوک کرتا بند کرو۔ میں دوسری عالمگیر جنگ میں حصہ لے چکا ہوں۔ خود بھی گولی کھا چکا ہوں اور کئی جاپانیوں کو ہلاک کر چکا ہوں۔ مجھے جنگ میں بہادری دکھانے پر تمغہ مل چکے ہیں۔ تمہارا خیال ہے کہ میں تمہیں قتل و نارت گری کرتے دیکھ کر خوف سے بے ہوش ہو جاؤں گا؟"

سی اس کی برہمی کے جواب میں سرپیان انداز میں مسکرا دیا اور جمل سے بولا۔

"اچھا لمحک ہے۔ نی الحال تو تم صرف فون اٹھنے کرو۔ ابھی میں فیصلہ نہیں کر سکتا کہ تم کس کام آ سکتے ہو۔"

چھروہ نیسو کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے بولا۔ "ابھی جو فون آیا تھا اس سے کچھ ضروری معلومات حاصل ہوئی ہیں۔" دوسرے ہی لمحے اس کا رخ دوبارہ مائیکل کی طرف ہو گیا اور وہ اس سے مخاطب ہوا۔ "کسی نے غداری کی ہے اور دشمن کو ایسا موقع فراہم کرنے میں مدد دی ہے جب پاپا کو آسانی سے نشانہ بنا یا جا سکتا تھا۔ وہ میزرا بھی ہو سکتا ہے اور گیتو بھی کھونے میں آج ہی اپنے آپ کو بیمار قرار دیتے ہوئے چھٹھی کر لی تھی اور وہ گھر پر تھا۔

سی نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔ "جب تک یہ معاملہ نیچت نہ جائے، میرا سے کہیں نہیں جا سکتا۔"

اس دوران فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ سی فون سخنے لگا۔ اس کی توجہ بٹ جانے، فائدہ اٹھاتے ہوئے مائیکل میز پر پڑے اس چھوٹے سے رائٹنگ پیڈ پر نظر دوڑانے کا؟ پر سی کچھ لکھ رہا تھا۔ اس پر فہرست کے سے انداز میں سات افراد کے نام لکھے ہوئے تھے ان میں پہلے تین نام سوازو، فلپس و نے ٹیک لیا اور جوں نے ٹیک لیا کے تھے۔ مائیکل: لئے اس کا مطلب سمجھنا مشکل نہیں تھا۔ اس احساس سے اسے جھنکا سا لگا کہ جس وقت کمرے میں داخل ہوا اس وقت سی اور نیسو ان افراد کے ناموں کی فہرست ہنا رہے جنہیں قتل کیا جانا تھا۔

سی نے فون بند کرنے کے بعد مائیکل اور ٹیریسا کو مخاطب کیا۔ "اگر تم رہ دوسرے کمرے میں جا کر بیٹھ جاؤ تو بہتر ہو گا۔ میں اور نیسو یہاں ایک ضروری کام کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔"

"یہ۔ ابھی جو فون کا ل آئی تھی۔ کیا یہیں کے بارے میں تھی؟" تیریسا پچکھاتے ہوئے پوچھا۔ اس نے سی کے سامنے باہم نظر آنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کو شش ناکام رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

سی اس کے کندھے پر بازو رکھ کر اسے دروازے کی طرف لے جاتے۔ "تم اس کے بارے میں ذرا بھی فکر نہ کرو۔ وہ بالکل نیھیک ہے تم لیونگ روم میں انتظار کرو۔ جیسے ہی مجھے اس کے بارے میں اطلاع ملے گی، میں تمہیں بتا دوں گا۔" مائیکل اب بھی خیریت سے اپنے بھائی سی اور اس کے بلوائے ہوئے اس آدمی نیسو کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ وہ کتنے اطمینان سے بیٹھے موقع مقتولین کی فہرار ہے تھے۔ ان کا انداز کچھ ایسا ہی تھا جیسے کسی کار و باری میٹنگ کا اجنبذ ایار کر ہوں۔ مائیکل کمرے سے باہر جانے کی بجائے ایک صوف پر بیٹھ گیا۔

ڈاؤنڈار تعلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ پھر اس نے کھو کے بارے میں غور کیا۔ وہ بھی زیادہ خوشحال نہیں تھا۔ مگر وہ بھی فیلی کے نظام میں خاصی تیزی سے اور آیا تھا لیکن یہاں زیادہ اونچا اور نمایاں مقام مل کرنے میں کافی وقت لگتا تھا۔ بہت دھیرے دھیرے جا کر لوگ ”فیلی“ کا اہم حصہ نہ تھے۔ شاید کھو کو دولت اور طاقت، دونوں چیزیں حاصل کرنے کی جلدی ہو۔ آج کل نہ تھے۔ ترزو جو اتوں کو اس معاملے میں جلدی ہی ہوتی تھی۔ مگر پھر مائیکل کو یہ بھی یاد آیا کہ چھٹے پریمیں وہ دونوں ساتھ پڑھے تھے اور ان دونوں کھو اس کا اچھا خاصاً دوست بن گیا تھا۔ سا احساس ہوا کہ وہ سزا کے طور پر کھو کو بھی موت کے منہ میں جاتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ آخر اس نے شی خیں سرہلاتے ہوئے کہا۔ ”میں، ان دونوں شیں سے کوئی غدار نہ ہو سکا۔“ یہ رائے اس نے محض اس لئے دی تھی کہ وہ سن چکا تھا کہ سنی کو صحیح جواب تو طوم ہوئی چکا تھا۔ اب اس کی رائے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ لیکن اگر اس کی رائے نپٹے کا درود مار ہوتا تو میزرا کے مقابلے میں وہ بہر حال کھو کے خلاف دوٹ دیتا۔ وہ کھو کو اس سے مشتبہ اور مشکوک سمجھ سکتا تھا۔

سنی خفیف سی سکراہٹ کے ساتھ بولا۔ ”تمہیں شاید دونوں ہی کے خلاف پہنچ میں دشواری پیش آرہی ہے۔ بہر حال۔ تمہاری اطلاع کے لئے بتا رہا ہوں۔۔۔۔۔ راری گھونٹ کی ہے۔۔۔۔۔ میزرا نہیں۔۔۔۔۔“

تب نیسوں نے گویا اطمینان کی سانس لی اور ایک لمحہ پر خیال انداز میں خاموش ہو گئے بعد بولا۔ ”تو پھر میں آپنے آدمیوں کو کل واپس بھیج دوں؟“ ”کل نہیں۔۔۔ پرسوں۔۔۔ سنی نے جواب دیا۔ ”میں نہیں چاہتا کہ پرسوں نے اس بارے میں کسی کو کچھ معلوم ہو۔۔۔“ پھر ایک لمحہ کے توقف کے بعد وہ بولا۔ ”اب لمحہ پر بھائی سے کچھ بخی باتیں کرنی ہیں۔ کیا تم یونگ روم میں جا کر بینچے سکتے ہو؟ ہم اپنی بڑست بعد میں مکمل کر لیں گے۔ اس سلسلے میں تم اور میزرا میں جل کر کام کرو گے۔“

مجھے اب صحیح جواب معلوم ہو چکا ہے کہ دونوں میں سے غداری کس نے کی ہے۔ مگر تم پر جو بہت علمند اور اسماڑت بننے کی کوشش کر رہے ہو۔۔۔ اس لئے میں تم سے پوچھ رہا ہوں۔۔۔ بتاؤ۔۔۔ تمہارے خیال میں ان دونوں میں سے کس نے غداری کی ہے؟ کون سولوزو کے ہاتھ بکا ہے؟“ مائیکل دوبارہ صوفے پر بینچہ گیا اور اس نے گہری سانس لے کر اپنے جسم کو دعیہ چھوڑ دیا۔ وہ سکون سے تمام ضروری پہلوؤں پر غور کرنے لگا۔ میزرا کی حیثیت ”فیلی“ میں اولین پر سالار کی سی تھی۔ وہ اور دون برسوں میں گہرے دوست بھی تھے۔ دون کی بدوں نے میزرا کو کھا۔ گزشتہ بیس برسوں میں اسے دولت کے ساتھ ساتھ ”فیلی“ میں بے پناہ اہمیت بھی حاصل ہو چکی تھی۔ غداری کے عوض اسے مزید کچھ دولت ہی مل سکتی تھی۔ ہاہ اس امکان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا کہ مزید دولت پر اس کی نیت خراب ہو سکتی تھی۔ انسان بہر حال لاپچی ہوتا ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ دون کے ساتھ طویل رفاقت کے دوران بھی اس کی دل آزاری ہوئی ہو جس کا اس نے اس طرح بدلہ لیا ہو۔ یہ بھی ممکن تھا کہ اس نے شنڈے والے کسی بنس میں کی طرح سوچا ہوا اور اندازہ لگایا ہو کہ آخر موقع جنگ میں سولوزو جنگ میں جائے گا۔ اس لئے اس شخص کا ساتھ چھوڑ دینا چاہئے تھا جس کے ہارنے کا امکان تھا۔ مائیکل نے ان تمام پہلوؤں پر سوچا لیکن پھر اس نے دل ہی دل میں ایسے تھے۔۔۔۔۔ امکانات کو مسترد کر دیا۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ میزرا غدار نہیں ہو سکتا تھا۔ پھر اس نے تد۔۔۔ افرادگی سے سوچا کہ شاید اس کا دل اس لئے میزرا کو غدار تعلیم نہیں کر رہا تھا کہ وہ چیزیں اس سے مانوس رہا تھا۔ وہ اسے قتل ہوتے دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔ مائیکل جب چھوٹا تھا تو ہم اس کے ساتھ بڑی شفقت اور محبت سے پیش آتا تھا اور جن دونوں دون ڈون زیادہ مصروف ہوتا تھا، ان دونوں میزرا ہی اس کے ساتھ گھومتا پھرتا، کھیلتا کو دتا اور اس کا دل بہلا تھا لیکن مائیکل نے محسوس کیا کہ ان تمام باتوں سے قطع نظر اس کا دل اور اس کا ڈن، ڈن،

رہا۔ ہمارے باپ پر..... فارنگ کی گئی ہے۔۔۔ ان کی نیت یعنی طور پر انہیں ہلاک رہنے کی تھی۔۔۔ یہ تو ایک اتفاق اور پاپا کی خوش قسمتی۔۔۔ یا پھر ان کی سخت جانی ہے کہ وہ بیجے یہ بہت بڑا چیز ہے۔ ہمیں محیث کر حالت جنگ میں لاایا گیا ہے۔ اس قسم کی صورت لئے۔۔۔

الی میں غیر معینہ عرصے کے لئے چپ ہو کر نہیں بیٹھا جاتا اگر مجھ تکن کی واپسی کا انتظار نہ ہے تو اب تک ہم جوابی کارروائی کر چکے ہوتے اور اب مجھے اندیشہ محسوس ہو رہا ہے کہ شاید ہیجن کو رہانہ کریں۔۔۔

”کیوں؟“ مائیکل نے حیرت سے پوچھا۔

سینی نے ایک بار پھر اس کی طرف اسی طرح دیکھا جیسے کوئی بزرگ کسی یوقوف پیچے کی طرف دیکھتا ہے۔ پھر وہ گویا حتیٰ نلامان چٹل سے کام لینے کی کوشش کرتے ہوئے سے سمجھا نے کے انداز میں بولا۔۔۔ انہوں نے یہ سمجھ کر ہیجن کو اغوا کیا تھا کہ پاپا پر قاتلانہ حملہ کا میاب ہو چکا ہے اور وہ مر چکے ہیں جس کے بعد وہ مجھ سے اپنے معاهدے کے سلسلے میں درمیان میں کام کرے گا اور انہیں معاهدے کی میز پر بٹھائے گا۔۔۔ اب جبکہ انہیں معلوم ہو ہیکن ہے کہ پاپا زندہ ہیں، تو انہیں یہ بھی یقین ہو چکا ہو گا کہ میں پاپا کی زندگی میں ان کے ساتھ معاهدہ نہیں کر سکتا۔ گوکہ یہ بھی حاضر ان کی خوش نہیں تھی کی پاپا کی موت کی صورت میں، مل لائی مصلحت یا حقیقت پسندی کے تحت ان کی پیشکش قبول کر لوں گا۔۔۔

لیکن۔۔۔ بہر حال۔۔۔ اب ان کی یہ خوش نہیں دور ہو چکی ہے۔ اس صورت حال میں ہیجن ان کے لئے کام کا آدمی نہیں رہا۔۔۔ وہ ان کو لئے بے مصرف ہو چکا ہے۔۔۔ وہ چاہیں تو اسے رہا بھی کر سکتے ہیں اور چاہیں تو ٹھکانے بھی لگا سکتے ہیں۔۔۔ اس کا انحصار سولوزو کی موجودہ واقعی حالت پر ہے۔۔۔ اگر وہ اسے مار دیتے ہیں تو یہ گویا ان کی طرف سے چیزیں کو مزید عکسیں نہ لانے کی علامت ہو گی۔۔۔ اس طرح وہ گویا ہمیں پیغام دینے کی کوشش کریں گے کہ وہ ہمیں پوری طرح کچل ڈالنے کا ارادہ کر چکے ہیں۔۔۔

”ٹھیک ہے۔“ نیسوں نے کہا اور انہوں کو باہر چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد مائیکل نے سی سے پوچھا۔ ”تم یقین سے کیسے کہہ سکتے گئوں غدار ہے؟“

”میلفون کمپنی میں ہمارے آدمی موجود ہیں۔۔۔ انہوں نے میزرا اور گلکو کی پہنچ تین ماہ کی کالرز چیک کر کے ہمیں رپورٹ دی ہے۔۔۔ انہوں نے ان کے ہاں سے کیا ہذا والی اور انہیں موصول ہونے والی تمام کالرز کا ریکارڈ چیک کیا ہے۔۔۔ اس میں میں تین مرتبہ طبیعت خراب ہونے کا اعذر کر کے گھر پر رہا۔۔۔ ان تینوں دنوں میں اسے اس بلندگی سامنے واقع ایک پیلک فون سے ایک کال موصول ہوئی تھی۔۔۔ وہ لوگ چیک کر رہے تھے کہ پاپا کے دفتر سے باہر آئے گا یا اس کی جگہ کوئی اور آدمی پاپا کے ساتھ ہو گا۔۔۔ وجہ خواہ کوئی ہو۔۔۔ لیکن بہر حال ان تینوں دنوں میں گلخانہ کا بیمار ہوتا اور انہی تینوں دنوں میں اسے الی مخصوص پیلک فون سے کال موصول ہوتا اسے غدار ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔۔۔

سینی نے ایک لمحے کے لئے خاموش ہو کر کندھے جھکلے پھر بولا۔ ”یہ بھی اچھا ہے کہ گلخانہ غدار ثابت ہوا۔۔۔ میزرا کی تو مجھے آنے والے دنوں میں اشد ضرورت پڑے گی۔۔۔“

”کیا وسیع پیانے پر لزاں شروع ہونے والی ہے؟“ مائیکل نے پوچھاتے ہیں۔۔۔

سینی کی آنکھوں میں سختی اور سفا کی آگئی۔ ”میرا ارادہ تو یہی ہے۔۔۔ میں صرف نہ کی واپسی کا انتظار کر رہا ہوں۔۔۔ البتہ اس دوران اگر پاپا کو ہوش آگیا اور انہوں نے مجھے لائے عمل اختیار کرنے کے لئے کہا۔۔۔ تو پھر میں ان کا حکم مانوں گا۔۔۔“

”تم اس وقت کا انتظار ہی کیوں نہیں کر لیتے جب پاپا تمہیں حکم دینے کے ہو جائیں؟“ مائیکل بولا۔

سینی نے آنکھیں سکیر کرنا پسندیدی گی سے اس کی طرف دیکھا اور بولا۔ ”میری میں نہیں آیا کہ تمہیں جنگ میں تمنے کس طرح مل گئے بے وقوف لڑ کے! ہماری“ فیلی۔

اے درمیان جنگ نہ چھڑنے پائے۔"

"خدا نخواستہ اگر پاپا حلے میں مر گئے ہوتے تو اس پیشکش کے سلے میں تمہارا درد

مل کیا ہوتا؟" مائیکل نے جانتا چاہا۔

"میں جب بھی سولوز کو ہلاک کرتا۔ اے بہر حال اپنی اس حرکت کی سزا کے طور ہوت کا ذکار ہوتا ہے۔ اسے تم مردہ ہی شمار کرو۔ میں اسے یہ زادے کر رہوں گا، خواہ اس کے لئے مجھے نیویارک میں موجود اپنے جیسی پانچوں فیملیز سے جنگ کرنی پڑے۔ اور نیگ لیا فیملی کا تو بہر حال اب صفائی ہوتا ہے۔ خواہ اس کوشش میں ہم سب مارے ائم اور ہمارے تمام وسائل ملکانے لگ جائیں۔"

— مائیکل نرمی سے بولا۔ "اگر پاپا تمہاری جگہ ہوتے تو وہ اس صورت حال سے اس رج نہ پہنچتے۔"

سینی غصیلے انداز میں ہاتھ کو حرکت دیتے ہوئے بولا۔ "مجھے معلوم ہے میں پاپا بیانیں نہیں ہوں۔ مجھ میں ان والی عادات اور خصوصیات نہیں آئی ہیں۔ لیکن میں نہیں بتاؤں۔ اور اس بات کی گواہی پاپا بھی دیں گے کہ جب معاملہ عملی قدم اٹھانے والیں کا جواب پھر سے دینے کا ہوتا ہے تو میں اپنی الیت ثابت کر دیتا ہوں۔ میں احمق نہیں ہوں۔ مجھے اس قسم کے حالات سے نپنے کا سلیقہ بھی ہے اور تجربہ بھی۔ میں نے نہیں سال کی عمر میں ہی اپنے آپ کو "فیملی" کے خاص معاملات میں شریک ہونے کا اہل بنت کر دیا اور بچپنی مرتبہ جب "فیملی" کو جنگ کا سامنا کرنا پڑا تھا تو میں پاپا کے لئے یہ اہم مددگار ثابت ہوا تھا۔ اس لئے میں اب بھی اس قسم کی صورت حال سے خوفزدہ یا پریتیان نہیں ہوں۔ "فیملی" کے پاس اس حالات سے نپنے کے تمام وسائل موجود ہیں۔ بس مجھے بھاکی کی کمی محسوس ہو رہی ہے کاش۔ کسی طرح اس سے رابطہ ہو جائے!"

تمگر "کیا واقعی برائی اتنا ہی خطرناک ہے جتنا اسے سمجھا جاتا ہے؟" مائیکل نے تمگر سے پوچھا۔

مائیکل نے گہری نظر سے بھائی کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا۔ "سولوز کو ہے امید کیونکر ہوئی کہ تم اس کے ساتھ اپنے طور پر معاف ہو سکتے ہو؟"

سینی کے چہرے پر خجالت کی سرخی خمودار ہوئی تھی۔ ایک لمحے وہ خاموش رہا۔ "دھمکی آواز میں بولا۔" چند ماہ پہلے ہماری ایک مینگ ہوئی تھی۔ سولوز و خشیات کے دھمکی میں ہمیں شریک کرنے کی تجویز لے کر ہمارے پاس آیا تھا۔ پاپا نے اس کی پیشکش قول کرنے سے انکار کر دیا تھا لیکن مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں نیچے میں بول پڑا۔ جس سے ایسا تاثر پیدا ہوا جسے میں ذاتی طور پر اس کی پیشکش میں دلچسپی لے رہا ہوں۔ یہ اس کی کتنا نہیں تھی۔ مجھ سے تھوڑی سی بکواس ضرور ہو گئی تھی لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں تھا کہ میں پاپے کے حکم یا ان کی ترضی اور پسندت ہت کر کوئی کام کر سکتا ہوں۔ پاپا نے ہمیں بچپن سے کہ تربیت وی ہے کہ اگر فیملی میں کوئی اختلاف رائے ہو۔۔۔ تب بھی باہر کے آدمی کو اس کا نہیں چلنا چاہئے۔"

ایک گہری سانس لے کر سینی نے بات جاری رکھی۔ "سولوز نامی اس گدھے سوچا ہو گا کہ پاپا کو راستے سے ہٹانے کے بعد وہ میرا تعاون حاصل کرنے میں کامیاب ہے۔" اگر میں اس کے ساتھ دلی طور پر شریک نہیں ہونا چاہوں گا تب بھی شاید علاوہ کے تحت مجبور ہو جاؤں گا کیونکہ پاپا کے قتل کے بعد ویسے ہی "فیملی" کی طاقت آؤں گا جائے گی اور میرے لئے معاملات کو سنجانا مشکل ہو جائے گا۔ لہذا یوں سمجھو کو اس نے کہ کو قتل کرنے کا کام ایک کاروباری ضرورت سمجھ کر انجام دیا ہے۔ یہ اس کی ذاتی دشمنی انتقام وغیرہ کا شاخانہ نہیں ہے۔ اپنی دانست میں یہ اس نے ایک خالص کاروباری دشمنی اٹھایا ہے۔ اور ایسا کرنے کی ہمت اسے صرف اس لئے ہوئی ہے کہ نیگ لیا فیملی۔" کی پشت پر ہے۔ اگر میں اس سے پارٹنر شپ کر لوں تو بھی وہ مجھ سے محتاج ہی رہے گا۔ پیچے میں ایک مناسب فاصلہ رکھے گا تاکہ میں کبھی موقع پا کر اس سے انتقام لینے کی کوشش کروں۔ اس کے علاوہ اس صورت میں دوسری فیملیز بھی ہمیشہ یہ کوشش جاری رکھیں گا۔"

رجی تو سنی کی شخصیت میں بھی موجود تھا اور وہ خود بھی اس سے کھل طور پر بچا ہوا نہیں تھا۔

☆.....☆

صح کے چار بجے تک سنی تھیں، مائیکل، میز اور ٹیسو اسی کمرے میں موجود تھے جو آنس کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ میریسا کو گھر بھیج دیا گیا تھا جو برابر میں ہی واقع تھا۔ مکتوب اس وقت بھی یونگ روم میں منتظر انداز میں بیٹھا تھا۔ وہ اس حقیقت سے بے خبر تھا کہ اس بارے میں ٹیسو کے آدمیوں کو ہدایات دی جا چکی ہیں کہ نتوا سے گھر سے باہر کہیں جانے دیا جائے اور نہ ہی نظر سے اوچل ہونے دیا جائے۔

ہیگن نے سولوز سے ہونے والی تمام گفتگو سنی کے گوش گزار کر دی تھی اور اسے تفصیل سے سمجھا دیا تھا کہ سولوز کو جب اطلاع ملی کہ ڈون مر انہیں تو سے سولوز کی آنکھوں میں اپنے لئے سزاۓ موت کا حکم صاف لکھا دکھائی دیا۔ لیکن ہیگن نے وکیلوں والے تخصصوں ملے انداز گفتگو سے دھیرے دھیرے اس کے ذہن سے یہ خیال نکلا تھا۔

"خدا کی پناہ...!" ہیگن نے جھپٹ جھپٹی لے کر کہا۔ "اگر مجھے پریم کورٹ میں اپنی جان بخشی کی اپیل کے سلسلے میں اپنی وکالت کرنی پڑے تو بھی شاید میں جھوٹ کوانتے بہتر انداز میں قائل کرنے کی کوشش نہ کر سکوں جتنی میں نے اس خبیث سولوز کے سامنے کی۔ میں نے اسے بتایا کہ اگر ڈون زندہ نجی گیا تب بھی میں تمہیں اس کا معاملہ قبول کرنے پر آمادہ کر سکتا ہوں۔"

وہ معدورت خواہاں انداز میں سنی کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا یا۔ "میں نے اسے بتتھیں دلایا کہ تم میری بات ٹال ہی نہیں کتے کیونکہ تم سے میری اسکول کے زمانے سے دوستی پلی آرئی ہے۔ اور دیکھو۔ میری یہ بات سن کر میرے بارے میں بدگمان نہ ہوتا۔ اور نہ یہ غصے میں آتا۔ میں نے اسے یہ تاثر بھی دیا کہ ڈون پر قاتلانہ خملے کی وجہ سے تم اسے جذبائی نہیں ہو گے جتنا سے اندر یہ ہے۔ اللہ مجھے معاف کرے، مجھے اس کمینے کو قائل کرنے کے لئے بہت جھوٹ بولنا پڑا۔ اور اس جھوٹ کو سچ کی طرح پر تاثر بھی بناانا پڑا۔" وہ

"خطرات کے میدان میں وہ اپنی مثال آپ ہے۔" سنی بولا۔ "میں نے لیگر فیملی کے تین آدمیوں کے قتل کی ذمے داری اسے سونپنا چاہتا ہوں۔ میں نے سوچا۔ سولوز و کام میں خود تمام کروں گا۔"

مائیکل نے بے چینی سے صوفے پر پہلو بدلا۔ سنی کو اس طرح باتمیں کرتے ہو اس کے جسم میں سردی لہریں دوڑ رہی تھیں۔ وہ دل ہی دل میں اس بات پر خدا کا ٹھکرہ کر رہا تھا کہ اس قسم کے کاموں میں اسے نہیں گھسیتا جا رہا تھا۔ اس نے اگر کرنے بھی بے ضرر قسم کے کام ہی کرنے تھے۔

اس لمحے انہیں یونگ روم سے کسی عورت کی جیخ سنائی دی۔ وہی ہیکن کی بیوی ہے کی آواز معلوم ہوئی تھی۔

"خدا خیر کرے...!" مائیکل نے دل ہی دل میں کہا۔ دنوبی بھائی اٹھ کر دروازے پر پہنچ باہر جا کر انہوں نے یونگ روم میں جما دہاں موجود تمام افراد کھڑے ہوئے تھے۔ صوفے کے قریب ہیگن اپنی بیوی کے ساتھ کھڑا اور سلیاں دے رہا تھا۔ وہ غالباً اس وقت کرتے میں داخل ہوا تھا جب بیویا جیرت اور خوشی سے جیخ ماری تھی۔ اب وہ سلیاں لے لے کر روری تھی اور ہیگن کے چہ پر قدرے شرم ساری تھی۔ وہ گویا اپنی بیوی کی جذبائیت کے اس مظاہرے پر معدورت تھا۔

بھی نے غالباً یہ دیکھ کر قدرے طہانیت کی سانس لی تھی ایگن زندہ ملائی۔ بخیر و عافیت لوٹ آیا تھا۔ اس نے مائیکل کو دیکھا تو اپنی بیوی کو آہنگی سے دوبارہ صو بٹھا دیا اور بولا۔ "تمہیں اس موقع پر یہاں دیکھ کر خوشی ہو رہی ہے مائیکل!"

پھر وہ پلٹ کر اپنی روٹی ہوئی بیوی کی طرف دیکھے بغیر دنوبی بھائیوں کے آفس میں آگیا۔ مائیکل قدرے فخر سے یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ ہیگن کے انداز میں بھی بہر حال ڈون کی تربیت کا رنگ جھلکتا تھا۔ پھر اسے خیال آیا کہ ڈون کی زندہ

فقط کن موز پر نہیں پہنچ جاتا تب تک تم گھر میں ہی رہو۔ تم ایک طرح سے قلعہ بند ہو کر بیٹھ جاؤ۔ سلوزو کے بارے میں غلط فہمی میں نہ رہنا اور اسے کہتر نہ سمجھنا۔ وہ بڑی خطرناک چیز ہے۔ کیا تم نے اسپتال میں آدمی اعینات کر دیئے ہیں؟“

سے اثبات میں سرہاتے ہوئے بولا۔ ”پولیس نے اس وارڈ کو لاک کر رکھا ہے جہاں پاپا دا غل ہیں۔ ان کے علاوہ ہمارے اپنے آدمی بھی وہاں موجود ہیں۔“

پھر ایک لمحے کے توقف سے وہ بولا۔ ”تموں کی اس فہرست کے بارے میں کیا خیال ہے جو ہم نے تیار کی ہے؟“

ہیگن گویا از سر نو اس فہرست پر نظر دوڑاتے ہوئے بولا۔ ”خدا کی پناہ! اسی... تم تو اس معاملے کو خالص ذاتی انقام کی شکل دے رہے ہو۔ اگر ڈون اس وقت فیصلہ کرنے کے قابل ہوتے تو وہ اسے ایک کار و باری بھگڑے کے طور پر لیتے۔ میرے خیال میں فتنے کی بڑھ کر سلوزو ہے۔ اس سے نجات حاصل کرو۔ باقی سب خود بہ خود ٹھیک ہو جائے گا۔ سب سیدھے ہو جائیں گے۔ نے لیگ لیا فیملی کے لوگوں کو نشانہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔“

سے نے مشورہ طلب انداز میں اپنے دونوں ”پہ سالاروں...“ یعنی میزرا اور نیوکی طرف دیکھا۔ نیوکنڈ ہے اچکاتے ہوئے بولا۔ ”معاملہ ذرا چیز ہے۔ میرے لئے کوئی رائے دینا مشکل ہے۔ مجھے تو جو حکم ملے گا، میں اس پر عمل کروں گا۔“

میزرا نے زبان بند ہی رکھی۔ سے مشورہ طلب انداز میں اس سے مخاطب ہوا۔ ”ایک کام تو تمہیں بہر حال کرنا ہے۔ اس کے بارے میں کسی تباولہ خیال کی ضرورت نہیں۔ اور وہ یہ کہ میں کنجھ کو بیان دیکھنا نہیں چاہتا۔ اس کا تم فوراً ”بندوبست“ کرو۔ اپنی فہرست میں اس کا نام سب سے اوپر لکھ لو۔“

موئی میزرا نے اثبات میں سرہا دیا۔

ہیگن بولا۔ ”برائی کے بارے میں کیا خبر ہے؟ میں نے دیکھا تھا کہ سلوزو اس

باتیں بھی کرنا پڑیں جن کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا۔“

سے نے بے پرواںی سے ہاتھ ہلاایا جیسے ان باتوں کی اس کی نظر میں کوئی ایر ہو۔ وہیکن کی مجبوری اور مصلحت کوٹی کو اچھی طرح سمجھتا ہو۔ اس کے خیال میں یہ بات اہم تھی کیونکہ ان لوگوں کے شکنے سے زندہ سلامت نکل آنے میں کامیاب ہو گیا تھا اور ان کے خیالات، توقعات اور سوچوں کی ایک صحیح اور حقیقی تصور سامنے آگئی تھی۔ ہائیکل کے قریب بیٹھا اپنے بھائی اور ہیگن کے چہروں کا گہری نظر سے مشاہدہ کر رہا تھا۔

”ہمیں کام کی بات کرنی چاہئے۔“ ”سے بولا۔“ ”ہمیں اب اپنی حکمت عملی کرنی ہے۔ منصوبے بنانے ہیں۔“

پھر وہ میزرا سے مخاطب ہوا۔ ”میں نے اور نیسو نے باہمی مشورے میں ناموں کی فہرست بنائی ہے۔ تم ذرا نیسو سے وہ فہرست لے کر اس پر ایک نظر ڈال لو۔“ ”ہائیکل بول اخھا۔“ اگر ہم یہاں حکمت عملی تیار کرنے اور منصوبے بنانے کے بیٹھے ہیں تو پھر فریڈ کو بھی یہاں ہوتا چاہئے۔“

سے تیزی سے بولا۔ ”فریڈ اس وقت ہمارے کسی کام کا نہیں۔ وہ ابھی سکتے کی کیفیت میں ہے۔ اور ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ اسے مکمل آرام کی ضرورت ہے۔ تو قع نہیں تھی کہ کسی بھی قسم کے حالات میں فریڈ کا یہ حال ہو جائے گا۔ میں تو اسے بہت جان اور دلیر آدمی سمجھتا تھا۔ شاید اس کے تصور میں بھی نہیں تھا کہ کوئی پاپا پر گولیاں ہاں نہیں ہلاک کرنے کی کوشش کر سکتا ہے۔ وہ تو پاپا کو قطعی طور پر کوئی ناقابل تکش قدم کے سمجھتا ہے۔ عقیدت اور خوش گمانی اپنی جگہ ہے۔ پاپا کے بارے میں عقیدت اور گمانی تم میں اور مجھے میں بھی موجود ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم حقیقت پسند ہیں۔ جو واقعہ رونما ہو چکا ہوا سے ایک واقعہ اور حقیقت کے طور پر قبول کر لینا چاہئے۔“

ہیگن نے جلدی سے گویا بات آگے بڑھانے کی کوشش کی۔ ”ٹھیک ہے۔“ فی الحال ہر معاملے سے لائق رکھو۔ اور سنی۔ میرا خیال ہے جب تک بے معاملہ

کی نہیں ہے۔ میز اور ٹیسو تمہارے ساتھ ہیں اور تمہارے اشارے پر ایک ہزار فائٹر ز کا بھی بندوبست کر سکتے ہیں۔ لیکن لڑائی اگر زیادہ بڑے پیمانے پر بھیل گئی تو پوری مشرقی ساحلی پیش پر بڑا ہی بھیل جائے گی اور اس کے لئے باقی "فیملیز" ہمیں سور دا لزام بھرا ہے میں گی۔ یعنی، دوسرے لفظوں میں خواہ مخواہ ہی ہمارے دشمنوں میں اضافہ ہو جائے گا۔

تمہارے پا پا اس قسم کا طریقہ کا اختیار کرنے کے قابل نہیں ہیں۔"

تمہارے پا پا اس قسم کا طریقہ کا اختیار کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

میں چند لمحے خاموش رہا۔ مائیکل کے خیال میں وہ بات چیت اور صلاح مشورے میں کافی صبر و تحمل کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ آخر سی نے بھرے بھجے میں ہیگن کو مخاطب کیا۔ "اور اگر خدا نخواست پا پا جانہ نہیں ہوتے اور ان کا انتقال ہو جاتا ہے تو پھر تمہارے ذیل میں مجھے کیا کرنا جائے؟"

ہیگن خاموش رہا۔ اس کے چہرے پر سمجھی گئی گھری ہو گئی۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ خوب سوچ کر، نہایت محاط انداز میں جواب دینا چاہتا ہے۔ کمرے میں گھر اسکوت طاری ہو گیا۔

آخر کا ہیگن ہی کی آواز نے کمرے کا سکوت توڑا۔ وہ بھری بھری آواز میں بولا۔ "مجھے معلوم ہے، میں جو کچھ کہوں گا، تم اس پر عمل نہیں کرو گے لیکن اگر تم میری دیانتدار نرائے طلب کر رہے ہو تو میں دے دیتا ہوں۔ اگر خدا نخواستہ ڈون کا انتقال ہو جاتا ہے تو میرا خیال ہے کہ تمہیں جو چیز میں کے دھنے کے سلسلے میں سولوز سے ٹراؤکرٹ داری کر لینی چاہئے کیونکہ ڈون کار لیوں کے بعد "فیملی" کا سیاہ اش رو سوخ اور نیو یارک کی دوسری "فیملیز" سے تعلقات آدھے رہ جائیں گے۔ شاید حالات کو پر سکون رکھنے اور بڑے پیمانے پر بھڑکے سے بچنے کے لئے دوسری "فیملیز" سولوز سے نہیں نیگ لیا فیملی سے تعاون بھی شروع کر دیں۔ میری رائے میں تو ڈون کے انتقال کی صورت میں تمہیں معاملہ کر لینا چاہئے اور اس کے بعد انتظار کرنا چاہئے کہ وقت اور حالات کیا صورت اختیار کرتے ہیں۔ مستقبل شاید خود ہی بتا دے کہ اس کے بعد تمہیں کیا قدم اٹھانا چاہئے۔"

کے سلسلے میں ذرا بھی تشویش میں جتنا نہیں تھا اور یہ بات مجھے تشویش میں جتنا کر ری اگر برائی بھی بک گیا ہو گا اور غداری پر آمادہ ہو چکا ہو گا تو ہمارے لئے واقعی عجین رہ ہو جائے گا۔ سب سے پہلے ہمیں اس کے بارے میں معلوم ہونا چاہئے۔ کیا کوئی اہر رابطہ کرنے میں کامیاب ہوا ہے؟"

"نہیں۔" سی نے جواب دیا۔ "میں رات بھرا سے فون کرتا رہا ہوں جواب نہیں ملا۔ شاید وہ کسی خفیہ نہ کانے پر پڑا عیاشی میں مشغول ہو۔"

"ایسا نہیں ہو سکت۔" ہیگن وثوق سے بولا۔ "وہ کسی کے نہ کانے پر رہا رہا گزارتا۔ وہ اگر کسی کے ہاں جاتا بھی ہے تو اپنا مطلب نکالنے کے بعد گھر واپس ہے۔"

پھر اس نے مائیکل کو مخاطب کیا۔ "تم ہر پندرہ منٹ بعد اس کے گرفون رہو۔ شاید کسی وقت جواب مل جائے۔"

سی بے تابی سے ہیگن سے مخاطب ہوا۔ "تم وکیل ہو مشورہ دو کہ ہمیں چاہئے؟"

ہیگن نے مشروب کی ایک بوٹل کھولتے ہوئے کہا۔ "میرے خیال میں تو اس وقت تک سولوز کو نہ اکرات میں الجھائے رکھنا چاہئے جب تک تمہارے پا پا معا کو اپنے ہاتھ میں لینے کے قابل نہیں ہو جاتے۔ اس دوران اگر تمہیں کوئی معاملہ ہو جاتا ہے تو کرلو۔ جو نہیں تمہارے پا پا نہیک ہوں گے، وہ کسی بھی دوسری "فیملی" سے کے بغیر معاملات کو سلیمانی میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

"تمہارا خیال ہے کہ میں اس خبیث سولوز سے نہیں نپٹ سکتا؟" سی نے بولا۔

ہیگن اس سے نظر جاھے بغیر بولا۔ "سی! مجھے یقین ہے کہ تم اس سے سین کا شکست دے سکتے ہو اور نہ کانے بھی لگا سکتے ہو۔ ہماری فیملی کے پاس ٹا

مکانات میں ٹیکو کے آدمیوں کی جگہ اپنے آدمی لگا دیتا۔ اپٹال میں بہر حال ٹیکو کے آدمی اپنے گے۔“

پھر وہ ہیکل سے مخاطب ہوا۔ ”صحیح تم سب سے پہلا کام یہ کرنا کہ فون پر..... یا پھر قائد کے ذریعے سولوز و اور نئے ٹیک لیا فیملی سے مذاکرات شروع کر دینا..... اور ہائیکل ایتم کل میزرا کے دو آدمیوں کو ساتھ لے کر برائی کے گھر جانا اور اس کی واپسی کا انتظار کرنا..... یا پھر یہ معلوم کرنے کی کوشش کرنا کہ آخر اس کے ساتھ کیا ہوا ہے؟ وہ کہاں غالب ہے؟ اگر اس نے پاپا پر حملہ کی خبر سن لی ہوتی تو اب تک وہ بھوکے درندے کی طرح سولوز و کی ٹلاش میں نکل چکا ہوتا۔ مجھے یقین نہیں ہے کہ وہ کسی بھی قیمت پر بک سکتا ہے یا ڈون سے غداری کر سکتا ہے۔“

اس موقع پیگن نے لپکھاتے ہوئے مداخلت کی۔ ”میرا خیال ہے تم اس قسم کا کوئی کام مائیکل کے پردازہ کرو۔“

سُنی نے اس کا یہ مشورہ بھی فوراً ہی مان لیا اور دوبارہ مائیکل کو میا طلب کیا۔ ”ٹھیک ہے۔ تم گھر میں ہی رہو اور شیلیفون کرنے اور سخنے کی ذمے داری سنجا لے رکھو۔۔۔۔۔ یہ کام زیادہ اہم ہے۔“

ماہکل نے قدرے خفت غصوں کی لیکن اس نے سعادت مندی سے سر ہلا دیا۔ وہ ایک بار پھر براہی کا نمبر طاکر ریسور کان سے لگا کر بیٹھ گیا۔ پہلے کی طرح اب بھی دوسری طرف سٹی نج رہی تھی لیکن کوئی فواؤ نہیں اخخار ماتھا!

Three small decorative stars arranged horizontally, centered at the bottom of the page.

میز اس روز بمشکل چند گھنٹے سوکا تھا اور اس دوران بھی اسے غیر صحیح طور پر نہیں آئی تھی۔ اٹھنے کے بعد اس نے اپنے لئے ناشتا تیار کیا۔ ناشتا سے فارغ ہو کر وہ شب خوابی کے لیاں میں ہی مضطربانہ انداز میں کمرے میں گھنٹے لگا۔ وہ منی کے حکم پر عملدر آمد کے بارے میں سوچ رہا تھا اسی نے کہا تھا کہ گھنٹوں کا "بندوبست" جلد از جلد کر دیا جائے۔ اس کا

سُنی کے چہرے پر بہتی نمودار ہو گئی۔ وہ گویا اپنا شدید غصہ ضبط کرنے کی ہڑتی کرتے ہوئے بولا۔ ”یہ بات تم اتنی آسانی سے اس لئے کہہ سکتے ہو کہ جو شخص پاچھا مل کھا کر اسپتال میں پڑا موت اور زندگی کی جنگ لڑ رہا ہے وہ تمہارا باپ نہیں ہے۔“

”میں نے بھی ہر موقع پر اپنے آپ کو ڈون کے بیٹوں جیسا ہی ثابت کیا ہے۔ لیکن جلدی سے بولا۔“ یہ میں اپنی پیشہ ورانہ رائے دے رہا تھا۔ لیکن اگر تم میری رائے معلوم کرتا چاہتے ہو تو میں بتا دوں کہ اس وقت میرا دل چاہ رہا ہے کہ ان تمام کینوں اپنے ہاتھوں سے موت کے گھاٹ اتاروں جو ڈون پر جملے میں ملوث ہیں۔ ”اس کے! میں جذبات کی ایسی شدت اور خلوص نیت کا ایسا تاثر تھا کہ سنی فوراً ہی شرمندہ ہو گیا۔

خلوص پر شک نہیں کر رہا تھا۔

لیکن در حقیقت سنی دل میں سوچ رہا تھا کہ خون کے رشتے بہر حال خون۔ رشتے تھے، باقی رشتے ان کے سامنے یج تھے۔ وہ چند لمحے پر خیال انداز میں خاموش رہ کے بعد بولا۔ ”ٹھیک ہے..... ہم اس وقت تک انتظار کر لیتے ہیں جب تک پاپا ہدایا دینے کے قابل نہیں ہو جاتے۔ میرا خیال ہے اس وقت تک تم بھی ”فیملی“ کے مکانوں کو ہی مدد و دور ہو۔ خطرہ مول لئے کی ضرورت نہیں۔“

بھروس نے مائیکل کو مخاطب کیا۔ ”تم بھی محتاط رہنا۔ ویسے تو میرے خیال میں تمہاری ذات کو سوالوز و سے بھی کوئی خطرہ نہیں۔ وہ تمہیں ”فیملی“ کا بے ضرر فری و سمجھ کر تھا۔ طرف توجہ نہیں دس گے۔ وہے بھی سوالوز وابھگی اسکے سیکھیتا نے کہ کوشش کر رہا ہے کہ پہا۔“

انتظام کی لزائی یا خاندانی جھگڑا نہیں، اس کے باوجود بہر حال احتیاط ضروری ہے۔ پھر وہ میسوں سے مخاطب ہوا۔ ”تم اپنے آدمیوں کو ریزرو میں رکھو اور ان سے کہا۔ شہر میں گھوم پھر کر سکن لینے کی کوشش کرتے رہیں۔“ اس کے بعد اس نے میز اکو مخاطب کیا۔ ”تم میلے گئو والا معاملہ نہ شکار۔ پھر تم!

”فیلی“ کے مطلب کا تو جو ان تھا۔ گھنٹو سے کچھ بچھے درجے پر وہ ”فیلی“ کے لئے عمدگی خدمات انجام دیتا آرہا تھا۔ اس کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ جسم، ہتھیار اور طاقت کے ساتھ ساتھ ذہن استعمال کرتا بھی جانتا تھا۔ ہر آزمائش کی صورت میں زبان بند رکھنے کی خاندان سے تھا اور وہ ذون کے بچوں کے ساتھ کھیل کو دکر بڑا ہوا تھا۔ مائیکل کے رہے کچھ عرصہ اسکوں بھی گیا تھا۔ اس نے ”فیلی“ کے لئے بڑے خلوص سے کام کر کے اپنی جگہ بنائی تھی۔ اسے اپنے کاموں کا معقول معاوضہ ملتا تھا۔ میزرا کو معلوم تھا کہ اس کے علاوہ کبھی کبھی چھوٹی مولیٰ لوٹ مارے بھی رقم حاصل کر لیتا تھا۔

اس قسم کی حرکتیں ”فیلی“ کے اصولوں کے خلاف تھیں لیکن میزرا یہ سوچ رکتور کو نظر انداز کر دیتا تھا کہ سرکش گھوڑا، سوار کے اشاروں کے خلاف زور آزا رہتا تھا۔ میزرا کو امید تھی کہ جب گھنٹو پر زیادہ خوشحالی آئے گی تو وہ حرکتیں چھوڑ دیگا۔ ان حرکتوں کی وجہ سے کبھی میزرا، فیلی یا خود گھنٹو کو کسی مصیبت کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔

میزرا کو اس بات پر حیرت نہیں تھی کہ اتنا پرانا نمک خوار و فادار اس طرح تھا اور غداری کر بیٹھا تھا۔ میزرا کو اس کا ”بندوبست“ کرنے کے سلسلے میں بھی کہ افسوس یا پریشانی نہیں تھی۔ البتہ دو سوال اسے پریشان کر رہے تھے۔ ایک تو یہ کہ گھنٹو کا لگانے کی ذمے داری وہ کس کے پرورد کرے؟ دوسرے یہ کہ گھنٹو کا تبادل کون ہوگا؟

حال ایک اہم آدمی تھا۔

اس نے گھنٹو کے تبادل کے طور پر کئی ناموں پر غور کیا لیکن کسی نہ کیا جدید۔

نام کو دل میں مسترد کرتا چلا گیا۔ آخر کار اس کے ذہن میں لیپوں ناہی ایک خیال آیا اور اس کے دل نے اس کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ لیپوں کو دوسری نام کے زمانے میں فوج میں بھرتی ہونا پڑا تھا اور وہ کچھ اس طرح زخمی ہو گیا تھا کہ ہونے سے پہلے ہی اسے فوج سے بکدوش کر دیا گیا تھا۔

صحت یا بہت ہونے کے بعد بھی اس کی نامگ میں ہلکی سی لٹکڑا اہٹ برقرار لیکن اس کی یہ کمزوری اس کی مصروفیات میں رکاوٹ نہیں بنی تھی۔ وہ ایک منہج

اس نے فون پر اپنا نام بتائے بغیر کہا۔ ”تمہارے لئے ایک کام نکل آیا ہے۔“

یری طرف آجائے۔“

لیپوں نے اس کی آواز فوراً پہچان لی۔ اس نے کوئی سوال نہیں کیا۔ اس اچانک پروگرام پر کوئی حل جنت نہیں کی۔ اس میں ایک اچھے کارکن کی تمام خوبیاں موجود تھیں۔ میزرا نے فون بند کر دیا۔

”فیلی“ کے مکانات پر مشتمل علاقے سے وہ نیسوا کے آدمیوں کو ہٹا کر اپنے آدمی تھیات کر چکا تھا۔ اب اسے تھوڑا سا وقت میسر تھا۔ وہ اس دوران اپنی کیڈلک کو دھونے اور بچنے کے ارادے سے گیراج میں چلا گیا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اپنی اس پسندیدہ گھری کو دھونے اور چکانے کے دوران وہ زیادہ یکسوئی سے اپنے مسائل کے بارے میں سوچ پچاڑ کرنے میں کامیاب رہتا تھا۔

اسے یاد تھا کہ جب وہ چھوٹا تھا اور اٹلی کے ایک گاؤں میں تھا تو اس کا باپ بھی گھنٹو پچار کی ضرورت محسوس کرتا تھا تو اپنے گدھے کی ”جھاڑ پوچھ“ اور ماش کرنے لگتا تھا۔ البت دقت کی بات تھی۔ اس کے باپ کے پاس سواری کے لئے گدھا تھا۔ میزرا کے پاس

بنا تھا بائی ہنگامی حالات درپیش ہوتے تھے تو وہ کچھ عرصے کے لئے روپوش بھی ہو جاتے کیڈلک تھی۔

اس مقصد کے لئے کسی دورافتادہ اور گنائم سی جگہ پر اپارٹمنٹ کرائے پر لئے باجھ تھے جہاں کئی کئی افراد اس طرح رہتے تھے کہ دوسروں کی نظر میں کم سے کم آئیں۔ وہ کام طور پر فرش پر گدے بچھا کر سوتے تھے اور خانہ بدوشوں کے سے انداز میں روز و شب بس رکھ تھے۔ ضرورت محسوس کرنے پر اپارٹمنٹ جلدی جلدی تبدیل بھی کئے جاتے تھے۔ ان لوگوں کی اصطلاح میں اسے "خانہ بدوشی کا زمانہ" کہا جاتا تھا۔

میز ان سوچ لیا کہ وہ گھنی کو بتائے گا کہ "فیملی" خطرہ محسوس کر رہی تھی۔ شاید اسے "خانہ بدوشی" کے دن گزر انے کی ضرورت پیش آجائے۔ اس ستمبدھ کے لئے کم ہز کم ایک پارٹمنٹ کا بندوبست تو پہلے نے کرتا تھا۔ وہ لوگ اسی مشن پر جا رہے تھے اور یہ لوگوں کو ہی ستمبدھ کے تحت ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کی نظر میں چند "محفوظ" اپارٹمنٹ تھے۔ میز اس کو امید فرمی کہ اس جواز سے گھنی مطمئن ہو جائے گا۔

یہ لوگوں جلد ہی آن پہنچا اور میز انے اسے سمجھا دیا کہ صورت حال کیا تھی، انہیں کیا کرنا تھا اور کس طرح کرنا تھا۔ اپنی "ترقی" کی نوید سن کر یہ لوگوں کے چہرے پر چمک آگئی "اس نے میز اکا شکریہ ادا کیا۔ میز اسے اپنے ساتھ تہہ خانے کے ایک کمرے میں لے گا جہاں اس نے دیوار گیر تجوہی سے ایک ریوالور نکالا اور یہ لوگوں کے پس رکھ دیا ہے۔ اس کے بارے میں کوئی سراغ نہیں لگایا جا سکتا۔" یہ اتنا تھا۔ یہ گن بالکل محفوظ ہے۔ اس کے بارے میں کوئی سراغ نہیں لگایا جا سکتا۔

ایک لمحے کے توقف کے بعد اس نے مزید ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ "کام ختم کرنے کے بعد یہ گن گاڑی میں گھنی کے پاس ہی چھوڑ دینا۔ اس مشن سے فارغ ہوتے ہی پہنچنے کو لے کر فلور یہاں چلے جانا۔ وہاں خوب آرام و تفریح کرنا۔ میاں بیچ پر فیملی کا اپنا بیوں موجود ہے۔ اسی میں نہ ہرنا۔ تاکہ ضرورت کے وقت آسانی سے تم سے رابطہ کر

کیڈلک کی صفائی کے دوران بھی وہ گھنی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ مگر وہ ہوشیار رہنے کی بھی ضرورت تھی۔ وہ کسی درندے سے کم نہیں تھا۔ خطرے کی بیویوں کو کہا۔ جب اسے ڈون کے گھر سے میز اس کے ساتھ رخصت کر دیا گیا تھا تو اس نے غالباً بھا تھا کہ ان دونوں ہی کی شخصیت کو ٹککوک و شہادت سے بالاتر قرار دیا جا چکا ہے۔

ابتدہ اب میز انڈیش محسوس کر رہا تھا کہ گھنی جب اسے لینے آئے گا اور اس ساتھ یہ لوگوں کو دیکھئے گا تو کہیں بدک تو نہیں جائے گا؟ میز انے محسوس کیا کہ یہ لوگوں کو رہا رکھنے کے لئے کوئی جواز گھر نا ضروری تھا۔ یہ بہر حال زندگی اور مسٹر کے معاملات تھے۔ ایک سندھ یہ بھی تھا کہ میز اس کو ہدایت کی گئی تھی کہ گھنی کی لاش دریافت ہو جائے۔ ورنہ میز اس کو بلاک کرنے کے بعد اس کی لاش غائب کر دیا زیادہ بہتر کہ چاہئے۔ اسی کی "محفوظ" جگہیں موجود تھیں جہاں لاشیں غائب کی جاسکتی تھیں۔ گھنی کی لاش کہیں سر رعام چھوڑنے میں دو بڑی مصلحتیں کار فرماتھیں۔

اس طرح ایک تو ان کا رندوں کو عبرت ہوتی جن میں غداری کے جراثیم موجود تھے۔ اور جو مستقبل میں آئیں کے ساتھ بننے کی کوشش کر سکتے تھے۔ دوسرے سو لوزہ اندازہ ہو جاتا کہ ڈون فیملی نے اپنی صفوں میں غدار کتنی جلدی تلاش کر لیا اور اس کے ملے میں کسی قسم کی نرمی یا درگزر سے کام نہیں لیا۔ یعنی "فیملی" کے لوگ ابھی نہ تو عقل و ذہان سے محروم ہوئے تھے اور نہ ہی ان کے اصولوں میں کوئی لپک پیدا ہوئی تھی۔ ڈون تھی آئے گویوں کا نشانہ بن گیا تھا، اس سے "فیملی" کی کچھ کمزوری ظاہر ہوئی تھی لیکن اتنی بھدا ایک غدار کو تلاش کر کے اور عبرت ناک سزا دے کر اس تاثر کی کچھ تلافی کی جاسکتی تھی۔

آخر میز اس کو بیک وقت گھنی اور یہ لوگوں کو ساتھ لے کر روانہ ہونے کے لئے اپنا بہانہ اور جواز سو جھی گیا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ گھنی کو بتائے گا کہ وہ لوگ کوئی مناس اپارٹمنٹ تلاش کرنے کی مہم پر جا رہے ہیں۔ "فیملی" کے خاص لوگوں پر اگر کوئی برا وقت آ

روان ہوئے۔ راتے میں ایک دیرانی جگہ دیکھ کر میز انے گھوٹ سے کہا۔ ”ذریہاں گاڑی سمیت مل جائے گا۔ تمہیں معلوم ہے فیصلی“ ذرا بحران میں پھنسی ہوئی ہے چھوٹی چھوٹی باتوں پر توجہ دینے کا کسی کے پاس وقت نہیں ہے۔“

چند منٹ بعد میز اکی بیوی نے اطلاع دی کہ گھوٹ آگیا ہے اور ذرا سیوے میں گاڑی میں ہی بیٹھا تھا۔ میز اگھر سے نکل آیا۔ یہ پون اس کے پیچے پیچھے تھا۔ میز اگھر کھول کر گھری دیکھتے ہوئے گھوٹ کے برابر جا بیٹھا۔ اس نے گھوٹ کو دیکھ کر گر مجھی کا غلام نہیں کیا۔ گر مجھی کا مظاہرہ بھی اسے ٹک میں جلا کر سکتا تھا۔

جب یہ پون پچھلا دروازہ کھول کر گھوٹ کے عقب میں بیٹھا تو گھوٹ ذرا چٹکا ہے نے فوراً اپنی کہانی شروع کر دی۔ ”بھائی..... وہ، سنی کچھ خوفزدہ لگ رہا ہے۔ اس نے ام سے اپنے آدمیوں کے لئے خانہ بدشوال کا زمانہ گزارنے کے لئے اپارٹمنٹ تلاش کرنے کی طرف زور دار جستی کا گاہ اسٹریٹ گگن ڈیل پر اور حاہوئے کے بعد ساکن ہو گیا۔ ان کی آدمی کھوپڑی غائب ہو چکی تھی۔

یہ پون فوراً گاڑی سے اتر آیا۔ گن ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھی۔ میز انے پیلے اسے گن گاڑی میں چھوڑنے کی ہدایت کی تھی لیکن اب اسے ایک اور مناسب جگہ نظر آئی تو اس نے یہ پون کو گن وہاں پھینکنے کی ہدایت کر دی۔ وہ بڑا اس ایک دل دلی گڑھا تھا۔ اس میں کچھ تلاش کرنا تقریباً ناممکن تھا۔ گن اس میں غائب ہو گئی۔

تحوڑے ہی فاصلے پر ایک دوسری خالی کار موجود تھی۔ وہ دونوں اس میں بیٹھے اور تیز فماری سے روان ہو گئے۔ اس وقت شام کا انڈھیرا پھیلنے لگا تھا۔

☆.....☆

ڈون پر قاتلانہ حملے سے ایک روز پہلے..... رات گئے ڈون کا سب سے زیادہ سب سے زیادہ خطرناک آدمی لوکا برائی دشمن سے ملنے جا رہا تھا۔

وہ پیچھے تین ماہ سے سولوزو کے آدمیوں بے رابطے میں تھا۔ وہ اپنے طور پر نہیں بلکہ ڈون کی ہدایت پر ہی ایسا کر رہا تھا۔ تین ماہ پہلے اس نے ان نائیں گوں میں جانا ”روح کیا تھا جو“ نے فیگ لیا فیصلی“ کی ملکیت تھے۔ ایسے ایک کلب کی ٹاپ کی کال گرل کی

سکوں۔ فی الحال اخراجات کے لئے اپنی رقم استعمال کرتا۔ بعد میں سب کچھ، بھاری یا

چند منٹ بعد میز اکی بیوی نے اطلاع دی کہ گھوٹ آگیا ہے اور ذرا سیوے میں گاڑی میں ہی بیٹھا تھا۔ میز اگھر سے نکل آیا۔ یہ پون اس کے پیچے پیچھے تھا۔ میز اگھر کھول کر گھری دیکھتے ہوئے گھوٹ کے برابر جا بیٹھا۔ اس نے گھوٹ کو دیکھ کر گر مجھی کا غلام نہیں کیا۔ گر مجھی کا مظاہرہ بھی اسے ٹک میں جلا کر سکتا تھا۔

جب یہ پون پچھلا دروازہ کھول کر گھوٹ کے عقب میں بیٹھا تو گھوٹ ذرا چٹکا ہے نے فوراً اپنی کہانی شروع کر دی۔ ”بھائی..... وہ، سنی کچھ خوفزدہ لگ رہا ہے۔ اس نے ام سے اپنے آدمیوں کے لئے خانہ بدشوال کا زمانہ گزارنے کے لئے اپارٹمنٹ تلاش کرنے کی حکم دے دیا ہے۔“ اس نے اپنے لجھے سے کچھ ایسا تاثر دیا تھا جیسے اسے سنی کے اس ام عملہ درآمدنا گوارگز رہا ہو۔ ”تمہاری نظر میں کوئی موزوں اپارٹمنٹ ہے؟“

گھوٹ کی آنکھوں میں چک آگئی۔ شاید وہ دل ہی دل میں کچھ زیادہ ہی خوشی ہے تھا کہ اتنے اہم اور خفیہ میشن پر اسے ساتھ لے جایا جا رہا تھا۔ شاید وہ یہ بھی سوچ رہا ہو کہ اپنے اہم اور خفیہ تھکانے کا پہاڑ سلوز و کوفر اہم کر کے وہ کتنا بڑا انعام حاصل کر سکتا تھا؟ یہ پون اسے دوران عدم دلچسپی سے کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا۔ اس کا چہرہ بے تاثر تھا۔ وہ اپنا کردار اپنے سے ادا کر رہا تھا۔

”مجھے اس کے بارے میں سوچنا پڑے گا۔“ گھوٹ نے جواب دیا۔ ”ٹھیک ہے..... ڈرائیور گ کے دوران ہی سوچتے رہو۔ مجھے آج نیویارک بھی ہے۔“ میز ابولا۔

وہ شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ خاصی دیر سفر جاری رہا۔ راتے میں میز انے اپارٹمنٹ کی تلاش میں ادھر ادھر کافی وقت بھی ضائع کیا۔ آخر کار وہ لائگ چیز کی طرف

مہا بہت عزت کرتا ہوں۔ اس کی طرف سے بس تھوڑا سا صدمہ اسی بات سے پہنچا ہے کہ لپنے بعد بھی وہ کار و بار میں بہر حال اپنے بیٹوں کو ہی آگے لائے گا۔ میری حیثیت یہی رہے میں جو اس وقت ہے۔ یعنی میری طویل خدمات کا کوئی خاص صلیب نہیں ملے گا۔ میرا خیال تھا کہ جب وہ کار و بار سے اتعلق ہو گا، کم از کم اس وقت تو مجھے بھی اس کے کسی بیٹے کے برابر بھت حاصل ہو گی۔

برونو نی فسل کا نہائندہ تھا۔ وہ براہی، ڈون۔ حتیٰ کہ خود اپنے باپ جیسے پرانے یا پھردار لوگوں کو کچھ زیادہ عکسندیاڑیں نہیں سمجھتا تھا۔ تاہم احترام آن کے سامنے خاموش رہتا تھا۔

اس موقع پر وہ بولا۔ ”میرے والد کبھی تھیں ڈون کے مقابل کھڑا کرنا یا تم سے اس کے خلاف کام لینا نہیں چاہیں گے۔ انہیں اس کی ضرورت ہی کیا ہے؟ یہ ایک دوسرے سے بروپھوزنے کا زمانہ نہیں ہے۔ سب ایک دوسرے کے ساتھ صلح صفائی سے رہتے ہیں اور اپنا اپنا کام کرتے رہتے ہیں۔ یہ پرانا قبائلی دو نہیں ہے جب ہر وقت کسی نہ کسی کے ساتھ جگ میں مصروف رہنے کے بہانے ڈھونڈے جاتے تھے۔ تمہارا معاملہ ایسا ہی ہو گا جیسے کوئی آدمی کسی کمپنی میں نوکری کرتے وقت زیادہ خوش نہیں ہے اور اسے کسی دوسری کمپنی میں اس سے کچھ بہتر نوکری ملتی ہے تو وہ وہاں چلا جاتا ہے۔“

براہی نے پر خیال انداز میں آہنگی سے سر ہلایا اور خاموش رہا۔ برونو نے بغور ان کے چہرے کا جائزہ لیتے ہوئے بات جاری رکھی۔ ”تم کہو تو میں اپنے والد کے کان میں بات ڈال ڈوں کر تم بہتر موقع کی تلاش میں ہو۔ ہم جیسے لوگوں کے کار و بار میں تم جیسے لوگوں کی ہمیشہ ضرورت رہتی ہے۔ ہمارا کوئی کار و بار آسان نہیں ہے۔ ہمارے معاملات کو ہمارا انداز میں روایا دواں رکھنے کے لئے مضبوط اور سخت جان لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمارے بارے میں جب بھی تمہارا ذہن آمادہ ہو تو مجھے بتا دینا۔“

”ویسے تو خیر..... میں جہاں ہوں، وہاں بھی نہیں ہی ہوں۔“ براہی نے ظاہر کیا

رفاقت خرید کر اس نے اپنے ایک خاص مشن کا آغاز کیا تھا۔ اس کا لگال گرل کے ساتھ وقت گزاری کے دوران اس نے دبے دبے لفظوں میں یہ تاثر دیا تھا کہ وہ ڈون کار لیون فیملی کے ساتھ کچھ زیادہ خوش نہیں کیونکہ وہاں اسے اس خدمات کا مناسب مقابلہ نہیں مل رہا تھا اور اسے وہ اہمیت بھی نہیں دی جاتی تھی جس کا وہ ستم تھا۔ ظاہر اس نے کچھ نشے کی ترینگ میں اور کچھ باتوں کی روائی میں غیر ارادی طور دل کا غبار نکالا تھا۔

اس واقعے کے چند دن بعد اس ناٹ کلب کا منیجر برونو نے ٹیک لیا خود ہی کی میز پر آ کر اس سے مل بیٹھا۔ وہ ٹیک لیا فیملی کے سربراہ کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا۔ خود برہاہ راست عورتوں کے دستے میں ملوٹ نہیں تھا لیکن اس کے ناٹ کلب میں لا رکیاں کو رس کی صورت میں ڈالنے کرتی تھیں، وہ گویا یہیں کال گرل بننے کی تربیت حاصل کرتی تھیں اور آگے بڑھ جاتی تھیں۔

برونو نے پہلی ملاقات میں ہی براہی سے کافی حد تک کھل کر بات چیت کی۔ ”برہاہ کو اپنی فیملی کے لئے کام کرنے کی پیشکش کر دی۔ ایک ماہ تک اس طرح کی بات چلتی رہیں۔ برونو اور براہی دونوں اپنا اپنا کردار ادا کرتے رہے۔ براہی یہ ظاہر کرنے کو شکر رہا تھا کہ وہ اس کال گرل کی زلفوں کا اسیر ہو چکا ہے۔ جو کلب سے دابت تھی۔“

ظاہر اس کی وجہ سے وہاں باقاعدگی سے آنے لگا تھا۔ برونو ایک ایسے بڑنے میں کاردار ادا کر رہا تھا جو کسی بڑی کمپنی کے ایجنسی ہوتا۔ کوتوڑ نے کی کوشش کر رہا تھا اور اسے بہتر مراعات وغیرہ کی پیشکش کر کے اپنے ہاں آئے دعوت دے رہا تھا۔ ایسی ایک ملاقات کے دوران براہی نے ظاہر کیا جیسے وہ تھوڑا سا ڈول ہو رہا ہے۔

اس موقع پر اس نے کہا۔ ”لیکن ایک بات کان کھول کر سن لو..... میں بھی ہم فادر ڈون کار لیون کے مدد مقابلہ کھڑا نہیں ہوں گا۔ صرف وہی ایک ایسا شخص ہے جسما

”بس، میرا ایک دوست ہے۔ وہ تمہارے سامنے کوئی اہم تجویز رکھنا چاہتا ہے۔

تمہیں کوئی پیش کرنا چاہتا ہے۔ کیا تم آجھی رات کے بعد یہاں اس سے ملنے آسکتے ہو؟“

”یقیناً۔“ براہی بولا۔ ”صحیح وقت اور صحیح جگہ بتا دو۔ میں آ جاؤں گا۔“

برونو نے ایک لمحے سوچا پھر بولا۔ ”کلب رات کے پچھلے پھر لقریب چار بجے بند

ہوتا ہے تم اس وقت آ جاؤ۔ جب ویٹر زساز و سامان سمیٹ کر صفائی کر رہے ہو تے ہیں۔“

برایی سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ وہ لوگ اس کی عادات سے واقف ہو چکے تھے۔

ٹیڈ انہوں نے اس پر نظر رکھی ہو اور اس کے بارے میں معلومات جمع کی ہوں۔ وہ دن بھر

سہنا تھا اور اس کی راتیں جاگتے ہوئے گزرتی تھیں۔ اس کے معمولات کچھ اسی قسم کے

سائچے میں ڈھل چکے تھے۔

”نمیک ہے، میں صحیح چار بجے دوبارہ آ جاؤں گا۔“ اس نے جواب دیا۔

اس نے نائٹ کلب میں کچھ وقت پینے پلانے اور کچھ وقت اس مخصوص کال گرل

کی رفاقت میں گزارا پھر وہاں سے نکل آیا۔ باہر آ کر اس نے یہی پکڑی اور گھر آ گیا۔ وہ

ایک بڑے اور آ راستہ و پیر استا پارٹمنٹ کے آدھے حصے میں رہتا تھا۔ باقی آدھا حصہ ایک

اطالوی فیملی کے پاس تھا۔ براہی کا اس فیملی سے کوئی خاص میل جوں نہیں تھا لیکن اس نے

مصلحت کے تحت ان کے ساتھ اپارٹمنٹ شیسر کیا ہوا تھا۔ اس طرح اس کے بارے میں تاثر

مکاتیما کر فیملی والا اور معزز آدمی تھا جبکہ اسے ان مسائل سے کوئی سروکار نہیں تھا جو فیملی

والوں کو عموماً درپیش ہوتے ہیں۔ فیملی کے ساتھ اپارٹمنٹ شیسر کرنے کی وجہ سے اسے یہ خطرہ

بھی کم محسوس ہوتا تھا کہ کبھی وہ اچانک گھر پہنچ تو کوئی گھمات لگائے اس کا انتظار میں بیٹھا

ہو۔

اسے یقین تھا کہ بردنو اسے جس شخص سے ملوانا چاہ رہا تھا وہ سولوز و تھا۔ اگر

معاملات صحیح انداز میں آگے بڑھتے تو اسے آسانی سے سولوز کے عزم کا اندازہ ہو سکتا تھا

اور وہ اتنی اہم رپورٹ ”کرس کے تختے“ کے طور پر ڈون کو پیش کر سکتا تھا۔

جیسے بھی وہ کوئی حقیقی فیصلہ کرنے سے قاصر تھا۔ چنانچہ بات وہیں کی وہیں رہ گئی۔

وہ حقیقت اس کا مقصد نے فیگ لیا فیملی پر یہ ظاہر کرنا تھا کہ وہ لوگ منتظر ہیں

کا رو بار شروع کرنے جا رہے تھے، وہ اس کے بارے میں جانتا تھا اور اس سلسلے میں ایک

فری لانسر کے طور پر اپنی خدمات پیش کر کے کچھ اضافی فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ اس ملنے

وہ سولوز کے عزم سے آگاہی حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ”ڈون نے جس طرح

سولوز کی پیشکش مسترد کی تھی۔ کیا اس کے بعد سولوز و ڈون سے چھیڑ پھاڑ کا کوئی ارادہ

رکھتا تھا؟“

یہ سوال خود ڈون کے لئے بھی اہم تھا اور وہ براہی کے ذریعے اس کا جواب

حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اگر یہ بات نہیں پہلے معلوم ہو باتیں تو وہ سولوز دست پیش کے لئے

بہتر طور پر تیار رہ سکتے تھے لیکن دو ماہ تک جب سولوز کی طرف سے کوئی عمل ظاہر نہیں ہوا

براہی نے ڈون کو یہی رپورٹ دی کہ سولوز نے اس کے انکار کو دل پر نہیں لیا تھا۔ اس نے

اس بات پر صبر کر لیا تھا اور اس کا انتقامی کا روایتی کا کوئی ارادہ ظاہر نہیں آتا تھا۔ تاہم ڈون نے

براہی کو یہی بذایت کی کہ وہ ان لوگوں کے نیٹ ورک میں گھنے کی کوشش جاری رکھے لیکن اس

سلسلے میں زیادہ گر جوشی یا اشتیاق نہ دکھائے۔ بس فارغ وقت میں ڈھیلے ڈھالے انداز میں

کوشش کرتا رہا۔

ڈون پر فائر گ سے ایک رات پہلے براہی نائٹ کلب گیا تو بردنو فوراً ہی اس کا

میز پر آن بیٹھا اور بولا۔ ”میرا ایک دوست تم سے کچھ بات چیز کرنا چاہتا ہے۔“

”تو اسے لے آؤ۔ میں تمہارے کسی بھی دوست سے بات چیز کے لئے ڈھیلے ڈھالے انداز میں

ہوں۔“ براہی نے جواب دیا۔

”نہیں۔ وہ اس وقت یہاں نہیں آ سکتا۔ وہ تم سے ذرا رازداری سے ملا تھا۔“

کرنا چاہتا ہے۔“ بردنو نے فیگ لیا نہ کہا۔

”کون ہے وہ؟“ براہی نے دریافت کیا۔

ٹالیا۔ اس نے براہی کے لئے ایک ڈرکٹ تیار کی مگر براہی نے یہ کہہ کر معدودت کر لی کہ وہ پہلی کافی لے چکا ہے۔ اس نے سگریٹ سلکا لی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہ بھی عین ممکن ہے، اس کا متوقع ملا ملا قاتی سولوز و نہ ہو۔ مگر چند لمحے بعد اس نے کلب کے ایک اندر ہرے گوشے سے سولوز و کو تموادار ہوتے دیکھا۔

سولوز نے آکر اس سے ہاتھ ملایا اور اس کے براہروالے اشول پر بیٹھ گیا۔ برونو نے ڈرکٹ اس کے سامنے رکھ دی۔ اس نے سر کے اشارے سے گویا شکریہ ادا کیا اور براہی سے چاہیے ہے۔ ”کیا تم جانتے ہو، میں کون ہوں؟“

براہی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مریبانہ انداز میں سکرا یا۔ اسے یہ دیکھ کر خوشی معلوم ہوتا۔ ہوئی تھی کہ چور بیل سے باہر آگیا تھا۔ اس شخص کا کام تمام کرتے وقت اسے مزید خوشی ہوتی جا پہنچنے آپ کو بڑا خطرناک لڑاکہ سمجھتا تھا۔

”کیا تمہیں معلوم ہے، میں تم سے کیا فرمائش کرنے والا ہوں؟“ سولوز نے ایک اور سوال کیا۔

اس بار براہی نے نفی میں سر ہایا۔

”میرے پاس بڑے کاروبار کا ایک منصوبہ تیار ہے۔“ سولوز بولا۔ ”اس میں اور پر کی سطح کے لوگوں کے لئے بڑی دولت ہے۔ میں پہلی ہی کھیپ کی کامیابی سے منتقلی پر تمہیں کم از کم پچاس ہزار ڈالر کی تو گارنی دے سکتا ہوں۔ یہ صرف تمہارا حصہ ہو گا۔ میں تمہاری بیوی کی بات کر رہا ہوں۔ آنے والا دور اسی کا ہے۔“

”تم نے مجھے کیوں بلوایا ہے؟“ براہی نے انجان بنتے ہوئے سوال کیا۔ ”کیا تم چاہتے ہو کہ میں اس سطھی میں ڈون سے بات کروں؟“

سولوز و دانت پیس کر بولا۔ ”تمہارے ڈون سے میں پہلے ہی بات کر چکا ہوں۔“ اس دھندے میں بالکل ہاتھ نہیں ڈالنا چاہتا۔ بہر حال، میرے لئے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں اس کے تعاون کے بغیر بھی اپنے منصوبوں پر عمل کر سکتا ہوں۔۔۔ تاہم مجھے

اپنے بیڈروم میں پہنچ کر براہی نے بیڈ کے نیچے سے ایک ڈرکٹ نکلا اور اس سے ایک بلٹ پروف جیکٹ نکال کر کپڑوں کے نیچے پہن لی۔ اس نے ڈون کو فون کر آج کی متوقع ملاقات کے بارے میں بتانا چاہا۔ لیکن پھر اسے خیال آیا کہ ڈون اس کیا تھا۔ لیکن اور ڈون کے بیٹھوں تک کو اس بارے میں کچھ پہنچنیس تھا۔ اور نہی چاہتا تھا کہ انہیں پتا چلے۔ چنانچہ براہی نے فون کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ ویر معاملہ کچھ آگے بڑھنے اور کوئی کام کی بات معلوم ہونے کے بعد اسے رپورٹ دیا زیاد معلوم ہوتا۔

براہی نے ریوال بھی ساتھ لے لیا۔ یہ لائسنس والا ریوال رہتا تھا اس کا لائسنس شہر کا سب سے مہنگا لائسنس تھا۔ اسے حاصل کرنے کے لئے دس ہزار ڈالر روپیہ ای مہنگا ہے۔ اس کی وجہ سے براہی کو ذرا اطمینان رہتا تھا کہ کبھی راستے میں اچاک چینگڈ دوران پولیس اس کا ریوال دیکھ بھی لیتی تو کوئی مسئلہ کھڑا نہ ہوتا۔ آج رات اس نے لا دالی گن اس لئے ساتھی لی تھی کہ فی الحال اس کو استعمال کرنے کا ارادہ نہیں تھا۔ اس کا تھا کہ ابھی وہ صرف سولوز و کی بات نے گا اور اگر ڈون کے بارے میں اس کے عذاب خطرناک نظر آئے تو بھی آج رات اس کا کام تمام نہیں کرے گا۔ بلکہ ڈون کو رہ دینے کے بعد اس کے حکم کے مطابق قدم اٹھائے گا۔ اگر سولوز و کا بہا صاف کرنے کا کام وہ اسے کسی ایسی گن سے ٹھکانے لگائے گا جس کا کوئی سراغ لگانا ممکن نہ ہو۔

یہی سب کچھ سوچتا ہوا وہ وقت مقررہ سے کچھ پہلے دوبارہ ناٹ کلب کا اس وقت وہاں باہر دروازے پر ڈور میں بھی موجود نہیں تھا۔ ہیٹ اور اور گوٹ سنپھانے والی لڑکی بھی جا چکی تھی۔ اندر صرف برونو موجود تھا جو اسے کلب کے ایک میں واقع بار کی طرف لے گیا۔ وہاں اس وقت ویرانی تھی اور روشنی بھی کم تھی۔ براہی ایک اشول پر بیٹھ گیا اور برونو کسی بارٹینڈر کی طرح کاؤنٹر کے عین

پوت ہونے کے باوجود اپنے آپ کو ان کی گرفت سے چھڑالیتا مگر اس اثناء میں ایک شخص اس کے عقب میں نمودار ہوا اور اس نے براہی کی گردن میں نائیلوں کے باریک تار کا پھنداں ہال دیا جو تیزی سے تیک ہوتا چاگیا۔

برایی کی آنکھیں حلقوں سے باہر آ گئیں۔ اس کے چہرے اور گردن کی ریگیں اس سے می طرح پھول گئیں کہ اس حصے پر گویا ایک جال سے ابھر آیا۔ پھنداڑانے والے شخص نے اسی پھری اور طاقت سے اسے کسی کہ نائیلوں کا تار گویا براہی کی گردن میں اتر گیا۔ چند سینکڑے بعد وہ تار نظری نہیں آ رہا تھا تھا براہی کا چہرہ نیلا پڑ گیا۔

جلد ہی اس کی مزاحمت دم توڑ گئی اور ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑنے لگے۔ اس کے دامیں بائیس برونو اور سولوز و یوں دیکھی سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے گویا سانس

لیبارٹری میں نو عمر طالب علم اپنے کے ہوئے تجربے کے نتائج کا مشاہدہ کر رہے ہوں۔ دیکھرے دیکھرے براہی کی نائیلوں میں ہرگئیں اور وہ فرش کی طرف گرتا چلا گیا۔ برونو اور سولوز نے اس کے بازہ چھوڑ دیئے مگر چیچھے سے اس کی گردن میں پھنداڑانے والے شخص نے نائیلوں کی ڈوری اس وقت تک نہیں چھوڑی جب تک براہی کو فرش پر گر کر ساکت ہوئے چند لمحے نہیں گزر گئے۔ آخر کار اسے یقین ہو گیا کہ براہی مر چکا تھا۔ وہ پھنداڑ کی ڈوری چھوڑ کر سیدھا ہو گیا۔

”میں چاہتا ہوں کہ اس کی لاش دریافت نہ ہو سکے۔“ سولوز نے پر سکون لجھ سکیا اور گھوم کرنے پے تلے قدم اٹھاتا اندھیرے میں غائب ہو گیا۔

☆.....☆.....☆

جس شام ڈون پر فائر ٹنگ ہوئی، اس سے اگلا دن اس کی فینلی کے لئے بے پناہ صحراء فیات کا دن تھا۔ مائیکل فون پر مصروف رہا اور ضروری پیغامات سنی کو دیتا رہا۔ لیکن کسی ایسے آدمی کی تلاش میں رہا جس کے ذریعے سولوز و کے ساتھ مینگ کے انتظامات کے جسکیں اور جس کی شخصیت اس کام کے سلسلے میں دونوں پارٹیوں کے لئے قابل قبول ہو۔ اب

اس سارے آپریشن کی تحریکی اور اس کی حفاظت کے لئے ایک مضبوط اور طاقتور آری ضرورت ہے جو اس قسم کے کاموں کو مکمل کرنا اور راستے میں آنے والی رکاوٹوں کو دور کرنا ہے، مجھے پہاڑا ہے کہ تم اپنی ”فینلی“ کے لئے خدمات تو بدستور انجام دے رہے ہو۔“ پچھاڑیا خوش نہیں ہو۔ تم چاہو تو ادھر سے ادھر ہو سکتے ہو۔“

”دیکھنا پڑے گا۔“ براہی نے کندھے اچکائے۔ ”اگر پیشکش اچھی ہو تو ہو سکتا ہے۔“

سولوز و گہری نظر سے اس کے چہرے کا جائزہ لے رہا تھا۔ پھر وہ گویا دل ہی میں کسی فیصلے پر پہنچتے ہوئے بولا۔ ”تم چند دن میری پیشکش پر غور کرلو۔ پھر ہم دوبارہ بات لیں گے۔“

اس نے مصالحے کے لئے ہاتھ بڑھایا لیکن براہی نے ظاہر کیا کہ اس نے ہوا کو ہاتھ بڑھاتے نہیں دیکھا۔ وہ اس دوران دوسری سگریٹ سلاگانے لگا۔ برونو نے اس سگریٹ سلاگانے کے لئے لائٹر روشن کیا تھا۔ اس دوران براہی کافی حد تک مطمئن ہو چکا کہ اسے کسی ناخوشگوار صورت حال کا سامنا نہیں ہے۔ وہ گویا کسی حد تک اپنے آپ کو چھوڑ چکا تھا۔

اچاک برونو نے ایک عجیب حرکت کی۔ اس نے لائٹر کا اوپنر پر ہی گرا دیا۔ کاہاتھ کا اوپنر پر نکاہا ہوا تھا۔ اچاک برونو کے ہاتھ میں جانے کہاں سے ایک خیز آگاہ براہی کے اس ہاتھ میں پیوست ہو گیا جو کا اوپنر پر نکاہا ہوا تھا۔ ہاتھ سے گزر کر خیز کا اوپنر بیٹھ گیا۔ براہی کا ہاتھ کا اوپنر سے چپک کر رہا گیا۔

اس کے باوجود براہی شاید اپنے ہاتھ چر جانے کی پرودا کئے بغیر اسے کاہاتھ لیتا۔ مگر ہوایہ کہ برونو نے اس کا وہ بازو مضبوطی سے کپڑا لیا۔ اس کا دوسرا بازو ایسا سولوز نے اس سے بھی زیادہ مضبوطی سے کپڑا لیا۔ تاہم براہی ایک طاقتور آدمی تھا۔ اسی حالت میں بھی ان کے قابو میں آنے والا نہیں تھا۔ میں ممکن تھا کہ وہ ایک ہاتھ میا

قا۔

فریڈ ابھی تک مسکن دواؤں کے زیر اثر تھا۔ وہ باپ کے گھر میں، اپنے کمرے میں آرام کر رہا تھا۔ سُنی اور مائیکل اس کے مزاج نہیں کے لئے گئے تھے۔ سُنی اس کے چہرے کی زردی اور مجموئی حالت دیکھ کر حیران رہ گیا تھا۔

وہ جب اس کی مزاج نہیں کے بعد اس کے کمرے سے نکلے تھے تو سُنی نے بڑی جھٹ سے مائیکل سے کہا تھا۔ "کمال ہے۔۔۔ اس کی حالت دیکھ کر تو ایسا لگ رہا ہے جیسے اے پاپا سے بھی زیادہ گولیاں لگی ہیں۔"

مائیکل کندھے اچکا کر رہ گیا۔ اس نے میدان جنگ میں بھی بعض فوجوں کی بھی حالت دیکھی تھی لیکن وہ زیادہ تر ایسے لوگ تھے جو بالکل عام سے سو میں ہوا کرتے تھے۔ جنگ کے دوران ضرورت پڑنے پر انہیں رضا کارانہ یا جبری طور پر فون میں بھرتی کر لیا گیا تھا اور مختصر تریت کے بعد میدان جنگ میں بھیج دیا گیا تھا۔ جنگ کے ہونا ک تجزیوں سے گزرتے ہوئے اور بعض ناقابل یقین مناظر دیکھ کر ان کے اعصاب جواب دے جاتے تھے۔ مگر مائیکل کو کم از کم فریڈ کے بارے میں یہ توقع نہیں تھی۔ بچپن اور لڑکپن میں تو وہ اپنے بڑے اور جھوٹے، دنوں بھائیوں سے زیادہ سخت جان اور لڑا کا تھا۔۔۔ مگر مسئلہ یہ بھی تھا کہ وہ باپ کے سامنے بہت زیادہ سعادت مند بھی تھا اور آنکھیں بند کر کے بس اس کے اشاروں پر چلتا تھا۔ اس کی اپنی کوئی رائے نہیں تھی۔ اس کی تمام تر سعادت مندی کے باوجود ذون کا اسے کاروبار میں کوئی بڑی پوزیشن دینے کا رادہ نہیں تھا کیونکہ اس کے خیال میں اس کے اعصاب میں وہ مضبوطی اور حسناج میں وہ سفا کی نہیں تھی جو "فیملی" کے معاملات کو چلاتے کے لئے ضروری تھی۔

اس سے پھر، بالی وڈ سے جو نی کافون بھی آیا۔ مائیکل نے اس کی فرمائش پر سُنی سے اس کی بات کرائی۔ وہ فلم کے آخری مراحل میں پھنسا ہوا تھا مگر ذون کی عیادت کے لئے آتا چاہتا تھا۔

کوئی اور ہی آدمی ٹالٹ کا کردار ادا کرتے ہوئے دنوں پارٹیوں کو نہ اکرات کی میزہ سکتا تھا۔

ایسا لگتا تھا کہ سولوز واب بہت محتاط ہو گیا تھا۔ وہ کہیں روپوش تھا۔ پیش معز بالکل غائب ہو گیا تھا۔ شاید اسے پتا چل گیا تھا کہ میز اور شیوں کے آدمی شہر میں بھل تھے اور اس کا سراغ پانے کی کوشش کر رہے تھے۔ نے ٹیک لیا فیملی کے خاص خاص آدمی روپوش ہو گئے تھے۔ سُنی کو اس بات کی توقع تھی۔ ذمن کو یہ ابتدائی احتیاطی تدبیر تو بہر کرنی ہی تھی۔

میز اس دوران میکوٹھکانے لگانے کے مشن کے سلسلے میں غائب تھا۔ جبکہ کوہ اسی کا سراغ لگانے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ اس کے بارے میں معلوم ہوا تھا ذون پر فارمگ کے واقعے سے پچھلی رات گھر سے نکلا تھا اور پھر واپس نہیں آیا تھا۔ یا براشگون تھا لیکن سُنی نہ تو یہ تسلیم کرنے پر تیار تھا کہ براہی غداری کر سکتا تھا اور نہ ہی اسے بات پر یقین آ رہا تھا کہ براہی کو کوئی گھات لگا کر دھوکے سے ہلاک کر سکتا تھا۔

ماما کارلیون۔۔۔ یعنی ذون کی بیوی اور سُنی وغیرہ کی مان شہر کے مرکزی علا میں "فیملی" کے ایک خرخواہ گھر انے کے ساتھ مقیم تھی تاکہ اسے وہاں سے ذون کی فیڈ کے لئے اسپتال آنے جانے میں آسانی رہے۔ اسپتال وہاں سے قریب تھا۔ اس کو کوئی بھی وہیں پہنچ چکی تھی اور اسی کے ساتھ مقیم تھی۔

ذون کے داماد، رزی نے بھی اس موقع پر اپنی خدمات پیش کی تھیں کہ وہ کتنا سکتا ہے، تو حاضر ہے۔ مگر سُنی نے اسے کوئی زحمت نہیں دی تھی اور یہی کہا تھا کہ وہ کاروبار کی طرف دھیان رکھے۔ ذون نے اب اسے مین ہن کے ایک ایسے ملائے کام شروع کر کے دیا تھا جہاں اٹالاویوں کی آبادی زیادہ تھی۔ یہ بہا اجازت کب مہنگا کام تھا۔ وہ گھوڑوں کی ریس۔۔۔ اور اس قسم کی دوسری چیزوں پر شرطیں بک کرنا تھا۔ کہ نوعیت نے کی سی تھی۔ رزی کا یہ کام بھی اس کے پہلے کاروبار کی طرح لشمن بھشم ہی ہے۔

اہ؟" اس نے پوچھا۔

مائکل کو یاد آیا، اس نے خود ہی کے گوہتا یا تھا کہ اس کا خاندان قدامت پرست اور راویت پسند تھا۔ ان کے ہاں ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں کو بہت اہمیت دی جاتی تھی کہ کون میں کے دکھ، یہاری کے موقع پر مزاج پری کے لئے گیا۔ کس نے کس کی شادی یا ہاں کی تربیت میں شرکت کی۔ کس نے کیا تھا دیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

ایک لمحے کی خاموشی کے بعد مائکل بولا۔ "تم ایک بہت معزز اور معروف خاندان کی لڑکی ہو۔ اگر اخبار والوں کو پتا چل گیا کہ اس خاندانی پس منظر کی لڑکی میرے والد کی عیادت کے لئے آئی تھی تو "ڈیلی نیوز" کے صفحہ نمبر تین پر تفصیلی روپورٹ چھپ جائے گی ایک معزز انگلی نانہ ان کی لڑکی بھی، افیا چیف کی عیادت کرنے پہنچ گئی۔ کیا تمہارے والدین اس بات کو پسند کریں گے؟"

"میرے والدین "ڈیلی نیوز" میں پڑھتے۔" کے نے جواب دیا پھر ایک لمحہ خاموشی کے بعد بولی۔ "مائکل! تم نہیں ہونا؟ تمہیں تو کسی قسم کا خطرہ لاحق نہیں ہے نا؟" مائکل دھیرے سے نہ دیا۔ "مجھے فیملی کا بے ضرر فرد سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے کوئی مجھے نہ کانے لگانے کی ضرورت محسوس نہیں کرے گا۔ ویسے بھی اب اس قسم کے مزید کوئی اقتے کا امکان نہیں ہے۔ یوں سمجھو، یہ ایک طرح کا حادثہ تھا۔ جب ملاقات ہو گی تو تم تفصیل سے تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔"

"اور ملاقات کب ہو گی؟" کے نے فوراً پوچھا۔

مائکل نے ایک لمحے سوچا پھر کہا۔ "آج رات میں تمہارے ہوٹل آ جاتا ہوں۔ کم ہاتھ کا حامیں گے۔ پھر میں پاپا کو دیکھنے اپتال چلا جاؤں گا۔ میں بھی گھر میں بندراہ کر دیں سنتے سنتے بور ہو گیا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں انتظار کروں گی۔" کے کے لجھے میں بٹا شست آگئی۔

مائکل جب فون بند کر کے واپس آفس میں پہنچا تو میز ابھی آن پہنچا۔ ٹیکسو

"اس کی ضرورت نہیں جوں.....!" سنی نے اسے سمجھا نے والے اندازہ کہا۔ "تم پاپا سے مل تو نہیں سکو گے ان کی حالت ایسی نہیں کہ ڈاکٹر تمہیں ان سے مٹے اجازت دے سکیں۔ اس کے علاوہ تمہاری وہ فلم سینکل کے قریب ہے جس میں کام کر رہا تھا خواب تھا اور جس میں تمہیں کاست کرانے کے لئے خاصے پاپا بیٹے گئے ہیں۔ ہم سکر اس موقع پر تمہارا ذوں کی عیادت کے لئے آنٹھیک نہ رہے۔ شاید اس سے میڈیا کا لوگوں کو تمہارے بارے میں کوئی اس کینڈل بنانے کا موقع مل جائے۔ اس بات کو پاپا ہرگز نہیں کریں گے۔ پاپا کو گھر آ جانے دو۔ پھر تم ضرور ان کی عیادت کے لئے آ جانا۔ میں ہمایہ تھہارے جذبات، ان تک سینچا دوں گا۔"

فون بند کرنے کے بعد وہ مائکل کی طرف مڑ کر بولا۔ "پاپا یقیناً یہ جان کرنا ہوں گے کہ جوں لاس انجلس سے فوری طور پر فلاٹ بکٹ کر ان کی عیادت کے لئے آنا رہا تھا۔"

چند منٹ بعد کچھ میں عام فون پر مائکل کے لئے کال آئی۔ میز اکائی مائکل کو بلانے آیا۔ مائکل نے جا کر فون سنا۔ دوسری طرف کے تھی۔

"تمہارے والداب کیسے ہیں؟" اس نے پوچھا۔ اس کے لجھے میں افطا اور تناوڑا تھا۔

مائکل کو احساس تھا کہ اخبارات میں اس کے باپ کے بارے میں باتیں چھپی تھیں، انہوں نے اس کا کوئی اچھا ایجج نہیں بنایا تھا۔ اخبارات نے اس کے لئے کا سر غزہ اور "نا جائز وہندوں کی سر پرستی کرنے والا" جیسے الفاظ استعمال کئے تھے۔ اچھی طرح اندازہ تھا کہ ان باتوں سے پریشان تھی۔ اس کے لئے ان باتوں کرنا مشکل تھا۔

"وہ ٹھیک ہو جائیں گے۔" مائکل نے جواب دیا۔

"تم جب انہیں دیکھنے اپتال جاؤ گے تو کیا میں بھی تمہارے ساتھ ہم

میں وہ میزرا سے مخاطب ہوا۔ ”ابھی ابھی ریڈ یو پر مقامی خبروں میں بتایا گیا ہے کہ پولیس کو بھوکی لاش ملی ہے۔ وہ اپنی کار میں مردہ پایا گے ہے۔“

”تمہیں اس بارے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔“ میزرا نے کہا۔ اس کا ذہن اپنی دانت میں بہت بڑی اور اہم خبر لے کر آیا تھا۔ وہ اس سلسلے میں میزرا کی بے باری کیکے لئے حیران نظر آیا لیکن پھر سر جھٹک کر واپس چلا گیا۔

کمرے میں موجود افراد نے دوبارہ اس طرح بات چیت شروع کر دی جیسے ان لی مفہومیں کوئی مداخلت نہیں ہوئی تھی۔ سنی نے گین سے پوچھا۔ ”پاپا کی حالت میں کوئی نہیں آئی؟“

”ان کی مالت خبرت سے باہر ہے۔ لیکن وہ کم از کم دو دن بند بات چیت لئے کے قابل ہو سکیں گے۔“ ہیگن نے جواب دیا۔ ”تب شاید وہ ہمیں آئندہ کے لائچ عمل کے بارے میں کچھ ہدایات دے سکیں۔“ تب تک ہمیں کوشش کرنی ہے کہ سولوز و کو مزید کوئی شکال اگریز قدم اٹھانے سے باز رکھا جائے۔ اس لئے میں اسے پیغام بھجوانا چاہتا ہوں کہ تم لے سے بات چیت کے لئے تیار ہو۔“

”اس دوران بھی بہر حال میزرا اور نسوانے سے تلاش کرتے رہیں گے۔“ سنی غرایا۔

ٹانپر قسمت ہمارا ساتھ دے اور ہم سارا جھکڑا ہی طے کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔“

”سولوز و کو اندازہ ہے کہ اگر وہ اس وقت مذاکرات کی میز پر آیا تو شاید اسے زیادہ نجیبیت مانی پڑیں۔“ ہیگن بولا۔ ”اسلئے وہ وقت گزاری کر رہا ہے۔ مہلت حاصل نہیں کی کوشش کر رہا ہے۔ اس دوران شاید وہ دوسری ”فیملیز“ کی حمایت حاصل کرنے لہو شک کر رہا ہوتا کہ بعد میں اگر ڈون ہمیں اس سے بدلہ لینے کا حکم دے تو بھی ہمیں اس اونچاں ایک پہنچانے میں دشواری پیش آئے یا شاید ہم اس حکم پر عملدرآمد کرہی نہ سکیں۔“

اس لمحے مائیکل نے سنی کے چہرے پر غم و غصب کے آثار نمودار ہوتے دیکھے۔ لیکن ہمیں گویا دیکھنے لگیں۔ مائیکل نے ابھی تک اسے اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا۔ ہم

دہاں پہلے ہی سے موجود تھا۔ سنی نے معنی خیز سے لمحے میں میزرا سے پوچھا۔ ”تم نے اس بندو بست کر دیا؟“

”ہاں۔۔۔“ میزرا نے اطمینان سے جواب دیا۔ ”اب تم اس کی شکل نہیں دیکھ سکے۔“

تب مائیکل کو احساس ہوا کہ وہ گھوٹ کے بارے میں بات کر رہے تھے اور میزرا جواب کا مطلب یہ تھا کہ گھوٹ کا کام تمام ہو چکا تھا۔ اس احساس سے مائیکل کے جسم میں سی لہر دوڑ گئی۔

سنی نے گین کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے پوچھا۔ ”تمہیں سولوز و والے معاملے میں کچھ کامیابی ہوئی؟“

ہیگن نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔ ”گلتا ہے ہم سے مذاکرات کرنے کے لیے میں اس کا جوش خروش خندنا پڑ گیا ہے۔“ وہ معاملہ کرنے کے لئے اب کچھ زیادہ بے نہ معلوم نہیں ہوتا یا پھر شاید وہ بہت زیادہ احتیاط کر رہا ہے کہ ہمارا کوئی آدمی کہیں اسے ہمارے حکم کے بغیر ہی نہ ڈھونڈ کر مارڈا لے۔ اس کے علاوہ مجھے ابھی تک ذرا اونچے درجے کا ایسا آدمی نہیں مل سکا جو ہمارے اور سولوز کے درمیان رابطے اور نالٹی کا کام کر سکے اور پر سولوز و کوئی بھی اعتماد ہو۔ بہر حال، سولوز و کو ہم سے بات تو کرنا ہی پڑے گی۔ خاص طور پر لئے۔ کہ اس کی توقع کے برعکس ڈون زندہ نہیں گیا ہے۔“

”وہ بہت شاطر اور چالاک آدمی ہے۔۔۔“ سنی بولا۔ ”فینی کو شاید چیل بارا شاطر، چالاک اور خطرناک آدمی سے وابطہ پڑا ہے۔“

”ہاں۔۔۔ اس میں تو شک نہیں۔“ ہیگن بولا۔ ”بہر حال۔۔۔ مجھے امید ہے کہ میں رابطے کا کوئی آدمی تلاش کرنے اور مذاکرات کا کوئی پروگرام طے کرنے کامیاب ہو جاؤں گا۔“

اس لمحے میزرا کے ایک آدمی نے دروازے پر دستک دی اور اجازت پا کرنا

ہائیکل اس رات جب اپنی دوست اور "غیر رسمی" "منگیز" کے سے ملنے شہر روانہ ہوا ہائیکل بجھا ہوا ساتھا۔ میزرا کے دو آدمی اسے گاڑی میں اس ہوٹل کے قریب پہنچانے کے روانہ ہوئے تھے جہاں کے نہشہ بھی ہوئی تھی۔ وہ اس بات کا خیال رکھ رہے تھے کہ اتفاق تو نہیں کیا جا رہا؟ یہی چیک کرنے کے لئے وہ پہلے گاڑی کو ادھر ادھر گھاٹے جب انہیں اطمینان ہو گیا تب انہوں نے صحیح راستہ اختیار کیا۔

ہائیکل نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ "فیملی" کے سعین معاملات میں اس حد تک یہ ہو جائے گا۔ گواہی تک اس نے بذات خود فون اٹینڈ کرنے کے سوا کچھ نہیں کیا تھا اس کے سامنے بہر حال تمام اہم باتیں ہو رہی تھیں۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ "فیملی" نے اپنے معاملات میں شریک ہو چکا ہے۔ یہ احساس اسے مضطرب بھی کر رہا تھا اور وہ اپنے پوچھ مردہ سا بھی محسوس کر رہا تھا۔

وہ کس کے معاملے میں بھی دل ہی دل میں ایک ہلکے سے احساسِ جرم کا شکار ہاں نے کو اپنی فیملی کے متعلق صحیح طور پر کچھ زیادہ نہیں بتایا تھا۔ اگر کچھ باتوں کی لشکری کے بھی دیئے تھے تو وہ مذاق کے سے انداز دیئے تھے جن سے "فیملی" کی اصلی یہ ابھر کر سائے نہیں آتی تھی۔ بس کچھ ایسا ہی لگتا تھا جیسے وہ مہم جو اور ذرا دلیر قسم کے لوگ مجھے عام طور پر بعض میکسیکن یا دیسی ماحول کی فلموں میں دکھائے جاتے تھے۔

اپنے باپ پر فائزگ کے واقعہ کے بارے میں بھی اس نے یہ تاثر دینے کی لشکری کی تھی کہ وہ ایک قسم کا حادثہ تھا۔ لیکن اب حالات سے رفتہ رفتہ کچھ اور ہی تصوری اور سامنے آرہی تھی۔ اس نے تو کس سے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اب مزید کچھ نہیں ہو گا۔ ان اتفاقات ہتارہے تھے کہ ابھی تو بات شروع ہی ہوئی تھی۔ آگے آگے نہ جائے کیا کچھ نہ تھا! وہ کب تک کس کے سامنے تلخ اور سعین حقائق کو مبہم افظوں کے پردوں میں لپیٹ لتا تھا؟ یا اس کی نظرت۔ کہ بھم خاوا، تھا... بنادا، طور پر ایک راست گتو جوان تھا۔

جب وہ بولا تو اس کی آواز محض سرسراتی ہوئی تھی۔ "مجھے ان "فیملیز" کی ذرہ براہ پر واہ نہیں ہے۔ ان کے حق میں بہتر بھی ہو گا کہ جب ہمیں سولوزو پر جھپٹنے کا موقع ملے جج میں نہ آئیں۔"

اسی اثناء میں کچن کی طرف سے کچھ شور کی سی آواز اس سنائی دیں۔ وہاں میزرا آدمی کھانے پکانے میں مصروف تھے۔ میزرا اٹھ کر دیکھنے لگا کہ معاملہ کیا ہے۔

جب میزرا کچن سے واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بلٹ پروف جیکٹ سنی اور ہیکن اس جیکٹ کو اچھی طرح پہنچانے تھے۔ وہ براہی کی جیکٹ تھی جسے وہ بہر خاص موقعوں پر پر باہر جاتے وقت لباس کے نیچے پہنچتا تھا۔ اس جیکٹ کے اندر دربر سائز کی ایک مردہ چھٹی پہنچنی ہوئی تھی۔

میزرا پاٹ سے لبھے میں بولا۔ "یہ بلٹ پروف جیکٹ چند منٹ پہلے ہاں علاقوں کے قریب پڑی پائی گئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ سولوزو کو اپنے مخبر اور ہمارے میلوں کے انجام کی خبر مل گئی ہے۔ اس کے جواب میں اس نے یہ جیکٹ ہمارے لئے ہے۔"

نیسو نے بھی تقریباً اتنے ہی پاٹ لبھے میں کہا۔ "اب ہمیں کم از کم یہ معلوم کہ براہی کہاں ہے۔ اب ہمیں اس کے انتظار کی کشیدگی میں بھتارہنے کی ضرورت نہیں سنی نے سگار کا ایک کش لیا اور مشروہ کا ایک گھوٹ بھرا۔ اس کے چہرے سرخی تھی مگر وہ کچھ بولا نہیں۔ ہائیکل کی آنکھیں قدرے پھیلی ہوئی تھیں۔ وہ بلٹ جیکٹ میں پہنچنی ہوئی چھٹی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ "اس کا مطلب کیا ہے۔" ہیکن بولا۔ "یہ سلی کے باشندوں کا... ایک مخصوص پیغام بھیجنے کا انداز۔ چھٹی اس بات کی علامت ہے کہ براہی کو ہلاک کر کے سمندر کی تہہ میں پہنچا دیا گے۔" چھٹی اس بات کی علامت ہے کہ براہی کی لاش چھیلیوں کی خوراک بن چکی ہو گی۔" "ہیکن کو کہ سلی کا نہیں تھا مگر وہ اس بات سے واقع تھا.....!

نہاری بہن کی شادی کے موقع پر انہیں دیکھا تھا۔ وہ اتنے اچھے، مہذب اور شائستہ نہان لگ رہے تھے۔ اخبارات ان کے بارے میں جو کچھ چھاپ رہے ہیں، مجھے تو اس پر بین نہیں آ رہا۔

”تمہیں یقین کرنا بھی نہیں چاہئے۔“ غیر ارادی طور پر مائیکل کے منہ سے نکلا۔ آیک بار پھر اس کے سامنے بچ بولتے بولتے رہ گیا۔ نہ جانے کون سی طاقت اسے باز رکھتی تھی۔ ”گودھ کے“ سے محبت کرتا تھا۔ اس پر اسے پورا عتماد تھا۔ لیکن نہ جانے کیوں اپنے والد اور ”فیملی“ کے بارے میں مکمل طور پر بچ بولنے کے معاملے میں اس کی زبان اس کا راتھ بھیں دیتی تھی۔ ایسے موقع پر کوئی غیبی طاقت گویا اسے مبہم سے انداز میں احساس دلاتی تھی کہ بہر حال خاندان سے باہر کی لڑکی تھی۔ غیر تھی۔ فی الحال اس کا ”فیملی“ سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

”تمہیں تو کوئی خطرہ نہیں؟“ کے کے لجھے میں تشویش تھی۔ اخبارات خدشہ ظاہر کر رہے ہیں کہ گینگ وارنہ شروع ہو جائے۔ اگر ایسا ہو تو کیا تم بھی اس میں ملوٹ ہو گے؟“

مائیکل کے کوٹ کے بین کھلے ہوئے تھے۔ وہ دونوں ہاتھ اور اٹھا کر مسکراتے ہوئے بولا۔ ”تم چاہو تو میری خلاشی لے سکتی ہوئے تو میری بغلوں ہو لشتر لگے ہوئے ہیں اور نہ میری کسی جیب میں کوئی گن وغیرہ ہے۔“

اس کے انداز پر کے بہس دی۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں اوپر کے کرے میں چلے گئے۔ انہوں نے کچھ وقت انکھے گزارا۔ اور پھر لیٹئے مائیکل کو غنو دی آگئی۔ شاید اس دوران کے کی بھی آنکھ لگ گئی تھی۔ اچاک مائیکل ہر بڑا کر اٹھا اور اس نے گھری دیکھی۔

”اوہ....! دس نج گئے....!“ وہ بڑا یا۔ ”مجھے فوراً اسپتال پہنچنا چاہئے۔“ وہ اپنا حلیہ وغیرہ درست کرنے والش روم میں چلا گیا۔ باہر آ کر جب وہ بال بنا رہا

زیادہ تر سچ ہی بولتا تھا اور پھر جسے وہ زندگی کی ساتھی بنانے کا ارادہ رکھتا تھا، اسے بھلا اندھیرے میں رکھ سکتا تھا؟

دوسری طرف مسئلہ یہ بھی تھا کہ اس سرطے پر وہ اپنی فیملی سے لائقی بھی؟ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ بھر ان میں ان کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ بلکہ حقیقت یہ تھی، اسے معاملات میں اپنا بے ضرر سا کردار اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ اس کے بھائی اور ٹین وغیرہ پر اس کے ساتھ کچھ ایسا تھا جیسے وہ بے چارہ کچھ کرنے کے قابل نہیں ہے۔ شریف مزاج اور ڈرپوک سا آدمی تھا، اس لئے صرف فون سننے پر بخادیا گیا تھا۔ ان کی نظر میز اس بات کی بھی کوئی اہمیت نہیں تھی کہ اسے میدان جنگ میں شجاعت کے کارنائے دینے پر تمنہ دیئے گئے تھے۔ شاید ”یہی“ کی سرگرمیوں میں تادیدہ تمنہ حاصل کرنا میں جنگ میں تمنہ حاصل کرنے سے زیادہ مشکل تھا!

انہی سوچوں میں الجھا، وہ جب ہوٹل میں داخل ہوا تو ”کے لائی میں عالی مختظر تھی۔ انہوں نے کھانا اکٹھے کھایا۔ کھانے کے بعد کافی پینے کے دوران کے نے پوہنچا۔ ”تم اپنے والد کو دیکھنے اپتال کب جاؤ گے؟“

مائیکل گھری دیکھتے ہوئے بولا۔ ”ویسے تو ملاقات کا وقت ساڑھے آٹھ بجے ہو جاتا ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس وقت وہاں جاؤں جب سب لوگ رخصت۔“ ہوں۔ پاپا ایک پرائیوٹ اپتال میں۔ پرائیوٹ کرے میں ہیں۔ ان کی دیکھ بھال لئے نہیں بھی خاص طور پر۔۔۔ الگ مقرر کی گئی ہیں۔ اس لئے امید یہی ہے کہ جانے پر بھی کوئی مجھے نہیں رکو کہ گا اور میں کچھ دیر پاپا کے پاس بیٹھ سکوں گا۔۔۔ لیکن خیال ہے پاپا بھی بات کرنے کے قابل نہیں ہوں گے۔ بلکہ شاید انہیں تو پاپا بھی نہ کہ میں ان کے پاس آیا تھا۔ لیکن۔۔۔ بہر حال۔۔۔ مجھے جانا تو ہے۔“

کے بولی۔ ”مجھے تمہارے پاپا کے بارے میں سوچ کر اتنا دکھ ہو رہا ہے۔۔۔ بے دردی سے انہیں گولیاں مار دی گئیں۔ میری دعا ہے وہ جلدی صحت یاب ہو جائیں۔۔۔

پری فیلی کو اس وقت جو حالات درپیش ہیں، ان کا سایہ تم پر نہ پڑے۔ کرس کی چھٹیاں عزرا جائیں تو میں بھی کافی آ جاؤں گا۔ پھر اکٹھے بیٹھ کر سوچیں گے کہ کیا کرنا ہے۔ ٹھیک ہے؟

”ٹھیک ہے۔“ کے نے طہانیت سے جواب دیا۔ اس وقت اس کے دل میں ٹھیک مائیکل کے لئے محبت کے سوتے پھوٹ رہے تھے۔ اسے مائیکل کی محبت میں گرفتار ہوئے تو کافی دن گزر چکے تھے لیکن اس محبت میں اتنی شدت اس نے پہلے بھی محسوس نہیں کی تھی۔

اس وقت اگر کوئی اسے بتاتا کہ اب وہ ایک طویل عرصے تک مائیکل کی صورت بھی نہیں دیکھ سکے گی۔ تو شاید وہ بتانے والے کامنہ نوچ لیتی۔ وہ اس پیشکوئی کی اذیت برداشت نہ کر پاتی۔ شاید غم کی شدت سے اس کا دل پھٹ جاتا۔

☆.....☆.....☆

مائیکل جب ”فریچ ہاپیل“ کے سامنے بیکسی سے اترات تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ مزک سنان پڑی تھی۔ اپتال کے سامنے فٹ پاتھ پر بھی کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ اپتال میں داخل ہونے کے بعد اسے مزید حیرت کا سامنا کرنا پڑا۔ اپتال کی لابی میں بھی کوئی نہیں تھا۔

ڈون کار لیون اس اپتال میں داخل تھا اور مائیکل کی معلومات کے مطابق اپتال کی چوبیں سختے کڑی مگر انی ہو رہی تھی۔ میز اور ٹیس کے آدمی ڈون کی حفاظت پر مامور تھے۔ مگر اس وقت تو یہاں کوئی بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ میز ایسا ٹیس کے کسی بھی آدمی کی شکل نظر نہیں آ رہی تھی۔ رات کے ساڑھے وس نج رہے تھے اور اپتال دریان سالگ رہا تھا۔ صرف استقبالیہ کاؤنٹر پر سفید یونیفارم میں ایک عورت موجود تھی۔ معلومات بھی اسی کاؤنٹر سے حاصل کی جا سکتی تھیں لیکن مائیکل نے کچھ پوچھنے کے لئے وہاں رکنے کی زحمت نہیں کی۔ اسے معلوم تھا کہ اس کے والد کا کمرہ چوتھے فلور پر ہے۔ اسے اس کا نمبر بھی معلوم

تحاتو کے پہاڑیاں لجھے میں بولی۔ ”ہماری شادی کب ہو گی؟“

”بس۔۔۔ ذرا پاپا ٹھیک ہو جائیں۔۔۔ اوز معاملات مٹھنڈے پڑ جائیں۔۔۔ جب تم کہو گی، ہم شادی کر لیں گے۔“ مائیکل نے جواب دیا پھر ایک لمحے کے توقف بولا۔ ”لیکن۔۔۔ میرا خیال ہے۔۔۔ اس دوران تم اپنے والدین کو تفصیل سے سب کچھ جانتے تو بہتر ہے۔“

”کیا بتا دوں؟“ کے نے آئینے میں ترچھی نظر وہ سے اس کی طرف دیکھنے پوچھا۔

”یہی کہ تمہاری ملاقات اطالوی نسل کے ایک ہندسم اور دلیر نوجوان سے ہو ہے۔“ مائیکل مسکرانے ہوئے بولا۔ ”جس کا قطی ریکارڈ بھی اپھا ہے اور جو جنگ میں حصہ لے چکا ہے۔ کئی تمنہ بھی حاصل کر چکا ہے۔ تو جوان بہت محنتی اور ایماندار۔ صاف ستھری زندگی گزار رہا ہے۔ لیکن خرابی بس پہ ہے کہ اس کا باپ مافیا کا چیف۔ جس کے کاموں کی نوعیت کچھ ایسی ہے کہ کبھی کبھی اسے بعض بدمعاشوں کو قتل بھی کرنا کرنا پڑتا ہے۔۔۔ بڑے بڑے سرکاری افسروں کو روشنیں بھی دینا پڑتی ہیں اور کبھی کبھی ذبھی گولیاں کھانی پڑتی ہیں۔۔۔ لیکن۔۔۔ ان سب باتوں سے اس کے شریف، دیانتدار، محنتی بیٹے کا کوئی تعلق نہیں۔ کیا تمہیں یہ سب بتیں یا درہ جائیں گی؟“

”کے پیچھے ہٹ کر باتھر وہم کے دروازے سے ٹیک لگاتے ہوئے بولی۔“ کیا سب سچ ہے؟ میرا مطلب ہے، جو کچھ تم اپنے والد کے بارے میں کہہ رہے ہو۔۔۔؟“

”صحیح طور پر مجھے خود بھی معلوم نہیں۔“ مائیکل نے دیانتداری سے جواب دیا۔ ”لیکن اگر ان باتوں کی تصدیق ہو جائے تب بھی مجھے کوئی حیرت نہیں ہو گی۔“

پھر وہ دروازے کی طرف بڑھاتو کے بولی۔ ”اب تم سے کب ملاقات ہو گی؟“ مائیکل پلٹ کر محبت سے اس کا کندھا تھکتے ہوئے بولا۔ ”میں چاہتا ہوں کہ تم گھر واپس چلی جاؤ اور اچھی طرح حالات پر غور کرو۔ میری خواہش اور کوشش ہیں؟“

بھی موجود نہیں ہے۔ کم از کم ان دوسرا غرсанوں کو تو موجود ہونا چاہئے تھا جو سرکاری طور پر
ہن کی حفاظت کے لئے تعینات تھے!"

نوجوان اور خوبصورت نر کے چہرے پر قدرے نجومت تھی اور شاید اسے یہ
ہاس بھی تھا کہ اسے بہت سے اختیارات حاصل تھے اور اس کی شخصیت بہت اہم تھی۔ وہ
ہنسوں والے روایتی سے انداز میں بولی۔ "آپ کے والد کے پاس ملا قاتی بہت زیادہ آ
رہے تھے۔ ان کی وجہ سے اپتال کا نظام بہت متاثر ہو رہا تھا۔ وہ منٹ پہلے پولیس آئی اور
اہ نے تمام لوگوں کو یہاں سے نکال باہر کیا۔ باہر موجود لوگوں کو بھی پولیس نے ہٹا دیا۔ پھر
بھی منٹ پہلے پولیس کے سراغر سانوں کے لئے ان کے ہیڈ کوارٹر سے فون آیا۔ میں ہی
انہیں بلانے گئی اور انہوں نے یہاں آ کر فون سنا تھا۔ شاید ہیڈ کوارٹر میں کوئی ہنگامی صورت
تھے جنہیں سرکاری طور پر کم از کم اس وقت تک ڈون کی حفاظت کے فرائض انجام دینے غ
جب تک وہ اس کا تفصیلی بیان نہ لے لیتے۔ آخر بکرے سب کہاں مر گئے تھے؟ کہیں ا
س نہری موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کوئی ڈون کے کمرے میں گھس تو نہیں گیا تھا؟

پھر نر نے شاید مائیکل کے چہرے پر تشویش دیکھ کر قدرے ہمدردی سے کہا۔
"بہر حال.... تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں پوری طرح تمہارے والد کا
خیال رکھ رہی ہوں۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد انہیں دیکھنے ان کے کمرے میں جاتی ہوں اور
میں نے دروازہ بھی اسی لئے کھلا چھوڑا ہوا ہے کہ کمرے میں ذرا سی بھی آواز ہو تو مجھے سنائی
وے جائے۔"

"شکریہ۔" مائیکل نے کہا۔ "میں تھوڑی دیر ان کے پاس بیٹھوں گا۔"
اب نر ذرا خوش ظہقی کا مظاہر کرتے ہوئے مسکرائی اور بولی۔ "بس تھوڑی دیر
کیا جیسے گا۔ میں آپ کو زیادہ بیٹھنے کی اجازت نہیں دے سکتی۔"

مائیکل اپنے والد کے کمرے میں آیا اور وہاں موجود فون پر اس نے اپتال کے
ٹیلیفون آپریٹر کو اپنے گھر کا نمبر دے کر رابطہ کرانے کے لئے کہا۔ فون سنی نے رسیو کیا۔
مائیکل نے سرگوشی کے سے انداز میں کہا۔ "سنی! مجھے اپتال میں پہنچنے میں دیر ہو
گی۔ میں چند لمحے یہی پہنچا ہوں۔ یہاں پاپا کے پاس..... بلکہ اپتال کے باہر بھی

تحا۔ اس لئے وہ تیزی سے سیدھا حافظت کی طرف بڑھ گیا۔

اس کے اعصاب تن چکے تھے اور ڈون میں طرح طرح کے اندر یہ سرماخوار
تھے۔ وہ چوتھی منزل پر پہنچ گیا اور اس دوران کسی نے بھی اسے روکنے کی کوشش نہیں کیا۔
اب تہ اس منزل پر نرسوں کے لئے بنے ہوئے شیشے کے دروازوں والے کیمین میں بھی ہے
ایک نر نے اسے آواز دے کر کچھ دریافت کیا لیکن مائیکل نے اس کی طرف توجہ نہیں کیا
اور کمروں کے نمبر دیکھتا ہوا تیزی سے واپسے والد کے کمرے کی تلاش میں آگئے ہوا
گیا۔

اس کمرے پر پہنچ کر اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ اس کمرے کے دروازے،
بھی کوئی آدمی تعینات نہیں تھا۔ حتیٰ کہ وہاں پولیس کے وہ دوسرا غر ساں بھی نظر نہیں آ رہے
تھے جنہیں سرکاری طور پر کم از کم اس وقت تک ڈون کی حفاظت کے فرائض انجام دینے غ
جب تک وہ اس کا تفصیلی بیان نہ لے لیتے۔ آخر بکرے سب کہاں مر گئے تھے؟ کہیں ا
س نہری موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کوئی ڈون کے کمرے میں گھس تو نہیں گیا تھا؟
یہ سوچتے ہوئے اس کے اعصاب مزید تن گئے۔ کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔
سیدھا اندر چلا گیا۔ کمرے میں روشنی بھی نہیں تھی تاہم کھڑکی کے شیشے سے چاندنی اندر آ رہ
تھی۔ اس ملکجی رہشی میں اسے بیٹھ پر لیتے ہوئے اپنے باپ کا چہرہ نظر آ گیا۔ مائیکل کو بیدار
کر قدرے اطمینان ہوا کہ مدھم سانوں کے ساتھ اس کے باپ کا یہندہ اور بیخی ہو رہا تھا۔
اس کے من اور ناک میں رہو کی نالیاں گلی ہوئی تھیں۔ بیٹھ کے قریب اسیل کا اشینہ اور
شیشے کا جار و غیرہ رکھا ہوا تھا۔

مائیکل نے چند لمحے وہیں کھڑے ہو کر پہلے تو یہ اطمینان کیا کہ اس کے والد کو نہ
کوئی گزندہ نہیں پہنچی تھی۔ پھر وہ باہر آ گیا اور نرسوں کے کیمین میں پہنچا۔ وہاں ڈیولی پر میں
نر کو اس نے بتایا۔ "میرا تام مائیکل ہے۔ میں ڈون کا رلیون کا بینا ہوں۔ میں کچھ دیوار
کے پاس بیٹھنے کے لیے آیا تھا لیکن مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہو رہی ہے کہ ان کے آس پاس کہا

ہونے کی ضرورت نہیں، میں صرف احتیاطاً اپنے والد کو کسی اور کمرے میں منتقل کرنا چاہتا ہوں، کیا یہ ممکن ہے؟"

"اس کے لئے ہمیں ڈاکٹر سے اجازت لینی پڑے گی۔" نریں بولی۔

"معاملہ بہت بیگانی نوعیت کا ہے۔" مائیکل بولا۔ "چیز بات یہ ہے کہ مجھے ابھی خبر ملی ہے کہ کچھ لوگ میرے والد کو ہلاک کرنے کی نیت سے اپستال میں آنے والے ہیں۔ تم اخبارات میں ان کے بارے میں پڑھ ہی چکی ہو گی۔ ہمیں جو کچھ بھی کرنا ہے، فوری طور پر کرنا ہے۔ پلیز۔ میری مدد کرو۔ کیا انہیں منتقل کرنے کے لئے ہمیں یہ بیویں ہٹانی پڑیں گی؟"

"نہیں۔ اکر کی ضرورت تو نہیں۔ اشینڈ میں بھی پہنچے گئے ہوئے ہیں۔ بیٹھ کے ساتھ ساتھ یہ بھی جا سکتا ہے۔" ایک لمحے کی پچکچا ہٹ کے بعد نریں بولی۔ "اس فلور پر کونے کا ایک کمرہ خالی ہے۔"

چند لمحوں کے اندر اندر ان دونوں نے بیٹھا اور اشینڈ دھکیل کر اسی فلور کے کونے کے کمرے میں منتقل کر دیا۔ مائیکل نے نریں سے کہا۔ "بہتر یہی ہے کہ تم بھی اسی کمرے میں رہو۔ اگر تم باہر اپنے کی بنی میں رہیں تو ممکن ہے تمہیں بھی کوئی گزند چیز جائے۔"

اسی لمحے میں مائیکل نے بیٹھ کی طرف سے اپنے والد کی بوجھل۔ لیکن تحکما نہیں آواز کی۔ "مائیکل! کیا یہ تم ہو۔ یہاں کیا ہو رہا ہے؟"

مائیکل کا دل گویا اچھل کر حلق میں آگی۔ لیکن اس کی یہ کیفیت خوشی سے ہوئی تھی۔ اس وقت غیر متوقع طور پر اسے اپنے باپ کی آواز سن کر بہت خوشی ہوئی تھی۔ وہ پلت کر بیٹھ پر جھک گیا۔ اس نے باپ کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام لیا۔

"ہاں پاپا! یہ میں ہوں۔ مائیکل۔" وہ اپنی آواز کوئی سکون رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے بولا۔ "یہاں کچھ نہیں ہو رہا۔ بس میں ذرا احتیاطی اقدامات کر رہا تھا۔ مجھے خطرہ ہے کہ کچھ لوگ یہاں آپ کو قتل کرنے کے ارادے سے آئے والے ہیں۔ اس

کوئی نہیں ہے۔ میز ایا شیو کا کوئی آدمی نظر نہیں آرہا۔ حتیٰ کہ پولیس کے سر افراد میں موجود نہیں ہیں۔ وہ تو اچھا ہوا کہ میں اس وقت پہنچ گیا۔ پاپا تو کسی قسم کے خفاظتی اتنے بغیر۔ لاوارٹوں کی طرح یہاں پڑے ہوئے ہیں۔" اس کے لمحے میں ہلکا سار تھاں سنی ایک لمحے خاموش رہا پھر پنجی آواز میں بولا۔ "یقیناً سولوز کوئی چال پڑا کامیاب ہو گیا ہے۔ تم نے پہلے ہی اندیشہ ظاہر کیا تھا کہ اس کے پاس کوئی کام کا پڑا۔ اس لئے وہ اتنے اعتماد اور بے خوفی سے قدم اٹھا رہا ہے۔ تمہارا اندیشہ درست ہاں سنی کے لمحے میں مرعوبیت تھی۔ وہ گویا مائیکل کی ذہانت اور پیش بینی کا قائل ہو گیا تھا۔

"لیکن اس نے یہاں سے ہر آدمی کو ہٹا دینے کا کام پولیس سے کیے یا وہ سب کہاں پڑے گئے؟" مائیکل نے حیرت سے کہا۔ "خدا کی پناہ! کیا اس نسبت کے ہاتھ اتنے لمبے ہیں؟ کیا اپورے نیویارک کی پولیس اس کی جیب میں ہے؟"

"تم پریشان مت ہو۔" سنی نے سر بیان انداز میں گویا اسے تسلی دی۔ "ذو بہر حال اب بھی ہمارے ساتھ ہے۔ اس لئے تم صحیح موقع پر وہاں پہنچ گئے۔ تمہارا جانا ہم سب کے حق میں اچھا ہوا۔ تم پاپا کے کمرے میں ہی نہ ہو۔ دروازہ اندر سے الو۔ میں پندرہ منٹ کے اندر اندر پہنچ آدمی وہاں بھجواتا ہوں۔ مجھے بس چند فون کا لوز کی۔ تب تک تم وہاں سے نہ ہلنا۔ اور دیکھو۔ گھبرا نا م۔"

"میں گھبرا نہیں رہا ہوں۔" مائیکل نے سخت لمحے میں کہا۔ اس لمحے وہ ان کے دشمنوں کے لئے اپنے دل میں شدید غصہ اور نفرت محسوس کر رہا تھا۔ دون پر قاتر ب بعد سے اس کی یہ کیفیت چھلی بارہوئی تھی۔

فون بند کر کے اس نے نرسوں کو بلانے والی گھنٹی کا بٹن دبایا۔ سنی نے ہدایات دی تھیں، وہ اپنی جگ تھیں لیکن اب وہ خود اپنی عقل اور اپنی قوت فیصلہ کو مجھی لانا چاہتا تھا۔

جب نریں کمرے میں آئی تو مائیکل نے کہا۔ "میری بات سن کر تھہرا

پھر وہ مصائب کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا۔ ”ڈون مائیکل! آپ نے مجھ پہچا؟ میں ایزو ہوں۔۔۔ میں مسٹر نیزورین کی بیکری پر کام کیا کرتا تھا۔۔۔ ان کا معاون تھا۔۔۔ اب میں ان کا داماد بھی ہوں۔ آپ کے والد نے میرے کاغذات بنا کر مجھے معاون تھا۔۔۔ اب میں ان کا داماد بھی ہوں۔ آپ کے والد نے میرے کاغذات بنا کر مجھے اہر یا کی شہریت دلوائی تھی۔ اس طرح گویا انہوں نے مجھے ایک نئی زندگی دی تھی۔ میں ان کا بیوی احسان کبھی نہیں بھول سکتا۔“

مائیکل نے اس سے ہاتھ ملایا۔ اسے اب یاد آگیا تھا کہ وہ کون تھا۔ ایزو نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔ ”میں آپ کے والد کی عیادت کے لئے آیا تھا۔۔۔ مگر مجھے بہت دیر ہوئی ہے۔ کیا اپنالی والے اس وقت مجھے اندر جانے دیں گے؟“ اس کا لمحہ اطاالوی تھا۔

مائیکل نے سکراتے ہوئے نفی میں سر بلایا۔ ”نہیں۔۔۔ لیکن بہر حال۔۔۔ تمہارا بہت شکریہ۔۔۔ میں ڈون کو بتا دوں گا کہ تم آئے تھے۔“

ایسی لمحے بڑی سی ایک سیاہ کار سڑک کے کونے پر نمودار ہوئی اور ہلکی۔۔۔ مگر گرجداری آواز کے ساتھ ان کی طرف آتی دکھائی دی۔ مائیکل نے جلدی سے پنجی آواز میں کہا۔ ”شاید یہ پولیس ہو۔ ممکن ہے یہاں کوئی مسئلہ کھڑا ہو جائے اور تم بھی اس کی پیٹ میں آجائو۔ تم چاہو تو فوراً یہاں سے رخصت ہو سکتے ہو۔“

نوجوان ایزو کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے خوف نمودار ہوا مگر دوسرے عیسیٰ کے ہو یاد ہی دل میں کسی فیصلے پر پہنچتے ہوئے مضبوط لمحے میں بولا۔ ”اگر کوئی مسئلہ کھڑا ہو تو امیں اپنی بساط کے مطابق تمہارے کام آنے کی کوشش گا۔ ڈون نے مجھے پر جو احسان کیا ہے اس کے بعد اتنا تو میرا فرض بنتا ہے۔“

حالانکہ پولیس کے سامنے کسی مسئلے میں لمحتے سے اس کی وہ شہریت منسوخ ہو سکتی گی جو اسے بڑی مشکل سے ملی تھی مگر اس وقت اس نے مائیکل کے کہنے کے باوجود راہ فرار اختیار نہ کر کے بڑی جو ان مردی کا ثبوت دیا تھا۔ مائیکل کو اس کی بات بہت اچھی لگی۔ وہ

لئے میں نے آپ کو دوسرے کمرے میں پہنچا دیا ہے۔ اب آپ کوئی آواز مت نہیں لے اگر کوئی آپ کا نام لے کر پکارے تو بھی کوئی جوب مت دیجئے گا۔ بہر حال، میں پہا موجو ہوں۔ آپ کو خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔“

گوڈون کار لیوں اس وقت مکمل طور پر ہوش و حواس میں نہیں تھا اور دو اول اثرات کے باوجود بڑی تکلیف میں تھا۔ لیکن وہ مشفقاتہ انداز میں، نیم واں گھنول میئے کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا دیا اور بیٹھی بیٹھی کی آواز میں بولا۔ ”میں بھلا کیوں خوفزدہ ہوں گا؟ میں جب بارہ سال کا تھا۔۔۔ تب سے نہ جانے کون کون لوگ مجھے قتل کرنے کوشش کر رہے ہیں۔“

☆.....☆.....☆

”فرنج ہا سپل“ زیادہ بڑا نہیں تھا۔ مائیکل کمرے کی کھڑکی میں کھڑے ہو کر اسکے سامنے دیکھ کر سکتا تھا۔ اپنالی میں داخل ہونے کا ایک ہی دروازہ تھا اور وہ مائیکل کی نظر میں تھا۔ اپنالی میں داخل ہونے والے کسی بھی شخص کو وہ آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔ اس نے محضوں کیا کہ اگر وہ اپنالی کے گیٹ پر جا کر کھڑا ہو جائے تو زیادہ اچھا ہو گا۔ وہ کے دروزے پر اس کا بے خوفی سے کھڑے ہونا کسی بھی حلہ آور کم از کم وقت طور پر تشویش میں جتا سکتا تھا۔

وہ تیزی سے سڑھاں اتر کر نیچے آیا اور اپنالی کے گیٹ سے نکل کر فٹ پاٹہ ایک اسٹریٹ لائٹ کے میں نیچے کھڑا ہو گیا تاکہ آنے والا دوسرے ہی اس کی ٹھنڈی دیکھ اور اگر وہ اسے پہچانتا ہو تو اس کی موجودگی سے کسی نہ کسی حد تک ہٹر بڑا سکے۔

اس نے سگریٹ سلاگا۔ اس اشائے میں اسے ایک نوجوان موڑ سے نمودار اپنالی کی طرف آتا دکھائی دیا۔ اس کی بغل میں ایک پارسل سادبا ہوا تھا۔ وہ جب ”میں آیا تو مائیکل کو اس کا چہرہ کچھ شناسا سا لگا لیکن اسے یاد نہیں آسکا کہ اس نے پہلے کہاں دیکھا تھا۔ نوجوان سید حا اسی کی طرف آیا اور اس کے میں سامنے آن رکا۔

چند لمح بعد اپتال کے گیٹ پر بہت سے باور دی پولیس والے نظر آنے لگے۔ نے مکون کی سانس لی۔ غالباً اسی پولیس کے چکنے کو حرکت میں لانے میں کامیاب ہو۔

فاماں میں پوس، یہ رہا رہی میں بیٹھا۔ اس سے پہلے کہ اس کے منہ سے کوئی خیر مقدمی لفظ نکلا، وہ جسم اور مضبوط پولیس نے اس کے دونوں بازوں سے کپڑا لئے اور تیسرا اس کی تلاشی لینے لگا۔ پھر ایک تنومند گیٹین آگئے آتا وکھاکی دیا۔ پولیس والوں نے اختراماً جلدی سے اس کے لئے راستہ رہا۔ اس کی ٹوپی پر طلائی نشان چمک رہا تھا۔ اس کے بال، جو ٹوپی کے نیچے سے مگر رہے تھے، ان میں سفیدی غالب تھی اور وہ خاصاً موٹا بھی تھا۔ اس کے باوجود وہ بیٹھا اور سائیکل کی طرح مضبوط علوم ہو رہا تھا اس کا نیہرہ سرخ اور یہ گوشت تھا۔

وہ ماڈل کے سامنے آن رکا اور کھر دری آواز میں برہمی سے بولا۔ ”میرا خیال تھا میں نے تم سب معاشوں کو جو والات میں ڈال دیا ہے۔ تم کہاں سے آگئے۔ اور کون ہو ایساں کا کر رہے ہو؟“

اس سے پہلے کہ ماں گل کوئی جواب دیتا، اس کی تلاشی لینے والے نے اپنے آفیسر ٹھنڈا کیا۔ ”اس کے پاس کوئی بھی سارے نہیں ہے کیپن!“

ماں گل خاموشی سے کیپن کا گھری نظر وہ سے جائزہ لے رہا تھا۔ سادہ لباس لے ایک سراغر سا نے دبی دبی سی آواز میں کیپن کو بتایا۔ ”یہ ماں گل کار لیوں ہے۔“

کار لیوں کا بیٹا.....“

انیکل نے کیپین کی نیلی اور سفاک آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پہ سکون لجھے میں
چلا۔ ”وہ دونوں پولیس سراغراہاں کہاں ہیں جنہیں میرے والد کی حفاظت کے لئے
کاری طور پر رکھتا ہے کہاں؟“ انہیں سکر کر رکھا۔

پولیس کی پین کا سرخ چہرہ غصے بالکل ہی لال بھجوکا ہو گیا۔ وہ مائیکل کو ایک گالی سکن غضب تاک انداز میں گر جا۔ ”تم کون ہوتے ہو مجھ سے پوچھنے والے؟ میں نے ہٹایا

اس کے چند بے بے متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

اسے احساس ہوا کہ ایزد کی اس وقت اس کے ساتھ موجودگی اس کے جم بہت مفید بھی ثابت ہو سکتی تھی۔ اسے خیال آیا تھا کہ عین ممکن ہے اس سیاہ کار میں پریم بجائے سولوز کے آدمی ہوں۔ وہ دروازے پر دونوں جوانوں کو کھڑے دیکھ کر خوفزدہ تھے اور اسے ارادوں ریلملدر آئے کا ارادہ ملتوی کر سکتے تھے۔

وہ کار آگے بڑھتی چلی گئی۔ اس میں کوئی فیصلی تھی۔ ان لوگوں نے اپنال کی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ مائیکل کے تینے ہوئے اعصاب کچھ ڈھیلے پڑ گئے۔ اینز، کوہنی، ایک سگریٹ سلاگا کر دیا۔ دونوں نوجوان اسٹریٹ لائٹ کے نیچے کھڑے کے کش لئے رہے۔

وہ دونوں سگریٹ تقریباً ختم کر چکے تھے جب ایک اور بڑی سی سیاہ کار سڑک پر نمودار ہو کر ان کی طرف مرتی نظر آئی۔ اس کی رفتار بے حد کم تھی اور وہ فنا سے تقریباً لگ کر چل رہی تھی۔ ان کے قریب آتے آتے وہ گویا رکنے لگی۔ مائیکل میں موجود افراد کو دیکھنے کے لئے آنکھیں سیکھ کر راگردن جھکائی تو یکدم کار کی رفتار اور وہ آگے نکلی چلی گئی۔ ایسا لگا جیسے کسی نے اسے پہچان کر، وہاں رکنے کا ارادہ ملتا تھا۔

ماں گل نے ایک اور سگریٹ سلاکا کر ایزد کو دی۔ اس نے دیکھا۔ ایسا۔
میں ہلکی سی کپکاہٹ تھی۔ ماں گل کو یہ دیکھ کر خود اپنے بارے میں حیرت ہوئی کہ
ماں گل میرزا رابحی لرزش نہیں تھی۔

انہیں وہاں کھڑے مزید دس منٹ بھی نہیں گزرے ہوں گے کہ فضائی کار کے سائز کی آواز گونج آئی۔ ایک پولیس کار تیز رفتاری سے اس طرح موز بیٹھانے کی طرف آئی کہ اس کے ناٹر ج چڑھا چکے۔ کار اپنال کے عین سامنے آن رکی۔ اسکو اڈ کار اس کے پیچھے پیچھے آن پیچھیں۔

یہاں کے پاس سے کوئی ہتھیار برآمد نہیں ہوا ہے کیپن! اس کا شمار میدان جنگ کے ہیر و زخمی ہتا ہے..... اور یہ بھی کسی قسم کے ناجائز وہندوں اور گروہ بازی میں ملوث نہیں رہا۔ اس کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی تو اخبارات ہنگامہ کھڑا کر سکتے ہیں۔"

کیپن قہر ہر ساتی آنکھوں سے سراغر ساں کی طرف دیکھتے ہوئے دھاڑا۔
"دون ہو تم پر! میں تم سے کہہ رہا ہوں، اے لے جا کر حوالات میں بند کر دو۔"

اس لمحے مائل پلک جھپکائے بغیر کیپن کو گھورتے ہوئے پر سکون لبھے میں بول گل۔ "میرے والد کو ہلاک کرنے کے لئے راستہ صاف کرنے کا تمہیں سولوز نے کتنا حاضر یا ہے کیپن؟"

کیپن کے چہرے سے یوں لگاتی ہے وہ خسے کی شدت سے ڈنی تو ازن کو بیٹھے مائل کے دامیں باسیں کھڑے پولیس والوں کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا۔ اس نے مائل کے بازوہ زیادہ مضبوطی سے جکڑ لئے اور پھر کیپن کا گھونسا پوری طاقت سے مائل کے چہرے پر پڑا۔ گھونسا کیا..... وہ گویا کوئی بھاری ہتھوڑا تھا جس کی ضرب سے مائل کی آنکھوں کے سامنے اندر ہرا چھا گیا۔ اس نے اپنے منڈ میں خون کا ذائقہ اور تین چار چھوٹی چھوٹی بڑیوں کی موجودگی محسوس کی اور درد کا ایک سیلا ب گویا اس کے چہرے اور سر پر بھیل گیا۔ اسے احساس ہوا کہ اس کے تین چار دانت نوٹ گئے تھے اور جبڑا مل گیا تھا۔

لماکر کے اندر گویا بم پھٹ گیا تھا۔

اُردو نوں پولیس والوں نے اس کے بازو مضبوطی سے نہ کھڑکی ہوتے تو شاید اُر جاتا ہم وہ بے ہوش نہیں ہوا تھا۔ اسے احساس تھا کہ سادہ لباس والا سراغر ساں اس کے درمیان حائل ہو گیا تھا۔ وہ کیپن سے کہہ رہا تھا۔ "خدا کی پناہ کیپن! تم نے سے زخمی کر دیا ہے۔"

کیپن بلند آواز میں بولا۔ "کیا کو اس کر رہے ہو؟ میں نے تو اسے چھوٹا بھی نہیں کر فارمی میں حراست کر رہا تھا اور مجھ پر حملہ کرنے کے لئے جھپٹ رہا تھا مگر مٹھو کر کھا دو۔"

تحا نہیں ڈیوٹی سے، اب بتاؤ تم میرا کیا بگاڑو گے؟ جب تمہارے باپ کو گولیاں مارا گئیں..... اس موقع پر اگر میں موجود ہوتا تو میں اسے بچانے کے لئے انگلی بھی نہ بلاتا لگوں جیسے بد معاش اگر آپس میں لڑاکر ایک دوسرے کو ہلاک کر دیں تو مجھے بڑی خوشی ہو گی۔ اب فوراً یہاں سے دفع ہو جاؤ اور میرا یضوں سے ملاقات کے جو اوقات مقرر ہیں۔ ان کے علاوہ میں ایک لمحے کے لئے بھی یہاں تمہاری شکل نہ دیکھوں۔ سمجھے؟" مائل بدستور گہری نظر سے پولیس کیپن کے چہرے کا جائزہ لے رہا تھا۔ جس اگنیز بات تھی کہ اسے اب بھی غصہ نہیں آیا تھا۔ اس کے برعکس اس کا ذہن نہایت تیزی۔ منطقی انداز میں حالات کا تجزیہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ یہ کیپن سولوز کے ہاتھ بکا ہوا تو نہیں تھا؟ میں ممکن تھا کہ مٹ پہلے گزرنے والی کار میں سولوز خود موجود ہو۔ اسپتال کے گیٹ پر مائل اور ایک نے نوجوان کو کھڑے دیکھ کر اس نے اپنے ارادوں پر عملدرآمد کا ارادہ ملتی کر دیا ہوا آگے جاتے ہی پولیس کیپن سے رابط کر کے اس سے کہا ہو۔ "میں نے تو تمہیں آدمیوں اور پولیس کے سراغر سانوں کو اسپتال سے ہٹانے کے لئے بھاری رقم دی تھی۔ لیکن وہاں تواب بھی ڈون کا میٹا اور دوسرے لوگ موجود ہیں۔ کیا راستہ صاف کرنا ہے؟"

مائل نہ سکون لبھے میں کیپن سے مخاطب ہوا۔ "میں اس وقت تک اسپتال کمپس نہیں جاؤں گا جب تک تم میرے والد کے کمرے پر کچھ پولیس آفیسرز کو ہدایت لئے تھیں کر دیتے۔"

کیپن نے اس بات کا جواب دینے کی زحمت نہیں کی اور اپنے پاس کھڑے لباس والے سراغر ساں کو مخاطب کیا۔ "فل! اس بد معاش کو بھی لے جا کر حوالات مٹا کر کچا ہٹ آمیز انداز میں گویا کیپن کو سمجھانے کی کوشش کی۔"

پہنچا اس کا انداز تھا کہ شاید اس کا باپ بھی اس قسم کی صورت حال میں ایسا ہی کرتا۔
اس نے محسوس کیا کہ اسے سہارا دے کر اسپتال کے اندر لے جایا جا رہا تھا۔ اسی
ہن اس کا ذہن تاریکی میں ڈوب گیا۔

☆.....☆

صحیح جب اس کی آنکھ کھلی تو اسے اندازہ ہوا کہ اس کے جیزے کو تار کی مدد سے صحیح
لپڑھایا گیا تھا اور اس کے چار دانت غائب تھے لیکن اس کے بیٹھے کے قریب بیٹھا تھا۔
”کیا محسوس کر رہے ہو؟“ ہیکن نے پوچھا۔

”اتا برا نہیں، جتنا رات محسوس کر رہا تھا۔“ مائیکل نے آہنگی سے جواب دیا۔
”لیکن تکلیف بہر حال اب بھی ہے۔۔۔ بہت زیادہ ہے۔۔۔“

”تنی چاہتا ہے کہ تمہیں گھر منتقل کر دیا جائے۔“ ہیکن بولا۔ ”کیا تم خود کو اس
ہل محسوس کر رہے ہو کہ گھر چل سکو؟“

”ہا۔۔۔ چلا جاؤں گا۔“ مائیکل نے جواب دیا پھر پوچھا۔ ”بaba کیسے ہیں؟“
”میرا خیال ہے اب مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ ہم نے ڈون کی حفاظت کے مقابل
تفاہمات کرنے لئے ہیں۔ ہم نے پرانی ٹور پر سراغر سانوں کی ایک پوری فرم کی خدمات حاصل
کر لی ہیں جو اسپتال کے باہر تک مختلف جگہوں پر تعینات رہیں گے۔ مزید باتیں ہم کار میں
مہر بنتے وقت کریں گے۔“

مائیکل کو جس کار میں گھر لے جانے کا بندوبست کیا گیا تھا اسے سینے اچھا رہا تھا۔
لیکن اس کے پرانے بیٹھا تھا لیکن چھپلی سیٹ پر جا بیٹھا تھا۔ مائیکل کے سر میں اب بھی دھمک
ہر لمحی اور پورے چہرے پر میں اٹھ رہی تھیں لیکن وہ جو صلے سے یہ تکلیف برداشت کر
لے گا۔

”چھپلی رات آخر ہوا کیا تھا؟ صحیح بات کا پتا بھی چلایا نہیں؟“ مائیکل نے
”ایدھن کیا۔

کر گر پڑا۔ یوں اسے چوت لگ گئی۔ سمجھ میں آئی بات؟“

مائیکل کی آنکھوں کے سامنے سرخی آمیز دھنڈا ہٹ سی پھیل گئی تھی۔ اسی حالت
میں اس نے مزید چند کار میں سرک پر نمودار ہوتے دیکھیں۔ کار میں اسپتال کے قریب آگر
رک گئیں اور ان میں سے لوگ اترتے دکھائی دیئے۔ ان میں ایک گومائیکل نے پہچان لیا
وہ سینے اکاولیں تھا۔ وہ سخت اور پر اعتماد لججے میں کیپین سے بات کرنے لگا۔

”کار لیون فیلی نے ڈون کار لیون کی حفاظت کے لئے چند پرانے
سراغر سانوں کی خدمات حاصل کی ہیں۔“ وکیل کہہ رہا تھا۔ ”جو میرے ساتھ آئے ہیں اور
کے پاس جو تھیں اور ہیں، ان کے اسنس بھی ان کے پاس ہیں۔ اگر تم نے انہیں گرفتار کیا
تمہیں صحیح کے سامنے پیش ہو کر اپنے اس اقدام کی وضاحت کرنی ہو گی۔“

پھر وکیل نے مائیکل کے ہبومیں لمحے ہوئے چہرے کی طرف دیکھا اور
سے مخاطب ہوا۔ ”تمہارے ساتھ جس نے بھی یہ سلوک کیا ہے۔۔۔ کیا تم اس کے خلاف
باضابطہ طور پر پورٹ کرنا تھا جاتے ہو؟“

مائیکل نے بولنا چاہا تو اس میں شدید دشواری پیش آئی۔ درود کی ایک نئی
اس کے چہرے اور سر میں پھیل گئی۔ اس کا جیڑا اپنی جگہ سے ہل چکا تھا اور بولنے کے
اسے حرکت دینا گویا اس کے بس میں نہیں تھا لیکن وہ بڑی بڑی نے کے سے انداز میں، کیا نہ
طرح یہ کہنے میں کامیاب ہو گیا۔ ”میں گریا تھا۔۔۔ مجھے چوت لگی ہے۔۔۔“

کیپین کے چہرے پر طہانیت پھیل گئی اور اس نے فاتحانہ انداز میں وکیل
طرف دیکھا۔ اپنی تمام تر تکلیف اور اڑیت کے باوجود نہ جانے کیوں مائیکل اس وقت
آپ کو ہبھی طور پر بالکل پر سکون محسوس کر رہا تھا۔ اس کے دل میں سفا کی کی ایک سردیہ
جسم لیا تھا جس سے اب تک وہ نہ آشنا تھا۔ کیپین کے لئے اس کی رگوں میں ہبھکی جگہ
نفرت کا لاوا دوڑنے لگا تھا لیکن وہ فی الحال عام لوگوں کی طرح اس کا عمل ظاہر نہیں
چاہتا تھا۔ وہ ابھی اپنے تمام محسوسات دنیا سے۔۔۔ اور خاص طور پر پولیس کیپین سے مخفی۔

”نهیں۔“ ہیگن نے جواب دیا۔ ”ہم نے بھی اس معاملے میں زبان بند رکھنا ہی بہر سمجھا اور پولیس بھی نہیں چاہتی تھی کہ یہ معاملہ اخباروں میں آئے۔“

”یہ اچھا ہوا۔“ مائیکل نے طمانیت سے کہا پھر گواہ سے کچھ یاد آیا۔ ”اور ایزد کا کیا ہنا؟ وہ تو پولیس کے چکر میں نہیں پھنسا؟“

”نهیں۔ وہ تم سے زیادہ تیز تھا۔“ ہیگن بولا۔ ”پولیس کی زیادہ نظری دیکھتے ہی وہ وہاں سے کھسک لیا۔“

”تھم جب وہ گاڑی وہاں سے گزری۔ جس میں غالباً سولوز بھی موجود تھا اس وقت وہ لڑکا میرے ساتھ کھڑا رہا۔“ مائیکل نے بتایا پھر تعریفی لمحے میں کہا۔ ”بہر مال۔ وہ اچھا نوجوان ہے۔“

”ہم اسے اس کی بہادری کے اعتراف میں کسی نہ کسی انعام سے ضرور نواز دیں گے۔“ ہیگن بولا۔ ”اور ہاں۔۔۔ شاید یہ خبر سن کر تم اپنی طبیعت کچھ بہتر محسوس کرو کہ آخر کار لوں فیملی کا نام بھی ”اسکور بورڈ“ پر آہی گیا ہے۔“ نے نیگ لیا، فیملی کا سب سے بڑا لڑکا برونو۔۔۔ جو ایک نائن کلب چلاتا تھا۔۔۔ آج صبح چار بجے مارا گیا ہے۔“

”ارے۔۔۔ اے،“ مائیکل سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ ”یہ کیسے ہو گیا؟ ہم نے تو طے کیا تھا کتنی الحال کوئی جواب نہیں دیں گے اور انتظار کرنے کی پالیسی پر عمل کریں گے۔“

”ہاں۔“ ہیگن کندھے اچکا کر بولا۔ ”ارادہ تو یہی تھا۔۔۔ لیکن رات کو اسپتال میں جو کچھ ہوا، اس کے بعد سنی کا غصہ عودہ کر آیا۔ وہ بہت مشتعل ہے۔ اس نے اپنے تمام آرڈوں کو نیویارک اور نیو جرسی میں پھیل جانے کا حکم دیا ہے اور رات ان لوگوں کی نئی لائی گئی ہے جنہیں نشانہ بنانا ہے۔ میں سنی کو زیادہ آگے جانے سے روکنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن وہ میری نہیں سن رہا۔۔۔ شاید تم اسے سمجھا سکو۔ میرا خیال ہے، اب بھی بڑے، بلکہ پرلاٹی چھیڑے بغیر معاملات طے کئے جاسکتے ہیں۔“

”میں اس سے بات کروں گا۔“ مائیکل نے کہا، پھر پوچھا۔ ”کیا آج ہم لوگوں

”پولیس میں ایک سراغرساں فلپس ہے جسے عام طور پر فل کہہ کر بھاٹپا ہے۔۔۔“ ہیگن بتانے لگا۔ ”وہی۔۔۔ جس نے پچھلی رات کیپن کو تمہارے موالی خباثت دکھانے سے روکنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ وہ ہمارا آدمی ہے اس نے ہمیں ساری باتی ہے۔ پولیس کیپن کا نام میک کلپس ہے اور وہ اس وقت سے زبردست رشوت خور رہا ہے جب وہ مجھ سے ایک پڑول میں تھا۔۔۔ گشت پر مامور تھا۔ ہماری ”فیملی“ بھی اس پاٹی میں قیس دیتی رہی ہے لیکن وہ جلد ہی ایک سے دوسرے کے ہاتھ بک جان آدمی ہے اور قطعی ناقابل اعتبار ہے۔“

”ان دنوں وہ سولوز کے ہاتھوں بکا ہوا ہو گا؟“ مائیکل نے خیال ظاہر کیا۔ ”ہاں۔۔۔“ ہیگن نے اثبات میں سرہلا کیا۔ ”سولوز نے اسے ہمارے آدمیاں وہاں سے ہٹانے اور کوئی نہ کوئی اڑام لگا کر جوالات میں ڈالنے کے لئے بھاری رقم دکن گی۔ پولیس کے دنوں سراغرسانوں کو بھی اس نے یہ جواز گھٹ کرو اپس بلوالیا کہ کہنا ہنگامی قسم کی صورت حال میں ان کی ضرورت ہے۔ ان کی جگہ دوسرے دو پولیس اور بھجوائے جانے تھے لیکن جان بوجھ کر کاغذات میں ان کی ڈیوٹی کے بارے میں غلطیں کر دی گئی تاکہ وہ اسپتال پہنچیں بھی۔۔۔ تو دیر سے پہنچیں۔ یوں ڈن کو ہلاک کرنے لئے سولوز کو کچھ دیر کی مہلت دی گئی اور اس کا راستہ مکمل طور پر صاف کر دیا گیا۔ وہ تو ہم خوش قسمتی تھی کہ اس دران ہی تم وہاں پہنچ گے۔ پولیس میں ہمارا جو آدمی ہے سراغرساں فلپس۔۔۔ اس کا کہنا ہے کہ کیپن کلپس جس قسم کا آدمی ہے اور جیسی اس کی لکڑی ہے۔۔۔ اسے دیکھتے ہوئے یہ موقع رکھنی چاہئے کہ وہ دوبارہ بھی اسی کوشش کرے گا۔۔۔ بار پھر سولوز کو موقع فراہم کرنے کی کوشش کرے گا۔ سولوز نے اسے نہ جانے کتنی قسم ہے گی اور آئندہ کے لئے بھی نہ جانے کیا کیا وعدے کئے ہوں گے۔“

”کیا کیپن کلپس کے ہاتھوں میرے زخمی ہونے کی خبر اخباروں میں آئی؟“ مائیکل نے دریافت کیا۔

دونوں مکان جو گلی کے دہانے پر تھے، ان کی بلاائی مزاوں کی کھڑکیاں کھلی ہوئی تھیں۔ مائیکل کو اس ہوا کہ سنی اب صحیح معنوں میں چوکنا تھا اور اس نے تمام خانچتی انتظامات کے ہونے تھے۔

وہ دونوں میزرا کے آدمی تھے جو کار سے نیک لگائے کھڑے تھے۔ انہوں نے آنے والوں کا استقبال صرف سر کے خفیف سے اشارے سے کیا۔ ان کے درمیان کوئی بات چیز نہیں ہوئی۔ گھر کا دروازہ بھی ایک محافظ نے کھولا۔ وہ سیدھے اسی کمرے میں پڑھے جو آفس کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ سنی اور شیسوں کے منتظر تھے۔

مائیکل کو دیکھ کر سنی انھوں کھڑا ہوا اور اس کا مضروب چہرہ دونوں ہاتھوں میں لے کر پیار اور ختر سے بولنا۔ ”وہ..... وہ..... اب تم پہلے سے زیادہ خوبصورت لگ رہے ہو۔“

مائیکل نے آہنگی سے اس کے ہاتھ ہٹا دیئے اور مشروب کی بوال سے اپنے لئے چند گھونٹ اونٹ لیے۔ اسے امید تھی کہ شاید اس سے جبزے کا درد کم کرنے میں کچھ مدد ملے۔ پانچوں آدمی کمرے میں بیٹھ گئے۔ مائیکل نے محسوس کیا کہ اس کا بڑا بھائی پہلے کے مقابلے میں زیادہ مطمئن اور خوش نظر آ رہا تھا۔ اس کی وجہ شاید یہ تھی کہ اسے یکسوئی حاصل ہو گئی تھی۔ وہ اب الجھن میں نہیں تھا۔ بلکہ فیصلے پر پہنچ پکا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے۔ سولوزونے گز شدہ رات ڈون کو قتل کرنے کی ایک اور کوشش کر کے گویا سنی کو یکسوئی سے فیصلہ کرنے میں آسانی فراہم کر دی تھی۔ اب صلح کا کوئی امکان نہیں رہا تھا۔

سنی نے ہیگن کو مخاطب کیا۔ ”جب تم مائیکل کو لینے گئے ہوئے تھے تو رابطے کے آدمی کافون آیا تھا جو ہمارے اور سولوزو کے درمیان پیغامات کا تبادلہ کر رہا ہے۔ اس نے بتایا کہ اب سولوزو نما اکرات کے لئے ہم سے مینگ کرنا چاہتا ہے۔ اس سور کے پچھے کی جرأت دیکھو۔ جو کچھ وہ کر چکا ہے، اس کے بعد نما اکرات کرنا چاہتا ہے اور اس کا خیال شاید یہ ہے کہ اس دوران وہ مزید جو کچھ کرے، وہ بھی ہمیں سبر و تحمل سے برداشت کرنا چاہئے۔“ اس نے سولوزو کو مزید موٹی سی ایک گالی دی۔

کی کوئی مینگ طے ہے؟“

”ہاں.....“ ہیگن نے جواب دیا۔ ”سولوزونے آخر ہم سے رابطہ کیا ہے۔“ ہمارے ساتھ نما اکرات کی میز پر بیٹھنا چاہتا ہے۔ ایک درمیانی آدمی تفصیلات طے کر رہا ہے۔ یہ ہماری جیت ہے۔ سولوزو کو اندازہ ہو گیا ہے کہ وہ ہمار چکا ہے..... اور اب وہ صرف اپنی جان بچانے کی کوشش کر رہا ہے۔ وہ اپنی زندگی اور سلامتی کی ضمانت لے کر اس صورت میں تھاں چاہتا ہے۔“

ایک لمحے کے لئے توقف کے بعد ہیگن بولا۔ ”ڈون پر حملے کے فوراً بعد چونکہ ہم نے کوئی جواب نہیں دیا تھا اس لئے شاید سولوزو کو غلط فہمی ہو گئی کہ ہم زرم پڑ گئے ہیں اور ہم میں وہ پہلے وانی بات نہیں رہی..... ایکین آج صبح نے فیک لیا فیکی کے سب سے بڑے لڑکے کا ہاتھ صاف ہونے کے بعد اس کی عقلی حد تک ٹھکانے آگئی ہو گئی اور ہمارے بارے میں اس کی غلط فہمی دور ہو گئی ہو گی۔ اس نے ڈون پر حملہ کروا کر بہت بڑا جو اکھیا اتھا۔“

پھر اسے جیسے کچھ یاد آیا۔ ”اور ہاں..... بر اسی کے بارے میں تصدیق ہو گئی ہے۔ اسے انہوں نے ڈون پر حملے سے ایک رات پہلے ہی ہلاک کر دیا تھا۔ اسے بردنو کے نامہ کلب میں ہی ہلاک کیا گیا تھا۔“

”اس پر یقیناً پہ نہیں میں جاں بچنی کا گیا ہو گا اور اس کے لئے کوئی زبردست سازش تیار کی گئی ہو گی۔“ مائیکل نے خیال ظاہر کیا۔ ”ورنہ وہ اتنی آسانی سے مارا جانے والا آدمی نہیں تھا۔“

☆.....☆

مائیکل جب لامگ نیچ پہنچا تو اس بندگی کی فقا میں پہلے سے زیادہ کشیدگی تھی ہے ”وی مال،“ کہا جاتا تھا اور جہاں کار لیون فیملی کے آٹھ گھر تھے۔ گلی کے تین دہانے پر مولی سی زنجیر تو گلی تھی گراب ایک بڑی سی سیاہ کار نے بھی راست تقریباً روکا ہوا تھا۔ اس کے پاس سے ایک وقت میں تین آدمی ہی گزر سکتے تھے۔ کار سے دو آدمی نیک لگائے کھڑے تھے۔“

بھی کے لئے تیار ہے جس طرح سولوز و چاہتا ہے۔ وہ لوگ اپنا کوئی الگ لائچے عمل اختیار نہیں رہیں گے۔ وہ سمجھ لیں گے کہ جو کچھ انہوں نے پاپا کے ساتھ کیا، اس کے جواب میں برونو کو بہن سے ہاتھ دھونا پڑے اور یوں حساب برابر ہو گیا۔ وہ خبیث بڑے ہمت والے اور بے حابی کتابی قسم کے لوگ ہیں۔ ”سُنی نے اس بارز ہر لیے سے انداز میں قہقہہ لگایا۔ ”تین بولا۔ ”بہر حال، ہمیں ان کی بات سن تو لئی چاہئے۔“

سے نہیں میں سر ہلایا۔ ”نہیں..... وکیل صاحب! اس مرتبہ بات نہیں ہو گی۔ اب ڈاکتی اور نہ اکرات بھی نہیں ہوں گے۔ رابطے کا آدمی ہمارا جواب منے کے لئے آئندہ ہم سے رابطہ کرے گا تو میں اس سے کہہ دوں گا کہ مجھے صرف سوالوڑو چاہئے۔ سوالوڑو کو برے خواں کر دو تو بات ختم ہو جائے گی۔ اگر نہیں..... تو پھر تمام تر وسائل کے باوجود جنگ ہیں روپوش ہونا پڑا تو ہو جائیں گے اور ہمارے گن میں گلی کو چوں میں پھیل جائیں گے۔ کارروائی اگر متاثر ہوتا ہے، تو ہوتا رہے۔“

”دوسری ”فیصلیز“، اس طرح کی جنگ کے حق میں نہیں ہوں گی۔ اس سے ہر شخص کی
ٹکلات میں اضافہ ہوتا ہے اور مسائل بڑھ جاتے ہیں۔“ ہیکن نے گویا اسے یاد دہانی
کرائی۔

”دوسری ”فیلمیز“ کے پاس بھی سید حاصل بھی ہے کہ وہ سوالوں کو میرے حوالے کر دیں ورنہ کار لیوں فیملی کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔“ ایک لمحے توقف کے بعد انہی ذرا سخت لمحے میں بولا۔ ”اب میں اس موضوع پر کوئی مشورہ نہیں سنوں گا کہ مجھے اس پر کس طرح حل کرنا چاہئے، فیملہ ہو چکا ہے۔ اب تمہارا کام مجھے جیتنے میں مدد دینا ہے، میں کرنا نہیں..... سمجھ گئے؟“

ہمکن نے سعادت مندی سے ایک لمحے کے لئے سر جھکا دیا۔ وہ کسی گھری سوچ میں قرار پہنچنے والے بولا۔ ”پولیس میں ہمارا جو آدمی موجود ہے، میں نے اس سے بات کی تھی۔ اس نے تصدیق کی ہے کہ کہپن کھل، جس نے مائیکل کو زخمی کیا تھا، سولوزو کے ہاتھ

”تم نے کیا جواب دیا؟“ ہیگن نے حتاط لہجے میں پوچھا۔

”میں نے کہا۔ ضرور..... ضرور..... مینگ تو ہوئی چاہئے ذاکرات میں ضروری ہیں۔ وقت اور دن وغیرہ طے کرنے کا معاملہ بھی میں نے اس پر چھوڑ دیا۔ مجھے کلی جلدی نہیں ہے۔ ہمارے تقریباً ایک سو آدمی اسے چوبیس گھنٹے تلاش کر رہے ہیں۔ ان میں کسی کو اگر اس کی جگلک بھی نظر آگئی تو سب سمجھ لو کہ وہ مارا گیا۔“

”کیا اس نے کوئی جتنی قسم کی تجویز پیش کی؟“ ہیگن نے نری سے پوچھا۔
”ہاں..... وہ چاہتا ہے کہ اس کی تجویز سننے کے لئے ماں یکل کو بھیجا جائے۔
رابطے کے آدمی نے ماں یکل کے تحفظ کی ضمانت دی ہے۔ جب تک ماں یکل مذاکرات کے
لئے ان کے ساتھ رہے گا، تب تک رابطے کا آدمی شہنشاہ کے طور پر ہماری تحویل مل رہے
گا۔ سولوزو نے اپنی حفاظت کی ضمانت نہیں مانگی ہے۔ اسے معلوم ہے کہ وہ اب ایسا مطالبہ
کرنے کی پوزیشن میں نہیں رہا ہے۔ چنانچہ ملاقات کی جگہ کافی صد وہ کرے گا۔ اس کے آڈی
ماں یکل کو لینے آئیں گے اور ملاقات کی جگہ پر لے جائیں گے۔ ماں یکل ان کی تجویز سے گا۔
اس کے بعد وہ ماں یکل کو چھوڑ دیں گے۔ مینگ کی جگہ کے بارے میں ہمیں کچھ نہیں بتایا
جائے گا۔ سولوزو کا کہنا ہے کہ اس کی تجویز اتنی اچھی اور معقول ہوں گی کہ ہم انہیں رد کریں
نہیں سکتے، مگر ناکراحت کا منع نہ ہے۔“ ہمچنانہ ہے۔“

سے مدد کرنے والے مدد رکھے۔ وہ یہ میں سے
کرنے نے بلکہ ساقہ تھا۔ اس تھی سے سفا کی عیاں تھی۔ وہ خاموش ہوا تو
کمرے میں اعصاب ٹکرنا سکوت حجا گا۔

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ہیگن نے بو جھا۔

”اور نے بیگ لامیلی کا رد عمل کیا ہو گا؟ ہم ان کے لڑکے برونو کو مردا جکے ہیں۔“

لوگ کیا اس کے جواب میں کچھ نہیں کریں گے؟”
”نہیں۔“ سنی نے جواب دیا۔ ”سولوزون میں جس معاملے کی پیگش کر رہا ہے اس میں سہ بات بھی شامل ہے۔ رات کے آدمی کا کہنا ہے کہ نہ چیز لیا فیلی اس طرح

”یہ میں اپنے والوں سے پہلے ہی پوچھ چکا ہوں۔“ ہیگن نے جواب دیا۔ ”ان کا بنا ہے کہ یہ ناممکن ہے۔ ڈون کی حالت اچھی نہیں ہے۔ گوکہ وہ بخ جائیں گے۔ لیکن فی الحال انہیں اپنے والے سے کہیں اور منتقل کرنے کا خطرہ مول نہیں لیا جا سکتا۔ انہیں جس توجہ اور ان سہولیات کی ضرورت ہے، وہ صرف اپنے والے میں ہی میر آسکتی ہیں۔ شاید ان کا مزید کوئی پریشان بھی ہو۔ لہذا اس امکان کو توڑ ہن سے نکال دو کہ انہیں گھر منتقل کیا جا سکتا ہے۔“

”اُن صورت میں ہمیں فوری طور پر سولوزو کو نہ کرات کی میز پر لانا ہو گا۔“ مائیکل لے۔ ”ہم وقت ضائع نہیں کر سکتے۔ وہ شخص بہت خطرناک ہے۔ اسے احساس ہے کہ پاپا پر ن کاملہ نہ کام رہنا اس کے حق میں بہت برا ثابت ہو گا۔ وہ اس غلطی کی تلافی کرنے کا لوگی طریقہ سوچ سکتا ہے۔“ اپنے والے میں بھی پاپا پر دوبارہ حملہ کرنے کی کوشش کر چکا ہے۔ ب وہ کوئی نئی ترکیب سوچ سکتا ہے۔ یہ تو ہماری خوش قسمتی اور اتفاق تھا کہ اس کی دوسری لوٹھ بھی نہ کام ہو گئی۔ اس پولیس کیپشن کا تعاون حاصل ہونے کی وجہ سے وہ نہ جانے کیا کچھ کر سکتا ہے۔ ہم زیادہ خطرہ مول نہیں لے سکتے۔ ہمیں اس کو جلد از جلد اس کے بل سے نکال کر سامنے لانا ہو گا۔“

”تم بھیک کہہ رہے ہو پچ!“ سنی نے نہ خیال انداز میں ٹھوڑی کھجاتے ہوئے کہا۔ ”تم اس خبیث کو پاپا کے ملے میں مزید کوئی منصوبہ بنانے کا موقع نہیں دے سکتے۔“

”لیکن اس پولیس کیپشن کا کیا کیا جائے؟ اس کے بارے میں بھی تو ہمیں سوچنا پڑے گا۔“ ہیگن بولا۔

”ہاں.....“ سنی نے سوالیے نظروں سے مائیکل کی طرف دیکھا۔ ”اس مرد وہ کیپشن کو کے بارے میں ہم کیا لائیں عمل اختیار کریں؟“

”مائیکل نہ سمجھ رہے تھے میں بولا۔“ میں جو کچھ کہنے جا رہا ہوں وہ شاید تم لوگوں کو نہ پسندی محسوس ہو۔ لیکن کبھی کبھی حالات ایسا رخ اختیار کرتے ہیں کہ انسان کو انتہا پہنچانے فیصلے کرنے پڑتے ہیں۔ فرض کرو، کیپشن کلس کو ہلاک کرنا ہماری مجبوری بن جاتا ہے تو

بکا ہوا ہے اور بہت مبنگے داموں بکا ہے۔ اسے نہ صرف سولوزو سے لمبی قیمتیں مل رہیں ہیں بلکہ وہ مستقبل میں سولوزو کے مشیات کے کاروبار میں بھی حصے دار ہو گا۔ اس وقت وہ میر کے باڑی گارڈ کا کروار ادا کر رہا ہے۔ اگر ہم سولوزو سے ملاقات کے لئے تیار ہوئے ہیں اور سولوزو نہ کرات کرنے آتا ہے تو بھی کیپشن کلس اس کے ساتھ ہو گا۔ کیپشن کلس کے سولوزو اپنی کمین گاہ سے سرناکانے کے لئے تیار نہیں۔ سولوزو جب مائیکل سے نکلا کے لئے میز پر بیٹھے گا تو کیپشن کلس اس کے برادر میں بیٹھا ہو گا۔ وہ یقیناً سادہ پکڑوں پر ہو گا لیکن اس کے پاس ریوا اور ضرور ہو گا۔ میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر ایک پہلے آفیسر سولوزو کی حفاظت کر رہا ہو گا تو پھر سولوزو واقعی بہت محظوظ ہو گا کیونکہ آج تک ایسا نہ ہوا کہ کسی نے نہیں یا کہ پولیس کے کسی کیپشن کو گولی یا ریک ہوا اور وہ اس کے بیان کیجھ بھتھنے لگا ہو۔ اگر کیپشن کلس مارا جاتا ہے تو اخبارات، پولیس ڈیپارٹمنٹ اور تمام چیزوں پر آسان سر پر اٹھائیں گے۔ دباؤ ناقابل برداشت ہو جائے گا۔ دوسری فیملیز بھی ہماری نہ ہو پچکی ہوں گی اور ہمارے تعاقب میں ہوں گی۔ ہماری حیثیت اچھوتوں کی ہی ہو جائے گی۔ حتیٰ کہ وہ سیاسی شخصیتیں جن کی وجہ سے ڈون اور اس کی ”فیملی“ کو تحفظ لیتا ہے۔ انہیں بھی ہماری طرف سے ہاتھ کھینچتا پڑے گا۔ وہ خود اور اورہ منہ چھپاتی پھریں گی۔ تمہیں تمام پہلوؤں کو ضرور مل نظر رکھنا چاہئے۔“

”سنی کندھے اپنے کار بولا۔“ کیپشن کلس ہمیشہ تو سولوزو کی حفاظت کے لئے اس ساتھ نہیں رہ سکتا۔ ہم انتظار کر لیں گے۔“

ٹیسو اور میز ادنوں سگار کے گہرے گہرے کش لے رہے تھے۔ ان کے چہرے پر اضطراب عیال تھا لیکن وہ گفتگو میں دخل دینے کی جرأت نہیں کر رہے تھے۔ نام آئندہ معلوم تھا کہ اگر کوئی غلط فیصلہ ہو تو قربانی کے بکرے وہی بیٹھیں گے۔

”مائیکل نے اس دوران پہلی مرتبہ گفتگو میں حصہ لیا۔“ کیا پاپا کو اپنے والے میں کیا جاسکتا ہے۔“

کرنے کا ارادہ کر سکتے ہیں۔ وہ یقیناً مجھے مذاکرات کی میز تک پہنچانے سے پہلے میری ہلیں گے۔ اس لئے اس وقت تو واقعی میرے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن رات کے دوران کوئی گن میرے ہاتھوں میں پہنچانے کا کوئی طریقہ سوچو۔۔۔۔۔ اگر مجھے رات کے دوران کسی طریقہ کوئی ریو اور میسر آ جاتا ہے تو میں دونوں کا کام تمام کر دوں۔۔۔۔۔

چاروں افراد حیرت سے، ایک نیک اس کی طرف دیکھنے لگے۔ انہیں گویا اپنے کانوں بن نہیں آ رہا تھا۔ انہوں نے شاید کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ مائیکل کے منہ سے اسکی بن سکتے ہیں تاہم، میکن کچھ زیادہ حیران نظر نہیں آ رہا تھا۔

چند لمحے مگر اس کوت طاری رہا پھر سنی قہقہے لگے۔ قہقہے تھے تو وہ بولنا۔ "تم تو کبھی لی" کے معاملات میں ملوث ہونا پسند نہیں کرتے تھے۔ تم تو بے ضرر معاملات سے بھی اعلیٰ نہیں رکھنا چاہتے تھے اور اب تم بیک وقت سولوز اور کیپشن کوٹھکانے لگانا چاہتے لگا ہے۔ تم اس معاملے کو کار و باری جھگڑے سے زیادہ ذاتی وشنی کے طور پر لے رہے ہیں۔" مرف اس لئے کہ اس پولیس والے نے تمہارے منہ پر گھونسما را تھا۔۔۔۔۔

اہل نے ایک اور قہقہہ لگایا پھر بولنا۔ "ایک بات یاد رکھنا۔۔۔ جنگ میں دشمن کو نہ پر گھنے لٹھتے ہیں۔ یہاں دشمن کو مارنے پر سزاۓ موت ملتی ہے۔ بھلی کی کرسی پر بیٹھنا ہے۔۔۔۔۔"

وہ ایک بار پھر قہقہے لگانے لگا۔ مائیکل پلکیں جبکہ کائے بغیر اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ "اٹھ گھر اہوا اور اسی طریقہ ایک نیک اس کی طرف دیکھتے ہوئے سر دل بھے میں بولنا۔" بہتر نہ آہن ساند کر دو۔"

اہل کی آواز میں کوئی ایسی بات تھی کہ سنی کے قہقہے یکدم رک گئے۔ میز اور نیسوں کے لئے بھی مسکراہٹ غالب ہو گئی۔ مائیکل دراز قدم یا بھاری بھر کم نہیں تھا۔ بقاہر اس کی بستگی مروع کرنے والی کوئی بھی خصوصیت نظر نہیں آتی تھی۔ اس کے باوجود اس کی

ہمیں یہ کام اس طریقہ انجام دینا چاہئے کہ اس کی بد دیانتی اور اس کا بکاؤ ہو تو اچھی طریقہ وہام کے سامنے آ جائے۔ یہ بات ظاہر ہو جائے کہ وہ ایک بدعنوں اور رشوت خور پولیس آفیسر نے اور گروہ بازوں کے معاملات میں ملوث تھا ان کی سرگرمیوں میں اہم کردار ادا کر رہا تھا، چنانچہ ویسے ہی انجام کو پہنچ گیا، جیسے انجام کو عام طور پر ایسے لوگ پہنچتے ہیں۔ اخبارات میں بھی ہمارے آدمی موجود ہیں جنہیں ہم باقاعدگی سے مالی فائدہ پہنچاتے ہیں، انہیں ہم نہیں بھوٹوں کے ساتھ پوری کہانی فراہم کر سکتے ہیں۔ اس طریقہ ہم پر سے دباؤ کافی کم ہو جائے گا اور کیپشن کلس کو، مارنے جانے کے بعد بھی عوام اور پولیس ڈیپارٹمنٹ کی کچھ زیادہ ہمدردیاں حاصل نہیں رہیں گی۔ سب یہی سوچیں گے کہ وہ بے ایمان اور بدمعاش تھا۔ ایسے لوگ اسی طریقہ مارے جائے ہیں۔ کیا خیال ہے؟"

مائیکل نے رائے طلب نظر و اس سے سب کی طرف دیکھا، نیسوا اور میز ان کو کل جواب نہیں دیا۔ سنی خفیہ سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ "کبھی کبھی بچے بھی عقل کی بات کر لیتے ہیں۔ تمہیں مزید جو کچھ کہنا ہے، وہ بھی کہہ ڈالو۔"

"ٹھیک ہے۔" مائیکل بولنا۔ "مذاکرات کے لئے وہ لوگ مجھے باراہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ مذاکرات کی میز پر صرف ہم تین آدمی موجود ہوں گے۔ یعنی میں۔۔۔ کیپشن کلس اور سولوز۔۔۔ میٹنگ دونوں بعد رکھلو اور اس دوران اپنے مجرموں سے یہ پا کرنے کا کوشش کروں کہ میٹنگ کس جگہ کھلی جا رہی ہے۔ تم تن لوگوں سے اصرار کرنا کہ میٹنگ کی عالمی جگہ پر کھیں، جہاں لوگوں کی آمد و رفت ہو۔ تم میری طرف سے کہہ دینا کہ مانیل اس لوگوں کے ساتھ کسی مکان یا اپارٹمنٹ کے اندر جانے کے لئے تیار نہیں ہے۔ تم تجویز دینا کہ ملاقات کسی ریسٹوران، بار یا ایسی ہی کسی جگہ پر۔۔۔۔ اور ایسے وقت میں ہیلے چاہئے۔ جب وہاں سے زیادہ لوگ ہوتے ہیں تاکہ میں اپنے آپ کو زیادہ تکنوازی محسوس کروں۔ اس طریقہ وہ بھی خود کو محفوظ محسوس کریں گے۔ اس تجویز میں خود ان کے لئے بھی اطمینان کا پہلو ہو گا۔ یہ بات سولوز کے ذہن میں بھی نہیں آ سکتی کہ ہم پولیس کیپشن کو گی

موجودگی کسی بے عنوان خطرے کا احساس دلاتی تھی۔ خاص طور پر اس وقت تو کہا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ڈون کار لیون کا دوسرا جنم تھا۔

اس نے بدستور سنی کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے سرداور سفاک لجھے میں ہے ”کیا تمہارے خیال میں، میں یہ کام نہیں کر سکتا؟“

”تمہیں..... مجھے تو یقین ہے کہ تم یہ کام کر سکتے ہو.....“ سنی فوراً بولا۔ ”تم نے جو کہا، میں اس پر نہیں ہنس رہا ہوں۔ میں تو حالات کے تغیر اور وقت کی ستم ظرفی پر انہیں ہوں۔ میرا تو بچپن سے ہی تمہارے بارے میں یہ خیال تھا کہ تم گھر میں سب سے سخت جان اور غصیل ہو۔ تم چھوٹے ہوتے ہوئے بھی دنوں بڑے بھائیوں سے خلٹتے تھے۔ تم کسی سے نہیں ڈرتے تھے.....“

وہ ایک بار پھر ہنسا لیکن اس بار اس کا انداز مختلف تھا۔ ”اور سوازو نے مذکورات لئے تمہیں سمجھنے کا مطالبہ کیا ہے کیونکہ اس گدھے کے خیال میں تم سب سے کمزور اور ازدھا ہو۔ شاید اس کی یہ رائے اس لئے بھی مزید مضبوط ہو گئی ہو کہ تم نے کیپن کلس سے گھنڈ کر کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا تھا اور تمہارے بارے میں پہلے ہی سے مشہور ہے کہ تم“ کے معاملات میں ملوث ہونا پسند نہیں کرتے۔ تمہیں بلا نے میں وہ کوئی خطرہ محسوس نہ رہا۔“

اس نے ایک لمحے توقف کیا۔ پھر وہ بولا تو اس کے لجھے میں فخر جھلک آیا۔ ”بہر حال کار لیون فیملی کے فرد ہو اور اس بات کا اندازہ صرف مجھے تھا کہ جب تم پہلے لے کر بیدار ہو گئے تو تمہارے اوپر سے گویا ایک خول اتر جائیگا۔ جس دن سے پہلے“ ہے اس دن سے میں اسی تبدیلی کے انتظار میں تھا۔ مجھے معلوم تھا تم میرا دایاں باندھا ہو گے اور ان سور کے پھون کا قصہ ختم کرنے میں میرا ساتھ دو گے جو ڈون اور اس کی تباہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جبزے پر صرف ایک گھونسا پڑنے سے تمہارے انہیں باہر آگیا ہے۔ مجھے بڑی خوشی ہے۔“ اس نے جو شیئے انداز میں ہوا میں گھونسا چلایا۔

کرے میں پھیلی ہوئی کشیدگی گویا بہت کم ہو گئی۔ مائیکل اب ذرا دھیمے لجھے میں ہیں یہ کام اس لئے کرنا چاہتا ہوں کہ میں سوازو کو پاپا پر ایک اور حملے کا موقع دینا نہیں ہے۔ جو کچھ میں نے سوچا ہے، میرے خیال میں اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ صرف ہی ہوں جسے ان لوگوں کے سامنے جانے کا موقع مل سکتا ہے اور میں ہی یہ کام کر سکتا ہیں بھی کر سکتے تھے۔ لیکن ایک تو وہ لوگ تمہیں اپنے قریب چھکنے کا موقع نہیں دیں۔ میرے تم بیوی بچوں والے ہو۔ تمہیں ان کے بارے میں بھی سوچتا ہے اور اس وقت ”فیملی“ کے معاملات کو بھی سنبھالنا ہے جب تک پاپا تدرست نہیں ہو جاتے۔ فریڈا بھی ہمیں کرنے کے قابل نہیں ہے۔ چنانچہ میں یہ سب باقی منطقی جواز کے تحت کر رہا ہوں۔ لے جبزے پر گھونسا پڑنے کا ان باتوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔“

”سی آگے بڑھ کر اسے پنے سے لگاتے ہوئے بولا۔“ مجھے اس بات کی پردازیں ہے نہارے پاس جواز کیا ہے یا تم کیا سوچ رہے ہو۔ میرے لئے تو بس یہ بات اہم ہے کہ نہ اسے شانہ بشانہ کھڑے ہو گئے ہو۔ اور میرے خیال میں تم جو کچھ کہہ رہے ہو، وہ بالکل ہے۔“

پھر وہ ایکن کی طرف مڑتے ہوئے بولا۔ ”تم کیا کہتے ہو ہیگن؟“

”یہ کن قابل غور بات یہ ہے کہ جو کوئی بھی یہ کام کرے گا، اسے بہت سے خطرات کا ناکرنا ہوگا۔ پولیس اور دوسرے بہت سے لوگ اس کے خون کے پیاس سے ہوں گے۔ کیا یہ تجھوں کمکتے ہوئے بھی یہ کام مائیکل کے پر دکرنا ضروری ہے؟“

”وہ تمہریں ہی کر لیتا ہوں۔“ سنی بولا۔

میکن تے نئی میں سرہا یا۔ ”یہ بات تو پہلے ہی ہو چکی ہے۔ سوازو کے ساتھ اگر پولیس اسی کیپن ہوں تو بھی وہ تمہیں اپنے قریب نہیں چھکنے دے گا۔ اس کے علاوہ وہ دوسری بھی اہم ہے کہ اس وقت تم ہی فیملی کے سر برآہ ہو۔ ہم تمہیں اتنے بڑے خطرے میں نہ لال کئے۔“

ہیگن ایک لمحے کے لئے خاموش ہوا پھر نیسو اور میزرا کی طرف متوجہ ہوئے ہوئے ہاتھات نہیں ہوتے۔

پھر اس نے مائیکل کو مخاطب کیا۔ ”تم جیسے ہی اس گن کو استعمال کر چکو۔۔۔ اسے میز کے نیچے پھینک دینا۔ اگر خدا نخواست تم پکڑے بھی جاؤ، تب بھی وہ گن تمہارے قبضے میں نہیں ہوں گا۔“ ہم چشم دید گوا ہوں اور باقی سب چیزوں کا کوئی بندوبست کر لیں گے یعنی چاہئے۔ ہم چشم دید گوا ہوں اور باقی سب چیزوں کا کوئی بندوبست کر لیں گے یعنی اگر گن تمہارے پاس سے برآمد ہو گئی تو پھر بہت بڑا مسئلہ کھڑا ہو جائے گا۔ ویسے تمہاری حقیقت اور تمہیں فرار کرنے کے لئے سارے انتظامات ہو چکے ہوں گے۔ تمہیں کافی عرصے کے لئے یہاں سے غائب ہونا پڑے گا۔۔۔ لیکن میں نہیں چاہتا کہ تم اپنی گرل فرینڈ کو پہلے سے یہ بات بتاؤ یا اسے خدا حافظ کہو۔ جب تم خیر و عافیت سے یہاں سے نکل جاؤ گے تو پھر میں تمہاری گرل فرینڈ کو پیغام بھجوادوں گا کہ تم جہاں بھی ہو، ٹھیک ٹھاک ہو۔

پہلی کی کوئی بات نہیں۔۔۔

”وہ ایک لمحے کے لئے خاموش ہوا پھر الفاظ پر ذرا زور دے کر بولا۔“ میں جو کچھ کہہ سکتے۔۔۔ میں اب صرف ایک ہی بار ملے گا اس لئے ہم کام خراب ہونے کا نظرہ مول نہیں۔

”تم نیزے لئے یوں بچوں کی طرح ہدایات جاری کرنے کی ضرورت نہیں۔“

مائیکل لشکر لجھے میں بولا۔ ”کیا میں تمہارے خیال میں اتنا بھی نہیں سمجھتا کہ کس قسم کی محدثیت حال میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟“

”تم کتنے بھی تعلمندی کی۔۔۔ لیکن ان معاملات میں بہر حال ابھی اندازی ہو۔“ سئی نہ اسے بولا۔

ہیگن گویا بات ختم کرنے کے لئے بولا۔ ”چلو۔۔۔ اب کم از کم یہ تو واضح ہو گیا کہ میں لپا کرنا ہے۔“

☆.....☆

ہیگن ایک لمحے کے لئے خاموش ہوا پھر نیسو اور میزرا کی طرف متوجہ ہوئے ہوئے ہاتھات نہیں ہوتے۔

”میزرا اور نیسو نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ ہیگن نے مزید کہا۔“ جو آدمی ہم کام عمدگی سے کر دے گا اسے یا اس کے اہل خانہ کو باقی تمام زندگی میں بھی کسی مالی سامان نہیں کرنا پڑے گا۔“

”میزرا بولا۔“ میزرا اور نیسو کے تمام ٹاپ کے آدمیوں کو سلووز واچھی طرح پہچانائے اگر ہم نے ان میں سے کسی کو نہ اکرات کے لئے بھیجا تو سلووز واسے دورے دیکھ کر یہ بڑا چائے گا اور نہ اکرات کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔ اگر میں یا نیسو خود جاتے ہیں جب ہم یہ صورت حال ہو گی۔“

سئی ہاتھ اٹھاتے ہوئے فیصلہ کن لجھے میں بولا۔ ”تو پھر گویا طے ہو گیا کہ بہا مائیکل ہی کو کرتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ مائیکل یہ کام نہایت اچھے طریقے سے کر سکتا ہے۔ یہ موقع ہمیں صرف ایک ہی بار ملے گا اس لئے ہم کام خراب ہونے کا نظرہ مول نہیں۔ سکتے۔۔۔ میں اب صرف یہ سوچتا ہے کہ ہم پس منظر میں رہتے ہوئے مائیکل کی زیادتی زیادہ مدد کس طرح کر سکتے ہیں۔“

پھر اس نے بیک وقت ہیگن، میزرا اور نیسو کو مخاطب کیا۔ ”تم لوگ ہر ممکن طریقے سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ سلووز و ملاقات کے لئے کون سی جگہ منتخب کرے گا۔۔۔ حاصل کرنے پر خواہ کتنا ہی خرچ آجائے، اس کی پرواہ کرنا، اس کے بعد ہم ہمچل کرے کہ ہم اس جگہ نہ اکرات کے دوران کس طرح مائیکل کے ہاتھوں میں کوئی بڑا ریو اور پہنچا سکیں گے۔“

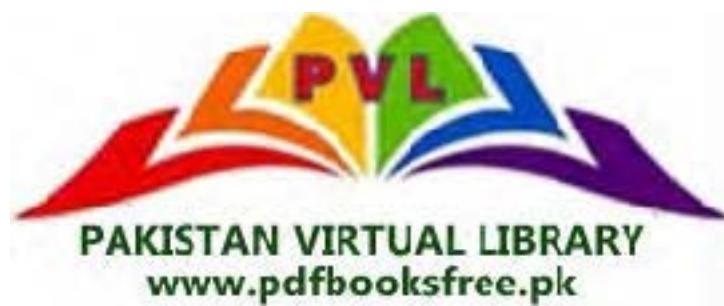
اس نے ایک لمحے کے لئے خاموش ہوا کر گویا کچھ سوچا پھر خاص طور پر میزرا کو کہا کیا۔ ”تم اس موقع کے لئے ایک ایسی گن کا بندوبست کر کے رکھو جو سائز میں ہے۔۔۔ اور جس کا کہیں سے بھی کوئی سراغ نہ لگایا جاسکے کہ وہ کب اور کہاں سے خرید کی جائے گا۔

مددنیات کے بارے میں اپنی بیوی کو کچھ نہیں بتاتا تھا۔ اس کی بیوی کافی حد تک سادہ لوحی اور بھی سمجھتی تھی کہ ایک پولیس آفیسر کی حیثیت سے اس کے شوہر کی تنخواہ اچھی خاصی تھی، لیکن وہ بیش و آرام سے رہتے تھے۔ اس کے بارے میں سوچتے ہوئے کلس مسکرا دیا۔ یہاں یا کہ اس کی ماں بھی یہی سوچا کرتی تھی لیکن کلس نے خاصی چھوٹی عمر میں ہی اپنے پرکشش حالی کا راز سمجھ لیا تھا۔

اس کا باپ پولیس سارجن تھا۔ ہر بیٹے کی شام و کم عمر کلس کو ساتھ لیتا اور اپنے بیٹھن کی حدود میں واقع بہت سی دکانوں پر جاتا اور بظاہر بڑے ملمسارانہ انداز میں لیں کا تعارف دکاندار سے کرتا۔ یہ میرا بیٹا ہے۔ کلس۔۔۔ بڑا ہونہا رچھے ہے۔ یعنی کہ ہر دکاندار خوش خلائقی سے دانت نکاتا پھر اپنے کش رہنمی سے پانچ یا دس ڈالر اونٹ کال کر کسن کلس کی جیب میں ڈالتے ہوئے کہتا۔

”لو بیٹا۔۔۔ اس سے آئس کریم۔۔۔ یا اپنی پسند کی کوئی اور جیزہ کھایتا۔۔۔“
مزید خوش خلائقی اور شفقت کے اظہار کے لئے وہ کلس کے گال بھی تھچھا تا۔ باپ بیٹا گے بڑا جاتے۔ گھر پہنچنے تک کلس کی تمام جیسیں نوٹوں سے بھر چکی ہوتیں جو اس کا باپ ان کرایتا۔ کلس کو صرف ایک دو ڈالر ملتے۔ باقی تمام رقم اس کا باپ بینک میں جمع کر دیتا۔ اسے سمجھاتا کہ یہ سب اس کی تعلیم اور بہتر مستقبل کے لئے ہو رہا تھا۔ کلس سے اسی زمانے کو کلی پوچھتا کہ وہ بڑا ہو کر کیا بنے گا؟ تو وہ فوراً جواب دیتا تھا۔ ”پولیس آفیسر۔۔۔“

اٹ پولیس آفیسر بننے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔ وہ ایک تہایت سخت گیر اور نت ہاں پولیس آفیسر ثابت ہوا۔ بدمعاش اس سے ڈرتے تھے تاہم جب اس نے رشوت لیں شروع کی تو اپنے باپ کی روایت نہیں اپنائی، وہ رشوت کی رقم جمع کرنے کے لئے بیٹے کو تاہم لے کر نہیں جاتا تھا بلکہ رقم خود وصول کرتا تھا۔ وہ یہ رقم وصول کرنے میں خود کو حق ہے۔ لیکن سمجھتا تھا کہ کوئی وہ دکانداروں اور تاجریوں کو چھوٹے مونے بدمعاشوں اور نہستہ خوروں سے پچھاتا تھا۔ انہیں تحفظ فراہم کرتا تھا۔ اگر کوئی بدمعاش یا بھتہ خور اس کے علاقے میں



کیپشن کلس اپنے آفس میں بیٹھا موٹے سے ایک لفافے کو اٹ پٹ کر دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے سے خوشی عیا تھی۔ اس لفافے میں مخصوص قسم کی بہت سی پرچیاں تھیں۔ کیپشن کا ایک ماتحت ایک ایسے بکی سے یہ پرچیاں چھین کر لایا تھا جو غیر قانونی طور پر شرطیں بک کرنے کا کام کرتا تھا۔ کہنے کو تو کیپشن کے ماتحت نے اس بکی کے ٹھکانے پر چھاپ مارا تھا۔ لیکن وہ حقیقت اس کا انداز بکی کو لوٹنے کا ساتھا کیونکہ اس نے جو چیزیں اپنے قبضے میں لے چکیں، ان کا کہیں اندر اچھے نہیں ہوا تھا۔ وہ بکی، کار لیون فیملی کی سرپرستی میں کام کرتا تھا۔ اس نے اس پر چھاپ ڈالوا کر کیپشن کلس کو زیادہ خوشی ہوئی تھی لیکن اس سے بھی زیادہ خوشنہ اسے اس بات کی تھی کہ یہ پرچیاں بکی کو واپس کر کے وہ رشوت کے طور پر اچھی خاصی مولہ رقم حاصل کر سکتا تھا۔

اس تصور سے محظوظ ہوتے ہوئے اس نے وال کا اک کی طرف دیکھا۔ اسے بہادر کو ایک مقررہ وقت پر، مقررہ مقام سے ساتھ لینا تھا اور پھر اس جگہ لے جانا تو جہا کار لیون فیملی کے نامندے سے اس کی ملاقات ملے ہوئی تھی۔

کیپشن کلس انہ کراپنے لا کر کے پاس پہنچا اور کپڑے تبدیل کرنے لگا۔ پولیس کا ورودی اتار کر اس نے سادہ لباس پہن لیا۔ پھر اپنی بیوی کو فون کر کے بتایا کہ وہ رات کھانے پر گھر نہیں آئے گا۔۔۔ وہ ایک سرکاری کام پر جا رہا ہے۔ وہ اپنی ”خصوصی“

پولیس اشیش سے نکلنے کی تیاری کرتے وقت اس کا ذہن کئی مسائل میں الجھا ہوا تھا یعنی ان مسائل کا تعلق اس کی پیشہ درانہ زندگی سے نہیں، بلکہ گھر بیوی زندگی سے تھا۔ دلچسپ بات یعنی کہ وہ اپنی رشوت کی کمائی سے اکثر اپنے اور اپنی بیوی کے عزیزوں، رشته داروں کی مدد بھی کرتا رہتا تھا۔ اس معاملے میں وہ سخت دل نہیں تھا، اس وقت بھی دراصل اسے سانپے کچھ مصیبت زدہ عزیزوں، رشته داروں کا خیال آ رہا تھا۔ وہ جب اپنے گاؤں یا یونیورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ ان میں سے کوئی پولیس میں نہیں بنا تھا۔ کلم ترقی کرتے کرتے کیپین بن گیا تھا۔ عہدہ بڑھنے کے ساتھ ساتھ وہ اپنی رشوت کے رہنے بھی بڑھاتا چلا آیا تھا۔ اس کے خیال میں یہ کوئی نا انسانی کی بات نہیں تھی۔ آخر اس بچھے جاتے تھے۔ ان کے اس طرز عمل سے کلس کو بڑی خوشی ہوتی تھی۔

پولیس اشیش سے رخصت ہوتے وقت اس نے ڈیکھر کو بتا دیا کہ اگر اس کی مزدوری پر جائے تو اس سے کہاں رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ اس نے اس معاملے میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔ اگر یہ بات سامنے آ جبھی جاتی کہ وہ سولوز سے لے گیا تھا۔ تو وہ کہہ سکتا تھا کہ سولوز واصل میں اس کا مخبر تھا اور وہ اس سے کچھ ضروری معلومات حاصل کرنے کی غرض سے ملاقات کرنے گیا تھا۔

پولیس اشیش سے نکل کر کچھ دور تک پیدل چلا، پھر ایک ٹیکسی پکڑ کر اس مکان کی طرف پیل دیا جس کے تہرے خانے میں ان دنوں سولوز و چھپا ہوا تھا۔

☆.....☆

سولوز سے مائیکل کی ملاقات ایک ریسٹورنٹ میں طے پائی تھی۔ ہیگن کو اس دوران سے انتظامات ہنگامی طور پر کرنے پڑے تھے۔ مائیکل کو بتا دیا گیا تھا کہ جب وہ ”کام“ ختم کر کے ریسٹورنٹ سے نکلے گا تو سامنے ہی ایک پرانی سی کار لئے ٹیسوس کا منتظر ہو گا جو اس کے ڈرائیور کے فرائض انجام دے گا۔ کار پرانی۔ لیکن اس کا انجمن نہایت عمدہ ہو گا اور اس پر جعلی نمبر پلیٹ لگی ہو گی۔

میزانے اسے وہ گھن بھی دکھادی تھی جو مینگ کے دوران کی طرح اس تک پہنچائی آ سکتا تھا۔

اوہ دھم چانے یا دکانداروں کو تجک کر کے ان سے کچھ وصول کرنے کی کوشش کرتا تھا تو کلم اس کا وہ جھر کرتا تھا کہ آئندہ وہ اس علاقے کا رخ کرنے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔ اس دکاندار وغیرہ اس کی خدمت میں بخوبی نذر انہیں پیش کرتے تھے۔ ان کے خیال میں بدمعاشوں کے رحم و کرم پر رہنے سے بہتر تھا کہ وہ ایک بار عرب اور سخت گیر پولیس (افسر) حفاظت اور سرپرستی میں رہتے۔ کلس کے اخراجات کافی تھے۔ اس کے چار جوان یہ یونیورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ ان میں سے کوئی پولیس میں نہیں بنا تھا۔ کلم ترقی کرتے کرتے کیپین بن گیا تھا۔ عہدہ بڑھنے کے ساتھ ساتھ وہ اپنی رشوت کے رہنے بھی بڑھاتا چلا آیا تھا۔ اس کے خیال میں یہ کوئی نا انسانی کی بات نہیں تھی۔ آخر اس اخراجات اور مہنگائی بھی تو بڑھ رہی تھی۔ اسے مجھے سے کوئی شکایت نہیں تھی کہ وہ اپنے ملاز میں کوئی تھنخوا ہیں دیتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ جن ملکوں میں تھنخوا ہیں کم تھیں، ان میں ملاز میں کوئی تھنخوا بھی اپنی آدمی میں اضافے کے لئے کچھ باتھ پاؤں مارنے چاہئے تھے۔

ٹیک لیا فیملی کا نوجوان برونو بھی اس کے کرم فرماؤں میں شامل رہا تھا بلکہ جو کہنا چاہئے کہ دونوں ہی ایک دوسرے کرم فرماتے تھے۔ دونوں ایک دوسرے کے کام آتے تھے۔ ایک دوسرے کی مشکلات دور کرتے تھے۔

جب کوئی کلس کا تعاون حاصل کرنے کے لئے اس سے رابط کرتا تھا تو کلس زیادہ گہرائی یا تفصیلات میں نہیں جاتا تھا۔ زیادہ سوالات یا چھان میں نہیں کرتا تھا۔ وہ اس سے غرض رکھتا تھا جو اسے تعاون کے بدال سکتی تھی۔ رقم جتنی زیادہ ہوتی تھی، اتنی بڑا تھا تو کم بڑا۔ سولوز نے اس کے تعاون کی بڑی بھاری قیمت لگائی تھی اور کلم نے ایک لمحے کے لئے بھی نہیں سوچا تھا کہ اس جنگ میں وہ جو کردار ادا کرنے جا رہا تھا میں خود اس کی اپنی جان کو بھی کوئی خطرہ لاحق ہو سکتا تھا۔ اس کا نظریہ لاشوری طور پر یہ کہ نیویارک کے ایک پولیس کیپین کو ہلاک کرنے کا خیال کسی پاگل کے دماغ میں بھی نہیں آ سکتا تھا۔

ہم معلوم نہ ہو سکا تو ہم مینگ کے دوران گن تمہارے ہاتھوں میں پہنچانے کا بندوبست پر کوئی معمولی گڑ بڑ بھی نہ ہو۔ ایک بار پھر اس نے مائیکل کو ہدایات دیتے ہوئے کہا تمہارے

”گن استعمال کرچنے کے بعد اس طرح میز کے نیچے پھینک دینا کہ اس پاس موجود افراد میں سے کسی کو پہنچا دے۔ تاکہ جب تم وہاں سے نکلو تو لوگ یہیں سمجھیں کہ تم ابھی ملکی ہو۔ اس صورت میں کوئی تمہارا راستہ روکنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ تم تیز تیز قدموں سے باہر آنا۔ لیکن دوڑنا نہیں۔ باہر گاڑی میں نیستو تمہارا منتظر ہو گا۔ گاڑی میں بیٹھنے کے بعد

”اسی سارا کام اس پر چھوڑ دینا۔“

”اس ریشورنٹ کے نام اور اس کے محل وقوع کے بارے میں ابھی تک کچھ بھی معلوم نہیں ہو پا رہا۔ وہ بد بخت سولوز واسے آخری لمحے تک خفیہ رکھنے کی پوری کوشش کر رہا ہے۔

ای لمح فون کی کھنٹی بھی۔ ریسورنٹ نے انخایا اور دوسری طرف سے کچھ سخن کے بعد بکھرنا شروع کیا۔ چند لمحے وہ انتہا کے سے بات سنتا رہا پھر بولا۔ ”ٹھیک ہے۔ وہ وہاں پہنچ جائے گا۔“

ریسورنٹ کے بعد وہ زہریلے انداز میں دھرے سے ہنسا اور بولا۔ ”اس خبیث سولوز کا پیغام تھا۔ آج رات آٹھ بجے وہ اور کیپن کلس، براؤ و پرواق جیک کے باز کے سامنے سے مائیکل کو اپنے ساتھ گاڑی میں بٹھا میں گے اور ملاقات کی جگہ پر لے جائیں گے۔ سولوز کا کہنا ہے کہ وہ اور مائیکل اطا لوئی میں بات کریں گے تاکہ کیپن کلس کچھ نہ سمجھ سکے۔“

”لیکن مائیکل کے جانے سے پہلے رابطے کا آدمی ہماری تحویل میں ہونا چاہئے۔“

”بھیکن بولا۔“

”رابطے کا آدمی اس وقت میرے گھر پر، میرے تین آدمیوں کی ساتھ تاش کھیل رہے۔“ میز اسے بتایا۔ ”یوں سمجھو، وہ ہماری تحویل میں ہی ہے۔ میرے آدمی اس وقت تک دے جانے نہیں دیں گے جب تک۔ میں انہیں فون کر کے حکم نہ دوں۔“

جانی تھی۔ میز اسے اس گن کو استعمال کرنے کی تھوڑی سی مشق بھی کر ادی تھی تاکہ میں اور پر کوئی معمولی گڑ بڑ بھی نہ ہو۔ ایک بار پھر اس نے مائیکل کو ہدایات دیتے ہوئے کہا تمہارے ”گن استعمال کرچنے کے بعد اس طرح میز کے نیچے پھینک دینا کہ اس پاس موجود افراد میں سے کسی کو پہنچا دے۔ تاکہ جب تم وہاں سے نکلو تو لوگ یہیں سمجھیں کہ تم ابھی ملکی ہو۔ اس صورت میں کوئی تمہارا راستہ روکنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ تم تیز تیز قدموں سے باہر آنا۔ لیکن دوڑنا نہیں۔ باہر گاڑی میں نیستو تمہارا منتظر ہو گا۔ گاڑی میں بیٹھنے کے بعد

”پھر اس نے ہلکے سے رنگ کا ایک ہیٹ بھی مائیکل کے سر پر رکھ دیا۔ مائیکل ہیٹ پہننے کا عادی نہیں تھا لیکن میز اسے ہدایت کی۔ اسے اپنے سر پر ہی رہنے دیتا۔ اور چھبھاڑ راسا جھکا کر رکھنا۔ اس سے یعنی شاہدین کے لئے بھی شناخت کا تعین ذرا مشکل ہوا جا۔“

”کیا سنی کو اس ریشورنٹ کا نام اور محل وقوع معلوم ہو گیا ہے جس میں سولوز سے میری ملاقات ہو گی۔“ مائیکل نے پوچھا۔

”نہیں۔“ میز اسے جواب دیا۔ ”سولوز و بہت زیادہ احتیاط کر رہا ہے۔ لیکن بہر حال یہ اندر نہیں ہے کہ وہ تمہیں گزند پہنچانے کی کوشش کرے گا۔ رابطے کا آدمی تمہاری واپسی تک ہماری تحویل میں ہو گا۔ وہ بھی نئے نیگ لیا فیملی کا ایک اہم آدمی ہے۔“

”وہ دونوں آفس نما اس کرے میں پہنچے جہاں سنی نے ڈیرہ ڈالا ہوا تھا۔ سنی وہاں ڈالا ہوا تھا۔ اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔ اس کے قریب میز پر ایک پلیٹ میں سیندوں کا بچا کھچا لکھرا پڑا تھا۔ مائیکل نے اس کا کندھا ہلا کر اسے جگایا تو وہ اٹھ بیٹھا۔“

”سنجھل کر بیٹھنے کے بعد وہ مائیکل سے مخاطب ہوا۔ ”سولوز اور کیپن کلس تمہیں کہتا رہتے میں سے اپنے ساتھ گاڑی میں بٹھا نہیں گے لیکن ابھی تک اس ریشورنٹ کا نام یہیں نہیں بتایا گیا ہے جہاں وہ تمہیں لے کر جائیں گے اور اگر ہمیں کسی طرح بھی اس ریشورنٹ

”میں بات کی پھر رسیور رکھ کر بولا۔“ فلپس نے کہا ہے کہ وہ معلوم کرنے کی کوشش رکھے اور چند منٹ بعد ہمیں فون کرے گا۔“

انہیں چند منٹ کے بجائے آدھا گھنٹہ انتظار کرنا پڑا۔ آر فون کی تھنٹی بیجی، دوسری فون فلپس تھا، اس سے بات کرتے وقت سنی نے ایک کاغذ پر کچھ نوٹ کیا پھر اس نے

رسیور کھا تو اس کے چہرے پر تباہ بڑھ چکا تھا لیکن اس کے ساتھ امید کا تاثر بھی تھا۔

”شاید یہی ہماری مطلوبہ جگہ ہو۔“ وہ کاغذ اونچا کرتے ہوئے بولا۔ ”کیپن کلنس ہے۔“ بیکن بولا۔ ”جب وہ دونوں مائکل کو لے کر روانہ ہوں گے تو ہمارے کسی آدمی کو ان کا

تعاقب کرنا ہوگا۔“ پہلی بارہ کیا اسٹیشن سے رخصت ہوتا ہے کہ ضرورت کے وقت اس سے کہاں رابطہ کیا جاتا ہے۔ آج وہ یہ بتا کر نکلا ہے کہ آٹھ سے دس بجے کے درمیان وہ بروکس کے علاقے پہنچتا ہے۔ میں نے تو یہ نام پہلی بارہ کیا تھا کہ کسی کو اس کے بارے میں کچھ علم ہے۔“

”مجھے معلوم ہے۔“ میسونور آبولا۔ ”میں نے یہ ریشورٹ دیکھا ہے۔ چھوٹا ہے۔“ براں میں زیادہ تر فیملیز آتی ہیں۔ اس میں خاصے بڑے بڑے بوچھے ہیں جن میں لوگ آرام سے بیٹھ کر بات چیت کر سکتے ہیں۔ سولوزو نے اپنے مقصد کے لئے اچھی جگہ کا انتخاب کیا ہے۔“

پھر وہ ایک کاغذ پر باقاعدہ نقشہ بنایا کہ مائکل کو ریشورٹ کی ساخت کے بارے میں سمجھا زیگا اور یہ بھی بتانے لگا کہ وہ باہر کہاں اس کا منتظر ہو گا اور کس طرح گاڑی کی ہیئت سے اسے مائکل دے گا۔

یہ سب کچھ سمجھاتے ہوئے وہ بولا۔ ”اور اگر اندر کوئی گز بڑھ جائے تو چیخ کر مجھے پکارنا۔“ میں آکر تمہیں وہاں سے نکالنے کی کوشش کروں گا۔“

پھر وہ میزرا سے مخاطب ہوا۔ تمہیں جلدی سے اپنے کسی آدمی کو لیوناریشورٹ بھیجا بہگا تاکہ وہ پہلے ہی وہاں گئے چھپا دے۔ اس ریشورٹ کے نوائلٹ پر انی ساخت کے ہیں۔ ان میں فلائر، کامنکو، اور دوار کے درمیان کچھ فاصلہ ہے۔ اپنے آدمی کو ہدایت کر دو کہ

سی صوفے میں دھستے ہوئے بولا۔ ”ابھی تک ہمیں ملاقات کی جگہ کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔“ اس کے انداز میں غصہ، بے بی اور جھنگلا ہٹ تھی پھر اس نے ہمکر کو مخاطب کیا۔ ”ہمارے مختار نے نیگ لیا فیملی میں بھی موجود ہیں۔ انہوں نے اس ملائم ہمیں کوئی اطلاع نہیں دی۔“

”سولوزو اس معاملے میں حد سے زیادہ رازداری برداشت رہا ہے۔“ اس نے اپنے حفاظت پر بھی کسی کو مامور نہیں کیا اور فرض کر لیا ہے کہ کیپن کلنس کا اس کے ساتھ ہو ہے یعنی کافی ہے۔ ”بیکن بولا۔“ ”جب وہ دونوں مائکل کو لے کر روانہ ہوں گے تو ہمارے کسی آدمی کو ان کا تعاقب کرنا ہوگا۔“

”یہ میکن نہیں ہو گا۔“ سنی نے اٹھی میں سر ہلایا۔ ”انہوں نے خصوصی ہدایت کی ہے کہ کوئی ان کا تعاقب کرنے کی کوشش نہ کرے اور وہ اس ملائم میں پورا اطمینان بھی کریں گے۔ اگر انہیں شہر بھی ہو گیا کہ کوئی ان کا تعاقب کر رہا ہے تو ملاقات خطرے میں پڑ جائے گی۔ اس کے علاوہ یہ چکا کرنے والے سے چھپا چھڑانا زیادہ مشکل نہیں ہوتا۔“

اس وقت شام کے پانچ بج رہے تھے۔ سنی اپنے چہرے پر تشویش کے آثار لے چکھے سوچتا رہا پھر بولا۔ ”براؤوے پر جیک کے بارے سامنے جب گاڑی مائکل کو لے لئے رکے تو کیوں نہ مائکل اسی وقت گاڑی میں موجود افراد کو گولیاں مار دے؟“

ہیگن نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔ ”اور اگر اس وقت سولوزو گاڑی میں نہ ہوا تو ہیگن نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔“

”پھر اسے جیسے کچھ پا د آیا اور وہ چکلی بجاتے ہوئے بولا۔“ وہ جو پلیس میں ہمارا تھا ہے۔ سرا غرساں فلپس۔ کیوں نہ اسے فون کیا جائے؟ سنی! تم اسے فون کرو۔ شاید اسے معلوم کر سکے کہ کیپن آج رات کہاں کے لئے روانہ ہو رہا ہے۔ شاید کیپن کلنس کو رازداری کی اتنی زیادہ پروانہ ہو اور وہ پلیس اسٹیشن میں کسی کو یہ بتا کر رخصت ہو کہ ضرورت کے وقت اس سے کہاں رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ اس پہلو پر قسم آزمائی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔“

سنی کی آنکھوں میں کچھ چمک آگئی۔ اس نے فوراً فون پر ایک نمبر ملا کر کچھ دیہ تھا

ہے پہلے ان سے کیوں بیس مل سکے اور مناسب وقت پر میں تمہاری گرل فرینڈ کو بھی نہاری خبریت سے آگاہ کر دوں گا.....اوکے؟"

"اوکے؟" مائیکل نے فوجیوں والی مستعدی سے کہا اور ایک لمحے کے توقف سے پوچھا۔ "تمہارے خیال میں، میں کتنے عرصے بعد واپس آسکوں گا؟"

"وکم از کم ایک سال تو لگتی جائے گا۔" سنی نے جواب دیا۔

"اس کا انحصار بہت سی باتوں پر ہے۔" ہیگن بولا۔ "اخبارات سے ہم کس حد تک اپنے حق میں کام لینے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ پویس ڈی پارٹمنٹ ہمیں سبق سکھانے کے بجائے اپنی عزت بچانے کی کس حد تک فکر کرتا ہے۔ دوسری "فیملیز" کتنی شدت سے اپنا روکنے ظاہر کرتی ہیں، ان سب باتوں پر تمہاری واپسی کا انحصار ہوتا۔ بہر حال، یہ تو ٹھے ہے کہ بہت ہنگامہ..... بہت خون خراب ہو گا۔ اور بہت ہچل چھے گی۔"

☆.....☆

براؤے پر مائیکل مقررہ وقت سے پندرہ منٹ پہلے ہی جیک کے بارے کے سامنے پہنچ گیا تھا اور فٹ پاٹھ پر کھڑا انتظار کر رہا تھا کہ کوئی گاڑی اسے لینے آئے۔ اسے یقین تھا کہ سو اوز وقت کی پابندی کرے گا۔ اسے یہ بھی یقین تھا کہ اسے ایک نہایت مشکل کام درپیش تھا جس کی وجہ سے اس کی زندگی کا رخ تبدیل ہو رہا تھا اور جس میں اس کی جان بھی جا سکتی تھی۔ سو اوز کوئی عام انسان نہیں تھا اور ٹکس ایک نہایت سخت جان اور سفاک پویس آفیسر تھا۔ جو نیک کے جزوے میں اس وقت بھی درد ہو رہا تھا لیکن اسے یہ درد گرا نہیں گزرا تھا۔ اسے امید تھی کہ یہ درد ہی اسے مستعد اور چوکنار کئے گا وہ ایک لمحے کے لئے بھی ست پڑنا نہیں چاہتا تھا۔

براؤے پر اس وقت چہل پہل نہیں تھی۔ وہ ایک سر درات تھی، آخر ایک بڑی سی سیکھ کا فٹ پاٹھ کے قریب میں مائیکل کے سامنے آ کر کی تو اس کا دل دھڑکا اٹھا۔ ڈرائیور والی سائنس سے کسی نے دروازہ کھولا اور باہر جھک کر کہا۔ "بیٹھ جاؤ مائیکل.....!"

گن اس جگہ..... فلاش کی ٹنکی کے پچھلی طرف شیپ سے چکا دے....."

پھر اس کا رخ مائیکل کی طرف ہو گیا۔ "وہ جب کار میں تمہاری تلاشی لے چکیں ہیں اور دیکھے ہوں گے کہ تمہارے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے تو وہ تمہاری طرف سے بالکل فکر ہو جائیں گے۔ ریسٹورنٹ میں کچھ دیربات کرنے کے بعد تم ان سے واش رو م جانے کا اجازت طلب کرنا۔ وہ یقیناً یہی سمجھیں گے کہ تم نہ ہو۔ ان حالات میں تمہارا واش رو جانانا نہیں چونکا نے کا باعث نہیں بنے گا اور واش رو م سے آنے کے بعد وقت ضائع من میں بلکہ دوبارہ بیٹھنے کی بھی ضرورت نہیں۔ فوراً اپنا کام کرنا..... دونوں کے سر میں دو دو گولہ اتارنا..... تاکہ بچتے کا کوئی امکان نہ رہے..... اس کے بعد دوڑے بغیر، جتنی تیزی سے نہ ہو..... ریسٹورنٹ سے نکل آتا۔"

مائیکل کے علاوہ سنی بھی یہ سب کچھ انہاگ سے سن رہا تھا۔ میز ان مائیکل کو اطمینان دلایا۔ "گن تمہیں وہاں کے ٹوائیٹ میں فلاش کی ٹنکی کے پیچھے چکلی ہوئی مل جائیں گی۔ میں اپنے ایک بہترین آدمی کو اس کام کے لئے روانہ کر رہا ہوں۔"

میز اور ٹیسو کرے سے چلے گئے۔ ہیگن بولا۔

"سنی؟ کیا مائیکل کو براؤے تک میں گاڑی میں لے جاؤں؟" "نہیں....." سنی نے بلا تامل جواب دیا۔ "میں چاہتا ہوں، تم یہیں رہو۔" تمہاری یہاں زیادہ ضرورت پڑے گی۔ جو نہیں مائیکل اپنا "کام" ختم کرے گا، ہمارا کام شروع ہو جائے گا۔ تم نے اخبار والوں کو ہوشیار کر دیا ہے۔" ہیگن اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔

"جو نہیں یہ واقعہ رونما ہو گا، میں انہیں معلومات فراہم کرنا شروع کر دوں گا۔" سنی اٹھ کر مائیکل کے سامنے جا کھڑا ہوا اور گرم جوشی سے اس سے مصافی کر ہوئے بولا۔

"اچھا بیجے.....! تمہارا کام شروع ہو رہا ہے۔ میں مما کو سمجھا دوں گا کہ تم نا۔"

ماں کل کے پاس اگر کوئی نخساں بھی ہتھیار ہوتا تو پوشیدہ نہیں رہ سکتا تھا۔ اس نے مطمئن ہو کر سلوزو کی طرف دیکھ کر سر ہلا دیا اور سلوزو بھی مطمئن ہو گیا۔ ذی اس دوران تیز رفتاری سے آگے روانہ ہو چکی تھی۔ اگر کوئی ان کے تعاقب میں ہوتا تو ہمیں نریک کے درمیان تیز رفتاری ہی کا مظاہرہ کرنا پڑتا۔ وہ لوگ تعاقب کے سلسلے میں لئے فکر مند نظر نہیں آ رہے تھے۔

گاؤں دیست سائیڈ ہائی وے کی طرف جاری تھی لیکن اس وقت اسے مایوسی کا دھوکا اب گاؤں جارج واٹکن برج کی طرف مڑ گئی۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ لوگ بروکس کے لئے کی طرف نہیں جا رہے تھے جہاں یوتاریشور نت واقع تھا۔ ان کا رخ تو نیو جرسی کی رف ہو چکا تھا۔ ماں کی کو احساس ہوا کہ نی کو بواہلائے ملی تھی اس پر انحصار کرنا ٹھیک نہیں رہا اور اب کویا ساری محنت، ساری منصوبہ بندی اکارت جاری تھی۔ گن تو یوتاریشور نت پچھائی گئی تھی لیکن لگتا تھا کہ وہ لوگ اسے مذاکرات کے لئے کہیں اور لے جا رہے تھے۔ نیک کارل ڈوبنے لگا۔

کار تیز رفتاری سے بلی عبور کرنے کے بعد شہر کی روشنیوں کو چیچھے چھوڑتی ہوئی نئی کی طرف چلی جا رہی تھی۔ ماں کل کوشش کر رہا تھا کہ اس کے چہرے سے کسی قسم کے اڑات کا اظہار نہ ہو۔ وہ سوچ رہا تھا کہ نہ جانے وہ لوگ اسے مار کر اس کی لاش دلدلی مانے میں پھیلنے کی نیت سے ادھر جا رہے تھے یا پھر سلوزو نے آخری لمحے میں ملاقات کی نہ بندی کرنے کا فیصلہ کیا تھا؟

وہ ایک دورا ہے پر آن پہنچے جہاں سے وہ سیدھے چلتے رہتے تو نیو جرسی کی طرف ان کا سفر جاری رہتا لیکن دوسری طرف سے سرک نیویارک کی طرف جا رہی تھی۔ اس دورا ہے پہنچ کر میں آخری لمحے میں ڈرائیور نے قطعی غیر متوقع طور پر اتنی تیزی سے اسٹری ہجک وہیں گھولایا کہ اندازے کی ذرا سی غلطی سے کار اس رکاوٹ سے نکلا کر تباہ ہو سکتی تھی جو دونوں راول کو تقسیم کر رہی تھی۔ کار کی تباہی کے ساتھ کار سواروں کا مرنا بھی یقینی تھا۔ لیکن لگتا تھا

ماں کل اسے پہچانتا نہیں تھا۔ وہ کوئی نوجوان بد معاش معلوم ہوتا تھا جس کا مکر بیان کھلا تھا۔ ماں کل کو چونکہ نام لے کر مخاطب کیا گیا تھا۔ اس لئے وہ گاؤں میں بینہ گیا اور اس نے دیکھا کہ پچھلی سیٹ پر سلوزو اور کلس موجود تھے۔ سلوزو نے مصافی کے لئے ہو بڑھایا۔ ماں کل نے اس سے مصافی کر لیا۔ اس کے مضمون ہاتھ میں حرارت تھی اور اس پر پیٹ کی نئی نہیں تھی۔

”مجھے تمہارے آنے کی خوشی ہے ماں کل!“ وہ ہموار اور خالص کار و باری سے بچ میں بولا۔ ”مجھے امید ہے کہ ہم مل کر معاملات کو سلچا سکیں گے جو کچھ ہوا ہے وہ نہیں ہنا چاہئے تھا۔“

”میری بھی خواہش ہے کہ آج رات مسئلہ حل ہو جائے۔“ ماں کل پر سکون لجھ میں بچ میں چاہتا کہ میرے والد کو مزید کوئی تکلیف دی جائے۔“

”میں اپنے بچوں کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمہارے والد کو آئندہ کوئی تکلیف نہیں پہنچائی جائے گی۔“ سلوزو بولا۔ ”بس، میں چاہتا ہوں کہ تم ذرا دل کشادہ رکھ کر مجھے بات چیت کرو۔ تمہارا بڑا بھائی تو بہت گرم کھوپڑی کا ہے۔ اس سے تو کار و باری بات چیت کرنا اور معاملات طے کرنا بہت مشکل ہے۔“

کیپن کل اس نے ہنکارا بھرا اور ہاتھ بڑھا کر مشخانہ انداز میں ماں کل کا سردا تپھتھاتے ہوئے بولا۔ ”یہ بڑا چھا بچہ ہے۔ امید ہے اس سے بات چیت بتیجئے گی۔“

پھر وہ براہ راست ماں کل سے مخاطب ہوا۔ ”مجھے اپنے اس رات کے روپے؟ افسوس ہے ماں کل! مجھے احساس ہے کہ شاید میں بوزھا ہوتا جا رہا ہوں، اس لئے مجھے جلد غصہ آ جاتا ہے۔ اور پھر میرا کام بھی کچھ ایسا ہے۔ ہر وقت ہی میرے سامنے غصہ دلانے والی باتیں ہوتی ہیں۔“ اس نے ایک خندی سانس لے کر اپنی حالت پر گویا خود کی تاسف کا اظہار کیا پھر آگے جھک کر نہایت ماہر ان انداز میں ماں کل کی ٹھائی لی۔ اس کا انداز

اپنے منصوبے پر عمل کرنے کا تھا کہ شاید ان دونوں کو کسی قسم کی دخل اندازی کا موقع ہی نہ ہو۔

”کیا یہاں کا اطالوی کھانا واقعی بہت عمدہ ہوتا ہے؟“ کیپٹن کلنس نے کچھ ایسی دلچسپی پر چاہیے وہ حق تھی یہاں صرف کھانا ہی کھانے اور اس سے پوری طرف لطف انداز نے آیا ہے۔

”بہت ہی اچھا۔“ سولوز نے گویا اسے یقین دلایا۔

ریسٹورنٹ میں صرف ایک ہی ویٹر تھا۔ اس نے بوک لائیز پر رکھ دی اور تمیں لس تیار کر دیں۔ کلنس نے یہ کہہ کر مائیکل کو حیران کر دیا۔ ”میں نہیں پیجوں گا۔۔۔ میں شاید ماؤنٹ ہوں جو شراب نہیں پیتا۔ میں نے بہت سے اچھے بھلے لوگوں کو شراب کی وجہ سے ہوتے دیکھا ہے۔“

سولوز نے تھیسی انداز میں سر ہلایا پھر کیپٹن سے مخاطب ہوا۔ ”میں مائیکل سے ٹھنکی میں بات کروں گا۔ یہ مت سمجھتا کہ میں تم پر یہ اعتمادی کا اظہار کر رہا ہوں اور اپنی ٹھوٹنیر کھنا چاہتا ہوں بلکہ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ میں انگریزی میں اپنا مفہوم زیادہ کا اظہار یا نہیں کر سکتا۔ اطالوی میں بات کر کے شاید میں مائیکل کو زیادہ آسانی سے پہنچنے کا قابل کر سکوں۔“

”تمہارا جس زبان میں دل چاہے، بات کرو۔ میں تو اس وقت صرف کھانے سے سالم ہونے کے موڑ میں ہوں۔“ کیپٹن نے بے پرواہی سے کہا۔

سولوز نے مطمئن انداز میں سر ہلایا اور مائیکل کی طرف متوجہ ہو گیا۔ سولوز نے اطالوی میں کہتا شروع کیا۔

”تمہارے والد کے ساتھ جو کچھ ہوا، مجھے اس پر افسوس ہے لیکن جھمیں یہ تو سمجھ لینا چاہیے خاص کاروباری معاملہ ہے۔ تمہارے والد نے مستقبل کے راستے میں رکاوٹ کلکوش کی تھی۔ میں اس کے پاس جو تجویز لے کر گیا تھا، وہ مستقبل کے کاروبار کی تھی۔“

کہ ڈرائیور کو اپنے آپ پر بے پناہ اعتماد تھا۔

کار ہوا میں ڈرائیور اچھلی، اس کے ناٹر دوسرے ہی لمحے سرک پر بڑی ملچھ چڑھائے اور پلک جھکتے میں اس کا رخ نیو یارک کی طرف ہو چکا تھا۔ وہ واپس اسی مری میں جا رہے تھے جدھر سے آئے تھے۔ سولوز و اور کلنس دونوں بیک وقت مزکر عقیقی شیشہ دیکھ رہے تھے کہ کیا ان کے پیچھے آنے والی کسی اور گاڑی نے بھی۔ بھی انداز اختیار کیا تھا۔ تب مائیکل کی سمجھ میں آیا کہ وہ لوگ انتہائی حد تک یہ اطمینان کرتا چاہتے تھے کہ اس تھا۔

تعاقب نہیں کیا جا رہا اور اگر کوئی تعاقب کرنے میں کامیاب ہو بھی گیا ہو تو اب وہ نظر میں جائے۔۔۔ مگر ایسا نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ اب وہ مطمئن ہو چکے تھے اور گاڑی اب بروکس طرف جا رہی تھی۔

وہ منٹ بعد گاڑی ایک ریسٹورنٹ کے سامنے جا رکی۔ نشانیاں بتاتی تھیں کہ علاقے میں زیادہ آبادی اطالویوں کی تھی۔ سرک پر آمد و رفت زیادہ نہیں تھی اور جب وہ ریسٹورنٹ میں پہنچنے تو وہ بھی خالی خالی سانظر آیا۔ وہ لیوٹا ریسٹورنٹ ہی تھا۔ گویا انہیں والی اطلاع درست ہی تابت ہوئی تھی۔

مائیکل کو یہ دیکھ کر اطمینان ہوا کہ ڈرائیور باہر کار میں ہی رہ گیا تھا ورنہ اسے تشویش کہ وہ بھی ان لوگوں کے ساتھ اندر نہ آ جائے۔ اس صورت میں اسے اپنے منصوبے عملدرآمد میں دشواری پیش آ سکتی تھی۔ دیسے تو سولوز نے ڈرائیور کو ساتھ لے کر گویا ابتداء ہی معاملہ سے کی خلاف ورزی کر دی تھی۔ سولوز نے فون پر جو بات کی تھی اس میں نہ فردہ کوئی ذکر نہیں تھا۔ لیکن مائیکل نے یہ تکہ اٹھانے سے گریز کیا۔

ریسٹورنٹ میں سولوز نے کسی کیپٹن میں بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ وہ لوگ کھلی جدہ: ہال میں ایک گول میز کے گرد بیٹھ گئے۔ ہال میں صرف وہی میز گول تھی۔ وہاں ان کے صرف دو فردا اور تھے۔ مائیکل کے خیال میں اس بات کا کافی امکان تھا کہ وہ دونوں ہال کے آدمی ہوں لیکن وہ ان کی موجودگی سے تشویش میں جتنا نہیں ہوا۔ اس کا ارادہ اتنی

دہکر کے غالباً واش روم کے بارے میں پوچھا۔ اس آدمی نے آنکھوں ہی کے اشارے پر جواب دیا، اس کا مفہوم غالباً یہی تھا کہ وہ واش روم کو چیک کر چکا ہے، وہاں کوئی چھپا نہیں ہے۔

آخر سلوزو نے گویا بادل ناخواستہ مائیکل کو واش روم جانے کی اجازت دیتے ہوئے "ازیادہ دیرمت لگاتا۔"

مائیکل جب واش روم میں پہنچا تو اسے سچ چیز اس سے استفادہ کرنے کی حاجت دی ہوئے گئی تھی۔ فارغ ہو کر اس نے قلبش کی مشکل کے پیچھے ہاتھ ڈالا تو اسے وہاں گن کی بورگی کا احساس ہوا۔ وہ مشکل کے پیچھے چلکی ہوئی تھی۔ اس نے گن نکال کر پتلون کی بیٹھ باری اور اوپر کوٹ کے ہٹن لکائے۔ پھر اس نے ہاتھ دھونے اور بال بھی ٹھوڑے سے پکڑ لئے۔ گن پر تو اسے انگلیوں کے نشانات ثابت ہونے کی فکر نہیں تھی، اس نے واش ناکی فونٹی وغیرہ پر سے اپنی انگلیوں کے نشانات صاف کر دیئے اور واپس روانہ ہوا۔

سلوزو کا رخ واش روم کی طرف ہی تھا اور وہ پوری طرح چونا نظر آ رہا تھا، دوسری پر موجود شخص بھی اس دوران گویا سخت اعصابی تناوُز کا شکار رہا تھا۔ مائیکل میز کے قریب اک گویا سکون کی سانس لیتے ہوئے بولا۔ "اب میں آرام سے بات چیت کر سکتا ہوں۔" سلوزو نے بھی گویا سکون کی سانس لی اور دوسری میز پر موجود آدمی بھی کچھ مطمئن نظر نے لگا۔ کھانا آچکا تھا اور کیپین کلس کھانے میں مصروف ہو چکا تھا۔ اس کے لئے گویا بات حال ڈرائیمیشن ٹاک نہیں تھی۔ مائیکل دوبارہ بیٹھ گیا۔ میز ان تو اسے ہدایت کی کہ وہ واش روم سے واپس آتے ہی دونوں آدمیوں کو شوت کر دے لیں اس کی چھٹی نے اسے خبردار کیا تھا کہ وہ لمحہ اس کام کیلئے موزوں نہیں تھا۔ اگر وہ اس وقت ایسی کٹلی تو شاید خود مارا جاتا۔ اس وقت سلوزو اور دوسری میز پر موجود گران دونوں ہی پر لٹک ہوئے کسی درندے کی طرح چونا تھے۔ س نے ان دونوں کے اعصاب ڈرائیمیشن ٹاک کے اور ان کے ذرا مطمئن ہو جانے کا انتظار کرتا بہتر تھا۔

اور اس میں ہم سب کے لئے لاکھوں ڈالر کا فائدہ تھا۔ مجھے معلوم تھا، تمہارے والد کا اٹھا میرے لئے رکاوٹیں کھڑی کرے گا۔ بظاہر انہوں نے یہی کہا تھا کہ میں جو چاہوں کروں۔ وہ میرے کار و بار سے کوئی واسطہ رکھنا نہیں چاہتے۔ لیکن مجھے اندر یہ فکر ان کے یہ کہنے کے باوجود مجھے دشوار یاں پیش آئیں گی۔ اس لئے وہ سب کچھ ہو گیا جو تاگزیر نظر آ رہا تھا۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ مجھے ٹیک لیا فیملی کی علی الائچہ حمایت اور باقی "فیملیز" کی خاموش حمایت حاصل ہے۔ لیکن میں کم از کم اس وقت تک صلح اور اسن چاہتا ہوں جب تک تمہارے والد صحت یا ب ہو کر خود فیصلے کرنے کے قابل نہیں ہو جاتے۔"

"اور مجھے ضمانت چاہئے کہ اس دوران میرے والد کی جان لینے کی مزید کوششیں نہیں کی جائیں گی۔" مائیکل بولا۔ اس نے محسوس کیا کہ سلوزو مزید داؤ آزمانے کے لئے صرف چند دن کی مہلت حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"تم مجھے کچھ زیادہ ہی عزت دے رہے ہو، جو اس قابل سمجھ رہے ہو۔ ورنہ اس دن تو درحقیقت میں خود اپنی جان بچانے کے لئے چھپتا پھر رہا ہوں۔" سلوزو بولا۔ مزید کچھ دریا قسم کی باتیں ہوتی رہیں پھر مائیکل نے اپنے چہرے پر بے چینی کے تاثرات پیدا کرنے کی کوشش کی اور پہلو بدلتے ہوئے بولا۔

"میں کافی دیر سے واش روم جانے کی ضرورت محسوس کر رہا ہوں۔ اگر تمہیں کہا اعتراف نہ ہو تو۔"

سلوزو نے شک بھری نظر وہ سے اس کے چہرے کا جائزہ لیا اور ایک بار پھر اس کا تلاشی لینے کے لئے اس کے جسم کے بعض حصوں پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ تب کلس ٹھکنے مجھے بولتا۔ "میں اس کی تفصیلی تلاشی لے چکا ہوں۔ اور میں اس کام میں اتنا ڈری نہیں ہوں۔" میں نے ڈیونی کے دوران ہزاروں بد معاشوں کی تلاشی لی ہے۔" اس کے باوجود سلوزو نے دوسری میز پر بیٹھے ہوئے شخص کو آنکھوں ہی آنکھوں میا

سولوزو ماں کی طرف جھک کر دوبارہ بات شروع کر چکا تھا لیکن ماں کیلئے بھی نہیں سن رہا تھا۔ اس کا سینے سے نیچے کا حصہ میز کی آڑ میں تھا۔ وہ اپنا ہاتھ بھی نیچے رکھتے ہوئے کوٹ کا بٹن کھول چکا تھا اور اس کا ہاتھ گن کے دستے پر پہنچ چکا تھا۔ اس کا نوں میں نہ جانے کہاں سے شائیں شائیں کی آوازیں آ رہی تھیں۔

اس وقت دیران کی میز کے قریب آ چکا تھا اور سولوزو نے اس سے بات کرنے لئے گردن موڑ لی تھی۔ ماں کیلئے میز کو دھکلایتے ہوئے اچانک انھوں کھڑا ہوا۔ اسی لمحے میں اس کے ہاتھ میں آچکی تھی اور اس کی چھوٹی سی تالی سولوزو کے سر کو قریب چھوڑ رہی تھی۔ سولوزو نے اضطراری طور پر پیچھے ہٹنے کی کوشش کی لیکن اس وقت تک ماں کا ٹریگرڈ پا چکا تھا۔

گوئی اس کی کپٹی میں گھس کر دوسری طرف سے نکلی تو ادھر خاصاً بُدناہورا نمودار ہو گیا۔ خون کے چھینٹے اڑ کر دیر کے یونیفارم پر پڑے اور دہشت سے اس آنکھیں پھیل گئیں۔ ماں کیلئے نمہوں کر لیا کہ سولوزو کیلئے وہ ایک گوئی کافی تھی۔ اسی لمحے کی پٹیں کلس نے سراخا کر سولوزو کی طرف دیکھا تھا۔ اسے یقیناً سولوزو آنکھوں میں زندگی کا چراغ بجھتے نظر آ گیا تھا۔ وہ کائنے میں پھیلی کا گڑا پھنسائے اتے کی طرف لے جا رہا تھا لیکن اس کا ہاتھ ہوا میں ہی ساکت ہو گیا۔

یہ سارا منظر شاید ایک یادو یکنہ کا تھا لیکن ماں کیلئے سب کچھ سلوموش میں دیکھا تھا۔ اس نے ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا۔ گن کا رخ کلس کی طرف ہوا اور دوسرا فائز ہوا۔ اس کے طبق میں لگی۔ اس کے طبق سے کھانی کی سی آواز اور پھر خون کا فوارہ بی آمد۔ ماں کیلئے اس فارے سے مطمئن نہیں ہوا۔ اس نے دوسرا فائز کلس کی پیشانی پر عین اس کی آنکھ کے درمیان کیا۔

ماں کیلئے کی آنکھوں کے سامنے اس وقت خون کی چادری پھیلی ہوئی تھی۔ وہ تینی۔ اس شخص کی طرف گھوما جو دوسری میز پر بیٹھا تھا۔ وہ اپنی جگہ ساکت تھا اور اس کی آجھی

ہوئی تھیں۔ اسے گویا سکتہ سا ہو گیا تھا لیکن جو نہیں مائیکل نے اس کی طرف دیکھا اس بدلی سے اپنے دونوں ہاتھ میز پر رکھ دیا۔ مائیکل نے اس پر گوئی نہیں چلائی اور غیر بن اداز میں گن میز کے نیچے ڈال دی۔ دیڑ کے چہرے پر گویا دہشت نقش ہو کر رہ گئی اور وہ گویا خواب کے سے عالم میں دھیرے دھرے الٹے قدموں کچن کی طرف جا رہا

سولوزو کری سے نیچے گرا تھا۔ اس کا مردہ جسم میز کے سہارے نکل گیا تھا لیکن کلس کی بھر کم لاش آہنگی سے فرش پر جا گری تھی۔ مائیکل کو یقین تھا کہ اسے گن میز کے نیچے لے نہ تو پہنچنے دیکھا تھا اور نہ ہی دوسری میز پر بیٹھنے ہوئے آدمی نے۔ وہ لمبے لمبے ذگ اور واڑے کی طرف چل دیا۔

وہ دروازہ کھول کر باہر آیا تو سامنے اسے سولوزو کی کارکھڑی دکھائی دی لیکن جو ان اسے ڈرائیور کر کے لایا تھا، اس کا دور دوڑنے کیسی نام و نشان نہیں تھا۔ مائیکل تیزی نامیں ہاتھ سڑک کے کونے کی طرف بڑھا۔ ایک کار کی ہیئت لائٹ تیزی سے آن آف ل اور وہ اس کے قریب جا پہنچا۔ اس کا دروازہ فور آئی کھل گیا۔ وہ ایک پرانی سیدھیان تھیں، کا انہیں اشارہ تھا۔ مائیکل پھرتی سے اس میں بیٹھ گیا اور کار ایک جھٹکے سے آگے روانہ ہوا۔ ڈرائیور گیٹ سیٹ پر شیو تھا۔ اس کا چہرہ پتھر ایا ہوا سالگ رہا تھا۔

”کام ہو گیا؟“ اس نے پاٹ لجھے میں پوچھا۔

”ہاں..... دونوں کا کام ہو گیا۔“ مائیکل نے جواب دیا۔

”کہاں بات ہے؟“ نیسو نے تصدیق چاہی۔

”میں نے ان کا بھیجا باہر آتے دیکھا ہے۔“ مائیکل بولا۔

”بہت خوب!“ نیسو نے طہانیت سے سر ہلایا۔

کار میں مائیکل کے لئے لباس تبدیل کرنے کا انتظام تھا۔ میں منٹ بعد وہ ایک مال راتلا لوی بھری جہاز پر سوار ہو چکا تھا جو سلی جا رہا تھا۔ دو گھنٹے بعد جہاز ساحل سے اتنی

دوں کارلیون فیملی کے خاص نشانجی تھے۔
یون نیویارک میں مافیاؤں کی 1946ء کی مشہور زمانہ لٹائی شروع ہوئی۔ جس میں پہنچ فیملیز، ایک طرف تھیں اور صرف ایک "فیملی" دوسری طرف۔

☆.....☆

ایک ابھرتی ہوئی ادکارہ اس وقت جو نی کے شاندار اور پر عیش مکان میں اس کی مہان تھی۔ جو نی کو یقین تھا کہ اس کی وہ رات بہت خوبصورت اور یادگار ثابت ہو گی کیونکہ تمام اوازیات موجود تھے جو کسی بھی رات کو یادگار بناتے تھے۔

لڑکی کا نام شیرون تھا۔ وہ بے پناہ خوبصورت تھی اور قیامت خیز سر اپا کی مالک تھی مگر اس جیسی ہزاروں لڑکیاں ہالی وہ میں معمولی سامنام حاصل کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہی تھیں۔ ان میں سے وہ اپنے آپ کو بہت خوش قسم سمجھتی تھیں جنہیں جو نی جیسے آدمی کا سہارا میسر آ جاتا تھا۔ جو انہیں آگے بڑھنے میں کچھ نہ کچھ مددے سکتا تھا۔ شیرون بھی جو نی کی نظر التفات پا کر بہت خوش معلوم ہوتی تھی اور آج جب موقع مناسب دیکھ کر جو نی اس کے ساتھ یادگار وقت گزارنے کا اہتمام کیا تھا تو اسے امید تھی کہ شیرون کی خود پر دگی دینی ہو گی۔

مگر اس وقت اسے حریت کا شدید جھٹکا لگا جب شیرون نے اس کی خواہشوں کے سامنے سر جھکانے سے انکار کر دیا۔ اس کی وجہ اس نے نہایت سادگی سے صرف یہ بتائی کہ اس تو اسے وہ اس کے ذوقِ جمال پر پورا نہیں اترتا تھا۔ جو نی کے جذبات مختنثے ہیں اور پھر شیرون رخصت ہو گئی۔ جو نی کی زندگی میں ایسا واقعہ کبھی پیش نہیں آیا تھا۔

اس نے اپنے آپ کو بیحد تہبا اور وحشت زدہ محسوس کیا۔ ایک عجیب سی بد مرگی اس کے جواں پر چھائی ہوئی تھی۔ وہ کسی کے پاس بیٹھنے اور کسی سے باقی کرنے کی شدید خودت محسوس کر رہا تھا۔ آخر وہ اپنی سابق یوی جینی کے گھر جانے کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ لیکن اسے اپنی دونوں بچپوں کی یاد بھی ستانے لگی تھی۔ جانے سے پہلے اس نے فون کر کے

دور جا چکا تھا کہ نیویارک کی روشنیاں مائیکل کو چراغوں کی طرح ٹھہرائی دکھائی دیئے گئی تھیں۔ اس احساس سے اس کی رُگ و پے میں ٹھانیت کی لہری دوڑ رہی تھی کہ اس کے پیچے نیویارک میں نہ جانے کیسا ہنگامہ برپا ہو گیا۔ کتنا خون خراب ہو گا۔ مگر وہ وہاں نہیں ہو گا۔ اس کا جعلی پا سپورٹ، جعلی شاخاتی کاغذات وغیرہ ہیکل نے تیار کر کر دیئے تھے جن رو سے وہ اس وقت سلی کا ایک ماہی کیر تھا، سلی میں اسے ایک مافیا چیف کا مہمان بننے کے ہاں طویل قیام کرنا تھا۔

☆.....☆

سولوز اور کیپن میک کلس کے قتل کے وہ سرے دن نیویارک کے تمام پولیس ایڈیشن کے انچارج آفیسرز نے بد معاشوں کی دنیا میں یہ پیغام بھجوادیا کہ جب تک فس کا قائل نہیں جاتا، شہر میں کسی بھی پولیس اسٹیشن کی حدود میں کوئی غیر قانونی دھنڈہ نہیں ہو گا۔ بہ ایسی جگہوں پر پولیس کی بھاری نفری نے چھاپے مارے اور سینکڑوں افراد کو گرفتار کر لیا جہاں اس طرح کے دھنڈے ہوتے تھے۔ یوں زیر زمین دنیا کی سرگرمیاں گویا یک لڑک گئیں۔

ای شام دیگر "فیملیز" کا ایک مشترکہ قاصد کارلیون فیملی کے پاس پہنچا اور اس ان سے معلوم کیا کہ وہ کلس کے قائل کو پولیس کے حوالے کرنے کے لئے تیار ہیں یا نہ کارلیون فیملی کی طرف سے اسے یہ جواب دے کر بھیجا گیا کہ اس معاملے سے ان کا کو اتعلق نہیں، اس لئے انہیں اس فکر میں دبلے ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔

اس رات مال پر۔۔۔ جہاں کارلیون فیملی کے گھر واقع تھے، ایک کار اس زخمی پاس آ کر کی جو راستہ روکنے کے لئے لگائی جاتی تھی۔ اس کار سے مال پر ایک بم بھینٹ جس کے بعد کار تیزی سے فرار ہو گئی تاہم اس بم سے کوئی خاص انقصان نہیں ہوا کیونکہ گھبراہٹ زدہ انداز میں۔۔۔ کسی خاص ہدف کے بغیر پھینکا گیا تھا، البتہ اسی رات چھوٹے ایک اٹالوی ریسٹورنٹ میں سکون سے کھانا کھاتے ہوئے دو افراد کو گولی مار دی گئی۔

لہتے برقرار رکھنا چاہتی تھی۔ جنیں اس سے محروم کرنا نہیں چاہتی تھی۔ جو نی کو یقین تھا کہ میں نے ابھی تک کسی اور مرد سے مراسم بھی استوار نہیں کئے تھے۔ اس نے گویا باقی زندگی بھی اسی طرح گزارنے کا تھیر کر رکھا تھا جس طرح اس وقت گزر رہی تھی۔

اچاک اندر فون کی سختی نہ اٹھی۔ جنی فون سننے چلی گئی اور جب وہ واپس آئی تو اس کے چہرے پر قدرے حیرت تھی۔ وہ جو نی سے مخاطب ہوئی ”تمہارا فون ہے۔ ٹائم ہیکن ہل رہا ہے۔“

اس وقت تک ڈون کار لیون پر فائر گ کا واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔ جو نی نے اندر جا کر فون سنتا تو ہیکن بولا۔ ”سنا ہے تمہاری فلم ختم ہو گئی ہے۔ ڈون نے مجھے فوراً تم سے ملنے اور تمہارے مستقبل سے سائے میں کچھ منسوبے بٹانے کا حکم دیا ہے۔ میں کل صبح اس انجلس پہنچ رہا ہوں۔ کیا تم ایسے پورٹ آسکتے ہو؟ میں کل رات ہی واپس روانہ ہو جاؤں گا۔ اس لئے تمہیں اپنی رات کی مصروفیات ملتوی کرنے کی ضرورت نہیں ہو گی۔“

”میں ایسے پورٹ آ جاؤں گا۔“ ”جو نی بولا۔“ ”تمہاری فلاٹ کتنے بجے پہنچے گی؟“ ”کیا رہ بجے۔“ ہیکن نے بتایا۔ ”تمہیں زیادہ تکلفات میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ اپنے کسی آدمی کو اندر ایسے پورٹ پر بھیج دینا۔ خود باہر گاڑی میں ہی بیٹھے رہتا۔“ ”ٹھیک ہے۔“ جو نی نے کہا۔

فون بند کر کے وہ لیوگ روم میں واپس پہنچا تو جنی نے سوالیہ نظروں سے اس کی ٹرک دیکھا۔ جو نی بولا۔ ”پہلے گاؤں قادر نے نہ جانے کس طرح مجھے اس فلم میں کام دلتایا۔ اب وہ میری بہتری کے لئے کچھ اور منسوبے بنا رہا ہے۔ آج کل وہ مجھ پر بہت محباں ہے۔“

وہ ایک بار پھر صوفے پر ڈھیر ہو گیا۔ جنی بولا۔ ”تم بہت تھکے ہوئے لگ رہے ہو۔“ مگر جانے کے بجائے یہیں گیئٹ روم میں سو جاؤ۔ اتنی رات گھے طویل ڈرائیور گ کرنے اور ہلے سے گھر میں اکیلے رہنے سے بچ جاؤ گے۔ صبح ناشتہ بچپوں کے ساتھ کر لیتا۔۔۔۔۔

جنی کو اپنی آمد کی اطلاع دے دی تھی اور اس نے خوش دلی سے اپنے ہاں آنے کی ابزار دے دی تھی۔ البتہ یہ بتا دیا تھا کہ پچھاں اس وقت سوچکی ہیں۔

ایک کھنے بعد اس نے بیور لے ہلز میں اس مکان کے سامنے کارروائی جو کبھی اس کا مگر ہوا کرتا تھا مگر جنی سے علیحدگی کے بعد اس نے دیگر بہت سی چیزوں کے ساتھ وہ بھی اسے دے دیا تھا۔ جنی دروازے پر اس کی منتظر تھی۔ وہ ایک خوش شکل مگر قدرے عام ہی۔ اطاولی عورت تھی جو شاید اپنے شوہر سے طلاق کے بعد بھی اس سے بے وفا کی کا تصور نہیں کر سکتی تھی۔

اس نے جو نی کو اندر لیوگ روم میں بھایا اور اس کے لئے کافی اور بسکٹ لے آئی۔ وہ کافی پی چکا تو جنی بولی۔ ”صوفے پر لیٹ جاؤ۔ تم تھکے ہوئے لگ رہے ہو۔“ ”شاید اب میں زیادہ تر ایسا ہی لگا کروں گا۔“

وہ کوٹ اتار کر اور تائی ڈھیلی کر کے صوفے پر شم دراز ہوتے ہوئے بولا۔ ”جنیس سال کی عمر میں، میں گنجائے ہوئے لگا ہوں اور میرا بیٹ باہر آنے لگا ہے۔ میری جو فلم آج ہی کمل ہوئی ہے، اس سے میں آس لگائے بیٹھا ہوں کہ شاید اس کے ذریعے مجھے دوسرا جنم ملے گا۔ اگر میری یہ آس بھی پوری نہ ہوئی تو بس میری کہانی ختم ہی سمجھو۔ ہالی وڈ میں انسان جنیس سال کی عمر میں سوال کی زندگی گزار لیتا ہے۔“

”اور درحقیقت تمہاری سمجھ میں صحیح طور پر یہی نہیں آسکا کہ تم زندگی سے کیا چاہئے ہو؟“ جنی گھری سنجیدگی سے بولی۔

وہ دونوں کافی درستک اسی طرح کی باتیں کرتے رہے۔ جنی ایک عام ہی عورت ہونے کے باوجود اس وقت اچھی لگ رہی تھی۔ وہ نکھری نکھری، تروتازہ اور صاف سخنی دے رہی تھی تاہم جو نی نے اس دوران اسے چھونے کی کوشش نہیں کی۔ اسے معلوم تھا کہ جنی اس کی اجازت نہیں دے گی۔ طلاق کے بعد سے اس نے اپنے اور اس کے درمیان حد قائم رکھی تھی۔ اس نے دوسری شادی بھی نہیں کی تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ بچپوں کی اصل

کوں ہوتا تھا۔

ہٹنے سے فارغ ہو کر وہ پہلے اپنے گھر پہنچا جہاں اس کا پیک ریلیشنز اجٹ اور بیزی کرائے کی ایک دوسری کار میں اس کے منتظر تھے۔ اس نے انہیں فون کر کے بتا دیا تاکہ ایک اہم شخصیت کو ریسیو کرنے ایئر پورٹ جانا ہے۔ اس کی دوسری بیوی مار گوٹ بیٹھنے والی اس وقت بھی گھر پر نہیں تھی۔ ان کے درمیان طلاق کی کارروائی شروع ہو چکی تھی اور انہیں ایسا طیارہ ہی ہو چکے تھے۔

وہ جب ہیکن کو ایئر پورٹ سے لے آیا اور انہیں لیونگ روم میں تھائی میں بیٹھنے کا موقع ملا تو باتیں شروع ہوئیں۔ ہیکن نے پوچھا۔ ”تمہاری جو فلم مکمل ہوئی ہے، اس میں اگر انہیں ادا کرئی پڑھیں اکیڈمی ایوارڈس جائے تو اس سے تمہیں کوئی فائدہ ہو گا؟“

”کیوں نہیں۔“ جو نی حضرت آمیز سے انداز میں گھری سائس لے کر بولا۔ ”ایک ادا کار اگر مرجبی رہا ہو تو اکیڈمی ایوارڈ اسے کم از کم دس سال کے لئے دوبارہ اپنے ہیروں پر کلا کر دتا ہے۔“

”ٹھیک ہے۔“ ہیکن قدرے بے پرواہی سے بولا۔ ”تمہارے گاڑ قادر نے کہا ہے کہ وہ تمہیں اکیڈمی ایوارڈ لوانے میں مدد دینے کی بھی کوشش کریں گے۔ لیکن ظاہر ہے، فیس پر بھی نہیں کر سکتے۔ بطور سگرا اور بطور ایکٹر بھی اب تم اپنے مستقبل سے زیادہ امیدیں لہرانہیں کر سکتے۔ اس لئے گاڑ قادر کا کہنا ہے کہ تم خود فلمیں بناتا شروع کرو۔ وہ ان فلموں کا شے رہنمای کاری کریں گے۔ سرمائے کے بارے میں تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ اتنا عرصہ فلم اٹھ سڑی میں رہ کر یقیناً تم نے بہت کچھ سیکھا ہو گا۔ کیا ہم امید رکھیں کہ تم پہنچاں قلمیں بنائے ہیں؟“

”کیوں نہیں۔“ جو نی اعتماد سے بولا۔ ”ہر کام کے لئے ان لوگوں کی خدمات حاصل کی جائیں جو اسی کام کے ماہر ہوں۔ جن کا نام اور مقام اونچا ہو تو پھر عام طور پر ناکامی نہ کہا جائی۔ لیکن بڑے پیارے پر فلمازی۔ اور خاص طور پر ایک ساتھ تین چار فلمیں

سے پھر جیسے اسے کچھ خیال آیا اور وہ تمہس سے بولی۔ ”تمہاری دوسری بیوی تو تیر مصروف رہتی ہے اور ان دونوں تو وہ زیادہ تر تم سے الگ رہتا ہی پسند کرتی ہے۔ تمہیں اسے بڑے گھر میں تھائی کا احساس نہیں ہوتا؟“

”میں گھر میں رہتا ہی بہت کم ہوں۔“ جو نی نے جواب دیا۔

”اوہ...! اس کا مطلب ہے کہ تمہارے معمولات اب بھی نہیں بدلتے۔“ جو نی شدید مسکراہٹ کے ساتھ بولی پھر ایک لمحے کے توقف سے اس نے پوچھا۔ ”اگر تم گیر روم میں نہ سوتا چاہو تو میں دوسرے بیٹھ روم میں تمہارے سونے کا انتظام کر دوں؟“

”کیا میں تمہارے بیٹھ روم میں نہیں سو سکتا؟“ جو نی نے پوچھا۔

”نہیں۔“ جو نی نے دھتے لیکن مضبوط لمحے میں جواب دیا۔

دوسری صبح وہ سوکراٹھا تو جسیں اس کے لئے ناشہ تیار کر چکی تھی۔ جو نی نے دن کی ہلکی سگریٹ سلاگی تو اس کی دونوں نو عمر بیٹھیاں ناشہ کی ٹڑاں دھکیلی اور مسکراتی ہوئی کرے مگر داخل ہوئیں۔ گول مٹول سے گالوں والی دونوں بچیاں اتنی خوبصورت اور معصوم تھیں کہ ان پر نظر پڑتے ہی جو نی کے دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا۔ وہ پھولوں کی طرح ٹکفتا اور گھری گھری دکھائی دے رہی تھیں۔

جو نی نے سگریٹ بجھایا اور دونوں بازوں پھیلایا۔ وہ اس کے سینے سے آگئیں۔ ان کے وجود سے جیسی جیسی مہک پھوٹ رہی تھی۔ جو نی کی شیو بڑی ہوئی تھی۔ وہ اپنے گال ان کے گالوں کے ساتھ رگلانے لگا تو وہ زور زور سے ہٹنے کے ساتھ ہلکی ہلکی جنیں مارنے لگیں۔ اس طریقے سے ان کی جنیں نکلواں جو نی کا محبوب مشغول تھا۔

پھر جسی بھی آگئی اور وہ چاروں مل کر ناشہ کرنے لگے۔ جو نی باتیں کرتے کرتے بچپوں کو دیکھتا تو اس کے دل میں عجیب سے خیالات سراخانے لگتے۔ وہ اب اتنی چھوٹی نہیں رہی تھیں۔ وہ محسوں کرتا تھا کہ دونوں دیکھتے ہی دیکھتے جوان ہو جائیں گی اور ہالی دوڑ کے نہ جانے کتنے نوجوان لفگے ان کے پیچے لگ جائیں گے۔ یہ خیال اسے بہت ہولناک سا

مرن سے جو کاروباری منصوبہ شروع کر دیا جاتا تھا، وہ جاری رہتا تھا..... خواہ حالات کچھ بھی ہوں، البتہ اب اتنی تبدیلی ضرور آئے گی کہ جو نی کو بیک وقت تمن چار قلمیں شروع کرنے کے بجائے ایک وقت میں ایک فلم بنانی ہوگی۔ جو نی کے لئے یہ بھی نیمت تھا۔

☆.....☆

ڈون کار لیون کا اصل نام ویوائیڈ ونی تھا۔ کار لیون اصل میں سلی میں واقع اس پہنچنے سے گاؤں کا نام تھا جہاں وہ پیدا ہوا اور جہاں اسے بارہ سال کی عمر تک رہنا فیصلہ ہوا۔ ڈون کا لقب بھی اس نے بعد میں اختیار کیا جس کا مطلب ”کنبے یا خاندان کا سربراہ“ تھا۔

حالات نے گویا ویو کو بارہ سال کی عمر میں ہی ایک مکمل، جوان اور سمجھدار مرد بنادیا۔ فیل وہ انیسویں صدی کا اختتام تھا اور سلی میں اس وقت ما فیا کی متوازی حکومت قائم تھی بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جانہ ہو گا کہ ما فیا درحقیقت حکومت سے زیادہ طاقتور تھی۔

ویو کا باپ ایک طاقتور اور تند مزاج آدمی تھا۔ اس کا ما فیا کے ایک مقامی چیف سے اختلاف ہو گیا اور اس نے صرف اس کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا بلکہ سر عالم اس سے بھرا ہونے کے بعد اسے موقع پر ہی قتل کر دیا۔ ایک بہت بعد اس کی اپنی لاش بھی سڑک پر پائی گئی جو اس بندوق کی گولیوں سے چھٹی تھی جسے مقامی زبان میں ”لیو پارا“ کہا جاتا ہے۔

ان کے بعد ما فیا کے آدمی بارہ سالہ ویو کو بھی قتل کرنے پہنچ گئے۔ ان کے خیال میں یہ عالمی سمجھداری کی عمر تھی اور اس عمر کے بچے کے ذہن میں یہ خیال مضبوطی سے جڑ کر کلکا ٹو ٹو کر اس کے باپ کو قتل کیا گیا تھا، چنانچہ اسے بڑے ہو کر اس کا انتقام لیتا ہے۔ اس لئے ما فیا کے آدمیوں نے بارہ سالہ ویو کو بھی قتل کرنا ضروری سمجھا تھا لیکن ویو کی خوش قسمتی تھی کہ ان کے مچھے نہیں چڑھا۔

اس کی ماں نے اسے چند دن اپنے پکھر شتے داروں کے ہاں چھپائے رکھا پھر اپنے

شروع کرنا کروڑوں ڈال کا کام ہے۔“
”تم سرمائے کی فکر مت کرو۔ جب ڈون نے یہ کہہ دیا تو سمجھو بات ختم ہو گئی۔“
ہیگن نے ہاتھ ہلا کیا۔

جو نی کے دل میں چل جیاں ہی پھوٹنے لگیں۔ ڈون اگر قلموں میں سرمائی کاری کے لئے تیار ہو چکا تھا تو اس کی مدد اور پشت پناہی جو نی کو ہالی وڈ کے باوشا ہوں کی صفائی کرنا اکر سکتی تھی۔

اس نے ہیگن کو رخصت کرنے کے بعد اسی شام سے فلم لائے کے خاص خاص لوگوں سے رابطہ شروع کر دیا۔ اب اگر اسے ڈون کی مدد میر آئی گئی تھی تو وہ بہت سنجیدگی اور سمجھداری سے فلم سازی کے سیدان میں اترتا چاہتا تھا۔ اس نے اپنے لڑکپن کے گھرہ ساتھی نیو کو بھی شاندار معاوضے پر ہالی وڈ بلوانے کا فیصلہ کیا۔ اسے معلوم تھا کہ ڈون کو اس کے اقدام پر خوشی ہو گی۔ وہ جب ڈون کی بیٹی کی شادی پر نیویارک گیا تھا تو اس نے محروس کیا تھا کہ ڈون کو یہ بات اچھی نہیں گئی تھی کہ اس نے ہالی وڈ میں کامیاب زندگی کے دوران اپنے بچپن اور لڑکپن کے ساتھی نیو کو فراموش کے رکھا تھا اور اس کا ہاتھ تھام کرائے آگے لانے کی کوئی کوشش نہیں کی تھی۔

جو نی فلم سازی کے منصوبے پر بہت تیزی سے کام شروع کر چکا تھا اور نیو کو بھی لال انجلس بلاچکا تھا جب اسے ڈون پر فائزگ وائے واقعہ کی اطلاع ملی۔ اس نے نجباں کی فون کیا اور ڈون کے پاس پہنچنے کا ارادہ بھی ظاہر کیا مگر سنی نے اسے سمجھایا کہ اس سہ کوئی پامادا نہیں۔ ڈون تو شدید رنجی حالت میں اسپتال میں داخل تھا۔ اس سے ملنا یا بات کرنا تو نہیں تھا۔ اس نے بہتر بھی تھا کہ وہ بعد میں کبھی آتا اور فی الحال اپنی توجہ کا مous پر رکھتا۔ جو نی نے اس کا مشورہ قبول کر لیا تھا۔ اس احساس سے اس پر مایوسی چھانے گئی تھی کہ شاید ڈون پر فائزگ کے واقعہ کے بعد اس کا قلموں میں سرمائی کاری کا منصوبہ دھرا کا ہے جائے۔ مگر پھر ہیگن نے اسے فون کر کے تسلی دی کہ ایسا کوئی امکان نہیں تھا۔ ڈون اپنے

رنہ علاقے میں بہت سے لوگ ایسے بھی تھے جو خود چھوٹے موٹے بدمباشوں سے کم نہ اپنے دی تھی، انہی کا لڑکا ڈین ڈو بعد میں اس کا قانونی مشیر ہاتھا۔ اس کے انتہا کے بعد ٹام ہیکن نے اس کی جگہ سنگھالی تھی۔

غیر قانونی تاریکین ڈلن اور دوسرے لوگ جو چھپ چھپ کر چھوٹے موٹے غیر ہندے کرتے تھے، فانو کچی ان سے بھی کچھ نہ کچھ حصہ وصول کرتا تھا۔ کارلیون بیل کے ساتھ رہا تھا اور جن کے اسٹور پر کام کرتا تھا، وہ بھی اسے تھوڑی سی رقم بھتے کے دینے میں عافیت حسوس کرتے تھے حالانکہ ان کے بیٹے ڈین ڈونے کی باران سے کہا ہوا بیان کریں اور فانو کچی کا معاملہ اس پر چھوڑ دیں، وہ اس کا بندوبست کر دے گا لیکن بن کوئی جھگڑا کھرا کرنے کی نسبت تھوڑی سی رقم دے کر جان چھڑانے میں عافیت ہرتے تھے۔

کارلیون اپنے گرد و پیش کے یہ تمام حالات دیکھتا تھا لیکن خاموش اور لا تعلق رہتا تھا اور دفعات اور کرداروں کا بھی مشاہدہ کرتا رہتا تھا لیکن کسی بھی چیز پر کوئی تبصرہ نہیں تھا اور نہ یہ کسی معاملے میں الجھتا تھا۔ وہ یہ دم کم گوسانو جوان تھا اور اپنے کام سے کام نہ۔

ایک روز فانو کچی کو گلی میں تین نوجوان نے گھیر لیا اور اس کے گلے پر چاقو پھیر دیا۔ ناگہر انہیں تھا کہ فانو کچی مر جاتا۔ تاہم اس کا کافی خون بہہ گیا۔ چاقو اس کے گلے پر ان سے دوسرے کان تک پھیر دیا گیا تھا۔ وہ نوجوانوں کی گرفت سے نکل کر بھاگنے لگا ب، گیا۔

کارلیون نے یہ واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس نے فانو کچی کو اس عالم میں تھوڑی کہا کہ اس کے کٹھے گلے سے خون پک رہا تھا اور اس عالم میں بھی شاید سوٹ اور عمدہ ہیٹ پہنے دکھائی دیتا تھا۔ وہ مضبوط جسم کا ایک خونخوار سا آدمی تھا اور اس کے پاؤں پر نہیں۔ بلکہ اس کے ہیٹ میں پک رہے تھے اور اسی حالت میں وہ بھاگا جا رہا تھا۔

جانے والوں کے ہاں امریکا بھیج دیا۔ یوں اس کی جان بیچ گئی۔ امریکہ میں جس خانہ میں اسے پناہ دی تھی، انہی کا لڑکا ڈین ڈو بعد میں اس کا قانونی مشیر ہاتھا۔ اس کے انتہا کے بعد ٹام ہیکن نے اس کی جگہ سنگھالی تھی۔ وینو کی ماں نے اسے ہدایت کی تھی کہ امریکا جا کر وہ اپنا نام بھی تبدیل کر لے چتا چکا اس نے اپنا نام اپنے آبائی گاؤں کے نام پر ”کارلیون“ رکھ لیا تھا۔ یہ اپنے گاؤں میں اس کی جذباتی والیگی کی علامت تھی۔ وہ حقیقت یہ اس کی جذباتیت کی واحد علامت تھی اور وہ لڑکپن سے ہی جذباتی اور تند مزاج نہیں تھا۔ شاید قدرت نے یہ اسے پیدائشی طور پر باہر کے بالکل بر عکس بنایا تھا یا پھر شاید اس کے لاشور میں کہیں یہ خیال پہاں تھا کہ اشتعال اور تند تزانج نے ہی اس کے باپ کی جان لی تھی۔ اس لئے اسے آئندہ زندگی میں اس پر پھریز کرنا ہے۔

نیوارک میں اس نے جس اطاولی گھرانے کے ساتھ قیام کیا، انہی کے گورہ اسٹور میں ملازمت کر لی۔ اٹھارہ سال کی عمر میں اس کی ایک سولہ سالہ لڑکی سے شادا ہو گئی۔ وہ لڑکی بھی حال ہی میں سلی سے ہجرت کر کے نیوارک پہنچی تھی۔ عمر تو اس کی صرف سولہ سال تھی لیکن وہ گھرداری میں پوری طرح ماہر تھی۔

شادی کے بعد وینو نے اسٹور سے کچھ ہی دور ایک علاقے میں چھوٹا سا قیلٹ کر لے کر اپنا الگ گھر سالیا۔ اس علاقے میں پیشتر آبادی اطاولیوی ہی کی تھی جن کی عورت اکثر عمارتوں کی پیڑھیوں پر بیٹھی باشیں کرتی نظر آتی تھیں۔ دو سال بعد وینو جس اب اپنا نام کارلیون رکھ لیا تھا، کے ہاں پہلی اولاد ہوئی۔ وہ اس کا بیٹا سین میڈو عرف سنی تھا۔ اب اس علاقے میں فانو کچی ناہی ایک اطاولی بھی رہتا تھا جو جبو ماڈر امینے جنم لے رہا تھا۔ وہ میڈو جسم کا ایک خونخوار سا آدمی تھا اور اس بارے میں مشور تھا کہ وہ ماڈیا کا نہ ائندہ ہے۔ وہ علاقے کے بہت سے دکانداروں اور مکنہوں سے بھتہ لیتا تھا۔ پیشتر لوگ اس سے ڈرتے تھے۔ اس کا فکار تریادہ ترایے ہی لوگ ہو۔

ذین ڈواب بھی کار لیون کا قریبی دوست تھا۔ وہ خود اپنے باپ کے اس اقدام پر بہت
بیل خالی۔ اس نے کار لیون کو پیش کی کہ وہ اس کے گھر پر راشن پہنچاتا رہے گا۔ خواہ اس
لحے اسے اپنے ہی باپ کے اسٹور پر چوری کرنی پڑے۔ لیکن کار لیون نے نہایت
اور مہانت سے یہ پیش قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ ایک خود دار انسان تھا۔ اسے
انہیں کہ اس کا دوست اس کی خاطر اپنے باپ کے اسٹور سے چوری کرے اور وہ
یہ کچھیں قبول کرے۔

اُس وقت سے کار لیون کے دل میں فانوپکھی کے لئے نفرتی بیٹھ گئی۔ دوسرے فانوپکھی کو دیکھ کر ڈرتے تھے لیکن کار لیون کے دل میں غصے کی لہرا بھرتی تھی لیکن وہ راپے جذبات کا اظہار نہیں کرتا تھا اس لئے اپنے غصے کو بھی دل میں ہی دبائے رکھتا تھا۔ دوران اس نے ریلوے میں ملازمت کر لی لیکن جب جنگ ختم ہوئی تو یہ عالم ہو گیا کہ لیون اور اس جیسے دوسرے بہت سے لوگ پورے میں مزدوروں کی طرح محنت مشقت تھے تھے لیکن انہیں معاوضہ چند دن کا ملتا تھا۔

اس کے علاوہ ایک مسئلہ یہ بھی تھا کہ ریلوے یارڈ میں زیادہ تر آرٹش اور امریکن ہم تھا۔ وہ مزدوروں، تارکیں وطن اور اس طرح کے دوسرے معمولی درجے کے ملازموں باتیں بات پر گندی گالیاں دیتے تھے۔ ان کی باتمیں سن کر کار لیون کا خون کھولتا تھا لیکن وہ ہر قریب پر بھی اپنے جذبات دل میں ہی چھپائے رکھتا تھا۔ اب تو مجبوری بھی تھی۔ یہ معمولی ہر بیو معاش بھی غیرمت لگتا تھا۔ ایسے موقعوں پر وہ یہی ظاہر کرتا تھا جیسے وہ انگریزی نہیں تھے۔ لامکروہہ بہت اچھی طرح سمجھتا تھا۔

ایک روز کار لیون اپنی بیوی اور بیوں کے ساتھ بیٹھا کھانا کھا رہا تھا کہ اندر وہی اسے کی کھڑکی پر دستک سی ہوئی۔ اس طرف فلیٹوں پر ہی مشتعل دوسری بلڈنگ تھی۔ اسamarتوں کے درمیان ہوائی آمد و رفت کے لئے تھوڑی سی جگہ چھوڑ دی گئی تھی۔ لوگ مار بھی کھڑکیوں سے کچھ اچھینگ دیتے تھے جو نیچے جمع ہوتا رہتا تھا۔

تھا۔ کار لیون کو یہ منظر بہت عجیب لگا اور اس کے ذہن پر قش ہو کر رہ گیا۔
 تینوں لڑکوں نے اپنی دانست میں فانو کچی کو سبق سکھانے کے لئے یہ قدم اٹھا
 لیکن فانو کچی کے حق میں یہ اور بھی اچھا ثابت ہوا۔ لڑکے کوئی پیشہ ور بدمعاش یا اپنی
 تھے نہیں۔ وہ بے چارے عام سے غریب گھر انوں کے جو شیلے لڑکے تھے جنہوں نے ہی
 کچی کی بھتہ خوری سے نگ آ کر اندازی پن سے، اچانک یہ قدم اٹھایا تھا۔ فانو کچی کا زفری
 ہی صحیک ہو گیا اور ان ایک روز اس لڑکے کی لاش گندی گلی میں پالی گئی جس نے ہی
 کچی کے گلے یہ جا تو پھیرا تھا۔ اسے گولی مار دی گئی تھی۔

باقی دونوں لڑکوں کے والدین نے قانونی بھی سے ان کی جان بخشی کی اپیل کر دی۔ اُنکی نے اس شرط پر ان کی جان بخشی کی کہ بستے کی رقم پہلے سے زیادہ کر دئی جائے، اُن بہت سے لوگوں کے لئے بھی اس کے بھتے کے ریٹ پہلے سے بڑھ گئے تھے۔ کار لیونز بدستور خاموشی اور لاتعلقی سے ان واقعات کا بھی مشاہدہ کیا۔ یہ شاید اس کی خوش قسمتی تھی کہ تارکین وطن اور تحفے درجے کے ان لوگوں کے درمیان اس علاقے میں رہتے ہوئے ہیں۔

ابھی تک اس قسم کے کسی واقعے میں الجھنا نہیں پڑا تھا۔
 پہلی جنگ عظیم کے دوران جب مارکیٹ سے دیگر بہت سی چیزوں کے ساتھ راہ
 در آمد شدہ زیتون کا تسلی بھی غائب ہو گیا تو قانوچی نے کسی نہ کسی طرح یہ چیزیں اٹلیں
 مٹکوا اٹا شروع کر دیں، وہ محمد و دپیانے پر یہ کام کر رہا تھا اور اپنا بیشتر اٹاک اسی اسٹور کو دے
 دیتا تھا جس پر کار لیون کام کر رہا تھا۔ ان چیزوں کے عوض وہ نہ صرف اسٹور میں تھے وہ نہ
 گیا بلکہ اس نے اپنا ایک آدمی بھی اسٹور میں ملازم رکھوا دیا جس کی وجہ سے کار لیون کو ڈیکھا۔
 سے جو اس مل گیا اور وہ نے روز گار ہو گیا۔

اس دوران کاریوں کے ہاں دوسرا بیٹا فریڈریکو عرف فریڈ پیدا ہو چکا تھا۔ لہذا اس کی ذمے داریوں اور اخراجات میں اضافہ ہو گیا تھا جبکہ ملازمت جاتی رہی تھی۔ دیکھ بات یہ تھی کہ اسٹور کے مالک نے تو کاریوں کو ملازمت سے جواب دے دیا تھا لیکن الی

لے کے جوائے کیا۔
میزا کے چہرے پر شکر گزاری کے تاثرات ابھر آئے تاہم اس نے قدرے شکر زدہ پہمیں پوچھا۔ ”تم نے اسے کھول کر دیکھا تھا؟“
کارلیون کا چہرہ تاثرات سے عاری رہا۔ وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔ ”جن بڑا سے میرا کوئی تعلق نہ ہو، میں ان کی نوہ میں نہیں رہتا۔“

میزا کے چہرے پر اطمینان جھلک آیا۔ اس کے بعد جلدی وہ خاصے قریبی دوست ہے۔ چند روز بعد میزا نے کارلیون کی بیوی سے کہا کہ وہ اسے ایک عمدہ اور قیمتی قالین میں دینا چاہتا ہے۔ اس نے کارلیون کو ساتھ لیا تاکہ وہ دونوں مل کر ایک جگہ سے وہ اپنی انعاماً میں۔

وہ قریبی علاقے کی ایک بلنڈگ میں پہنچ وہ خاصے خوش حال لوگوں کا علاقہ تھا اور نہیں بھی مہنگے اپارٹمنٹ پر مشتمل تھی۔ میزا اگر اونٹ فلور کے ایک اپارٹمنٹ کا تالا ایک چابی سے کھول کر اندر پہنچا۔ اپارٹمنٹ خالی معلوم ہوتا تھا۔ اس کے طویل و عریض ڈرائیک روم میں فرنچ نہیں تھا مگر فرش پر ایک نہایت عمدہ، نیس اور دیزیز قالین بچھا ہوا تھا جو کافی مہنگا معلوم تھا۔

”آؤ، اس قالین کو لپیٹنے میں میری مدد کرو۔“ میزا نے اطمینان سے کارلیون کو انتکی۔

کارلیون اس کی فیاضی پر حیران رہ گیا کہ وہ اتنا قیمتی دکھائی دینے والے اونٹی قالین سے ختنے پر دے رہا تھا۔ دونوں نے نمل کر اسے روٹ کیا اور اٹھایا۔ ایک سر ایسا میزا نے اور اکارلیون نے کندھے پر نکالیا اور دروازے کی طرف بڑھے۔ اسی لمحے دروازے پر بیکھر ہوئی۔ میزا نے فوراً قالین فرش پر نکال دیا اور کارلیون کو بھی ایسا ہی کرنے کا اشارہ کیا۔
وہ جلدی سے کھڑکی پر پہنچا اور پر وہ ذرا سارہ کراس کا کراس نے باہر جھانکا۔ باہر اسے نہ جانے کا انہر آیا کہ اس نے فوراً اسے بغلی ہو لشہر سے ایک روپور نکال لیا۔ اس لمحے کارلیون کو

کارلیون نے کمرے میں جا کر کھڑکی کھولی اور باہر جھانکا تو یہ دیکھ کر حیران رہا۔ دوسری بلنڈگ کی کھڑکی سے اس کا شناسا اور پڑوی، نوجوان میزا جھانک رہا تھا۔ اور ہاتھ بڑھا کر اس کی کھڑکی پر دستک دی تھی۔ اس کے ہاتھ میں سفید کپڑے کا ایک بڑھ تھا۔

”دوست!“ اس نے قدرے گھبراہٹ زدہ لبھے میں کہا۔ ”یہ اپنے پاس رکھا میں ایک دو دن میں لے لوں گا۔“ وہ اس بندل کو کارلیون کی طرف بڑھا رہا تھا۔
کارلیون نے غیر ارادی سے انداز میں بندل قھام لیا۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ کسی مشکل میں تھا اور کارلیون نے اس موقع پر اس کے کام آنے میں کسی قسم کی پچکاہہ مظاہرہ نہیں کیا تھا۔

اس نے بندل لے تو لیا لیکن کچن میں آکر فوراً اسے کھول کر دیکھا۔ اس پلاسٹک کی شیٹ میں لپٹے ہوئے پانچ روپاں اور تھے۔ اس نے جلدی سے انہیں دوبارہ کراپنی الماری کے ایک خانے میں رکھ دیا۔ اسے بعد میں پتہ چلا کہ میزا کو پولیس پکڑ کر گئی تھی۔ شاید اس وقت پولیس اس کے دروازے پر دستک دے رہی تھی جب اس نے کمرے کی کھڑکی سے بندل کارلیون کو تھما یا تھا۔

کارلیون نے اس طلے میں کسی سے ایک لفظ نہیں کہا اور اس کی بیوی نے پڑوسنوں سے بات چیت کے دوران اس بارے میں زبان نہیں کھولی۔ اسے اندازہ اس چکر میں اس کا شوہر بھی پولیس کے ہتھے نہ چڑھ جائے۔

دو دن بعد میزا اگلی میں کارلیون کو نظر آیا۔ وہ پولیس سے جان چھڑا کر آگئا تھا۔ نے ادھر ادھر کی رکی باتوں کے بعد سرسری لبھے میں کارلیون سے پوچھا۔ ”میری تھہارے پاس رکھی ہے تا.....؟“

کارلیون نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ حتی الامکان کم بولتا تھا۔ وہ میزا کو اپنے فلیٹ میں لے آیا۔ مشروب سے اس کی تواضع کی اور الماری سے اس کا بندل نہیں

وہ قسم کے لوگ ہوتے تھے۔ روپا لورڈ یکجتنے ہی وہ سعادت مندی سے ٹرک سے اتر کر ن پا تھے پر اوندھے لیٹ جاتے تھے۔ میزرا اور ٹیسوسٹرک چلا کر ایک گودام پر لے جاتے تھے۔ گودام کا مالک بھی اس دھنے میں شریک تھا۔ خالی ٹرک بعد میں کہیں چھوڑ دیا جاتا تھا۔

زیادہ توڑمال کوڑیوں کے دام ایک تھوک فروٹ کو دے دیا جاتا تھا اور کچھ مال ایسے ہیں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا جو گلی گلی، دروازوں پر جا کر سے داموں اسے بچ دیتے تھے، زینے میں تقسیم کر دیا جاتا تھا جو گلی گلی، دروازوں پر جا کر سے داموں اسے بچ دیتے تھے، بنت بہت کم ہونے کی وجہ سے ملبوسات جلدی بک جاتے تھے۔ فروخت کے لئے زیادہ تر بیٹھنے کے لئے اپنے میٹھے کے جاتے تھے جہاں اطالوی آباد تھے۔ وہ ویسے بھی مہنگی چیزیں زینے کے سخنل نہیں ہو سکتے تھے لیکن مہنگے ملبوسات انہیں نہایت سے داموں مل جائے تو وہ جلدی سے لے لیتے تھے اور اس بات کا چرچا بھی نہیں کرتے تھے۔

میزرا اور ٹیسوس کو اس دھنے سے اچھی خاصی کمالی ہو جاتی تھی۔ ان دنوں انہیں ٹرک ہالے کے لئے ایک معاون کی ضرورت تھی۔ کار لیون جس زمانے میں اسٹور پر ملازمت کر رہا تھا۔ ان دنوں ان کا بار برداری کا ٹرک بھی چلا تارہا تھا۔ وہ ڈرائیور گیگ میں ماہر تھا۔ وہ

1919ء کا زمانہ تھا اور ان دنوں ڈرائیور گیگ جانے والے لوگ کم ہی ملتے تھے۔

مجدوری کے تحت اور باول نخواست کار لیون نے ان کی پیشکش قبول کر لی۔ پیشکش اپنی گلہنہ کشش بھی تھی۔ اسے بتایا گیا تھا کہ ایک واردات میں اس کے حصے میں ایک ہزار ڈالر اپنیا کریں گے۔ اس زمانے میں یہ خاصی بڑی رقم تھی۔

کام بھی کار لیون کو کچھ زیادہ مشکل محسوس نہیں ہوا۔ گواں کے خیال میں میزرا اور ٹیسوس نہیں تھے۔ اس منصوبہ بندی کے ساتھ، افرانفری اور بے وقوف انداز میں واردات کرتے تھے تاہم کار لیون ان کی بے خوفی اور خود اعتمادی دلکھ کر ضرور مبتاثر ہوا۔ کار لیون نے انہیں اولادات کے سلسلے میں کوئی مشورہ دینے کی کوشش نہیں کی جا لائی۔ اس کے خیال میں طریقہ واردات اور مال کوٹھکانے لگانے کے سلسلے میں کئی خامیاں دور کر کے کچھ زیادہ رقم کمالی

احساس ہوا کہ درحقیقت وہ کسی کے اپارٹمنٹ سے قالین چہارہ ہے تھے۔ دروازے پر ایک بار پھر درستک ہوئی اور کال بیل بھی بجا لی گئی۔ اس بار کار لیون نے بھی آگے بڑھ کر کھڑکی سے آنکھ لگا کر دیکھا۔ باہر دروازے پر ایک باور دی پولیس والا کمرا تھا۔ میزرا نے ہونٹ پر انگلی رکھ کر کار لیون کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ پولیس والے ایک بار پھر بیل بجا لی اور آخر مایوس ہو کر، کندھے اپنکا کر آگے چل دیا۔ غالباً اسے یقین ہو گیا تھا کہ اندر کوئی نہیں ہے۔

وہ گلی کے کونے پر مڑا ہی تھا کہ میزرا نے کار لیون کو دوبارہ قالین اٹھانے کا اشارہ کیا۔ دنوں مل کر قالین اٹھائے گلی میں آئے اور آؤ ھے گھنٹے بعد وہ اسے کاٹ کر کار لیون کے فلیٹ کے لیوگ روم میں بچھا رہے تھے۔ اس فلیٹ میں وہ قالین دو فلکروں میں تقسیم ہو کر دو کروں میں آگیا۔ میزرا کے پاس قالین کاٹنے کے لئے اوزار بھی موجود تھے۔

وقت گزرتا گیا۔ حالات بد سے بدتر ہو رہے تھے۔ کار لیون کھل طور پر بے روزگار تھا۔ اس کے فلیٹ میں قیمتی قالین بچھا ہوا تھا لیکن کھانے کے لائے پڑے ہوئے تھے۔ فاقوں کی نوبت آ رہی تھی۔ قالین کو وہ چبھا کر کھانہیں سکتے تھے۔

ایک روز میزرا نے خاص طور پر آ کر اس سے ملاقات کی۔ اس کے ساتھ اسی گلی کا ایک اور نوجوان ٹیسوس بھی تھا۔ وہ بھی میزرا کی طرح تیز طرار، سخت جان اور کچھ بد معافی دکھائی دیتا تھا مگر وہ دنوں کار لیون کی بہت عزت کرتے تھے اور اس بات سے بڑے تباہ ہوتے تھے کہ وہ انتہائی نامساعد حالات میں بھی نہایت صبر و تحمل، قناعت اور وقار سے گزارتا ہے۔ کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلا تھا اور نہ میں حالات کا روشناروشن تھا۔ انہیں معلوم تھا کہ ان دنوں کار لیون کے گھر میں فاقوں کی نوبت تھی۔

اس روز وہ دنوں پہلی بار اس کے سامنے کھلے۔ انہوں نے کار لیون کو بتایا کہ ان کا تعلق ایک گروہ سے تھا جو خاص طور پر ٹیسوسی ملبوسات سے لدے ہوئے وہ ٹرک اونٹا تھا جو فلکریوں سے روشنہ ہوتے تھے اس کام میں خطرہ کم تھا۔ ان ٹرکوں کے ڈرائیور بے چارے

ہاولہ۔

کاریون اب بھی خاموش تھا البتہ وہ اب فانو پچی کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے تکرار یا۔ وہ کوئی قد آور یا جسم نوجوان نہیں تھا لیکن اس کا جسم گٹھا ہوا اور مضبوط تھا۔ اس کے چہرے کی گہری سنجیدگی اور مہانت بھی دیکھنے والے کو متاثر کرتی تھی لیکن جب وہ اس میں انداز میں کسی کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے دھیرے سے مسکراتا تھا تو سامنے والا ہٹرب سا ہو جاتا تھا، اور اس کے جسم میں خفیف۔ مگر سردی لہر دوڑ جاتی تھی۔ اس وقت بھی شاید یہی ہوا۔ فانو پچی نے مضطربانہ انداز میں اپنا وزن ایک پاؤں سے دھیرے پاؤں پر منتقل کیا۔ کاریون اب بھی خاموش تھا!

فانو پچی نے سلسلہ کلام جوڑتے ہوئے کہا۔

”اگر تم نے میری بات نہ مانی تو پولیس تم سے پوچھ چکھ کے لئے آئے گی اور پھر تفہیش کے لئے تمہیں پولیس اشیش بھی لے جائے گی۔ اندازہ کر لو کہ تمہاری اور تمہاری بیوی بچوں کی تھی بے عزتی ہو گی۔ تم لوگ پڑوسیوں کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہو گے۔“

پھر اس نے گویا ہمدردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ ”چلو، میں تم پر زیادہ بوجھ نہیں دلتا۔ میں اپنا مطالبہ تین سو ڈالر پر لے آتا ہوں۔ لیکن اس سے کم ہرگز نہیں لوں گا۔ اور رکھو۔ مجھے چکر دینے کی کوشش نہ کرنا۔“

کاریون نے اتنی دیر میں پہلی مرتبہ زبان کھوئی۔ وہ نرم لبھ میں بولا۔ ”میرے حصے کی قسم بھی میرے دو دوستوں کے پاس ہے۔ مجھے ان سے بات کرنا پڑے گی۔“

”ان دونوں کو بتا دیا کہ انہیں میرے لئے یہی کرنا ہو گا جو میں تمہیں کرنے کے لئے کہ رہا ہوں۔“ فانو پچی فوراً بولا۔ ”میز تواچھی طرح جانتا ہے اور وہ ان معاملات کو زیادہ اہم طرح سمجھتا ہے۔ بلکہ تم بھی اسی سے رہنمائی حاصل کرنا۔ اسے اس قسم کے کاموں کا تم سے زیادہ تجربہ ہے۔“

”ٹھیک ہے۔ میں تمہارا شکر گزار ہوں کہ تم نے ایک گاڑ فادر کی طرح مجھ سے بات

جا سکتی تھی لیکن اس نے اپنے خیالات کو اپنی ذات تک ہی محدود رکھا۔ پہلی واردات میں اس کے حصے میں ایک ہزار کے بجائے سات سو ڈالر ہی آئے لیکن اس کے لئے وہ بھی کافی تھے وہ یہ رقم پا کر بھی بہت خوش تھا۔

دوسرے روز اسے گلی میں فانو پچی نے روک لیا۔ اس کے گلے پر اب زخم کا نشان، پچانسی کے پھندے کے نشان کی طرح نظر آتا تھا جس کی وجہ سے اس کی شخصیت پہلے سے زیادہ خطرناک دکھائی دینے لگی تھی۔ وہ اس نشان کو چھپانے کی کوشش بھی نہیں کرتا تھا۔ ”کیا جاں ہے نوجوان؟“ وہ سلی والوں کے مخصوص لبھ اور بھاری آواز میں بولا۔ ”میں نے سا بے تم اور تمہارے وہ دونوں دوست آج کل خاصے خوشحال ہو رہے ہیں لیکن تم نوگ میرا تو خیال تھیں رکھ رہے ہیں۔ یہ تو کوئی چھی بات نہیں ہے۔ آخر یہ نیز املاکت ہے۔ یہاں کے لوگ ہی مجھے بھول جائیں گے تو پھر اور کون یاد رکھے گا؟ مجھے بھی تو اپنی چوچی گلی کرنے کا موقع ملا چاہئے تا۔۔۔!“

یہ اس نے ایک مخصوص محاورہ استعمال کیا تھا جو عموماً مافیا کے لوگ استعمال کرتے تھے۔ مراد اس کی یہ تھی کہ لوٹ کے مال میں میرا بھی تو حصہ ہوتا چاہئے۔ کاریون نے اپنی عادت کے مطابق فوری طور پر کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ منتظر تھا کہ فانو پچی کچھ اور واضح طور پر اپنامد عایان کرے۔ فانو پچی نے ایک ریشمی روپ مال سے اپنے چہرے سے پیسے پوچھا۔ پھر یوں کوٹ کے ملن کھوئے گویا جسم کو ہوا لگواتا چاہ رہا ہو لیکن درحقیقت اس طرح کاریون کو بغلی ہو لشکر کی جھلک دکھاتا مقصود تھی جس میں ریو الور نظر آ رہا تھا۔

پھر وہ اپنے چہرے کے سامنے روپ مال لہرا تے ہوئے بے پرواںی سے بولا۔ ”ظہر ایسا کرو۔۔۔ تم مجھے پانچ سو ڈالر دے دینا۔ میں یہ بھول جاؤں گا کہ تم نے مجھے نظر آئا تو کیا کرو۔۔۔“ میری تو ہیں کی تھی۔ مجھے معلوم ہے نوجوانوں سے ایسی گستاخیاں ہوتی رہتی ہیں۔“ نئے نئے وہندے شروع کرتے ہیں تو مجھے جیسے سیئر اور خاص لوگوں کا خیال رکھنا بھول جاتے ہیں۔ میں اس بات کا زیادہ برائیں مناتا اور پہلے انہیں نرمی اور محبت کے بارہ مال کر

کیا۔" میز ابولا۔" وہ تین سوڈا رے کم پر نہیں مانے گا اور ہم تینوں کو تین تین سوڈا ر
رینے ہی پڑیں گے۔"

"کیوں دینے پڑیں گے؟" کارلیون نے اپنے غصے اور مایوسی کو چھپا تے ہوئے
زبی سے سوال کیا۔ "ہم تینوں نوجوان ہیں..... ہمارے پاس ریو الور بھی ہیں۔ ہمیں اس
ے ڈرنے کی ریاضرورت ہے؟ کیا وہ ہم سے برابر معاشر ہے؟"

"تم نہیں جانتے۔" میز امایوسی سے بولا۔ "اس کے ہاتھ بہت لبے ہیں۔"

وہ اس وقت میزراہی کے فلٹ میں بیٹھے تھے۔ میزرا کی نوجوان اٹالوی بیوی
امگریزی نہیں بھتھتی تھی۔ وہ ان کے سامنے کھانے پینے کی چیزیں رکھ کر خود نیچے چلی گئی تھی اور
بلڈنگ کی سری ہیوں پر بیٹھ کر دوسرا اٹالوی عورتوں سے گپ شپ کرنے لگی تھی۔

کمرے میں چند لمحے خاموشی رہی۔ اس وقت کارلیون اپنی زندگی کی اہم ترین
سوچوں میں الجھا ہوا تھا۔ اس کا نظر یہ تھا کہ ہر انسان کی کوئی نکوئی منزل ضرور ہوتی ہے لیکن
اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ اس وقت وہ خود ایک ایسے موڑ پر کھڑا تھا جو اس کی منزل کا تعین
کرنے والا تھا۔ ولی ہی ولی میر، اس وقت وہ ایک نہایت اہم فیصلے کی طرف بڑھ رہا تھا۔
آخر وہ بول اٹھا۔ "ویعنی تم دونوں کم از کم دو دو سوڈا رے فانوکچی کو ادا کرنے کے لئے
تیار ہی ہو؟"

انہوں نے اثبات میں سر ہلا کیا تو کارلیون بولا۔ "ایسا کرو، تم دونوں یہ رقم مجھے دے
وہ اور سارے اعمال مجھ پر چھوڑ دو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ فانوکچی میرے ہاتھ سے یہ کم
رقم بھی قبول کر لے گا۔ تمہیں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔"

میز اور ٹیسو نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ پھر ٹیسو کی زدہ لمحہ میں بولا۔ "تم
اسے کم رقم لینے پر کیسے آمادہ کر دے گے؟ وہ ایک بار جو کہہ دیتا ہے، اس سے پچھے نہیں ہتا۔"

"میں نے کہا تا۔ یہ معاملہ تم مجھ پر چھوڑ دو۔ میں اسے سمجھاؤں گا۔ دلیل سے قائل
کرنے کی کوشش کروں گا۔" کارلیون نے کہا۔ اس وقت اسے نہیں معلوم تھا کہ آئندہ زندگی

کارلیون نے خاصی عاجزی سے کہا حالانکہ اس کے دل میں غصے کا آتش فشاں پھل
رہا تھا۔

"تم بہت اچھے اور مہذب نوجوان ہو....." فانوکچی نے گر مجھوں سے اس سے معاملہ
کرتے ہوئے کہا۔ "اگر اس رقم کے کاموں میں تمہیں رہنمائی اور مشورے کی ضرورت
پڑے تو مجھ سے بات ضرور کرتا۔ میں تمہارے کام آنے کی پوری پوری کوشش کروں گا۔"

کارلیون، فانوکچی سے ذرا بھی مرغوب نہیں تھا۔ اسے تو یہ سوچ کر ہی طیش آ رہا تھا
کہ فانوکچی اس سے اس رقم میں سے جسد وصول کرنے کی کوشش کر رہا تھا جسے حاصل
کرنے کے لئے اس نے اپنی جان خطرے میں ڈالی تھی۔ اسے امید تھی کہ میز اور ٹیسو کے
محسوسات بھی اس سے مختلف نہیں ہوں گے۔

اس کے خیال میں فانوکچی ایک نہایت ہی احمق شخص تھا، جو ان جیسے تین نوجوانوں
سے الجھر رہا تھا۔ کارلیون کے خیال میں میز اور ٹیسو تر انوالہ ہرگز نہیں تھے۔ وہ دیکھ چکا تھا کہ
میز نے تو شخص ایک قالین حانے کے لئے ایک یو یس میں یہ ریو الور نکال لیا تھا اور کچھ بعد
نہیں تھا کہ پو یس میں سے سامنا ہو جاتا تو وہ اس پر گولی بھی چلا دیتا۔ اسی طرح ٹیسو بھی اس
کے خیال میں کچھ کم خطرناک نہیں تھا۔ وہ اسے، اڑ کر حملہ کرنے والا کوئی سانپ معلوم نہ
تھا۔

لیکن اس شام جب اس نے اپنے ان دوستوں سے اس موضوع پر بات کی تلاز
کے بارے میں کارلیون اپنی رائے پر نظر ثانی کرنے پر مجبور ہو گیا۔ ان کا رد عمل دیکھ کر اسے
خاصی مایوسی ہوئی۔ وہ فانوکچی کا مطالبہ سن کر فوراً ہی ہتھیار ڈالنے پر آمادہ نظر آنے لگے
البتہ اس امکان پر غور کرنے لگے کہ کیا فانوکچی ان کے ساتھ مزید رعایت کرتے ہوئے
تین سو کے بجائے دو دو سوڈا رے قبول کرے گا.....؟

"میرے خیال میں اسے معلوم ہو گیا ہے کہ ہم نے اس واردات میں کتنی رہ

”چلو... خیر... میں انتظار کراؤ گا۔ تم ایک معقول نوجوان ہو۔“ فانوکھی نے ہلہاتی آسانی سے سات سو ڈالر وصول ہونے پر طمانتی محسوس کرتے ہوئے کہا۔

اس نے مشروب کا ایک گلاس اور پیا پھر کار لیون کوشب بخیر کہہ کر رخصت ہو گیا۔

کار لیون نے اپنے فلیٹ کی کھڑکی میں سے دیکھا کہ فانوکھی اس کی بلڈ گنگ سے نکل کر گلی پار لیون نے اپنے فلیٹ کی کھڑکی میں سے دیکھا کہ فانوکھی اس کی بلڈ گنگ سے نکل کر گلی پار لیون میں موجود بہت سے مردوں اور عورتوں نے دیکھ لیا تھا کہ وہ کار لیون کے میں ہیچ گیا تھا۔ گلی میں موجود بہت سے مردوں اور عورتوں نے دیکھ لیا تھا کہ وہ کار لیون کے گھر سے بخیر و عافیت والیں جا رہا تھا۔ وہ سب لوگ بعد میں اس بات کی گواہی دے سکتے ہیں۔

فانوکھی دوسری گلی کی طرف مڑا تو کار لیون کو اندازہ ہو گیا کہ وہ اپنے فلیٹ کی طرف جا رہا تھا۔ شاید وہ دوبارہ گلیوں میں نکلنے سے پہلے رقم اور اپنا ریو اور گھر میں رکھ دینا چاہتا تھا۔

کار لیون فوراً کھڑکی سے ہٹا اور فلیٹ سے نکل کر، سیڑھیاں چڑھ کر بلڈ گنگ کی چھپت پر چلا گیا۔ وہاں سے وہ برابر کی بلڈ گنگ کی چھپت پر کو دیا اور اس کی ہنگامی سیڑھیوں کے راستے پہنچ لی گئی میں اتر آیا۔ وہاں سے وہ کی کی نظریں آئے بنیر اس بلڈ گنگ کے پہنچ گیا جس میں فانوکھی کا فلیٹ تھا۔ اس حصے میں زیادہ تر عمارتیں گوداموں یا پھر کپنیوں کے دفاتر پر مشتمل تھیں۔ بہت کم فلیٹ میں رہائش تھی اور ان میں زیادہ تر چھڑے یا پھر نچلے درج کی پر مشتمل عورتیں رہتی تھیں۔

رات میں یہاں زیادہ تر دیرانی ہی رہتی تھی اس لئے کار لیون کوئی خطرہ محسوس کئے بغیر اس عمارت کی راہداری میں داخل ہو کر ایک ستون کی آڑ میں کھڑا ہو گیا جس میں فانوکھی کا فلیٹ تھا۔ اس نے وہ ریو اور جیب سے نکال لیا جس سے اس نے پہلے کبھی گولی نہیں چلانی تھی۔ لیکن گولی چلاتا بہر حال اس کے لئے کوئی نیا کام نہیں تھا۔ وہ کم عمری میں کئی گرتباپنے باپ کے ساتھ ڈکار پر گیا تھا۔

چند منٹ بعد اس نے فانوکھی کو بلڈ گنگ کے دروازے سے راہداری میں داخل

میں یہ الفاظ گویا اس کے ایک خاص موزڈ کی پہچان بن جائیں گے اور وہ نہایت تیز اور موقعوں پر انہیں استعمال کرے گا۔ یہ مسئلے کوپہ اس طریقے سے حل کرنے کے سلسلے میں اس کی آخری پیشکش ہوا کرے گی۔

اس نے بات جاری رکھتے ہوئے ٹیکو سے کہا۔ ”تم کل صبح اسے پیغام دے دیا کر میں شام کو اپنے فلیٹ میں اس سے ملاقات کرتا چاہتا ہوں۔ وہیں میں تینوں کی طرف سے رقم اس کی خدمت میں پیش کروں گا۔“

دوسرے روز شام کو کھانے کے بعد کار لیون نے اپنی بیوی کو حکم دیا کہ وہ بیچے جا رہی بلڈ گنگ کی سیڑھیوں پر بیٹھ کر دوسری عورتوں سے گپ شپ کرے، دونوں بیکوں کو بھی رات تک جائے اور اس وقت تک فلیٹ میں واپس نہ آئے جب تک وہ اسے نہ بلائے۔ اس نے بیوی کو بتا دیا کہ اسے تخلیے میں فانوکھی سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔

اس کی بیوی روز بروز اس کی شخصیت میں کوئی بے عنوان تبدیلی محسوس کر رہی تھی۔ جب وہ اس انداز میں بات کرتا تھا تو وہ خوفزدہ ہو جاتی تھی۔ اس نے فوراً اس کی ہدایت، عمل کیا۔

فانوکھی جب اس سے ملنے آیا تو کار لیون کی ایک جیب میں سات سو ڈالر اور دوسری جیب میں وہ ریو اور موجود تھا جو میزرا نے اسے ٹرک کو لوٹنے کی واردات میں استعمال کرنے کے لئے دیا تھا۔ فانوکھی طے شدہ وقت پر، رات کے نیمیک نوبجے آگیا تھا۔ کار لیون نے خاصی خوش خلقی سے اس کا استقبال کیا۔

مشروب سے اس کی تواضع کی۔ پھر سات سو ڈالر کی رقم اس کی خدمت میں پیش کی۔ فانوکھی رقم گن کر بٹوے میں رکھتے ہوئے بولا۔ ”دو سو ڈالر تمہاری طرف باتیں گے۔“

”وہ میں چند دن بعد دے دوں گا۔ ان دونوں ہمارا ہاتھ تگ ہے۔“ کار لیون نے ملائکت سے کہا۔

وہی کے سنک پر دھوکر بالکوئی میں بندھی ہوئی رہی پر لٹکایا اور دوسرے کپڑے پہن لئے۔ یہ محسوس کر کے خود بھی قدرے حیرت ہوئی کہ وہ کافی حد تک پر سکون تھا۔ اس کے لئے یہ محسوس کر کے خود بھی قدرے حیرت ہوئی کہ وہ کافی حد تک پر سکون تھا۔ اس کے اعصاب میں صرف معمولی سارتعاش تھا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے آج اس نے اپنی

ذہانت اور اپنی صلاحیتوں کو پہلی بار بھر پور طریقے سے استعمال کیا تھا۔

ذہانت کے اندر اندر یہ کام کر لئے۔ پھر وہ تہبیت مطمئن انداز میں اس نے چند منٹ کے اندر اندر یہ کام کر لئے۔ چند سیننڈ کے اندر اندر وہ ایک گندی گلی میں پہنچ چکا تھا۔ تھا کہ کسی کو کھڑکی سے جھاٹک کر کر یہ دیکھنے کا موقع نہیں ملا تھا کہ کون کدھر سے آیا تھا۔ کر نے فائز کئے تھے۔ اور پھر وہ کہاں غائب ہو گیا تھا؟

وہ چند منٹ بعد اسی راستے سے واپس اپنے فلیٹ میں پہنچ چکا تھا جس راستے سے تھا اور اس کی اپنی گلی میں کسی نہیں تھا کہ وہ اپنے فلیٹ سے نکلا تھا۔ اس نے فانو پچھی کے بڑے سے رقم راستے میں ہی نکال لی تھی اور ہبڑا ایک کوڑے دان میں پھینک لیا۔ اس کے اپنے دیئے ہوئے سات سو ڈالر کے علاوہ فانو پچھی کے بڑے میں صرف چھ سات ڈالر تھے۔ شاید وہ زیادہ رقم لے کر باہر نکلنے کا قائل نہیں تھا۔ اب تہ ایک خاص عانی میں کار لیون کو پارچی ڈالر کا ایک قدیم سک ملا جو سونے کا ہوا کرتا تھا۔ اسے شاید فانو پچھی خڑی کی علامت یا نیک شگون کے طور پر بڑے میں رکھتا تھا۔

کار لیون نے سکے کو اپنے پاس رکھنے کا لائچ نہیں کیا اور اسے بڑے میں ہی رہنے دیا۔ فلیٹ میں پہنچ کر اس نے ریو اور کوہی توڑ کر دو حصوں میں تقسیم کیا اور دو نوں ھے الگ سمتیں میں کنواں نہیں جگہوں میں پھینک دیئے جو ہوا کی آمد و رفت کے لئے چھوڑ دی گئی تھیں لیکن فلیٹوں کے میں ان میں کوڑا کر کر بھی پھینکتے رہتے تھے۔ جب بیچ کالی کوڑا کر کر اور گند بام جمع ہو جاتا تھا تو گاڑی اسے اٹھا کر لے جاتی تھی۔ کار لیون کو معلوم تھا کہ صبح تک ریو اور کے نکڑے کچھے کی تہبے میں چھپ چکے ہوں گے۔ کچھ اٹھانے والوں کے سوا ان جگہوں کی طرف کوئی جاتا بھی نہیں تھا۔

خون کے چھینٹے اس کے اپنے کپڑوں پر بھی گر گئے تھے۔ اس نے جلدی سے انہما

ہوتے دیکھا۔ تہبیت پر سکون انداز میں اس نے دو فائز کے۔ بلڈ گرگ فائزوں کی آوازیں گویا لرز کر رہی گئی۔ فانو پچھی کو اپناریو والور زکانے کا موقع نہیں ملا اور وہ اپنی بلڈ گرگ کی راہ پر میں ذہیر ہو گیا۔

کار لیون نے پھرتی سے اس کی جیب سے اس کا بٹوں کا کالا اور اس کی لاش کو پھینک فر کر بلڈ گرگ سے نکل آیا۔ چند سیننڈ کے اندر اندر وہ ایک گندی گلی میں پہنچ چکا تھا۔ تھا کہ کسی کو کھڑکی سے جھاٹک کر کر یہ دیکھنے کا موقع نہیں ملا تھا کہ کون کدھر سے آیا تھا۔ کر نے فائز کئے تھے۔ اور پھر وہ کہاں غائب ہو گیا تھا؟

وہ چند منٹ بعد اسی راستے سے واپس اپنے فلیٹ میں پہنچ چکا تھا جس راستے سے تھا اور اس کی اپنی گلی میں کسی نہیں تھا کہ وہ اپنے فلیٹ سے نکلا تھا۔ اس نے فانو پچھی کے بڑے سے رقم راستے میں ہی نکال لی تھی اور ہبڑا ایک کوڑے دان میں پھینک لیا۔ اس کے اپنے دیئے ہوئے سات سو ڈالر کے علاوہ فانو پچھی کے بڑے میں صرف چھ سات ڈالر تھے۔ شاید وہ زیادہ رقم لے کر باہر نکلنے کا قائل نہیں تھا۔ اب تہ ایک خاص عانی میں کار لیون کو پارچی ڈالر کا ایک قدیم سک ملا جو سونے کا ہوا کرتا تھا۔ اسے شاید فانو پچھی خڑی کی علامت یا نیک شگون کے طور پر بڑے میں رکھتا تھا۔

کار لیون نے سکے کو اپنے پاس رکھنے کا لائچ نہیں کیا اور اسے بڑے میں ہی رہنے دیا۔ فلیٹ میں پہنچ کر اس نے ریو اور کوہی توڑ کر دو حصوں میں تقسیم کیا اور دو نوں ھے الگ سمتیں میں کنواں نہیں جگہوں میں پھینک دیئے جو ہوا کی آمد و رفت کے لئے چھوڑ دی گئی تھیں لیکن فلیٹوں کے میں ان میں کوڑا کر کر بھی پھینکتے رہتے تھے۔ جب بیچ کالی کوڑا کر کر اور گند بام جمع ہو جاتا تھا تو گاڑی اسے اٹھا کر لے جاتی تھی۔ کار لیون کو معلوم تھا کہ صبح تک ریو اور کے نکڑے کچھے کی تہبے میں چھپ چکے ہوں گے۔ کچھ اٹھانے والوں کے سوا ان جگہوں کی طرف کوئی جاتا بھی نہیں تھا۔

رائے کے فلیٹ میں رہتی تھی۔ اس کا سولہ سال کا ایک بیٹا اور سترہ سال کی بیٹی تھی۔ دونوں بارٹ فیکٹری میں کام کرتے تھے اور ہر ہفتے نہایت سعادت مندی سے تجوہ کا لفاف لا کر لی کے پسروں کرتے تھے۔ مان بھی گھر رقیقوں میں بیٹنے کا کام کرتی تھی۔ یوں یہ کنبہ بنت اور سفید پوٹی سے زندگی گزار رہا تھا۔

مسئلہ صرف یہ تھا کہ یوہ کے بیٹے نے ایک کتا پالا ہوا تھا جس سے اسے بہت محبت ہی۔ اس کے سے بعض پڑوسیوں کو شکایت تھی کہ اس کے بھوکنے سے ان کے سکون میں مل پڑتا ہے۔ ان کی شکایت پر بلڈنگ کے مالک نے یوہ کو زبانی طور پر حکم دے دیا تھا کہ فلیٹ خالی کر دے۔

یوہ نے اس حکم کی وجہ جانے کے بعد کتنے کو کہیں بھجوادیا تھا۔ حالانکہ اس کا بیٹا اس ت پر بہت رویا تھا لیکن اس نے پڑوسیوں کی شکایت دور کر دی تھی لیکن بلڈنگ کے مالک نے گویا اس کا مسئلہ بنا لیا تھا۔ اس کی زبان سے ایک بار نکل گیا تھا کہ فلیٹ خالی کر دیا گئی۔ تو اب وہ ہر حال میں اس حکم پر عمل کرانا چاہتا تھا۔ شاید اسے یہ احساس بھی ہو کہ نہ کرائے دار کو فلیٹ زیادہ کرائے پر دیا جا سکتا تھا۔

یوہ بھی اطاالوی تھی اور بلڈنگ کے مالک بھی اطاالوی ہی تھا۔ اس کی ویس چار پانچ ارکن اور تھیں۔ ان سب کے فلیٹ کرائے پر اٹھے ہوئے تھے۔ کسی زمانے میں وہ بھی دب ساہی آدمی ہوا کرتا تھا لیکن اب پانچ چھوٹا رتوں کے مالک بن گیا تھا تو اس کے مزاج انہیں ملتے تھے۔ یوہ اس کی بہت منت سماجت کر چکی تھی لیکن وہ اپنا حکم واپس لینے پر تیار تھا۔

یوہ فلیٹ چھوڑنا نہیں چاہتی تھی۔ ایک تو وہ مالی طور پر اس تبدیلی کی متحمل نہیں ہو سکتی تھا۔ دوسرے وہ اس محلے پر وہ سے جانا بھی نہیں چاہتی تھی۔ اس کے جو بھی توڑے بہت تندار اور میل جوں والے لوگ تھے، وہ سب سینک تھے۔ اس وضع دار اور روایت پرست قوں میں ان سے دور جانے کی ہمت نہیں تھی۔

”اس کی جگہ اب ہم ان لوگوں سے بہتے لے سکتے ہیں۔“ نیسوے تجویز پیش کی۔ کار لیون کندھے اپکا کر بولا۔ ”مجھ سے کیا کہہ رہے ہو، مجھے تو ایسے کاموں سے پچھپی نہیں ہے۔“

میز اندھرے استہزا یہ انداز میں ہنسا اور بولا۔ ”اچھا..... ذرا وہ ریواز اور رکھنا ہے نہ تمہیں ترک اونٹے کے سلسلے میں استعمال کرنے کے لئے دیا تھا۔“

”وہ تو میں نے واردات کے بعد پھینک دیا تھا۔“ کار لیون نے پلک جھپکائے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پر سکون لجھ میں جواب دیا پھر اپنی جیب سے کافی نوٹ نکال ان میں سے پچاس ڈالر کا ایک نوٹ الگ کرتے ہوئے اس کی طرف بڑھاتے ہو بولا۔ ”یہ لو، اس کی قیمت رکھلو۔“

”اس کی ضرورت نہیں ہے۔“ میز اسے ایک نک اس کی طرف دیکھتے ہو۔ اس کی آنکھوں میں مردوبیت اور ہلکے سے خوف کی جھلک تھی۔ یہ خوف کار لیون میں سکراہٹ کو دیکھ کر پیدا ہوا تھا۔ بظاہر وہ خوش دلی کی سکراہٹ تھی لیکن اس میں ایسے عجیب سی پہ اسراری سفا کی تھی جو دیکھنے والے کی رگ و پے میں مردی اور دوز اسکتی تھی۔

اب تک نہ تو میز اور نیسوے نے یہ ظاہر کیا تھا کہ وہ سمجھ گئے ہیں، کس نے فانو ہی کی آنکھ کیا ہے۔ اور نہ ہی کار لیون نے یہ موضوع چھیڑا تھا۔ وہ بالکل معصوم اور ان جان بنا ہو اگر تھا کہ صرف میز اور نیسوہی نہیں۔ بلکہ آنے والے دنوں میں یہ ہاتھلا کے پیشتر لوگ سمجھ گئے تھے کہ فانو کچی کو کس نے قتل کیا تھا لیکن عجیب بات یہ تھی کہ کیا۔ اس سلسلے میں زبان کھوئی اور نہ ہی کسی نے خبری کی۔ اس کے بجائے کار لیون نے جو کوئی کار لیون کے علاقے میں اس کی عزت بڑھ گئی تھی۔ لوگ اس سے پہلے کے مقابلے میں زبان احترام سے پیش آنے لگے تھے۔

ایک روز اس کی یوہی ایک ادھیز عمر یوہ کو ساتھ لے آئی۔ وہ ایک قریبی عمارت نہ

نئے اور بہتر طرز معاشرت کا ان کچے ذہنوں میں کوئی تصور ہی نہیں تھا۔ ان خیالات اور ہمارے باری پر یہ شایوں کی وجہ سے وہ اکثر چڑچڑا ہٹ کا شکار رہتا تھا۔ اس کا چہرہ دیکھ کر ہی یہ مراہی کا اندازہ ہو جاتا تھا۔

دوسرے روز کارلیوں نے اسے گلی میں روکا اور نہایت احترام سے مخاطب کرنے کا مسئلہ بیان کیا۔ اس نے درخواست کی کہ وہ ہمدردی سے کام لیتے ہوئے اس بیوہ

نے فلیٹ میں رہنے دے۔

راہبٹ نے اس کا سرتاپا جائزہ لیتے ہوئے بے نیازی سے کہا۔ ”لیکن میں تو وہ ایک دوسری فیملی کو دے بھی چکا ہوں۔ اب میں اپنے وعدے سے نہیں پھر سکتا۔ اس مادہ مجھے ان سے کرایہ بھی زیادہ ملے گا۔“

”کتنا زیادہ ملے گا؟“ کارلیوں نے رسان سے پوچھا۔
”پانچ ڈالر مہارا زیادہ ہے۔“ راہبٹ نے بتایا۔

کارلیوں کے لئے اندازہ کرنا مشکل نہیں تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا تھا۔ ایک تو فلیٹ ہونے سے پہلے کسی دوسرے کرائے دار سے پہلی بات کر لیتا ذرا مشکل ہی معلوم ہوتا ہے۔ کارلیوں کو ان ڈربان نامانگل و تاریک فلیٹوں کی قدر و قیمت اچھی طرح معلوم اسے اندازہ تھا کہ کوئی انہیں پانچ ڈالر مہارا اضافی کرنے کے ساتھ لینے پر مشکل نہ رہا منہ ہو سکتا تھا۔

اہ کے باوجود اس نے جیب سے چند نوٹ نکال کر راہبٹ کی طرف بڑھاتے ہی کہا۔ ”یہ آپ چچہ ماہ کا اضافی کرایہ پیش کی رکھ لیں اور اس فلیٹ میں مزکولبو کو ہی رہنے کے لئے اپنے کسی دوسرے کرائے دار سے پہلی بات کر لیں۔“

راہبٹ نے جانے کیوں یکدم ہی طیش میں آگیا اور پھٹ پڑنے کے سے انداز میں ”تم کون ہوئے ہو مجھے حکم دینے والے؟ تم مجھے بتاؤ گے کہ مجھے کیا کرنا چاہئے اور کیا اپنے کام سے کام رکھو اور اپنا راستہ ناپ۔۔۔ ورنہ گلی میں اونہ ہے منہ پڑنے خاک

کارلیوں نے یہ سارا قصہ صبر و تحمل سے سنائیں وہ دل ہی دل میں اس بارے حیران ہوئے بغیر نہیں رہ سکا کہ وہ عورت فریاد لے کر اس کے پاس کیوں ہوئے اور اس کی بیوی اسے ساتھ کیوں لائی تھی؟ کیا مجھے، پڑوس کے لوگوں۔۔۔ اور جسیکہ بیوی نے بھی یہ سمجھنا شروع کر دیا تھا کہ وہ اس قسم کے معاملات میں دوسروں کی کاہر ہے؟

”مسز کولبو!“ کارلیوں نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔ ”اگر آپ کو ہاں ضرورت ہے تو وہ میں کر سکتا ہوں۔“

مسز کولبو کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ ”نہیں۔ مجھے رقم کی ضرورت نہیں۔۔۔ کبھی کسی سے مالی مدد نہیں لی۔۔۔ میں تو بس یہ چاہتی ہوں کہ ہمیں وہ فلیٹ نہ پڑے۔“

”ٹھیک ہے۔۔۔ آپ کو وہ فلیٹ چھوڑنا نہیں پڑے گا۔“ قطعی غیر ارادی کارلیوں کے منہ سے نکلا۔ ”میں کل آپ کے مالک مکان سے بات کروں گا۔ اہمیتیان سے گھر جائیں۔۔۔“ کارلیوں کو نو دبھی مسالوم نہیں تھا کہ اس کے لیے میا کیوں تھا۔

☆.....☆.....☆

مالک مکان کا نام راہبٹ تھا۔ وہ اپنی بلڈنگ کا جائزہ لینے اور کوئی نہیں کاہنے کی غرض سے روزانہ اس گلی کا ایک چکر ضرور لگاتا تھا۔ وہ ذرا پڑھا لکھا آدمی تھا۔ گوازیاہ پیسہ غیر قانونی اطلاعی تاریکین وطن کو امریکہ اسکل کرنے کے وہندے میں لیکن اب وہ اپنے ہی ان ہم وطنوں کو تھارت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ اس کے خیال، جاہل لوگوں کو ایک ترقی یافتہ ملک میں برسوں رہنے کے بعد بھی تمیز اور سلیقہ نہیں آتا۔ لوگ جہاں چاہتے تھے، کچھ اپھنک دیتے تھے اور جن جگہوں میں رہتے تھے، ان کا خراب کر دیتے تھے۔ وہ اپنارہن سہن بہتر بنانے کے لئے ذرا سی بھی زحمت کرنے۔

بانتے وقت رابرٹ نہایت برادرانہ انداز میں کارلیون سے گلے کر بھی گیا۔ خدا نہ سمجھے وقت اس نے یہ بھی کہا۔ ”مجھے خوشی ہے کہ اس بہانے تم جیسے اچھے نوجوان سے ہے۔ ملی ہو گئی۔“

اس کے بعد وہ تین روز تک اس گلی میں چکر لگانے نہیں آیا۔

☆.....☆

غلائے میں کارلیون کی عزت میں روز بروز خود ہی اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اس کے لئے کوئی کوشش نہیں کرنی پڑی۔ نہ جانے کب اس کے بارے میں یہ انواد پھیل گئی کہ وہ پارک میں سلی کی مافیا کا نمائندہ ہے۔ ستم ظریفی یہ ہوئی کہ ایک روز جوئے کا اڈہ چلانے لے ایک آدمی نے خود ہی آکر باتوں میں کارلیون کی خدمت میں میں ڈال رپیش کر لیے۔ اس کی خواہش صرف یہ تھی کہ کارلیون اسے اپنے دوستوں میں شمار کرے تاکہ وہ ان کو تاثر دے سکے کہ جوئے کا اڈہ چلانے میں اسے کارلیون کی سرپرستی حاصل ہے۔

اہوں کے جن مالکان کو چھوٹے موٹے غنڈے اور آوارہ لڑکے لٹک کرتے تھے۔ انہوں نے اس سے درخواست کی کہ وہ انہیں روکے۔ کارلیون کا ہفتہ میں ان دکانوں کا ایک آدھہ نرگالیہای کافی ثابت ہوا۔ اس کے دوست میز اور ٹیسوبھی اس کے ساتھ ہوتے تھے۔ ارلیون کو کچھ بھی نہیں کرنا پڑا۔ اس کی مفت کی دہشت ہی کام آگئی۔ چھوٹے موٹے بھاٹوں اور آوارہ لڑکوں کو تاثر مل گیا کہ دکانداروں کو اس کا تحفظ حاصل ہے۔ وہ اس طرح اپاڑ جائے کہ پھر ان دکانوں کے قریب نہیں پھینکے۔

دکانداروں نے کارلیون کے مطالے کے بغیر ہی باقاعدگی سے اس کی خدمت میں خدمت کے ذرا نے پیش کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی اسے اچھی خاصی مستقبل آمدی لئے لگی۔ جس میں سے وہ نہایت منصفان طور پر میز اور ٹیسوبھی حصہ دیتا تھا۔

مالی حالت کچھ بہتر ہوئی تو کارلیون نے اپنے پرانے دوست ڈینڈو کے تعاون سے نئے زیتون کا تیل درآمد کرنا شروع کر دیا۔ میز اور ٹیسوبھی اس کام میں بھی حسب مقدور کر رہا ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ مجھے فوراً ہی اپنی اصلاح کا خیال آگیا۔“

چاٹنے نظر آؤ گے۔“

کارلیون حیرت سے آنکھیں پھیلاتے ہوئے بولا۔ ”میں آپ کو حکم تو نہیں دے سکتے۔ میں تو ایک درخواست کر رہا ہوں جسے آپ قبول کر لیں تو اسے میں اپنی ذات پر اپنے احسان سمجھوں گا۔“

پھر وہ رقم تقریباً زبردستی اس کے ہاتھ میں تھما تے ہوئے، اس کی آنکھیں بُجھا گئتے ہوئے نہایت مخہرے مخہرے لجھے میں بولا۔ ”آپ یہ رقم رکھ لیں اور کل مکڑا شخندے دل سے سوچ لیں۔ کل اگر آپ مجھے رقم واپس کرتا چاہیں تو ضرور کر دیجئے گا۔ ار گلی میں رہنے والے کچھ لوگوں سے اگر آپ میرے بارے میں مشورہ کرتا چاہیں تو کر لیں مجھے یقین ہے وہ سب میری سفارش کریں گے اور میرے بارے میں آپ کو یہی بتا میں۔“ کہ میں زیادتی اور مہربانی۔ دنوں کو یاد رکھنے والا آدمی ہوں۔“

اس نے رابرٹ کے کندھے پر دوستانہ انداز میں چھکی دی اور آگے بڑھ گیا۔ رابرٹ نے غالباً اس کے اس مشورے پر عمل کر لیا تھا کہ وہ کچھ لوگوں سے اس بارے میں پوچھ لے۔ دوسرے روز کارلیون کو اسے تلاش کرنے کی زحمت نہیں کر لی پڑا۔ وہ خود ہی کارلیون کے گھر آگیا۔ اب وہ ایک قطعی بدلا ہوا انسان نظر آرہا تھا، کارلیون۔ اسے مشروب پیش کیا جو اس نے خوشی سے قبول کر لیا۔

پھر وہ معدہ رت خواہانہ لجھے میں بولا۔ ”کل میں کچھ کاروباری پریشانیوں کی وجہ سے صحیح انداز میں بات نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن تم میری کسی بات کو دل پر مت لیا، میز کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ وہ جب تک چاہیں اس فلیٹ میں رہ سکتی ہیں۔“ صرف یہی نہیں، اس نے کارلیون کے دیے ہوئے تیس ڈال ریبھی نکال کر میز پر دیئے اور شرمساری سے بولا۔ ”مجھے بعد میں یہ سوچ کر بہت ندامت ہوئی کہ تم ایک غریب یہوہ، کرائے دار خاتون کی ہمدردی میں اتنی زحمت اٹھا رہے ہو اور میں اتنی سگدی کاٹھ کر رہا ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ مجھے فوراً ہی اپنی اصلاح کا خیال آگیا۔“

ڈون نے اس دوران اپنے ساتھیوں کو بہت عمدہ انداز میں منظم کر لیا۔ میز اور ٹیسو کے پاس اپنے آدمیوں کی ”فورس“، تھی جس کے وہ سربراہ تھے۔ ان کے لئے علاقے بھی بانٹ دیئے گئے تھے۔ تمام دفتری اور قانونی معاملات کا انگر ان ڈینڈ و تھا جو مرتبہ دم بھی اپنے فرائض تہبیت عمدگی اور وفاداری سے انجام دیتا رہا۔

ڈون کی دولت، طاقت اور اثر و سوخ میں بھی اضافہ ہوتا رہا اور اس کا دائرہ کار بھی پھیلا چلا گیا۔ اس دوران اسے چند دوسرے گروہوں کی مخالفت اور مراحت کا بھی سامنا کرنا پڑا لیکن اس نے ایسے عبرت تاک انداز میں ان کا صفائی کرایا کہ دوسرے بھی سیدھے ہو گئے اور اس کی منصوبہ بندی اس قسم کی ہوتی تھی کہ پولیس یا کوئی اور ایجنسی اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتی تھی۔ اس دوران اسے لوکا برائی جیسے دوست کا ساتھ بھی میر آچکا تھا جو شہنوں اور جنیوں کو عبرت تاک انجام سے دوچار کرنے میں خصوصی مہارت رکھتا تھا۔ ایک بار تو اس نے اس زمانے کے، شکا گو کے مشہور زمانہ بدمعاش ال کیپون کے دو آدمیوں کے کلہاڑی سے بالکل اس طرح نکلنے کے لئے کر دیئے تھے جس طرح ماہر قصاص دکان میں لٹکنے کے لئے گائے یا بکری کے نکلنے کرتے ہیں۔ اس کے بعد ڈون نے ال کیپون کو ایک خط بھجوایا جسے پڑھ کر وہ بالکل ہی سیدھا ہو گیا۔ جبکہ ال کیپون وہ شخص تھا جس سے نہ صرف شکا گو بلکہ آس پاس کے شہروں کی زیریز میں دنیا کے لوگ بھی کاپنے تھے۔

39ء میں ڈون نے شہر سے دور، اپنی خاص منصوبہ بندی کے مطابق رہائش اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے بہت دیکھ بھال کر لائگ بچ پر ایک چھوٹی سی سڑک کے دونوں طرف واقع جائیداد خریدی۔ یہ سڑک آگے سے بند تھی اور ”دی مال“ کہلاتی تھی۔ اس پر چار طویل و عریض مکانات بننے ہوئے تھے اور ویسے ہی مزید چار مکانات بنانے کے لئے زمین موجود تھی۔ بعد میں یہ مکانات بھی بن گئے اور یوں آٹھ مکانات پر مشتمل یہ گوشہ گویا ڈون اور اس کی ”فیملی“ کی پناہ گاہ اور محفوظ قلعہ بن گیا۔

اس محفوظ گوشے میں بیٹھ کر ڈون اپنی ”سلطنت“ کو توسعہ دیتا رہا۔ اس کے پچے

اس کا باہمی بنا رہے تھے۔ جن کاموں میں زیادہ پڑھے لکھے آدمی کی ضرورت نہیں ہوتی تھی وہ ان دونوں کے ذمے تھے۔ پڑھے لکھوں والے کام ڈینڈ و سنجاتا تھا۔ اس کے باپ کا اسٹور، گودام کے طور پر کام آتا تھا۔

چند سالوں کے اندر اندر اس کی کمپنی زیتون کا تیل درآمد کرنے والی سب سے بڑی کمپنی بن گئی۔ اس دوران ان چاروں دوستوں نے بلاشبہ بے پناہ محنت بھی کی اور کار بھی پھیلانے کے لئے ہر ممکن حرپہ ہر بخشنده بھی استعمال کیا۔

پھر شراب کے کاروبار پر کچھ پابندیاں لگیں تو کار لیون نے اس کاروبار میں بھی قدم رکھ دیا۔ وہ ان لوگوں میں سے تھا جنہیں پابندیوں سے نقصان کے بجائے فائدہ ہوتا تھا کیونکہ وہ منوعہ راستے اختیار کرنا جان چکا تھا۔ اس میں اور اس کے دوستوں میں مشکلات، سامنا کرنے اور چور دروازے دریافت کرنے کا حوصلہ بھی تھا اور وہ تبادل طور پر طریقے بھی سیکھے چکے تھے۔

اس دوران امریکہ میں مشہور زمانہ معاشری بھر جان بھی آیا لیکن ان تمام ناموافق حالات میں کار لیون کی دولت میں اضافہ ہی ہونا چلا گیا اور یہی وہ زمانہ تھا جب اس کے ہم کے ساتھ دھیرے دھیرے غیر محسوس انداز میں ”ڈون“ کا لاحقہ لگ گیا۔ وہ دنہ کار لیون کے بجائے ڈون کار لیون کھلانے لگا۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے گاؤں قادر کا لقب بھی مل گیا۔

اس دوران کچھ ایسے واقعات بھی رونما ہوئے کہ وہ لوگ بھی اس سے خوف کھانے لگے جو اپنے کاروبار صاف سترے اور سیدھے سادے طریقوں سے نہیں، بلکہ ہنس دھمک سے چلاتے تھے۔ ڈون نے انہیں بھی سیدھا کر دیا اور انہیں بتا دیا کہ وہ ایسے طور طریقے لے سے زیادہ بہتر طور پر جانتا تھا۔ ان برسوں میں کار لیون نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ وہ لوگوں کو صرف اپنی دہشت سے ہی نہیں، اپنی ذہانت سے بھی ممتاز کر سکتا تھا۔ اسے وہ جوئی مانے گے تھے۔

بکلے متعلق تمام معاملات کو اپنی ذات تک ہی محدود رکھنا چاہتی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ نے والدین بھی اس سے کچھ زیادہ قربت محسوس نہیں کرتے تھے اور نہ ہی اس کی کوئی بیان یافتہ رکھتے تھے۔ شاید کسی کو صحیح طور پر معلوم بھی نہیں تھا کہ کب اور کس طرح ان کے بیان یافتہ خیج و رآتی تھی۔

دروازہ کھولنے کے بعد اس وقت اسے قدرے حیرت کا سامنا کرنا پڑا، جب آنے والے دونوں بھاری بھر کم اور کرخت صورت افراد نے اپنا تعارف پولیس آفیسرز کی حیثیت کر لیا۔

”میں سراغرساں فلپس ہوں۔۔۔“ ایک لمبے تر ٹکے آدمی نے اپنا کارڈ ٹکال کر اسے نہتے ہوئے کہا پھر سیاہ بالوں اور سمجھنی بھنوں والے اپنے ساتھی کی طرف اشارہ کیا۔ ”یہ مرے ساتھی سراغرساں سیرانی ہیں۔ ہمارا تعلق نیویارک پولیس سے ہے۔۔۔“ سراغرساں سیرانی بولا۔ ”اور آپ غالباً مس کے ایڈمز ہیں؟“

”کے“ نے اثبات میں سرہلایا تو سراغرساں فلپس بولا۔ ”کیا ہم اندر آسکتے ہیں؟ میں آپ سے مائیکل کارلیون کے بارے میں بات کرنی ہے۔“

”کے“ نے ایک بار پھر اثبات میں سرہلایا اور انہیں اندر آنے کے لئے راستہ دیا۔ باس نے دیکھا کہ چیچھے اس کے والد اس راہداری میں آن کھڑے ہوئے تھے جس کے راستے پر ان کی اسٹڈی تھی۔ وہ سفید بالوں والے ایک خوش شکل اور باوقار آدمی تھے وہ سوالیہ ملائکن ان تینوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔

”یہ پولیس کے سراغرساں ہیں، نیویارک سے آئے ہیں۔“ کے نے والد کو بتایا۔ اور مجھ سے میرے ایک کلاس فیلو کے بارے میں معلومات کرنے آئے ہیں۔“

خلاف توقع اس کے والد نے کسی قسم کی تشویش پر بیٹھا یا گھبراہٹ کا اٹھاہا نہیں کیا لڑکوں کا لجھے میں بولے۔ ”انہیں میری اسٹڈی میں لے جا کر بٹھاؤ اور وہیں بات کرو۔“ ”کے“ نے دل ہی دل میں ایک عجیب سی شکر گزاری محسوس کرتے ہوئے ان کی

جو ان۔۔۔ اور پھر شادی شدہ ہو گئے۔۔۔ ایک طویل درود کا بیشتر حصہ پر سکون انداز میں عگز رگیا۔ صرف ایک بار کچھ زیادہ پہنچ لچکی جب کارلیون کو گولی گئی۔۔۔ لیکن دس بجے اس سے کہیں زیادہ پہنچ اس وقت تھی جب سولوزونے ڈون سے ٹکر لے لی اور اسے اپھنل کے ایک بستر پر پہنچا دیا۔ پھر مائیکل نے اسے اور اس کے سر پرست پولیس افسر کو دو مری دیتے میں پہنچا دیا۔۔۔ اور خود روپوش ہو گیا۔۔۔ یہ گویا طوفان خیز واقعات ایک نیا دور تھا۔

☆.....☆.....☆

نیو ہپشائر ایک چھوٹا سا قصبہ۔۔۔ بلکہ تقریباً گاؤں ہی تھا۔ وہاں کی کسی بھی گلی میں رونما ہونے والا ذرا سا بھی خلاف معمول واقعہ جلد ہی ساری آبادی کے علم میں آ جاتا تھا۔ ”کے“ وہاں کے ایک خاصے بڑے اور معزز زانہ مکان میں رہتی تھی۔ اس کے والد مسٹر ایڈمز مقامی چرچ کے پادری تھے۔ لیکن ان کی حیثیت ایک خاصے بڑے مذہبی عالم کی تھی تاہم۔۔۔ چرچ میں نہیں رہتے تھے اور ان کا ذائقہ کاروبار بھی تھا۔

اس روز اس مکان کے سامنے بڑی ہی ایک سیاہ گاڑی آکر ریکی جس پر نیویارک کی نمبر پلیٹ تھی۔ پاس پڑوں کی عورتوں اور دکانداروں نے کھڑکیوں اور دروازوں کی اونٹ سے جھاٹک کر کہ تجسس انداز میں اس گاڑی کو دیکھا۔ ”کے“ نے بھی اپنے کمرے کی کھڑکی سے اس گاڑی کو زکنے سے پہلے ہی دیکھ لیا تھا۔ اسے اندریشہ محسوس ہوا کہ اس میں ملائکل کے خاندان سے تعلق رکھنے والے بد معاش قسم کے لوگ نہ آئے ہوں۔

پھر اس نے کچھ اسی قسم کے دو آدمیوں کی گاڑی سے اترتے دیکھا۔ ان میں سے ایک کال بیل کی طرف ہاتھ بڑھا رہا تھا۔ ”کے“ جلدی سے انہوں کو سمجھنی بختنے سے پہلے علی دروازے کی طرف بھاگی۔ اس کے والد اور والدہ دونوں ہی کھر میں موجود تھے اور ”کے“ نہیں چاہتی تھی کہ اس کے بیچارے شریف اور مذہبی قسم کے والدین اس قسم کے لوگوں کو دیکھ کر گھبرا جائیں۔ ویسے بھی وہ اپنے والدین سے کچھ زیادہ قربت محسوس نہیں کرتی تھی۔“

مکان میں کئی افراد ادھر ادھر آتے جاتے دکھائی دے رہے تھے۔ ہیگن نے "کے" بڑھتا۔

ویسے روم میں لا کر بٹھایا اور ڈریک پیش کی۔ "کے" بلا تہبید بولی۔ "کیا تمہیں معلوم ہے ایک کھاں ہے..... اور میں کس طرح اس سے رابطہ کر سکتی ہوں؟"

"ہمیں معلوم ہے وہ خبریت سے ہے....." ہیگن نے پہر سکون لجھے میں کہا۔ "لیکن یہی خیال ظاہر کیا تھا کہ یہ اسی گینگ وار کا ایک حصہ تھا جس میں کار لیون فیملی ٹوٹ تھی۔" "نہیں....." کے نے نفی میں سر ہلایا۔ "میں نے آخری بار ماں کیل کو اس وقت دیکھا تھا جب وہ ہسپتال میں اپنے والد کو دیکھنے جا رہا تھا۔ یہ تقریباً ایک ماہ پہلے کی بات ہے۔"

سراغرس فلپس نرم اور خلیق لجھے میں بات کر رہا تھا لیکن سیرانی خاصے کھروں لجھے میں بولا۔ "آپ دونوں کی اس ملاقات کے بارے میں تو وہ ہمیں بھی معلوم ہے۔ اب تو چھر ہے ہیں کہ اس کے بعد تو اس سے رابطہ نہیں ہوا؟"

"نہیں۔" کے نے نفی میں سر ہلایا۔ "اگر آپ کا اس سے رابطہ ہوا ہے اور آپ اس بات کو چھپانے کی کوشش کر رہی ہیں یا اگر آئندہ رابطہ ہوا اور آپ نے ہمیں اس کے بارے میں اطلاع نہ دی تو یوں سمجھنے کا آپ ماں کیل کے نہایت سختین جرم میں شریک سمجھا جائے گا وہ ایک پولیس آفیسر اور اس کے ایک مجرم کے قتل کے سلسلے میں پولیس کو مطلوب ہے۔" سراغرس سیرانی نے بدستور کھروں لجھے میں کہا۔ "ہمیں معلوم ہے آپ دونوں نیویارک کے ایک ہوٹل میں میان ہوئے کہ میان ہوئے کہ اس سے قیام کر چکے ہیں۔"

"کے" نے خاموشی سے ڈریک ختم کی اور جانے کے انٹھ کھڑی ہوئی۔ ہیگن اسے چھوڑنے کے لئے باہر آیا۔ وہ ہاں میں پہنچ تو پہنچ کی طرف سے بڑی عمر کی ایک عورت، سیاہ لباس میں آتی دکھائی دی۔ "کے" نے اسے پہچان لیا۔ وہ ماں کی ماں میز کا ریون تھی۔ اس نے بھی "کے" کو پہچان لیا اور شکست انگریزی میں بولی۔ "ارے.....! تم تو ماں کیل کی "وست ہو۔"

ہدایت پر عمل کیا۔ اسندی میں بیٹھنے کے بعد سراغرس فلپس نے گفتگو کا آغاز کیا۔ "سر ایڈمز! کیا گز شستہ تین ہفتوں کے دوران آپ کی ماں کیل کا ریون سے کوئی ملاقات ہوئی ہے؟ آپ کو اس کی کچھ خیر خبری ہے؟"

"کے" ذرا چوکنی ہو گئی۔ نحیک تین ہفتے پہلے ہی اس نے اخبار میں ایک پولیس اینسٹری اور نشیات کے ایک اسکلپر سولوز کے قتل کے بارے میں پڑھا تھا۔ اس سلسلے میں اخبار نے یہی خیال ظاہر کیا تھا کہ یہ اسی گینگ وار کا ایک حصہ تھا جس میں کار لیون فیملی ٹوٹ تھی۔ "نہیں....." کے نے نفی میں سر ہلایا۔ "میں نے آخری بار ماں کیل کو اس وقت دیکھا تھا جب وہ ہسپتال میں اپنے والد کو دیکھنے جا رہا تھا۔ یہ تقریباً ایک ماہ پہلے کی بات ہے۔"

سراغرس فلپس نرم اور خلیق لجھے میں بات کر رہا تھا لیکن سیرانی خاصے کھروں لجھے میں بولا۔ "آپ دونوں کی اس ملاقات کے بارے میں تو وہ ہمیں بھی معلوم ہے۔ اب تو چھر ہے ہیں کہ اس کے بعد تو اس سے رابطہ نہیں ہوا؟"

"نہیں۔" کے نے نفی میں سر ہلایا۔ "اگر آپ کا اس سے رابطہ ہوا ہے اور آپ اس بات کو چھپانے کی کوشش کر رہی ہیں یا اگر آئندہ رابطہ ہوا اور آپ نے ہمیں اس کے بارے میں اطلاع نہ دی تو یوں سمجھنے کا آپ ماں کیل کے نہایت سختین جرم میں شریک سمجھا جائے گا وہ ایک پولیس آفیسر اور اس کے ایک مجرم کے قتل کے سلسلے میں پولیس کو مطلوب ہے۔" سراغرس سیرانی نے بدستور کھروں لجھے میں کہا۔ "ہمیں معلوم ہے آپ دونوں نیویارک کے ایک ہوٹل میں میان ہوئے کہ اس سے قیام کر چکے ہیں۔"

☆.....☆

تین دن بعد لائگ چیک کی سڑک "دی مال" پر ایک بیکسی ڈون کا ریون کے گمراہ سامنے آ کر رکی اور اس میں سے "کے" اتری۔ وہاں اس کی آمد کی پہلے سے اطلاع نہیں۔ اس نے اسے اندرا آنے دیا گیا تھا اور گھر کے دروازے پر ہیگن اس کے استقبال کے

اوہر ڈون کو اپنے داماد کے بارے میں جلد ہی معلوم ہو گیا تھا کہ وہ ایک عیش پرست نوجوان تھا اور کار و بار کے معاملے میں بھی سخت تالائی تھا۔ اس نے تو بک میلنگ کے چھوٹے سے کار و بار کو بھی شروع میں ہی تباہی کے کنندے پر پہنچا دیا تھا۔ آخر ڈون نے تین کی ذیوٹی لگائی تھی کہ وہ خفیہ طور پر اس کار و بار کی بھی گلگرانی کرتا رہے اور جب رزی کوئی دراقت کرنے لگے تو اسے روک سکے۔

اسے تو یہ بھی معلوم تھا کہ رزی نے شادی کے پہلے ہی دن کوئی سے رقوم کے وہ سارے لفافے لے لئے تھے جو اسے تنخے کے طور پر ملے تھے اور جب کوئی نے اس سلسلے میں مزاحمت کی تھی تو رزی نے سہاگ رات کوئی اس کے چہرے پر گھونسamar کر آنکھ کے گرد نل ڈال دیا تھا۔ ڈون کو یہ بھی معلوم تھا کہ رزی نے وہ ساری رقم کوں کوں سی فاٹھے عورتوں کے پاس جا کر اور کن کن شراب خانوں میں اڑائی تھی۔

یہ سب کچھ دیکھ کر ہی ڈون نے اسے کسی بڑے کار و بار میں شریک کرنے کا خیال دل سے نکال دیا تھا لیکن رزی اپنی جنگ جلاہٹ میں جب آئے دن کوئی کے ساتھ مار پیٹ کرنے کا تھا تو حیرت انگیز ہلور پر ڈون نے اس سلسلے میں کسی قسم کی بہمی یا سخت رذیع عمل کا اتنا ہماری نہیں کیا تھا اور بیٹی کی حمایت کر کے اسے ذرا بھی شہ نہیں دی تھی۔

اس سلسلے میں اس کا فلسفہ قدیم اطالویوں والا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ جب لڑکی کی شادی کر دی جاتی ہے تو وہ شوہر کی ملکیت ہو جاتی ہے۔ اس کی مرضی، وہ اس سے جیسا چاہا ہے سلوک کرے۔ اب یہ لڑکی کی عقل و دانش اور سیقدمندی پر منحصر ہے کہ وہ کس طرح اپنے شوہر کی خوشنودی حاصل کرے، ایسی کوئی بات نہ کرے جس سے اسے غصہ آئے اور مار پیٹ کی نوبت آئے، بیٹیوں کو تو جب بادشاہ بھی بیاہ دیتے تھے تو پھر وہ میاں بیوی کے جھنڑے میں بولنے کے حقدار نہیں رہتے تھے اور انہیں حالات کے سامنے سر جھکانا پڑتا تھا۔

رزی ایک مضبوط اور طاقتور نوجوان تھا۔ اور سے دو کوئی کو مارتا تھا تو بے رحمی سے مارتا تھا۔ اگر وہ بھی ایک سخت جان لڑکی نہ ہوتی تو شاید آئے دن اپنال پہنچ جایا کرتی۔ اب

پھر فوراً ہی اسے گویا خاطر مدارات کا خیال آیا اور اس نے ہیگن سے پوچھا۔ ”تم لڑکی کو کچھ کھلا یا پلا یا بھی..... یا نہیں؟“

”مجھے کچھ کھانا پینا نہیں ہے۔“ کے جلدی سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے یوں ہے نے ایک بار پھر اپنے پر س سے خط نکالا اور مسز کار لیون کی طرف بڑھاتے ہوئے قدر ملتجیانہ لجھ میں بولی۔ ”کیا آپ میرا یہ خط مائیکل تک پہنچا سکتی ہیں؟“

ہیگن گویا خبردار کرنے والے انداز میں کھنکا رائیکن مسز کار لیون نے اس کی طرفہ دیے بغیر لفافہ ”کے“ کے ہاتھ سے لے لیا اور اطالوی لجھ میں، ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں بولی۔ ”کیوں نہیں، کیوں نہیں..... لیکن اگر برانہ مناؤ میں تمہیں ایک مشورہ دوں؟“ ”ضرور.....“ ”کے“ نے جلدی سے کہا۔

مسز کار لیون نے مشقانہ انداز میں اس کا کندھا تچھپا دیا اور کہا۔ ”میں جھیں ہم بات بتاؤں..... مائیکل کا کچھ پہنچا نہیں ہے کہ وہ کب واپس آئے۔ عین ممکن ہے وہ دو نم سال تک واپس نہ آئے..... تم اتنی اچھی لڑکی ہو..... میں نہیں چاہتی کہ، تم اس کے انتغا میں زندگی خراب کر دے۔ تمہاری عرصے کے یہ سال بڑے قیمتی ہیں۔ کوئی اوزرا چھا سا ٹوکا کا کیا شادی کر لو اور اپنا گھر ساوا۔“

☆.....☆

ڈون کار لیون کا داماد اور کوئی کا شوہر، رزی اب اکثر غصے میں ہی رہتا تھا۔ دل میں جن امیدوں اور توقعات کے ساتھ، ڈون کا داماد بنا تھا، وہ پوری نہیں ہوئی تھیں۔ اس خیال تھا کہ ”فیملی“ میں شامل ہونے کے بعد اسے کوئی بہت بڑا بزنس کرا کے دیا جائے گا۔ لانگ بیچ پر واقع فیملی کے آئندھی طویل و عریض اور شاندار مکانات میں سے کوئی ایک مکان اس کے حصے میں بھی آجائے گا لیکن ہوا یہ تھا کہ نبک میلنگ کا ایک چھوٹا سا کار و بار اس کے سپرد کیا گیا تھا اور اس کی رہائش اور سطح درجے کی ایک عمارت میں آٹھویں منزل کے ایک فلیٹ میں تھی۔

زم پر بھی نہیں ہوتی۔“
کوئی مجروح سی نظروں سے اس کی طرف دیکھ کر رہ جاتی تھی۔ رزی کے خیال میں
ہماس پہنچنے کا بھی سلیقہ نہیں تھا۔ اکثر ایسے کپڑے پہنچنے تھی جن میں اس کی عمر میں سال
بیانہ لکھنے تھی۔

”تمہارا باپ بستر پر ہے تو کیا سارے دھنے ابھی تک سنی ہی چلا رہا ہے؟“ رزی
بندیزی سے پوچھا۔

”کون سے دھنے؟“ کوئی نے ذرا غصے سے کہا۔
رزی کے لئے گویا اتنا ہی کافی تھا۔

”مجھ سے اس طرح باتیں مت کرو سور کی بھی.....“ وہ چیخ کر بولا اور اچھل کر انہوں
نے اس کے منہ پر تین زور دار تھپٹر سید کئے۔ اس کا ہونٹ پھٹ گیا، خون
ڈراہوا۔ اس نے کوئی کے منہ پر تین زور دار تھپٹر سید کئے۔ اس کا ہونٹ پھٹ گیا، خون
بن لگا۔ چہرے پر ابھار نہودار ہو گئے جو یقیناً کچھ دیر بعد نیلے پڑ جاتے۔ کوئی اوندھے منہ
بڑا گر رونے لگی۔ رزی بے پرواٹی سے باہر جانے کی تیاری کرنے لگا۔

چند مٹ بعد دروازے پر دستک ہوئی۔ رزی نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو ایک
لڑکے لئے لڑکھڑا کر رہ گیا۔ سامنے سنی کھڑا تھا!

سنی کو دیکھ کر رزی بوکھلا گیا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ سنی نے گھر سے
ٹاٹر دیا ہو گا اور خاص طور پر وہ اس موقع پر اس کے گھر آن پہنچ گا۔

— حقیقت یہ تھی کہ سنی آج ہی گھر سے نکلا تھا۔ ڈون پر جملے کے بعد سے اس نے پہلی
لشکاری کیا تھا۔ وہ بھی اس طرح..... کہ اس کی گاؤں کی کے آگے پیچھے دو گاڑیاں روانہ
ہی تھیں جن میں دو دو سلخ افراد موجود تھے۔ وہ دونوں گاڑیاں اس وقت بھی نیچے سنی کی
لڑکی کے آگے پیچھے موجود تھیں اور چاروں سلخ افراد ان میں مستعد بیٹھے تھے۔

سنی نے شہر میں اپنا کام نہ نانے کے بعد سوچا تھا کہ وہ اپنی بہن کو بھی اپنے ساتھ
کر لیتا چلے۔ اسے معلوم تھا کہ کوئی کا آج ڈون کی عیادت کے لئے آنے کا پروگرام تھا۔

وہ امید سے تھی۔ ساتواں مہینے چل رہا تھا۔ اس حالت میں بھی رزی بات بے بات اس
ہاتھ اٹھانے سے باز نہیں آتا تھا۔

شادی کی پہلی رات جب اس نے کوئی کو مارا تھا اور وہ چہرے پر نسل لئے دوسرے۔
روز اپنے والدین سے شکایت کرنے لائیں تھے پہنچ گئی تھی تو رزی کو کچھ تشویش ہوئی تھی کہ
اے کسی رہنمی کا سامنا کرنا پڑے لیکن کوئی کچھ بھجھی بھجھی اور ما یوں سی واپس آتی۔ وہ ایک
روایتی اطالوی بیوی کی طرح فرمائے۔ اس کی خدمت میں جت گئی تھی۔

رزی چونکہ دل میں ڈراہوا تھا، اس لئے اس نے چند ہفتوں تک کوئی کے ساتھ پڑھا
رویہ بہت اچھا رکھا اور ایک آئینہ میں شوہر کی طرح پیش آتا رہا۔ اس سے کوئی کو یہ خوش نہیں
ہو گئی کہ آئندہ بھی رزی ٹھیک ہی رہے گا۔ اس کی ازدواجی زندگی میں بس وہ تکلیف دہ وقت
ایک بار ہی آتا تھا، جو گزر گیا تھا۔ چنانچہ ایک روز اس نے باتوں باتوں میں اپنے پاپا کا فلک
اور شادی شدہ بیٹیوں کے بارے میں ان کے ”زریں خیالات“ رزی کے سامنے بیان کر
دیے تھے۔

اس کے بعد تو رزی کا خوف دور ہو گیا۔ اس نے دوسرے ہی دن سے بات بے بات
اے مارنا شروع کر دیا۔ کوئی کو مار پہنچ کر اور اس کی تذلیل کر کے اے ایک عجیب ہی تسلیک
کا احساس ہوتا تھا کہ وہ ایک ایسے آدمی کی بیٹی کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک کرنے
کی پوزیشن میں ہے جس کے نام سے بڑے بڑے غنڈے بدمعاش اور مقام و مرتبے
مالک ڈرتے تھے۔

اس روز اس نے کوئی کو تیار ہوتے ہوئے دیکھا تو کھر درے لجھے میں پوچھا
”کہاں جا رہی ہو؟“

”لائک نیچ..... پاپا کو دیکھنے..... وہ ابھی تک بستر پر ہی ہیں۔“ کوئی نے جواب
دیا۔ وہ اب خاصی موٹی ہو چکی تھی۔ رزی اکثر اس کے جسم کے مختلف حصوں پر بے رحمی
ہاتھ مارتا تھا۔ ”تمہارے جسم پر جتنی چلبی ہے اتنی تو خوب پلے ہوئے کسی“

بڑھیاں چڑھ کر آیا تھا۔ وہ شاہزادہ ہی لفت استعمال کر سکتا تھا۔ آٹھویں منزل کی بلندی پر بڑھیاں چڑھ کر بہی جاتا تھا۔ تاہم اس وقت بیڑھیاں چڑھنے کی وجہ سے اس کی بیٹی وہ بیڑھیاں چڑھ کر بہی جاتا تھا۔ اس کے باعث اس کے نھنوں سے پھکار کی سی ہانس پھولی ہوئی تھیں تھیں البتہ غیظ و غصب کے باعث اس کے نھنوں سے پھکار کی سی ہانس نکل رہی تھیں۔

اس نے رزی کو گھونسوں پر رکھ لیا۔ رزی اس دوران سیڑھیوں کے جنگلے تک پہنچ گیا۔ اس نے رزی کو گھونسوں کی زد سے بچانے کے لئے جنگل کپڑا کر سر جھکا کر، چہرہ دونوں زوں کی آڑ میں چھپا کر بیٹھ گیا۔

سینے اسے کھینچ کر جنگلے سے ہٹانے کی کوشش کی لیکن اس نے جنگل کا نہیں چھوڑا۔ سینے اسے بھی ہاتھ پڑا، وہ اس کے جسم پر گھونے برساتا رہا اور اس کے منہ سے گالیوں کا یا باب روائی رہا۔ رزی کبڑی کی سی حالت میں مار کھاتا رہا۔ اس نے ذرا بھی مزاحمت نہیں لی اور نہ ہی جوابی کارروائی کرنے کی کوشش کی۔

اس قلور پر کئی قلیٹ تھے۔ ان کے دروازے ذرا ذرا سے کھل چکے تھے اور یہ اندازہ ایسا مشکل نہیں تھا کہ ان کے عقب سے اگر تاشاڑ کیجھ رہتے تھے لیکن پاہر آتا تو درکنار کسی نے اپنا چہرہ ظاہر کرنے کی بھی جرأت نہیں کی تھی۔

آخر کوئی نے نہیں آکر اپنے بھائی کو کرسے پکڑا اور اسے پیچھے کھینچنے کی کوشش کی لیکن بب وہ اس میں کامیاب نہیں ہوئی تو اس نے اپنی حالت کی پرواکے بغیر دونوں کے درمیان ال ہونے کی کوشش کی۔ اس کی حالت کا خیال کرتے ہوئے سینے کو اپنا ہاتھ روکنا پڑا۔

اس نے رزی کو ایک لات رسید کی اور پیچھے بہتے ہوئے گرجا۔ ”سور کے پچے! اگر کھو تو میری بہن پر ہاتھ اٹھایا تو تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں اس بات کی بھی پرواں مل کر دوں گا کہ میرا بھانجا تیم پیدا ہو گا۔“

اس کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔ اس نے اس سے پہلے نہ تو تھا کہ رزی اس کی لن کے ساتھ مار پیٹ کرتا ہے لیکن اس نے اپنی آنکھوں سے تکمیلی اس کی رہ حالت نہیں

سی کو معلوم تھا کہ اسے آنے کے لئے نیکی لینے پڑے گی کیونکہ اس کے پاس اپنی کاری تھی۔ سینے سوچا تھا کہ اسے زحمت سے بچانے کے لئے واپسی میں ساتھ یلتا چڑھا کر لیکن بڑھاں اسے کچھ اور ہی دیکھنے کو مل رہا تھا جو اس کے لئے بھوپال میں اشتغال انگیز تھا۔ دراصل اس دوران کوئی بھی دروازے پر آجئی تھی اور اس کا آنسو رہا۔ بھیگا مضر و بچہ کر گویا اس کے دل و دماغ میں آتش فشاں پھٹ پڑے تھے۔

اس وقت تک کوئی کا پھٹا ہوا ہوتا ہے بڑی طرح سوچ چکا تھا اور اس کے آس خون کی پڑیاں جی ہوئی تھیں۔ صرف ہوتا ہی نہیں، اس کا تقریباً پورا چہرہ سوچا ہوا تو اس پر نیل پڑے ہوئے تھے۔ اس کی آنکھوں میں بے پناہ دہشت تھی۔ سینے کا دل کر گیا۔ اس کے لئے اندازہ کرنا مشکل نہیں تھا کہ اس کے ساتھ کیا سلوک ہوا تھا۔ اور یہ کی وہ بہن تھی جو گھر مجرمی لاڈی تھی۔ اس وقت وہ اس ہر فنی کی طرح دہشت زدہ را دے رہی تھی جو درندوں کے نزغے سے جان بچا کر بجا گئی تھی۔ اس کی یہ حالت اس دن جب اس کے مان بننے میں چند ماہ باقی تھے۔ وہ سینے سے آن لگی اور سکنے لگی۔ نے اسے ایک طرف ہذاہیا۔ اس کا چہرہ لاں بھجوکا ہوئا تھا۔ اس نے رزی کو گھر لے لیا پکڑ کر اپنی طرف کھینچا مگر ”چر ر ر“ کی آواز کے ساتھ قمیض کا کچھ حصہ پھٹ کر کے ہاتھ میں آگیا کیونکہ رزی اسے جھکائی دیتے ہوئے سیڑھیوں کی طرف بھاگ لکھا۔ گوکر رزی بھی ایک سو مندو جوان تھا لیکن سینے کے مقابلے کا بھر جاں نہیں تھا۔ بھی وہ سینے کے مقابلے میں ختم ٹھوک کر کھڑا ہونے کا تصور نہیں کر سکتا تھا۔ سینے کا غصہ شہر بھر مشہور تھا اور رزی کو یہ بھی معلوم تھا کہ اس کے ساتھ قمیض کا کچھ حصہ پھٹ کر آج کل۔ جبکہ سارے اختیارات ہی اس کے پاس تھے۔

اس نے راہ فرار اختیار کرنے میں ہی عافیت سمجھی تھی لیکن وہ اس میں بھی کامیاب نہیں ہو سکا۔ سینے جسم اور مضبوط ہی نہیں، پھر تیلا بھی تھا۔ اس نے روزی کو سیڑھیوں پکڑ کا موقع نہیں دیا۔ طویل اور کشادہ راہداری میں ہی پکڑ لیا۔ آٹھویں منزل کی بلندی کی

سی تصور کیا ہے کہ وہ آسائشوں سے محروم رہیں اور ان کے بچے گھٹیا اسکو لوں میں میں؟

چنانچہ وہ "نذرانے" قبول کرنے شروع کر دیتے تھے۔ لیکن پھر بھی جمیع طور پر بڑاں پولیس والوں میں بھی یہ سوچ غالب تھی کہ وہ چھوٹے موٹے ناجائز دھنڈوں کو نظر نہ اٹھا بیٹھے۔ اس لئے اس نے اپنی بہن کی طرف سے بھی نظر ہٹائی اور مزید پکھ کر بچے کے بیچے جو دھڑکر تائیر ہیاں اُترتا چلا گیا۔

دیکھی تھی۔

وہ وہاں مزید نہیں رکا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے سرخ دھنڈی پھیل رہی تھی اور دماغ میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ اسے اندر یہ شدھا کہ اگر وہ وہاں رکا تو کوئی انعامی فرہم نہ اٹھا بیٹھے۔ اس لئے اس نے اپنی بہن کی طرف سے بھی نظر ہٹائی اور مزید پکھ کر بچے کے بیچے جو دھڑکر تائیر ہیاں اُترتا چلا گیا۔

☆.....☆

ڈون کار لیون پر حملے کے بعد کار لیون فیملی اور اس کی مخالفت میں متحده جانے والا پانچوں فیملیز کے درمیان لڑائی فروری 47ء تک جاری رہی۔ پانچوں فیملیز کی سربراہی ایڈیک فیملی ہی کر رہی تھی۔ تاہم نقصان پانچوں فیملیز ہی کا زیادہ ہورتا تھا۔ کار لیون فیملی گواہ لڑائی میں اکیلی تھی لیکن پلہ اس کا بھاری تھا۔

کار و باری طور پر بھی دونوں فریقوں کو بہت نقصان اٹھانا پڑا تھا۔ پہلے تو پولیس تمام ناجائز دھنڈے بند کر دیئے تھے۔ کیپین کلنس کے قتل کی وجہ سے پورا پولیس ذپپارٹمنٹ سخت اشتعال میں تھا لیکن جب ہیگن کی کوششوں سے اخبارات میں کیپین کلنس بد عنوانیوں کی کہانیاں بثوت کے ساتھ شائع ہوئیں اور یہ بھی واضح ہوا کہ قتل کے وقت بھی نشیات کے ایک اسٹرل کے ساتھ تھا اور دونوں اکٹھے قتل ہوئے تھے تو پولیس والے اسٹرل نے پڑ گئے۔

ادھر ناجائز دھنڈے بند ہونے سے ان کا اپنا مالی نقصان بھی ہورتا تھا۔ اس طریقے کے تمام اڑوں سے بہت سے پولیس آفیسرز کے بھتے بند ہے ہوئے تھے۔ اڈے بند ہو گئے تو بھتے بھی بند ہو گئے اور جلد ہی پولیس والوں کی حالت پتی ہونے لگی۔

بہت سے پولیس والے ملازمت کے شروع شروع میں بڑے بلند خیالات کے ڈیوٹی پر نکلتے تھے لیکن رفتہ رفتہ احساس زیاد ان پر غالب آ جاتا تھا۔ وہ سوچنے لگے کہ قلیل تشویش زدہ ہوں کے عوض جان ہتھیلی پر لے پھر تے جس اور دنیا عیش کر رہی ہے۔ آڑنا 27

ڈون کو اس دوران ہسپتال سے گھر منتقل کر دیا گیا تھا اور اس کے کمرے میں ہسپتال اگل پارٹنریش میں پڑا اور ڈال لیا۔

جیسے تمام انتظامات کر دیئے گئے تھے۔ شفuoں میں ڈیوٹی دینے کے لئے باعتماد تریس ستر رکر ڈی گئی تھیں۔ کینیڈی نامی ایک ڈاکٹر کو مستقل طور پر گھر میں ملازم رکھ لیا گیا تھا۔ ڈون ابھی کسی بھی معاملے میں احکام تو جاری نہیں کر رہا تھا لیکن اس نے خاص خاص باتیں سن کر بعض نکارے میں پسند یہ گی اور بعض کے بارے میں ناپسند یہ گی کا اظہار کیا تھا۔

مثلاً اسے یہ بات پسند نہیں آئی تھی کہ سلووز اور کیپین کلنس کو قتل کر کے مائیکل سلی فارہ ہو چکا تھا۔ آخر سی نے فیصلہ کیا کہ ڈون کو اس قسم کے معاملات سے دور رکھنا ہی بہتر تھا کہ اس کی آہنگی سے بحال ہوتی ہوئی صحت پر برے اثرات مرتب نہ ہوں۔ دونوں افر کے کئی افراد مارے جا چکے تھے۔ اب پانچوں فیملیز کا پلہ بھاری پڑتا دکھائی دینے لگا۔ اس قسم کی خبریں ڈون کو نہیں سنائی جا سکتی تھیں۔ لیکن قدرتے تشویش زدہ تھا لیکن سنی

اہ متصد کے لئے اس کے پاس باقاعدہ ایک عمارت موجود تھی جس میں مختلف شعبے پر اس چند سال پہلے اسے سستی مل گئی تھی اس نے اس میں کچھ تبدیلیاں بھی کرائی ہیں لفٹ بھی لگوائی تھی کیونکہ جب میتھیں زیادہ ہوتی تھیں تو انہیں تیار کر کے اوپر کی پر بھی رکھا جاتا تھا جہاں ان کا آخری دیدار اور تعزیت کرنے والے آتے تھے۔ ان بعض بہت عمر سیدہ یا مخدوہ ہوتے تھے۔ وہ سیڑھیاں نہیں چڑھ سکتے تھے۔ ان کی تینے بونا سیرا نے لفت لگوائی تھی۔

فین کے لئے آنے والوں میں ہر طرح کی حالت کے مردے ہوتے تھے۔ کسی باداٹے کی وجہ سے مرنے والے بعض لوگوں کی حالت اچھی نہیں ہوتی تھی۔ بونا سیرا ایت کو اس حالت میں تیار کر کے رکھنا تھا کہ دیکھنے والے ذرا بھی کراہت محسوس نہ اور نہ کسی کو دھچکا لے۔ اس کام کے لئے اس کی عمارت میں باقاعدہ ایک الگ اجے ایک قسم کی لیبارٹری اور یوٹی پارک کا امدادی کہا جاسکتا تھا۔ وہاں ہر ممکن طریقے دے کو زیادہ سے زیادہ اچھی حالت میں لایا جاتا تھا۔ پھر لواحقین کے ادا کروہ تکلیفی کی مناسبت سے اس کی تکفین کر کے، اسے تابوت میں کسی کشادہ کرے میں رکھ دیا گی۔

جہاں آخری دیدار اور تعزیت کرنے والے آتے تھے۔ ہر کام کے لئے اس کے اور کی اشاف بھی موجود تھا۔

نہایت اپنے کام کو بہت سنجیدگی سے لیتا تھا اور اس پیشے کو نہایت معزز سمجھتا تھا۔ اس نہایت ناپسند تھے جو اس کام کے بارے میں گھرے گئے تھے اور خاصے مشہور تھے۔ اوں بھی ہرے لگتے تھے جو اس قسم کے لطیفوں کو پسند کرتے تھے۔ ابتدائیں وہ ہر کام نہایت سے کرتا تھا۔ حتیٰ کہ گورکن کے فرائض بھی انجام دیتا تھا لیکن رفتہ رفتہ اس نے اسی اور اپنے پیشے کو معزز زانہ صورت دینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اب اس کے لاماز میں تھے۔ وہ زیادہ تر نگرانی کرتا تھا اور ہدایات دیتا تھا۔ اس کا سب سے اہم کام

نہایت پُر اعتماد انداز میں تمام معاملات میں کمان سنجالے ہوئے تھا۔ فریڈ کو آرام کرنے کے لئے اس دیگاں سمجھ دیا گیا تھا۔ وہ وہاں کے ڈون کامہان تھا جس نے خانست دی تھی کہ اس کی پناہ میں فریڈ کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہو گا۔

اس طویل اور اعصاب شکن جنگ میں دونوں فریقوں کو بھاری مالی نقصانات بھی اٹھاتا پڑے تھے۔ تمام معاملات خوف اور تناوٰ کی فضائیں چل رہے تھے۔ اس دوران سی نے ایک بڑا اور فیصلہ کن قدم اٹھانے کے لئے خود کو تیار کر لیا۔ اس نے طے کر لیا کہ وہ پانچوں فیملیز کے سربراہوں کو مردودے گا۔ خواہ اس میں کتنا ہی مالی اور جانی نقصان اٹھاتا پڑے۔ اس نے اپنے خاص آدمیوں کی ایک ٹیم تشكیل دی جس کے ذمے یہ کام لگایا کہ وہ پانچوں فیملیز کے سربراہوں کی لقل و حرکت پر نظر رکھیں اور اس سلسلے میں تفصیلی رپورٹ دیں تاکہ فیصلہ کیا جاس کے کہ ان سب کو یہی وقت مروانے کے لئے کیا حکمت عملی اختیار کی جاسکتی تھی۔

نگرانی کرنے والی نیوں کو اپنا کام شروع کرنے کا موقع ہی نہیں سکا۔ انہوں نے رپورٹ دی کہ پانچوں فیملیز کے سربراہ روپوش ہیں ان کا کہیں کچھ پہاڑ نہیں چل رہا۔ شاید انہیں سی کے نے احکام کی بھنک پڑ گئی تھی یا پھر انہوں نے خود ہی فضائیں اپنے لئے خطرے کی بوسونگھ لی تھی۔ سی کو اس خبر سے بے حد مایوس ہوئی۔

اس کے بعد ماحول پر سکوت سا چھا گیا۔ دونوں فریقوں کے درمیان گویا غیر اعلانیہ جنگ بندی ہی ہو گئی تھی۔

☆.....☆

تکفین اور تدفین کا کام کرنے والا بونا سیرا شام کو کچھ دری کے لئے گھر آ جاتا تھا۔ اس کا گھر اس کے کام کی جگہ سے دور نہیں تھا۔ وہ پیدل ہی آ جاتا تھا۔ کھانا کھاتا، تھوڑی دیر آ رام کرتا۔ پھر کپڑے بدل کر۔ تازہ دم اور صاف سترہ اہو کر دوبارہ اس عمارت کی طرف روانہ جاتا تھا جہاں مردوں کو تکفین اور تدفین کے لئے تیار کیا جاتا تھا۔

بیٹھا لیکن بہر حال اس کی فریاد ان سی نہیں کی اور دونوں امیرزادوں کو عبرت ہاک سزا نہیں۔ اب ہیکن کی آواز سختے ہی نہ جانے کیوں اس کے دل کے کسی گوشے سے آواز نہیں کی اس احسان کا بدله اتارنے کا وقت آ گیا تھا۔

”ہاں... ہاں... کہو... کیا بات ہے؟“ وہ قدرے مرعش لجھ میں بولا۔
تین بولا۔ ”ڈون کا ریون کو امید ہے کہ جس طرح وہ تمہارے کام آیا تھا۔ تم بھی آج تیاری کے سلسلے میں بہت کام نمائے جاتے تھے۔ تعزیت اور آخری دیدار کرنے، بہت سے لوگ بھی رات کو آتے تھے۔“

تمام ملازموں کو چھٹی دے دیتا اور آج کی تمام ملاقاتیں ملتوی کر دیتا۔“
تین نے ایک لمحے توقف کیا۔ بونا سیرا خاموش رہا۔ ہیکن بولا۔ ”اگر تم ایسا نہیں نے تو ابھی کہہ دو۔ میں تمہارا جواب ڈون تک پہنچا دوں گا۔ اس کے اور کئی ایسے دوست جو اس موقع پر اس کے کام آسکتے ہیں۔“

بونا سیرا بے اختیار بول اخھا۔ ”تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ میں گاؤ فادر کے کسی کام سے رکسٹا ہوں؟ وہ جو بھی کہیں گے، میں کرنے کے لئے تیار ہوں۔ میں ابھی اپنے آنس طرف روانہ ہو جاتا ہوں۔ میں ڈون کی ہدایات کے مطابق تمام انتظامات کر کے ان کا لہوں گا۔“

— ”ڈون کو تمہاری طرف سے اسی جواب کی توقع تھی۔“ ہیکن کی آواز میں اب نرمی لی۔ وہ تو میں نے احتیاط اپنی طرف سے پوچھ لیا تھا کہ اگر تمہیں کوئی مسئلہ درپیش ہو تو تم کا کام آنے سے انکار بھی کر سکتے ہو۔ تمہارے جواب سے مجھے ذاتی طور پر بھی خوش نہیں آئے۔ اگر تمہیں آئندہ کوئی مسئلہ درپیش ہو تو تم سیدھے میرے پاس آسکتے جو۔“

”ڈون خود میرے پاس تشریف لا لائیں گے؟“ بونا سیرا نے تقدیق چاہی۔
”ہاں۔“ ہیکن نے جواب دیا۔

نہایت مشاقانہ اور متأثر کن انداز میں اواتھیں کے غم میں شریک ہونا اور اپنی گنگوہ کے دل میں گھر کرنا ہوتا تھا۔

اس روز بھی وہ معمول کے مطابق کھاتا کھانے، پچھوڑی آرام کرنے اور تازہ ہے واپس جانے کی غرض سے گھر آیا تھا۔ رات گئے تک اس کی بلڈنگ میں تکھیں اور ہم تیاری کے سلسلے میں بہت کام نمائے جاتے تھے۔ تعزیت اور آخری دیدار کرنے، بہت سے لوگ بھی رات کو آتے تھے۔

اپنی بیٹی کو بونا سیرا نے اس کی خالہ کے پاس بوسن بھیج دیا تھا۔ دو امیرزادوں اس کی عزت لوٹنے کی تاکام کوش کے دوران تشدیک کے اس کا چہرہ بگاڑ دیا تھا۔ کافی جد تک نہیک ہو گیا تھا اور لڑکی کی خوبصورتی بحال ہو گئی تھی لیکن اس واقعے نے ڈہن پر بہت برا اثر ڈالا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ہر وقت ایک خوف جاگزیں رہنے لگے۔ وہاب بھی ایک ایسی خوفزدہ ہرمنی دکھائی دیتی تھی جس کے پیچے درندے گئے ہوئے ہوا گاؤ فادر نے ان دونوں نوجوانوں کو جس طرح سزا دلوائی تھی، اس سے بونا سیرا دل میں تو سخنہ سی پڑ گئی تھی لیکن لڑکی کی کیفیت وہی تھی۔ اس لئے بونا سیرا نے اسے سمجھ دیا تھا۔ اسے امید تھی کہ ماحول کی تبدیلی سے لڑکی کی کیفیت میں تبدیلی آئے گی کہ ڈہن میں موجود یادوں کے زخم کسی نہ کسی حد تک مندل ہوں گے۔

اس رات کھاتا کھانے کے بعد اس نے کافی ختم ہی کی تھی کرفون کی تھنی بیٹھنے لیج ٹھنگی نے انہکر فون ریسیو کیا اور ”بیلو“ کہا تو دوسری طرف سے پیٹھی پیٹھی سی جوآواز سنالی اسے بولنے والے کے اعصابی تناو کا پاچا چل رہا تھا۔

”میں نام ہیکن بول رہا ہوں۔“ اس نے کہا۔ ”میں نے تمہیں ڈون کا را پیغام دینے کے لئے فون کیا ہے۔“

بونا سیرا کے معدے میں گرہ سی پڑنے لگی۔ تقریباً ایک سال پہلے وہ اپنی بیٹھنے والے سلسلے میں فریاد لے کر ڈون کے پاس گیا تھا۔ اس نے تھوڑی بہت نکلی اس واقعے کے سلسلے میں فریاد لے کر ڈون کے پاس گیا تھا۔

لی و بار دیا تھا اور وہ چاہ رہے تھے کہ اس کی لاش بھی دریافت نہ ہو۔ وہ اسے بالکل غائب ہا چاہ رہے تھے اور اسے خفیہ طریقے سے فن کرنے کے لئے انہیں بونا سیرا کی مدد کار

بونا سیرا کو یہ بھی اندازہ تھا کہ اس کام میں تعاون کے کیا نتائج ہو سکتے تھے۔ وہ ایک جزو ہر جزو اور اندر نیک تھا۔ اس کے پاس تکھین اور تھفین وغیرہ کے کام کا باقاعدہ لائسنس ہوا تھا۔ ڈون اور اس کے آدمی اس کے پاس جس کام سے آرہے تھے، اس قسم کے کام جو کام اپنے کار و بار، اپنے مستقبل، اپنی آزادی... حتیٰ کہ اپنی سلامتی کو بھی مدد لے کر وہ گویا اپنے کار و بار، اپنے مستقبل، اپنی آزادی... حتیٰ کہ اپنی سلامتی کو بھی رے میں ڈال رہا تھا۔

اگر یہ بات سامنے آ جاتی تو قانونی طور پر اس قتل میں شریک اور مافیا کا ساتھی بجا جاسکتا تھا۔ وہ لے عرصے کے لئے جیل جاسکتا تھا۔ ادھر دوسری طرف کے لوگ اسے ارلیون فیلی کا ساتھی سمجھ کر موت کے گھاٹ اتار سکتے تھے۔ اس کے لئے ہر طرح سے خطرہ باخڑھ رہا تھا۔ اب تو اس بات پر بھی پچھتا و محسوس ہو رہا تھا کہ جب اس کی بیٹی کے ہاتھوں ٹکلیف رہے تو اس پر ایسا تھا اور مددالت سے اُسے انصاف نہیں فیلی کیا تھا تو وہ گاڑ قادر کے سفریاں لے کر جا پہنچا تھا۔ اب اتنے عرصے میں احسان مندی کے جذبات مختلطے پچھے تھے اور وہ سوچ رہا تھا کہ دونوں امیرزادوں کو بری طرح پٹوَا کر اور مہینوں کے لئے پہنچا کر اسے بھلا کیا طا تھا؟

انہی سوچوں میں الجھاد وہ سگریٹ پیتا رہا۔ پھر اس نے خود کو تسلی دینے کی کوشش کی۔ ان کار لیون کوئی ایسا گیا گز را آدمی نہیں تھا کہ اس کے کام آتا گھانے کا سودا ہوتا۔ اس کی نافٹ مول لیتا یا اس کو تا خوش کرنا زیادہ مصائب کا باعث بن سکتا تھا۔ اس نے اس خوش گلائی کا سہارا لینے کی کوشش کی کہ وہ ڈون کے لئے جو کچھ کرے گا، وہ خفیہ ہی رہے گا۔

وہ پچھلی پارکنگ لائٹ میں کسی گاڑی کے داخل ہونے کی آواز سن کر چونکا۔ اس نے بلڈنگ کا پچھلا دروازہ کھوٹ دیا۔ منیز اور اس کے ساتھ دو کرخت صورت تو جوان اندر

”اس کا مطلب ہے کہ وہ مکمل صحت یا ب ہو چکے ہیں اور چلنے پھر نے لگے ہیں؟“ کے تمام رسم نمیک ہو گئے ہیں؟“ بونا سیرا نے دریافت کیا۔

”ہا۔“ ہیگن نے مختصر جواب دیا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

بونا سیرا دوسرے کمرے میں جا کر جلدی جلدی تیار ہوا۔ ستانے کا ارادہ ہے ملتوی کر دیا۔ وہ جانے لگا تو اس کی بیوی کھانا کھا رہی تھی۔ اس نے حیرت سے بونا سیرا طرف دیکھا۔

”ایک ہنگامی نوعیت کا کام آگیا ہے۔ مجھے ذرا جلدی جانا ہے۔“ اس نے بیوی سوال کرنے سے پہلے وضاحت کی۔

بلڈنگ میں پہنچ کر اس نے اپنے صرف ایک اسٹنٹ کو روکا۔ باقی کارکنوں کو چوڑے دی۔ اسٹنٹ کو اس نے بدایت کی کہ وہ بلڈنگ کے صرف سامنے والے حصے رہے اور آنے والوں کو بھی وہیں تک مدد و در کھے۔ پچھلے حصے کی طرف کوئی نہ آئے۔ وہاں خود کچھ ضروری کام اپنے ہاتھوں سے انجام دے گا۔ درمیانی دروازے اس نے بند کر دے اور چیخھے جا پہنچا۔ مردوں کی حالت بہتر بنانے اور انہیں تکھین و تھفین کے لئے تیار کر کے انتظامات اسی طرف تھے۔

ڈون کی ہدایات پر عمل کرنے کے بعد وہ قدرے خوف کے سے عالم میں اس انتظار کرنے لگا۔ اس کے لئے اندازہ کرنا مشکل نہیں تھا کہ ڈون کو اس کی کس قسم کی خدمات کی ضرورت آن پڑی تھی۔ پچھلے ایک سال سے وہ مافیاؤں کے درمیان جنگ کے باہر میں اخبارات میں پڑھ رہا تھا۔ ایک طرف کار لیون ”فیلی“ تھی اور دوسری طرف پاہ ”فیملیز“ تھیں جن کی سربراہی فیلی کیلی کر رہی تھی۔

نیچے میں کچھ عرصہ ذرا سکون رہا تھا لیکن پھر ایک دوسرے کے آدمیوں پر جملہ شروع ہو گئے تھے۔ بہت سے لوگ مارے جا چکے تھے۔ دونوں فریقوں کے درمیان خوزہ ہڈ رکنے میں نہیں آ رہی تھی۔ شاید اب کار لیون فیلی کے لوگوں نے دوسری طرف کے کسی؟“

ہے بھلی لاش کی طرف اشارہ کیا۔ ”اس کی حالت اچھی نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں تم بہت پڑے۔۔۔ بہت اپنائیت سے۔۔۔ اس کا چہرہ جتنا اچھا بنا سکتے ہو، بنا دو۔۔۔“ اس کی آواز نمی خفیف سا ارتقاش اور کرب جھلک آیا۔ ”میں نہیں چاہتا کہ اس کی ماں اسے اس حال میں دیکھے۔۔۔“

اس نے آگے بڑھ کر لاش کے چہرے سے کمبل ہٹا دیا اور بونا سیرا کے جسم میں سردی لپڑ دوڑ گئی۔ وہ سر سے پاؤں تک لرز کر رہ گیا اپنی پیشہ و رانہ زندگی کے اتنے برسوں میں اس نے بہت سی لاشوں کو لرزہ خیز حالت میں بھی دیکھا۔ اس کے باوجود اس لاش کا چہرہ دیکھنا کو یا اس کے لئے ایک نیا لرزہ خیز تجربہ تھا۔ چہرہ گو کافی حد تک مسخ ہو گیا تھا لیکن وہ اسے پہچان سکتا تھا۔

وہ سنی تھا!

اس کے چہرے پر گولیاں ماری گئی تھیں۔ ایک آنکھ کی جگہ خون سے بھرنا ایک چھوٹا سا اگر ہانظر آ رہا تھا۔ تاک اور رخسار کا کچھ حصہ ملغوبے میں تبدیل ہو گیا تھا۔ اس پارڑوں بولا تو اس کے لجھے میں پہلے سے زیادہ ارتقاش، پہلے سے زیادہ کرب تھا۔ ”تم دیکھ رہے ہو۔“ انہوں نے میرے بیٹے کا کیا حال کیا ہے؟“

☆.....☆

ماں فیاؤں کی جگہ جب ذرا تھی اور ماحول پر سکوت چھا گیا تو سنی نے اسے دشمن کی کمزوری سمجھا۔ اس کی جنگجو اور خون خوار نظرت میں ابال آیا اور کچھ دنوں بعد اس نے اپنی دانست میں دشمنوں کو ”مزید سبق سکھانے“ کے لئے ان کے آدمیوں کو ایک بار پھر مردا نا شروع کر دیا۔ اکثر اس قسم کے ”آپریشنز“ کی تکرانی وہ خود کرتا۔ گوان کا رہداشیوں کی وجہ سے خود کار لیوں فیملی کو بھی اپنے بہت سے منافع بخش کاروباری اڑے بند کرنے پڑے مگر سنی کو اس کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔

ایک بار ہمکن نے دلی دلی زبان میں اسے سمجھانے کی کوشش کی کہ جب اس قائم

آگئے۔ انہوں نے بونا سیرا سے کوئی بات کئے بغیر پہلے، پچھلے کمروں میں جھاگکر، اٹھینا کیا کہ وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔ پھر میز اباہر چلا گیا۔ دونوں نوجوان، بونا سیرا پاس ہی موجود ہے۔

کچھ بعد ایک ای بولینس بلڈنگ کے ڈرائیور دے میں آ رکی۔ دو آدمیوں نے اس میں سے ایک اسٹریچر اتارا اور وہ میز اکی رہنمائی میں اندر آنے لگے۔ بونا سیرا کے اندر یہ شور کی تصدیق ہو گئی۔ اسٹریچر پر یقیناً ایک لاش تھی۔ اس پر کمبل پھیلا ہوا تھا لیکن اس کے نفع زرد پاؤں کمبل سے نکلے ہوئے تھے اور ان پیروں سے بونا سیرا کی تجربہ کار آنکھوں کے لئے اندازہ کرنا مشکل نہیں تھا کہ وہ ایک لاش تھی۔

میز اسٹریچر اسی بڑے سے کرے میں رکھا دیا جہاں مردوں کی حالت نمیک کر جاتی تھی۔ پھر دروازے سے ایک اور شخص اندر آیا۔ وہ ڈون کار لیوں تھا۔ وہ پہلے کے مقابلے میں کمزور ہو گیا اور اس کی چال بھی ذرا بدل گئی تھی۔ بال کچھ چھدرے ہو گئے تھے۔ بونا سیرا نے آخری مرتبہ اسے ایک سال پہلے دیکھا تھا لیکن اس ایک سال میں ہی اس کی غم میں گویا کئی سالوں کا اضافہ ہو گیا تھا مگر اب بھی اس کی شخصیت میں ایک خاص دبدبہ تھا۔ اس کے وجود سے گویا اسی انجانی طاقت کی لہریں پھوٹی محسوس ہوتی تھیں۔ اس نے بیٹھ اتار کر سینے سے لگایا ہوا تھا۔

”پرانے دوست! کیا تم میرا کام کرنے کے لئے تیار ہو؟“ اس نے قدرے مجھے سے لجھے میں پوچھا۔ تاہم اس کی آواز پہلے ہی کی طرح گوئی میلی اور بار عرب تھی۔

بونا سیرا نے اثبات میں سر ہلایا۔ دونوں آدمیوں نے اسٹریچر میز پر رکھ دیا۔ ڈون نے اپنے بیٹھ سے خفیف سا اشارہ کیا اور سب لوگ کرے سے رخصت ہو گئے۔

”آپ مجھے سے کیا کام لیتا چاہتے ہیں؟“ بونا سیرا نے سر گوشی کے سے انداز ملنا پوچھا۔

”میں چاہتا ہوں تم اس پر اپنی ساری مہارت، سارا تجربہ آزماؤ۔“ ڈون نے کمبل

سن نے جب سے اس کی پٹائی کی تھی، اس نے کوئی کو مارنا پیشنا چھوڑ دیا تھا۔ سنی سے بڑی محوس کرتا تھا۔ اسے یقین تھا کہ غصے میں وہ شخص اسے واقعی قتل کر سکتا تھا۔ اس سے بچوں بھی نہیں تھا۔ پٹائی کے بعد روزی کئی دن تک تو یہی محوس کرتا رہا تھا کہ وہ اپنی بلڈنگ میں پڑے اور سیوں کو بھی منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا تھا۔ لیکن پھر جب اس نے بچے والے پڑو سیوں کو بھی منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا تھا۔ میں کیا کہ بلڈنگ میں رہنے والا کوئی بھی فرد اس کی طرف عجیب سی..... یا استہزا سی ٹھوکوں سے نہیں دیکھتا تھا۔ تو اس نے قدرے اٹھیاں سے گھر سے نکلا شروع کیا۔ کوئی سے انتقام لینے کا اس نے اب ایک مختلف طریقہ اختیار کیا تھا۔ وہ اب خود اس کے قریب جاتا اور نہ اسے اپنے پاس آنے دیتا تھا۔ وہ اس سے انتہائی مختصر اور ضروری بات کرنے کے سوا کچھ نہیں کہتا تھا۔ اس کی کسی غیر ضروری بات کا جواب نہیں دیتا تھا۔ اب وہ یاں بیوی ہوتے ہوئے..... ایک ہی گھر میں گویا اجنبیوں کی طرح رہ رہے تھے۔ یہ انداز کوئی کے لئے اور بھی زیادہ جھنجھلا ہٹ کا باعث تھا۔ وہ پہلے ہی جلی بھنی میٹھی تھی کہ ایک روز گھر پر روزی کی عدم موجودگی میں ایک لڑکی کا فون آگیا جو روزی کو پوچھ رہی تھی اور اپنا نام نہیں بول رہی تھی۔

”کون ہوتا؟“ کوئی نے دوبارہ غصے سے بوچھا۔

”میں رزی کی دوست ہوں۔“ لڑکی شوخ سی ہنسی کے ساتھ بولی۔ ”درachi آج نام اس سے میری ملاقات طے کھی لیکن مجھے اچا ٹک شہر سے باہر جانا پڑ رہا ہے۔ اسے پیغام اسے دینا کہ وہ میرے طرف نہ آئے۔“

”تم کتیا!“ کونی فون پر گلا پھاڑ کر چینی اور پھر اس نے لڑکی کو بے نقط سنا تا
ٹردگ کر دس۔ لڑکی نے فون بند کر دیا۔

شام کو روزی باہر سے آیا تو نئے میں دھت تھا۔ اس کے باوجود اس نے نہا کر، لباس نہیں کر کے دوبارہ باہر جانے کی تیاری شروع کر دی۔ اس دوران بھی دھریہ پیٹے جا رہا تھا کوئی خاموش بیٹھی ہے۔ سچھ دکھری تھی اور اس کے اندر ہی اندر گویا آتش فشاں مچل

ہو گیا تھا تو اسے قائم رہنے دینا چاہئے تھا۔ اس پر سی نے قبیلہ لگا کر کہا تھا۔ ”میں ان خدا کو کھنے نیکے پر مجبور کر دوں گا۔ وہ صلح کے لئے گزگزاتے ہوئے ہمارے پاس آئیں گے۔“ اس کی خام خایال تھی!

اے نہیں معلوم تھا کہ پانچوں فیصلے ایک فیصلے پر پہنچ گئی تھیں۔ انہوں نے جب دیکھ لیا کہ ٹکست خوردگی کا انداز اختیار کرنے کے باوجود داں پر حملے بند نہیں ہو رہے تھے اور اس کے آدمی مسلسل قتل ہو رہے تھے تو انہوں نے نتیجہ اخذ کر لیا کہ فساد کی جذبی تھا۔ اس کی جنم طبیعت کو چین آتا مشکل تھا۔ ان کے خیال میں ڈون اس کے مقابلے میں پھر معقول اور معتدل آدمی تھا۔ جس کے ساتھ دلیل سے بات کی جا سکتی تھی لیکن سنی کو کچھ سمجھانا اور اس کی جنگ بیو طبیعت کے آگے بند باندھنا بہت مشکل تھا۔ چنانچہ فیصلہ یہ کیا گیا کہ ساری توبہ اور تو اتنا سنی کا قصہ پاک کرنے پر لگائی جائے۔ ان کے درمیان جو بے معنی اور بے مقصد خواہ ریزی جاری تھی اس کا خاتمہ تبھی ممکن ہو سکتا تھا جب انہیں سنی سے چھکا را مل جاتا۔ اس سے نجات پانے کے بعد ان کی کچھ نہ کچھ امید رکھی جا سکتی تھی۔

چنانچہ اس مقصد کے لئے منصوبہ بندی شروع ہو گئی۔

خوب ریزی اور خطرات کی وجہ سے کار لیون ٹیلی کو اپنے دھن دوں کے جو اٹے بند کرنے پڑے تھے ان میں ڈون کے داماد، رزی کا بک میکنگ کا اڈہ بھی شامل تھا۔ اس طرح رزی جو پہلے ہی اس بات پر تلاش تھا کہ کار لیون ٹیلی نے اسے اس کے شیاں شان کا دوبار کراکے نہیں دیا تھا، بالکل ہی فارغ ہو گیا۔ ان حالات میں اس نے پہلے سے ہی زماں میں شروع کر دی۔

اس کے پاس جو تھوڑے بہت اتنا ہے تھے وہ بھی خطرے میں نظر آنے لگے۔ وہ اب پہلے سے زیادہ پینے لگا اور جب بھی کہیں سے رقم ہاتھ لگتی، وہ اسے ٹھکانے لگانے اپنی کا پسند عورتوں کے پاس پہنچ جاتا۔ ان میں سے بہت سی ایسی بھی تھیں جن کے سامنے گھریاں گزارنے کے لئے اسے رقم کی ضرورت بھی نہیں ہوتی تھی۔

”میں آرہا ہوں.....“ وہ اس بھیڑیے کی طرح غرایا جسے خون کی پیاس بے تاب کر رہی تھی۔ ”بس..... تم میرا منتظر کرو.....“

کوئی اسے آنے سے منع کرنا چاہتی تھی، سمجھانا چاہتی تھی کہ بات کوئی خاص نہیں تھی لیکن اسے کچھ بھی کہنے کا موقع نہ ملا۔ سنی نے فون بند کر دیا۔

”سُور کا بچہ.....!“ سنی دوسری طرف رسیور کھنے کے بعد بڑا یاں دو ران خون کی بیڑی سے اس کی مغبوط گردن سرخ ہو گئی تھی اور چہرہ بھی لال بھجوکا ہو رہا تھا۔

ہیگن بھی قریب ہی موجود تھا۔ اس کے لئے اندازہ کرنا مشکل نہیں تھا کہ سنی اس وقت غمے میں اندازہ ہو رہا ہے۔ سنی نے اسے کچھ نہیں بتایا اور اپنا کوٹ اٹھا کر باہر کی طرف لپکا۔ اس کی گاڑی میں ڈیش بورڈ کے خانے میں گن موجود تھی..... اور اس کے خیال میں اس کے لئے وہی کافی تھی۔

وہ نہیں نے جب سے نگست خودگی کا انداز اختیار کیا تھا، تب سے سنی اپنے حفاظتی انتظامات کے سلسلے میں بھی قدرے بے پرواہ ہو گیا تھا۔ کوئی کی شادی کے موقع پر لوی ٹائی جس لڑکی سے اس کے تعلقات استوار ہوئے تھے، وہ شہر میں رہتی تھی۔ سنی اکثر اس سے ملنے بھی جاتا تھا تاہم اس نے اس حد تک احتیاط ضرور کر کی تھی کہ لوی کے گھر کی چوبیں گھنٹے گھنٹے بھی جاتا تھا۔ اس نے اسی مقدار کر رکھے تھے۔ اسے معلوم تھا کہ اسے گھیرنے کے لئے وہ بہترین جگہ تھی۔ اس نے اپنی موجودگی اور عدم موجودگی..... دونوں صورتوں میں خبردار رہنے کا بندوبست کیا ہوا تھا۔

باہر جاتے وقت اکثر اس کی گاڑی کے آگے پچھے مسلخ گارڈز بھی ہوتے تھے لیکن اس انت اس نے انہیں طلب کرنے کی بھی زحمت نہیں کی۔ اس نے اپنا کوٹ اٹھایا اور اسے پہنچتے ہوئے، کسی سے کچھ بکھرے بغیر باہر کی طرف چل دیا۔

چند لمحے بعد جب ہیگن نے باہر اس کی یوک کا انجمن غرانے کی آواز سنی تو اس نے ”مرے کرے میں موجود و مسلح افراد کو حکم دیا۔“ تم دوسری گاڑی میں اس کے پیچھے جاؤ۔“

رہے تھے۔

آخر روزی نے لڑکھراتے ہوئے باہر کا رخ کیا تو کوئی گویا پھٹ پڑی اور چالی ”مت زحمت کرو باہر جانے کی، وہ جرا فہ آج تمہیں نہیں ملے گی.....“

”کیا..... مطلب؟“ رزی نے رُک کر لڑکھراتی آواز میں پوچھا۔

”اس کا فون آیا تھا کہ وہ شہر سے باہر جا رہی ہے۔ اس لئے تم آنے کی زحمت یا.....“ پھر اس کی آواز اور اپنی بیٹھی ہو گئی۔ ”سُور! تمہاری یہ جرأت کہ ان فاحشاؤں کو گھر ہاؤ نمبر بھی دے دیتے ہو! میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔“

وہ جھونٹان انداز میں دونوں ہاتھوں سے رزی کا چہرہ نوچنے کے لئے بھی۔ رزی نے دھت تھا لیکن اس عالم میں بھی اس کے لئے کوئی سے اپنا بچاؤ کرنا کوئی براہمہ نہیں تھا۔ اس نے اسے آسانی سے ایک طرف دھکیل دیا۔ لیکن جب کوئی نے اپنی کوٹ جاری رکھی تو اسے غصہ آگیا۔ اس نے اپنا ”پرہیز“ توڑ دیا اور کوئی کے منہ پر لگا تار کی تھی رسید کئے۔ البتہ یہ خیال ضرور رکھا کہ تھیڑزیادہ زور دار نہ ہوں اور اس کے ہونٹ یا چہرے کھال پھٹنے نہ پائے۔

وہ بیڈروم میں اپنے بیڈ پر جا گئی اور رونے لگی۔ رزی نے باہر جانے کا ارادہ کھانا کر دیا اور دوسرے کمرے میں بینچہ کر مزید پینے لگا۔ کچھ دیر بعد کوئی نے کچن کے فون۔ اپنے گھر کا نمبر ملا یا۔ وہ اپنی ماں سے کہنا چاہتی تھی کہ کوئی آکر اسے لے جائے۔ سنی سے خود بات کرنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ سنی کو اندازہ ہو، اس کے شوہرنے ایکا پھر اسے مارا ہے اسے معلوم تھا کہ اس طرح بات زیادہ بگزرا سکتی ہے۔ لیکن اس کی پھر شاید سنی کی بد قسمتی تھی کہ دوسری طرف فون اس نے رسیو کیا۔

کوئی نے گھبراہٹ میں بات بنانے کی جتنی کوشش کی، بات اتنی ہی گھبراہٹ ملی گئی۔ سنی کے لئے اندازہ کرنا مشکل نہ رہا کہ کوئی کو روزی نے آج پھر مارا تھا..... اور سنی کے یہ گویا بڑی ہی توہین کی بات تھی کہ رزی نے اس کی انتہائی سخت دھمکی کو بھی یا نہیں رکھا تھا۔

بڑی نوٹ لینے کے بعد جمک گیا تھا اور اب سنی کو نظر نہیں آ رہا تھا کیونکہ بو تھے میں شیشہ اور پر لی طرف صرف تھوڑے سے حصے میں لگا ہوا تھا۔ لکر شاید نیچے کسی خانے سے پہنچے نکالا ہاتھا۔

سنی بے چینی سے انگلیاں اشیز گگ دلیل پر نچاتے ہوئے بھایا قم کا انتظار کر رہا تھا۔ اس دوران اس نے دیکھا کہ اگلی کار چند قدم آگے بڑھنے کے بعد پھر کی ہوئی تھی اور پس تو راستہ روکے کھڑی تھی اور اس کا بھجن اشارت تھا۔ لکر ابھی تک بو تھے میں گویا نیچے ہی بیٹھا ہوا تھا۔

اور اس لمحے سنی کو اس کی چھٹی حس نے خطرے کا احساس دلایا۔ وہ گاڑی بھگا نہیں سکتا تھا۔ آگے راستہ مسدود تھا۔ یکدم ہی اسے گویا کرنٹ سالاگا۔ اس نے انتہائی پھر تی سے دروازہ کھولا لیکن اس وقت تک اگلی گاڑی سے دو آدمی اتر چکے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں گھس تھیں۔ اسی لمحے بو تھے میں لکر بھی نمودار ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں بھی گئی تھی۔

وہ یقیناً جعلی لکر تھا۔ ٹول نیکس کے ناکے پر قبضہ ہو چکا تھا اور وہ لوگ یقیناً سنی کے لئے ہی گھات لگائے بیٹھے تھے۔ سنی کو گاڑی سے اترنے یا ڈیش بورڈ کے خانے سے گئی ٹالنے کی مہلت نہیں ملی۔ گولیاں چیں اور دنیا اس کی نظر میں میں تاریک ہو گئی۔ وہ اس طرح گاڑی سے باہر نکل آیا کہ اس کا سر نیچے تھا اور پاؤں گاڑی میں ہی پہنچے رہ گئے تھے۔ اس کے چہرے۔ گروں اور جسم کے کئی دوسرے حصوں میں گولیاں گلی تھیں۔

گاڑی سے اترنے والے دونوں آدمیوں کو جب اس کی موت کا یقین ہو گیا تو انہوں نے فارٹ گ بند کی اور ان میں سے ایک نے قریب آ کر سنی کے چہرے پر ایک ٹھوکر بھی رسید کی۔ یہ خص نفرت کا اظہار تھا ورنہ ان کا کام تو مکمل ہو چکا تھا۔

جعلی لکر بھی بو تھے سے نکل آیا۔ چند لمحے بعد تینوں قاتل گاڑی میں بیٹھ کر تیز رفتاری سے روانہ ہو چکے تھے۔ سنی کے چہرے آنے والے سلسلہ افراد ان کا تعاقب بھی نہیں کر سکتے تھے کیونکہ راستے میں سنی کی بڑی سی کار رہائی تھی۔

رات کے وقت شہر کی طرف جاتے وقت عموماً سنی اس راستے کا رخ کرتا تھا جس ”جو زنج کا زوے“ کہا جاتا تھا۔ یہ شہر کی طرف جانے کا شارٹ کٹ تھا اور رات کو اس پر شش نہیں ہوتا تھا۔ اس راستے پر البتہ چند سیکنڈ کے لئے وہاں رکنا پڑتا تھا جہاں ٹول نیکس کی دھوکی کے لئے محرا میں اور بو تھے ہوئے تھے۔

سنی کی گاڑی کی کھڑکیوں کے شیشے چڑھے ہوئے نہیں تھے۔ راستے میں بھی بھٹکنے کی ٹھنڈی ہوا لگی تو دھیرے دھیرے اس کا غصہ کچھ کم ہوا اور اس نے ذرا بھٹکنے دل سے سوچتا شروع کیا۔ وہ اسی نتیجے پر پہنچا کے رزی کو قتل کرنا بہر حال مناسب نہیں تھا۔ آخروں اس کا بہنوئی اور اس کے ہونے والے بھانجے کا باپ تھا۔ تاہم آج اس نے اس سے تفصیلی بات چیت یا پھر سختی کے ذریعے یہ بات ہمیشہ کے لئے طے کرنے کا بندوبست کرنے کا فیصلہ کیا کہ آئندہ رزی اس کی بہن کے ساتھ بھی مار پیٹ نہ کرے۔

کا زوے پر روشنی بہت کم تھی اور ٹرینیک نہ ہونے کے برابر تھا۔ ٹول نیکس کی محرا میں اسے دور سے نظر آ گئیں۔ وہ بہت تیز رفتاری سے جا رہا تھا۔ ہیکن نے جن دو آدمیوں کو اس کے پیچھے والے کیا تھا وہ بہت چھپے رہ گئے تھے۔ کچھ دیر پہلے وہ راستے میں ایک جگہ ٹرینیک میں پھنس گئے تھے۔ پھر ایک جگہ انہیں سگنل پر بھی رکنا پڑا۔

سنی جب ٹول نیکس کی محرا بول کے یعنی اپنی لین میں جا کر رکا تو اس نے دیکھا ہر فر اسی بو تھے میں نیکس لینے والا لکر موجود تھا۔ سنی کی گاڑی سے آگے ایک گاڑی پہلے ہی رکی ہوئی تھی۔ اس میں موجود افراد غالباً لکر سے کسی راستے کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ زکنے کے بعد سنی کو معلوم ہوا کہ اس کے پاس ٹول نیکس دینے کے لئے ریز گاری کو کی چھوٹا نوٹ موجود نہیں ہے۔ اس نے ایک بڑا نوٹ نکالا اور اگلی گاڑی کو آگے بڑھنے کے لئے ہارن دیا۔ گاڑی آگے بڑھ گئی۔ اس نے کھڑکی سے ہاتھ نکال کر لکر کو نوٹ تھما اور بھایا لینے کے لئے رکا رہا۔ بو تھے میں بھی روشنی بہت کم تھی۔ وہ لکر کی صورت بھی صحیح طرح نہیں دیکھ سکا تھا۔

ویرکھا تھا۔

اس کا دل ماما کار لیون کے بارے میں بھی سوچ کر پھٹا جا رہا تھا۔ اس عورت کے پیوں میں سے کوئی بھی اس کے پاس نہیں رہا تھا۔ مائیکل روپوش ہونے کے لئے سملی رہا تھا۔ فریڈ کو ہنسی اور اعصابی صحت کی بحالی کے لئے لاس ویگاں بھیج دیا گیا تھا اور سنی دنیا میں ہی نہیں رہا تھا۔ کیسی بد نصیب مان تھی! دنیا کی سب آسائیں میر ہوتے ہوئے ہی اولاد کی طرف سے سکھنیں تھا!

چند منٹ بعد آخر ہیگن نے خود کو سنبھالا اور چند ضروری فون کئے۔ اس نے ٹیکس کو بھی طلب کر لیا۔ روزی کو بھی اس نے یہ خبر دے دی لیکن اسے ہدایت کی کہ ابھی کوئی کونہ اور اپنے روپیے سے بھی کوئی غیر معمولی بات ظاہر نہ ہونے دے۔

اس کے بعد ہیگن ایک بار پھر صوفے پر ڈھیر ہو گیا۔ اب اسے سب سے مشکل لہر پیش تھا۔ اب اسے ڈون کو اس واقعے کی اطلاع دیتی تھی۔ ڈون اس وقت سویا ہوا۔ اکثر اسے خواب آور دوادے کر سلاتے تھے۔ اسے نیند سے جگا کر ایسی خبر سنانا بڑا مابٹکن کام تھا۔ نہ جانے ڈون کا رد عمل کیا ہوتا؟

ہیگن کا تاسف یہ سوچ کر بھی بڑھ رہا تھا کہ گزشتہ چند ماہ کے دوران اگر معاملات سنی بھائے ڈون کے ہاتھ میں آ جاتے تو شاید یہ نوبت نہ آتی۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے خود ہے بارے میں بھی سوچ کر افسوس ہو رہا تھا۔ وہ شاید اس خاندان کے لئے اتنا اچھا میر تھیں ہو سکا تھا بتنا آنہجہانی ڈینڈو تھا! ڈینڈو کے دور میں کار لیون فیملی پر اتنی بڑی تباہی رائی تھی۔

اسے یونہی سوگوار بیٹھے کچھ دری گز رگنی۔ پھر باہر گاڑیاں رکنے کی آوازیں سن کر وہ ہنر خیالات کی دنیا سے باہر آیا۔ لوگوں کی آمد شروع ہو گئی تھی۔ اب اسے ڈون کو یہ خبر سن کے لئے خود کو تیار کرنا تھا۔ وہ مصنوعی سہارے کی تلاش میں انٹھ کر اس الماری کی نہ ہے جس میں بو تلیں رکھی تھیں۔

اٹھوں نے جب وہاں پہنچنے پر یہ منظر دیکھا اور سنی کو مردہ پایا تو فوراً اپنی کار و اپنی کے لئے گھمائی اور تیز رفتاری سے لامگ بیچ کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں انہیں جو پہلا پیلک فون بوتھے نظر آیا، اس پر رک کر ان میں سے ایک نے ہیگن کو فون کیا۔ ”سنی کو نول ٹیکس کے ناکے پر قتل کر دیا گیا ہے۔“ اس نے غیر جذباتی لمحے میں بھی کو اطلاع دی۔

ہیگن اس وقت گھر کے کچن میں کھڑا تھا جب اس نے یہ کال رسیوکی۔ ڈون کی بیوی جسے تقریباً سب لوگ ”ماما کار لیون“ کہہ کر پکارتے تھے، اس کے قریب ہی موجود تھی اور کچو پکارہی تھی۔ ہیگن کو بذاتِ خود شدید دھچکا لگا تھا لیکن وہ نہیں چاہتا تھا کہ ماما کار لیون پر خبریوں اچانک نہ ہو۔ اس نے اپنی آواز کو ہموار رکھنے کی پورش کو شکر تھے کہا۔ ”ٹھیک ہے۔“ تم میز اکے گھر چلے جاؤ اور اس سے کہو کہ فوراً یہاں آئے۔ ڈون تمہیں بتائے گا کہ کیا کرتا ہے۔“

ماما کار لیون کو اگر چہ کسی گڑ بڑا احساس ہو گیا تھا بھی اس نے اس کا انہلہ انہلہ ہونے دیا اور بدستور اپنے کام میں نہمک رہتی۔ ڈون اور اس کے لوگوں کے ساتھ رہ کر اس نے یہ سیکھا تھا کہ نا آگہی میں بڑی راحت تھی۔ کسی ناخوٹگوار واقعے کے بارے میں اس وقت تک جاننے کی کوشش نہ کرو جب تک کوئی خود آکر اس کے بارے میں نہ بتائے۔ اس طرح مزید چند لمحے چند گھنٹے یا چند روز آپ کرب و اذیت سے بچ سکتے تھے۔

ہیگن جلدی سے فون بند کر کے آفس میں آگیا۔ دروازہ اس نے بند کر لیا۔ تب اس کا جسم یک لیک رز نے لگا۔ اس کی ناگلوں میں جان نہ رہی۔ وہ صوفے پر بیٹھ گیا اور اس نے اپنے چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا لیا۔ آنسو خوب بے خود اس کے رخاں پر پھیلتے آرہے تھے۔ ان آنسوؤں کے پیچے یادوں کی ایک طویل فلم چل رہی تھی۔ اس کا بچپن، لڑکپن اور جوانی سنی کے ساتھ گزری تھی۔ اسی کی بدولت اسے اس گھر میں اس کے بھائیوں جیسا نام ملا تھا۔ سنی دوسروں کے لئے خواہ کیسا بھی تھا لیکن ہیگن کے ساتھ اس نے ہمیشہ محبت اور رزلی

سے کی آخری رسم سے فارغ ہونے کے پچھوں بعد کارلیون فیملی کی طرف سے فیملیز کے پاس قاصد بھیجے گئے کہ اب امن قائم کرنے کے لئے اقدامات کے لیے۔ بے مقصد اور بے معنی خوزیری بہت ہو چکی اب یہ سلسلہ رکنا چاہئے۔ صرف یہی ڈون نے بہت بڑے پیانے پر ایک مینگ کی تجویز بھی پیش کی جس میں ملک بھر کی "ڈون" کے نمائندے شریک ہوں اور متحارب فریق وہاں سب کے سامنے اپنا اپنا موقوف نہ کریں۔

اس تجویز کو بہت سراہا گیا اور خاموشی سے بڑے پیانے پر ایک مینگ کی تیاریاں ہو گئیں۔ مینگ کے لئے ایک بینک کی عمارت منتخب کی گئی جس میں اپنے کی منزل پر بڑا آڈیوریم تھا۔ اس بینک میں ڈون کے شیئرز تھے۔

اس کا نفرس میں امریکا کے تمام شہروں کے ڈون اپنے اپنے قانونی مشیر سیت بک ہوئے۔ باقاعدہ کسی بہت بڑی کاروباری کا نفرس کا سامان تھا۔ تمام ڈون مقررہ ت پر ڈوکاریاں میں کا نفرس میں شرکت کے لئے آڈیوریم میں پہنچ گئے تھے۔ ظاہر یہی اگر تھا کہ بینکوں کی مختلف برائج کے عہدیداروں کا اجلاس ہو رہا تھا۔ نیو یارک کی "فیملیز" ملک میں طاقتور ترین فیملیز تھیں اور ان میں سے طاقتور ڈون کارلیون فیملی تھی انہی، آدمی خفاظتی انتظامات کے سلسلے میں بینک کے چاروں طرف اور مختلف دروازوں پر بات تھے۔

کی بہت بڑے کاروباری اجلاس کی صورت میں کا نفرس کی کارروائی شروع ہو۔ ڈون نے متاثر کن انداز میں اپنا موقوف پیش کیا جس کا لب لب یہ تھا کہ اگر اس نہ میثات کے کاروبار میں شریک ہونا مناسب نہیں سمجھا تھا اور سولوزو کی پیشکش کے جواب مانکار کر دیا تھا تو اس میں کیا بری بات تھی کہ اس نے فیگ فیملی کی پشت پناہی سے اس پر گاڑھل کر دیا؟

فیگ فیملی اور ویگر جاری فیملیز نے بھی اپنا اپنا موقوف پیش کیا۔ اپنی غلطیوں کا اعتراف

اس نے اپنے لئے پیگ تیار کیا۔ اسی اثناء میں دروازہ کھلنے کی آواز سن کر گھوم کر دیکھا۔ ڈون دروازے میں کھڑا تھا۔ وہ مکمل سوت میں تھا۔ سر پر بیٹھی تھا۔ وہ گویا کہنے کے لئے تیار تھا۔

"میرے لئے بھی ایک ڈریک تیار کرنا۔" اس نے آگے آتے ہوئے وہی آواز میں کہا۔ وہ آکر اپنی مخصوص روایوںگی چیز پر بیٹھ گیا۔

ہیگن نے سحر زدہ سے انداز میں اس کے لئے بھی ڈریک تیار کی اور اس کے سامنے رکھ کر خود صوف پر بیٹھ گیا۔ ڈون اس کی آنکھوں میں جھاگلتے ہوئے تھہری تھہری مخصوص گوچھلی آواز میں بولا۔ "میری یوں سونے کے لئے لیٹھنی تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہرہ ہے تھے۔ اور اب ہمارے خاص آدمیوں کی آمد بھی شروع ہو گئی ہے۔۔۔ ہیگن! میرے دل میرے مشیر! کیا تم بری خبر مجھے سب سے آخر میں سناؤ گے۔"

سونی کے قتل سے پورے ملک کی اندر رولڈ میں سننی کی لہر دوڑ گئی تھی۔ اس کے ساتھ یہ خبر بھی چھیل چکی تھی کہ ڈون اب بستر پر نہیں ہے اور معاملات سنjalانے کے قابل ہو چکا ہے۔ سونی کے جنازے اور مدنہ فین کے موقع پر بن لوگوں نے اسے دیکھا تھا۔ ان میں پانچوں فیملیز کے مخبر بھی شامل تھے۔ انہوں نے فیملیز کو اطلاع دی کہ ڈون کافی حد تک ٹھیک ٹھاک نظر آ رہا تھا۔

چنانچہ فیملیز کو اب کارلیون فیملی کی طرف سے خوفناک رد عمل کا اندر یہ شد تھا۔ ابھولے تو اس امید پر سونی کو مردا یا کہ شاید بستر پر پڑے ہوئے ڈون میں جوابی طور پر کوئی ہو؟ کارروائی کرنے کی ہمت نہ ہوا اور وہ صلح میں ہی عافیت سمجھے لیکن اس کی صحت یا بی اوپردا طرح فعال ہونے کی خبر سن کر انہیں اندر یہ محسوس ہونے لگا کہ انہیں بہر حال ڈون کے غصب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ انہوں نے گھبراہٹ کے عالم میں دفاع کی تیاریاں شروع دی تھیں۔

لیکن جو کچھ ہوا وہ اس کے برعکس تھا!

اس بات پر بہت غصہ تھا۔ کچھ عرصے کی سزا کاٹ کر وہ جیل سے باہر آیا تو اس نے بہت سکون سے، کئی گواہوں کی موجودگی میں ان دونوں پولیس والوں کو گولی مار دی جنہوں کے ساتھ زیادتیاں کی تھیں۔

اب وہ اس جرم میں دوبارہ جیل میں تھا اور آثار بیمار ہے تھے کہ اسے سزا موت بانے گی۔ تجویز یہ پیش کی گئی تھی کہ وہ نوجوان کیپن ٹکس اور سولوز کا قاتل ہونے کا بھی ذمہ ادا کرے۔ اسے مرتا تو تھا ہی..... وہ یہ دونوں قتل اپنے کھاتے میں ڈال کر بھی رکھا تھا۔ مطابق یہ کیا گیا تھا کہ ڈون اس نوجوان کے اہل خانہ کو ایک بڑی رقم یکمشت ہے اور اس کے بعد کم از کم بیس سال کے لئے ان کا ایک مخصوص رقم کا وظیفہ باندھ

نوجوان مائیکل کی عمر کا تھا۔ اس کا قد کا شکھ بھی بالکل مائیکل جیسا ہی تھا اور اس کی ثقہت میں بڑی حد تک مائیکل کی شباہت آتی تھی۔ اس واقعے کے چشم دیدگواہ اگر پولیس اہمتر تھے تو وہ بھی شناختی مریڈ کے موقع پر ڈھونکا کھا سکتے تھے۔

کافی غور و خوض کے بعد یہ تجویز ڈون کو پسند آئی اور اس نے اس کی منظوری دے لی۔ جیل میں اس نوجوان کو کیپن کلر اور سولوزو کے قتل کے واقعے کے بارے میں تمام زبارجکیوں کے ساتھ تفصیلات سمجھائی گئیں تاکہ اس کے اقبالی بیان میں کوئی جھوٹ نہ محسوس ہے۔ جیل میں جو وکیل اس سے ملاقات کے لئے جاتا تھا، اس کے ذریعہ تمام تفصیلات اس لئے اس کے ذہن نہیں کرائی گئیں کہ وہ محسوس کرنے لگا، واقعی ان دونوں افراد کو بھی اسی سے تسلی کیا تھا۔

اس کے اقبالی بیان نے اخبارات میں بچل مجاہدی۔ پولیس اور عدالت نے اس کے بیان کو قبول کر لیا اور اسے مجموعی طور پر چار افراد کے قتل میں سزاۓ موت سنادی گئی۔ اس کے باوجود ذہون نے فوری طور پر مائیکل کو داپسی کا پیغام نہیں بھجوایا۔ وہ بہت احتیا لپسند آدمی تھا۔ اس نے اس وقت تک انتظار کیا جب تک نوجوان کی سزاۓ موت پر عملدرآمد نہیں ہو

کیا۔ بیشتر ڈون متفق نہیں تھے۔ ان کی تقریروں کا اہم نکتہ یہی تھا کہ فیصلیز کو بہر حال ہر کام میں ایک دوسرے سے تعاون کرنا چاہئے تھا، ڈون کار لیوں نے انکار کر کے کوئی اچھی روایت قائم نہیں کی تھی۔ جس کے جواب میں ڈون کار لیوں کو ایک بار پھر تقریر کرنا پڑی اور اس نے ملے انداز میں کہا کہ اپنے فیصلے دوسروں پر ٹھوٹنا بھی کوئی اچھی روایت نہیں۔

کچھ نمائندوں نے ڈون کار لیوں سے سفارش کی کہ اسے بہر حال اب اس تجویز پر غور کرنا چاہئے۔ فضیلت کا کاروبار بہر حال آنوا لے دنوں کا سب سے بڑا کاروبار تھا اور یہ اس سے لاتعلق نہیں رہ سکتی تھی۔ ان باتوں پر سب نے اتفاق کیا کہ غلط فہمیاں دور ہوئیں۔ خوزیریزی رکنی چاہئے۔ تمام ڈون اور ان کے مشیر سلی سے تعلق رکھنے والے تھے چاہئیں۔ اپنایا ان کی کسی نہ کسی نسل کے کسی نہ کسی آدمی کا سلی کی اصلی مافیا سے بھی نہ کبھی

کوئی نہ کوئی تعلق رہ جا کا تھا۔

کانفرنس کا انعقاد بہر حال مفید ثابت ہوا۔ فیملیز کے درمیان خونزیری رک گئی۔ اس کے بعد ڈون کار لیوں کے سامنے مسئلہ مائیکل کو سلی سے واپس بلانے کا تھا۔ اس اس بات کی ازیادہ فکر نہیں تھی کہ فیملیا یا سولوزو کا کوئی آدمی اس سے انتقام لینے کی کوشش کرے گا، لیوں اس کی سلامتی کو خطرہ ہو گا۔ ڈون کو اصل خطرہ پولیس سے تھا کہ وہ مائیکل کو کیپشن کلس اور سولوزو کے قتل کے الزام میں پکڑ لے گی اور پھر اسے سزا موت یا طویل سزا قید دلوا۔

ماہیکل کے بارے میں سوچ بچار اور منصوبہ بندیاں کرتے مزید ایک سال گزر جاتا۔
اس دوران کئی تجاویز ڈون کے سامنے پیش کی گئیں لیکن اسے ان میں سے کوئی بھی پسند
آئی۔

آخر کار اس مسئلے کا حل بھی نیو یارک کی فیلمیز میں سے ایک کی طرف سے آیا ہے جو ہر ڈون کے دل کو گلی۔ قصہ یہ تھا کہ ایک فیملی سے تعلق رکھنے والے ایک نوجوان کو ایک ناکردار جرم میں پکڑ لیا گیا۔ پولیس کی تحویل میں اس کے ساتھ بہت سختی اور بے انصافی ہوئی۔

نہت کی کوششیں بھی ناکام بنا دی تھیں۔

ہم ڈون ٹوما بھی اس اعتبار سے پرانے کتب فلکر کا مافیا چیف تھا کہ وہ خشیات کی پڑت یا عورتوں کے دھنے کے میں ہاتھ نہیں ڈالتا تھا جبکہ پارلمو یا اس طرح کے دوسرے ہے شہروں میں جو نوجوان مافیا شخصیتیں ابھر رہی تھیں وہ کسی بھی دھنے کے کو شجر منوع نہیں بھی تھیں۔ ان کا فلسفہ یہ تھا کہ بس دولت آئی چاہئے تھی خواہ وہ کسی بھی ذریعے سے ائے۔

ڈون کا مہمان ہونے کی حیثیت سے مائیکل کو کسی بھی معاملے میں کسی سے ڈرنے کی نہ رہت نہیں تھی لیکن اس نے اپنی اصلیت کو پوشیدہ رکھنے اور اپنی شناخت ظاہرنہ کرنے میں مصلحت سمجھی تھی۔ اسے ہدایات بھی کچھ اسی قسم کی ملی تھیں۔ زیادہ تر وہ اپنے آپ کو ڈاکٹر ناز اکی جائیداد کی حدود میں ہی رکھتا تھا۔

ڈاکٹر ناز اک کے بال برف کی طرح سفید..... لیکن صحت عدم تھی۔ اس کا قدم بھی سلی کے عام باشندوں سے اونچا..... یعنی تقریباً چھوٹ تھا۔ عمر ستر سال سے زیادہ ہونے کے باوجود اس نے جوانی کے مشاغل ترک نہیں کئے تھے۔ ہر ہفتہ وہ بڑی باقاعدگی سے جوان اور حسین پیشہ و رخوانیں کو خراج تھیں پیش کرنے پار رہا۔

اس کا دوسرا محبوب مشغله مطالعہ تھا۔ اسے صرف اپنے پیشے سے متعلق..... یعنی میڈیکل کی کتابیں پڑھنے سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ باقی وہ دنیا کی ہر چیز بڑی دلچسپی سے پڑھتا تھا اور بڑے ٹنگلے موضوعات پر اپنے اردو گرد کے لوگوں سے تبادلہ خیال کرنے کی کوشش کرتا تھا لیکن اس کے اردو گرد چونکہ صرف سادہ لونج ان پڑھ اور کھیتی باڑی کرنے والے لوگ پائے جاتے تھے اس لئے وہ بیچارے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اثبات میں سرہلانے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ پیٹھ پیچھے وہ بھی کہتے تھے کہ انکی بُجھانے جانے کہاں کہاں کی ہائکٹار ہتا ہے۔

مائیکل کی صورت میں ڈاکٹر ناز اک ایک بہتر سامع مل گیا تھا۔ کبھی کبھی ڈون ٹوما بھی

گیا۔

مائیکل جس بھری جہاز کے ذریعے ایک ماہی گیر کی حیثیت سے سلی پہنچا تھا، اسے پارلمو کی بند رگاہ پر اتا رہا تھا۔ وہاں سے اسے جزیرے کے مرکز کی طرف لے جایا گر تھا جہاں مافیا کی متوازی حکومت قائم تھی۔ وہاں کی مقامی مافیا کا چیف ڈون کارلیون کا کوئی وجہ سے احسان مند تھا۔ اسی علاقے میں کارلیون نام کا وہ گاؤں بھی تھا جس کی یاد میں مائیکل کے باپ نے اپنا اصل نام چھوڑ کر کارلیون رکھ لیا تھا۔

اب وہاں ڈون کارلیون کا کوئی دور پار کا عزیز رشتہ دار بھی نہیں تھا۔ عمر قمر بڑھا پے اور بیماریوں کی وجہ سے مر گئی تھیں۔ مرد لڑائی جنگزوں اور انقام و رانقام کی نذر رہ گئے تھے یا پھر امریکا برازیل وغیرہ کی طرف نکل گئے تھے۔ مائیکل یہ جان کر حیران رہ گیا تو کہ اس غربت زدہ گاؤں میں آبادی کی مناسبت سے قتل کی وارداتوں کی شرح دنیا میں زیاد تھی۔

مائیکل کو مقامی مافیا چیف کے ایک عمر سیدہ انکل کے گھر میں اس کے ساتھ پھرہا ڈاکٹر نام بوزہے کا نام ناز اتحا اور وہ اس علاقے کا اکلوتا ڈاکٹر بھی تھا۔ مافیا کے مقامی چیف، نام ٹوما تھا۔ وہ پہچپن سے اوپر کا تھا جبکہ اس کا انکل ڈاکٹر ناز اسٹر سے اوپر کا تھا۔

مافیا کے مقامی چیف یعنی ڈون ٹوما کا سب سے بڑا کام ایک امیر خاندان کی طویل، عریض جا گیر اور زمینوں کو غریبوں کی دست برد اور قبضے سے بچانا تھا۔ سلی کے قانون کے مطابق غیر آباد پڑی ہوئی کسی بھی زمین کو کوئی بھی شخص کاشتکاری کی غرض سے خرید سکتا تھا..... لیکن اس امیر خاندان کی جو زمین غیر آباد پڑی ہوئی تھی اس کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

اس کے علاوہ ڈون ٹوما میٹھے پانی کے مقامی کنوؤں کا بھی مالک تھا۔ پانی ظاہر ہے زندگی کے لئے ناگزیر تھا اور اس پر ڈون کی اجارہ داری تھی۔ یہ اس کی بہت بڑی تجارت تھی اور اس پر اپنی اجارہ داری قائم رکھنے کے لئے اس نے علاقے میں ڈیم بنانے کی روشن

جہوجہد کے لیے..... لیکن رفتہ رفتہ خود غریب، مظلوم اور فریادی طبقات بھی اس کی کور روانیوں کی زد میں آنے لگے۔ ان کے مسائل میں اضافہ کرنے والا گویا ایک اور طبقہ پیدا ہو گیا۔ پھر لوگ ان کی آپس کی چیقلشوں کی زد میں بھی آتے تھے۔

رفتہ رفتہ مافیا کا ”رائین ہڈ“ والا کروار ختم ہو گیا اور وہ خود استھانی طبعوں کی ساتھی بن گئے۔ حاکموں، دولت مندوں اور لیڑوں نے انہیں اپنا شریک کا راوی محافظہ بنالیا۔ دولت جمع کرنے اور لوٹ مار سے زیادہ سے مستفید ہونے کے لئے گویادنوں کا گھن جوڑ ہو گیا۔ جن طبقات کے خلاف جہوجہد کے لئے مافیا بینی تھی، درحقیقت وہ انہی کہ آله کار بن گئی۔ غریب، مظلوم اور فریادی بے چارے بدستور نقصان میں ہی رہے۔ مافیا درحقیقت انہی کی طرف تھی جو انہیں بھتے..... یا کسی اور شکل میں خراج ادا کر سکتے تھے۔ خالی ہاتھ والے خالی ہاتھ تھی رہے۔

مائیکل کا نوٹا ہوا جبڑا صحیح طور پر جرمنیس سکا تھا اور اسے اسی حالت میں فرار ہوتا پڑا تھا، اس لئے نتیجے میں اس کا منہ مستغل طور پر شیڑھا ہو گیا تھا اور کبھی کبھار اس کے جبڑے میں درد بھی انھتھا تھا جس کے لئے ڈاکٹر نازا اسے کچھ درکش گولیاں دے دیتا تھا۔

ڈاکٹر نے اسے پال رہو لے جا کر باقاعدہ سر جری کر کے جبڑا انھیک کرانے کی پیشکش کی لیکن جب مائیکل نے اس کا تفصیل طریقہ کارستا تو اس نے اتنی زحمت اور تکلیف انھانے سے انکار کر دیا۔ ڈاکٹر نازا نے خود اس کا تفصیلی علاج کرنے کی پیشکش کی لیکن مائیکل اسے کبھی نا تارہ بائیو نکل اسے پتا چلا تھا ڈاکٹر نازا نے باقاعدہ پڑھ لکھ کر محنت کر کے ڈگری نہیں لی تھی۔ مظلوم اور پیسے ہوئے افراد رازداری کے اتنے عادی ہو گئے کہ اگر کوئی اجنبی ان سے کہیں کارستے پوچھتا تو وہ اسے بھی کوئی جواب نہ دیتے۔ ان کا کوئی آدمی قتل ہو جاتا اور انہوں نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوتا، تب بھی وہ قاتل کا نام نہ لیتے۔ کسی کی بیٹی کی عزت لٹ جاتی اور وہ مجرم سے واقف ہوتا تب بھی اس کا نام زبان پر نہ لاتا۔

مافیا بینی تو ظالموں، جاہروں، حاکموں اور دولت مندوں کے خلاف خفہ اور مسلح

آ جاتا تو وہ تنہوں شام کو بڑے سے باغ میں بینچ کر دیتک باتم کرتے۔ باغ میں چھلوں سے لدے درختوں کے علاوہ ماربل کے بہت سے مجسمے بھی تھے۔ وہاں دیے بھی ہر جگہ مجسمے نصب کرنے کا روانج بہت زیادہ تھا۔ باغوں میں تو ایسا لگتا تھا گویا مجسمے درختوں کے ساتھ اگتے ہوں۔

یہاں مختلف چھلوں اور چھلوں کی خوبیوں پہلی رہتی اور مددم ہوا کے جھوٹے جھوٹے حواس میں فرحت کا احساس اور بڑھادیتے۔ ایسے میں ڈون مقامی مشروب کی چسکیاں لیتے ہوئے ماضی میں کھو جاتا اور مائیکل کو وہاں کی تاریخ، کلچر اور مافیا کے پس منظر وغیرہ کے بارے میں بتاتا۔

مافیا کا اصل مطلب ”پناہ گاہ“ تھا لیکن رفتہ رفتہ یہ اس گروہ کا نام بن گیا جو ان حاکموں کے خلاف جہوجہد کرنے لگا تھا جنہوں نے ہمیشہ غریبوں کا خون چوسا تھا، انہیں چکلا تھا اور ان کی محنت پر خود عیش کرتے رہتے تھے۔ سلی میں یہ عمل دنیا کے دوسرے ممالک کے مقابلے میں زیادہ طویل عرصے سے جاری چلا آ رہا تھا۔ پولیس حاکموں کی آله کار رہی تھی جس کی مدد سے وہ ان پڑھا اور غریب عوام کو کھلتے تھے اور ان پر اپنا جاہران قسلط برقرار رکھتے تھے۔ اس لئے ان طبقات میں پولیس نفرت کا نشان تھی۔ انہیں آپس میں کسی کو گالی دیتا ہوئی تھی تو وہ اسے پولیس والا کہتے تھے۔

مافیا روز بہ روز طاقتور اور منظم ہوتی گئی۔ لوگ اپنے اوپر ہونے والی زیادتوں اور مظالم کے سلسلے میں ان کے پاس فریادیں لے کر جانے لگے جو ان سے رازداری کا عہدہ سنی۔ مظلوم اور پیسے ہوئے افراد رازداری کے اتنے عادی ہو گئے کہ اگر کوئی اجنبی ان سے کہیں کارستے پوچھتا تو وہ اسے بھی کوئی جواب نہ دیتے۔ ان کا کوئی آدمی قتل ہو جاتا اور مافیا بینی تو ظالموں، جاہروں، حاکموں اور دولت مندوں کے خلاف خفہ اور مسلح

بھی حکمرانوں کے ترجمان بن گئے۔ اس طرح مافیا کو دوبارہ پہلے سے زیادہ طاقتور ہونے کا موقع مل گیا۔

مائیکل کو اطالوی زبان کی پہلے سے ہی کچھ شد بھی۔ سلی میں سات ماہ کے قیام کے دران وہ اس زبان سے مزید آشنا ہو گیا تھا تاہم اسے مقامیوں کی طرح زبان پر عبور حاصل نہیں تھا۔ اس کے باوجود اسے مقامی سمجھا جا سکتا تھا کیونکہ بہت سے ایسے اطالوی بھی تھے جنہوں نے دوسرے ملکوں میں پرورش پائی تھی اور وہ اپنی زبان صحیح طور پر نہیں بول پاتے تھے۔

اس کے علاوہ مائیکل کو اس کے میز ہے جزے کی وجہ سے بھی مقامی سمجھا جا سکتا تھا کیونکہ مقامیوں میں اس قسم کے جسمانی نقصانات عام تھے جنہیں معمولی سرجری یا پھر بہت اچھے علاج کے ذریعے درست کیا جا سکتا تھا لیکن مقامی لوگوں کو یہ سہولتیں میرنہیں تھیں۔

مائیکل کو کبھی کبھی کے، بھی یاد آتی تھی اور یہ سوچ کر اس کے دل میں درد کی لہری ابھری تھی اور وہ اپنے ضمیر پر بوجھ سا محسوس کرتا تھا کہ وہ آتے وقت اسے خدا حافظ بھی نہیں کہہ سکتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ زندگی میں اگر آئندہ بھی اس سے ملاقات ہوئی تب بھی پر اتنا رشتہ بھال نہیں ہو سکے گا۔

ڈون ٹوما سے بھی اب اس کی ملاقات کم ہی ہوتی تھی۔ ڈون نے ڈاکٹر ٹازا کے ولارپ آنکم کر دیا تھا۔ وہ اپنے کچھ مسائل میں الجھا ہوا تھا۔ پارمو میں جنگ کی تباہ کاریاں ختم ہنرنے کے بعد تعمیر نو کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ پیر گردش میں آپ کا تھا۔ معاش اور روزگار کے ذریعے پیدا ہو رہے تھے۔ ایسے میں مافیا کی نیشنل نے اندر ہر چنان شروع کر دیا تھا۔ ان لوگوں کی نظر میں ڈون ٹوما جیسے لوگ پرانی اور مٹھکے خیز نسل کے نمائندے تھے۔ وہ ان کا مرف مذاق ہی نہیں اڑاتے تھے بلکہ انہیں زک پہنچانے کا کوئی موقع بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ ڈون ٹوما کچھ اسی قسم کے مسائل میں الجھا ہوا تھا۔

ایک روز مائیکل نے فیصلہ کیا کہ وہ آوارہ گردی کرتا ہوا کارلیوں سے بھی آگے

قتل ہونے سے بچنے کے لئے دوسرے ملکوں کی طرف نکل گئے تھے۔

مائیکل کے پاس سوچ بچار کرنے کے لئے بہت وقت ہوتا تھا۔ دن میں وہ دیہات میں لمبی چہل قدمی کے لئے نکل جاتا۔ دوچڑا ہے مقامی بندوقیں لئے اس کے ساتھ ہوتے۔ یہ جو داہی درحقیقت کرائے کے قاتل تھے اور مائیکل کی حفاظت کے لئے ڈون کی طرف سے تعینات کئے گئے تھے۔

مائیکل آوارہ گروی کے لئے نکلتا تو علاقے کی خوبصورتی دیکھ کر حیران رہ جاتا اور سوچتا کہ ان لوگوں کو کیسی بنصیبی نے گھیرا ہو گا جو اتنی خوبصورت جگہوں اور فطری حسن سے ملا۔ مال نظاروں کو چھوڑ کر چلے گئے۔ کبھی کبھی مائیکل یونہی گھومتا پھرتا اپنے آبائی گاؤں کارلیوں تک چلا جاتا جس کی آبادی تقریباً انھارہ ہزار تھی۔ انھارہ ہزار کی اس آبادی میں گزشتہ ایک سال کے دوران سانحہ افراد قتل ہوئے تھے۔ اس گاؤں پر ہر وقت موت کے مہیب سائے منڈلاتے محسوس ہوتے تھے۔

ملینی نے سلی کو مافیا سے پاک کرنے کے لئے جس شخص کو پولیس چیف بنا کر بھیجا تھا اس نے پورے جزیرے میں تین فٹ سے اوپر جیبرولی دیوار تعمیر کرنا منوع قرار دیا تھا اور جو دیواریں اس سے زیادہ اوپر جیسیں، ان کا فاضل حصہ تراویہ یا تھا تا کر مافیا کے لوگ قتل و غارت اور گھنات لگانے کے لئے انہیں استعمال نہ کر سکیں۔ اس تدبیر کا بھی کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا تھا۔

آخر کار اس نے ہر اس شخص کو گرفتار کر کے قید خانوں میں ڈلا دیا تھا جس پر مایا کا آدمی ہونے کا شہر ہوتا تھا لیکن دوسری عالمگیر جنگ کے بعد جب اتحادی فوجوں نے سلی کے جزیرے پر قبضہ کیا یا اپنے الفاظ میں جزیرے کو "آزاد" کرایا تو عارضی طور پر مالی امریکی فوج نے حکومت قائم کی۔ امریکی فوجیوں کی نظر میں ہر وہ آدمی جمہوریت پسند تھا جسے "فاشن" حکومت نے جیل میں ڈالا ہوا تھا چنانچہ انہوں نے ان لوگوں کو جیلوں سے نکال کر مختلف عہدوں پر فائز کر دیا۔ یوں مافیا کے بہت سے لوگ گاؤں دیہات کے میسراوہ

وہ پھولوں اور بچلوں سے لدے باغات اور خوبصورت نظاروں کے درمیان ہمراہ تھے۔ یہ بڑی گارڈ اس کے ساتھ اس لئے تھی نہیں کئے گئے تھے کہ یہاں اسے کار لیون فیلی کے وشمنوں سے کوئی خطرہ تھا..... بلکہ یہاں ویسے ہی کسی اجنبی کا رین اور ادھر ادھر آوارہ گردی کرتے پھرنا خطرے سے خالی نہیں تھا۔ علاقہ جرام پیش لوگوں سے بھرا پڑا تھا۔ ہر قسم کی وارداتیں عام تھیں۔ راہ چلتے لوگ بھی ان کی پیٹ میں آ جاتے تھے۔ ماں کیل اکیلا ادھر ادھر پھرتا تو اسے ایک خاص قبیل کا چور بھی سمجھا جاستا تھا جو خلیان نما جھونپڑیوں میں چوری کرتے تھے۔ دراصل یہاں زمینوں پر کام کرنے والے کارندے دہیں قیام نہیں کرتے تھے۔ ان کے گھر تو اپنی بستیوں میں ہی ہوتے تھے جو عام طور پر زریں زمینوں سے دور ہوتی تھیں۔ چنانچہ وہ اپنے کاشتکاری کے اوزار یا ہاتھ سے چلنے والی چھوٹی مولیٰ مشینیں وغیرہ کھیتوں کے قریب ہی پھوڑ جاتے تھے تاکہ دروز اٹھا کرنے لائی پڑیں۔ ان میں سے بعض چیزیں خاصی بھاری ہوتی تھیں۔ یہ چیزیں قدرے حفاظت سے رکھنے کے لئے انہوں نے فامز کھیتوں اور باغات کے قریب کھلیان نما جھونپڑیاں بنائی ہوئی تھیں۔

چور نہیں بھی نہیں بخت تھے۔ ان میں سے یہ چیزیں چڑا کر لے جاتے تھے۔ کاشت کاروں اور زرعی کارندوں نے بھی آخر اس مسئلے کے تدارک کے لئے مافیا ہی کی خدمات حاصل کیں۔ مافیا کے لوگوں نے جن چوروں کو پکڑا، انہیں موقع پر ہی مارڈا۔ کئی افراد چھٹیں لیلی کے ساتھ سردیوں میں آ کر رہاں قیام کرتا تھا۔

لڑکیاں کام سے فارغ ہونے کے بعد چھلیں کرتی اور ایک خاص قسم کے پھول جمع گرلی چلی آ رہی تھیں۔ ان میں سے ایک لڑکی پھول جمع کرتی بے خیالی میں ان کے عین ارب چلی آئی۔ وہ سب ہی لڑکیاں نو خیز تھیں۔ کسی کی بھی عمر اٹھا رہ انہیں سال سے زیادہ نہیں ہو گی۔ جو لڑکی اکیلی بے خبری میں ان کی طرف چلی آ رہی تھی اس کے ایک ہاتھ میں بیاہ اگوروں کا خوشہ اور دوسرا ہاتھ میں پھول تھے۔

ماں کیل ایک درخت کے سہارے نہم دراز، مہبوبت سا اسے دیکھئے جا رہا تھا۔ ایسا حسن کہ نے اس قدر رسادگی اور معصومیت کے ساتھ سمجھا بھی نہیں دیکھا تھا۔ لڑکی کے بال سیاہ

پہاڑوں تک جائے گا۔ حسب معمول دنوں چر واہے بندوں قیس لئے بطور بڑی گارڈ اس کے ہمراہ تھے۔ یہ بڑی گارڈ اس کے ساتھ اس لئے تھی نہیں کئے گئے تھے کہ یہاں اسے کار لیون فیلی کے وشمنوں سے کوئی خطرہ تھا..... بلکہ یہاں ویسے ہی کسی اجنبی کا رین اور ادھر ادھر آوارہ گردی کرتے پھرنا خطرے سے خالی نہیں تھا۔ علاقہ جرام پیش لوگوں سے بھرا پڑا تھا۔ ہر قسم کی وارداتیں عام تھیں۔ راہ چلتے لوگ بھی ان کی پیٹ میں آ جاتے تھے۔

ماں کیل اکیلا ادھر ادھر پھرتا تو اسے ایک خاص قبیل کا چور بھی سمجھا جاستا تھا جو خلیان نما جھونپڑیوں میں چوری کرتے تھے۔ دراصل یہاں زمینوں پر کام کرنے والے کارندے دہیں قیام نہیں کرتے تھے۔ ان کے گھر تو اپنی بستیوں میں ہی ہوتے تھے جو عام طور پر زریں زمینوں سے دور ہوتی تھیں۔ چنانچہ وہ اپنے کاشتکاری کے اوزار یا ہاتھ سے چلنے والی چھوٹی مولیٰ مشینیں وغیرہ کھیتوں کے قریب ہی پھوڑ جاتے تھے تاکہ دروز اٹھا کرنے لائی پڑیں۔ ان میں سے بعض چیزیں خاصی بھاری ہوتی تھیں۔ یہ چیزیں قدرے حفاظت سے رکھنے کے لئے انہوں نے فامز کھیتوں اور باغات کے قریب کھلیان نما جھونپڑیاں بنائی ہوئی تھیں۔

چور نہیں بھی نہیں بخت تھے۔ ان میں سے یہ چیزیں چڑا کر لے جاتے تھے۔ کاشت کاروں اور زرعی کارندوں نے بھی آخر اس مسئلے کے تدارک کے لئے مافیا ہی کی خدمات حاصل کیں۔ مافیا کے لوگوں نے جن چوروں کو پکڑا، انہیں موقع پر ہی مارڈا۔ کئی افراد چھٹک کی بناء پر ہتی مارے جا چکے تھے..... لہذا کسی کا چھٹک کی زد میں آتا بھی ہوتے پیغام سے کم نہیں تھا۔

ماں کیل کے دنوں مخالفتوں میں سے ایک تو بالکل ان پڑھ اور کوڑھ مفرغ تھا۔ وہ بولا بھی بہت کم تھا اور اس کا چہرہ ہمیشہ جذبات سے عاری رہتا تھا۔ اس کا نام کیلو تھا۔ دوسری بات معمولی پڑھا لکھا تھا اور اس نے تھوڑی بہت دنیا بھی دیکھی تھی کیونکہ وہ اٹالوی نبی میں ملاج رہ چکا تھا۔ اس کے پیٹ پر ایک نیٹو بنا ہوا تھا جو اس علاقے میں ذرا غیر معمولی بات تھی۔ وہ اپنے اس نیٹو کی وجہ سے آس پاس مشہور تھا۔ اس کا نام فیب تھا۔

اس نے ایسا کچھ محسوس نہیں کیا تھا۔
اس لڑکی کا بیضوی چہرہ اس کے ذہن پر نہش ہو کر رہ گیا تھا اور وہ گویا سرتاپا طلب بن تھا۔ اس کا رواں رووال گویا پاکار رہا تھا کہ اگر وہ لڑکی اسے نہ لی تو وہ ایک عجیب محرومی کی نے سے تڑپ تڑپ کر رہ جائے گا۔ اس لڑکی کو اس نے پہلی بار دیکھا تھا اور چند محسوس کے نتارے نے کئے کے تصور کو بھی گویا اس کے ذہن کے نہاں خانوں سے نکال باہر کیا۔

کیا وہ اچھے وابہے صحیح کہہ رہے تھے؟ کیا واقعی اس کے ہوش و حواس پر بھلی گر پڑی وہ سوچ رہا تھا۔

فیب بولا۔ ”ہم گاؤں چلتے ہیں..... ہم اسے ڈھونڈ نکالیں گے.....“
ری حالت کا علاج اب یہی ہے کہ وہ لڑکی تمہیں مل جائے..... اور کچھ بعد نہیں کہ سانی سے ”ستیاب“ ہو جائے..... ہم خواہ مخواہ ہی پریشان ہو رہے کیا خیال ہے کیلو؟“

کیونے اس کی تائید میں سر ہلایا۔ مائیکل کچھ نہ بولا اور ان دونوں کے ساتھ اس کی طرف چل دیا جہاں پہنچ کر وہ لڑکیاں ان کی نظر سے اوجھل ہو گئی تھیں۔

گاؤں پیشتر دیہات جیسا ہی تھا۔ ہم وہ ایک قدرے بڑی سڑک کے قریب واقع تھا لئے اس کی حالت کچھ بہتر نظر آ رہی تھی۔ گاؤں کے وسط میں ایک فوارہ تھا..... جو بیکاں کے دیہات کی روایت تھی۔ چند دکانیں تھیں۔ وائے شاپ تھی..... اور ان سے پہلے ایک کیفے تھا جس کے برآمدے میں تین میزیں گلی ہوئی تھیں۔

”ایک میز پر جا کر بیٹھنے گئے۔ گاؤں کچھ ویران سالگ رہا تھا۔ کیفے کامالک خود نہیں سئے آیا اور خوش خلقی سے بولا۔“ تم لوگ یہاں اجنبی معلوم ہوتے ہو۔ میرے ہاں کی لہا کر دیکھو۔ یہاں کے بہترین انگوروں اور مانشوں سے میرے اپنے بیٹے تیار کرتے ہیاٹلی کی بہترین وائے ہے۔“ انہوں نے آمادگی ظاہر کر دی اور کیفے کامالک وائے سے اس کا واسطہ کبھی لڑکپن میں بھی نہیں پڑا تھا۔“ کے سے پہلی بار تعلق استوار ہوتے وہ

گھنگری لے آنکھیں غزالی اور رنگت چاندنی جیسی تھی۔ مائیکل کے باڑی گارڈ اسے ہوں محیت سے لڑکی کی طرف تکتے دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔ ان کے خیال میں مائیکل کے ہوش و حواس پر بھلی گر گئی تھی۔ جب پہلی بار..... اور محض ایک نظر کسی لڑکی کو دیکھ کر کسی مرد کی یہ حالت ہوتی تھی تو وہاں اس کے لئے بھی اصطلاح استعمال ہوتی تھی کہ اس کے ہوش و حواس پر بھلی گر پڑی۔

میں قریب آ کر لڑکی کی نظر ان لوگوں پر پڑی اور اس کے ملک سے ہلکی سی پہنچ نکل گئی۔ انگوروں کا خوش اور پھول اس کے ہاتھوں سے گر گئے۔ پھر وہ پلٹ کر کسی خوفزدہ ہرلن کی طرح بھاگی۔ کیلو اور فیب دھیرے دھیرے نہیں رہے تھے جبکہ مائیکل وہ خود میٹھا تھا۔ وہ اب بھی لڑکی کو ایک نیک عقب سے دیکھ رہا تھا۔ دوڑتے وقت اس کے عضایا کا لہرا دوادھی اور اس کے ہوش گم کے دے رہا تھا۔ اس کا دل گویا اس کی کنپیوں میں آ کر دھڑک رہا تھا۔ دونوں باڑی گارڈ اس کی حالت پر اب باقاعدہ زور زور سے نہیں رہے تھے۔

لڑکی دوسری لڑکیوں اور بڑی عمر کی عورتوں کے پاس پہنچ چکی تھی اور پلٹ کر ہاتھ کے اشیاءوں سے گھبرا رہے ہے۔ انداز میں انہیں اور ختوں کے جھنڈ میں مردوں کی موجودگی نئے بارے میں بتا رہی تھی۔ مائیکل اتنی دور سے بھی اس کے حسن بلا خیز کیش محسوس کر سکتا تھا۔ بڑی عمر کی عورتوں نے غائب اڈا نئے کے انداز میں اس سے کچھ کہا پھر وہ سب کی سب آگے چل دیں۔

”بھئی تمہارے ہوش و حواس پر تو واقعی بھلی گر پڑی.....“ قیب بے کلفی سے بولا۔ ”لیکن یہ اتفاق کسی کسی کے ساتھ پیش آتا ہے..... اور اسے خوش قسم سمجھا جاتا ہے۔“

مائیکل نے مقامی شراب کی بوٹی سے ایک گھوٹ لیا۔ اس کا سر گھوم رہا تھا۔ اٹھا کیفیت پر وہ خود بھی حیران تھا۔ زندگی میں پہلی بار اس کی یہ حالت ہوتی تھی۔ اس کیفیت سے اس کا واسطہ کبھی لڑکپن میں بھی نہیں پڑا تھا۔“ کے سے پہلی بار تعلق استوار ہوتے وہ

یا کیا ہی وہ گویا ایک بدلا ہوا انسان دکھائی دے رہا تھا۔ اس کی شخصیت سے کچھ ایسا سما جھکنے لگا تھا جسے محسوس کر کے دوسرے اس کی عزت کرنے پر مجبور ہو سکتے تھے۔ باذی گارڈ یک دم اس کے سامنے مرعوب سے نظر آنے لگے۔ مائیکل کا دہان سے ناورروانہ ہونے کا گوئی ارادہ نظر نہیں آتا تھا۔

اس کے انداز خطابت سے دونوں بیوی گارڈ میٹر نظر آ رہے تھے۔ انہوں نے اس پلے مائیکل کو اس طرح بات کرتے نہیں ساتھا۔ اس کے لجھے میں زندگی کے باوجود ایک کلم وقاراً اور بد بے تھا۔ اس نے معدہ رت بھی با وقار انداز میں کی تھی۔

کیفے کے مالک نے کندھے اپنکائے اور اس کے چہرے کی بختی میں پکج کی آئی۔ تاہم ادلا تو اس کا لہجہ تناویز دہ تھا۔

”تم کون ہو اور میری بیٹی سے کیا چاہتے ہو؟“ اس نے پوچھا۔
مائکل بلا تامل اور بالا پچکا ہمٹ بولا۔ ”میرا نام مائکل ہے۔ میں امریکی ہوں اور

بھرا ہوا ایک جگ لے کر آ گیا۔ وہ گٹھے ہوئے جسم کا ایک پست قد ادھیز عمر آدمی تھا۔ اُن واقعی اچھی تھی۔ انہوں نے چند گھونٹ بھرنے کے بعد اس کی تعریف کی۔ پھر فیب اس سے مخاطب ہوا۔ ”مجھے یقین ہے تم یہاں کی سب لڑکوں کو جان گی کچھ دیر پہلے ہم نے چند حسیناوں کو ادھر آتے دیکھا تھا۔ خاص طور پر ان میں سے اُنکی کہ تو ہمارے دوست کے ہوش و حواس پر بچالی گر پڑی ہے.....“ اس نے ہاتھ طرف اشارہ کیا۔

کیفے کے مالک نے دلچسپی سے مائیکل کی طرف دیکھا۔ مائیکل جلدی سے! "اس لڑکی کے بال سیاہ رسمی اور گھنگھر یالے ہیں۔ آنکھیں بھی بڑی بڑی اور سیاہ ہیں اس کی رنگت..... چاندنی جیسی ہے..... گمراں میں گلابوں کی جھلک ہے..... کیا گاؤں میں کوئی ایسی لڑکی موجود ہے؟ کیا تم اسے جانتے ہو؟" "نہیں..... میں ایسی کسی لڑکی کو نہیں جانتا۔" کیفے کے مالک نے رکھا۔ کہا اور اندر چلا گیا۔

انہوں نے دیں بیٹھے بیٹھے دھیرے دھیرے جگ ختم کیا پھر مزید وائز ملکوں نے اس شخص کو پکارا مگر وہ باہر نہیں آیا۔ تب فیب اٹھ کر اندر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ آما تو اس کے چہرے پر تباہ کے آثار تھے۔

وہ دبی دبی آواز میں مائیکل سے مخاطب ہوا۔ ”ہم اس سے جس لڑکی کے بیٹے میں پوچھ رہے تھے وہ اس کی اپنی بیٹی ہے۔ وہ اندر گھنے سے بھرا بیٹھا ہے اور اپنے بیٹوں کا انتظار کر رہا ہے۔ شاید اس کا ارادہ ہے کہ اس کے بیٹے آ جائیں تو وہ تینوں ہماری خبر لینے کی کوشش کریں۔ میرا خیال ہے ہمیں اب کار لیون کی طرف روانہ ہونے۔“

مائکل نے سردی نظروں سے ان کی طرف دیکھا۔ اس کے ہاتھات بدل
تھے۔ ان دونوں بادی گارڈز کو وہ اب تک ایک نرم خوار عام سانو جوان دکھائی رہا تھا

ہاتھا۔ پھر اس نے دونوں چہروں کی طرف دیکھا جو اس وقت باڑی گارڈز کے فرائض ہام دے رہے تھے اور بے خوفی سے بندوقیں سر یا مام لئے پھر رہے تھے۔ دل ہی دل میں ہمارا اسی نتیجے پر پہنچا ہوا کہ اس طرح دو باڑی گارڈز کے ساتھ پھرنے والا اور روپوٹی کی نیلے سے ایک ملک سے بھاگ کر دوسرے ملک آجائے والا آدمی معمولی اور بے حیثیت تو میں ہو سکتا تھا۔

تاہم وہ اپنے لجھے میں خنگی کا عصر برقرار رکھتے ہوئے بولا۔ ”اتوار کی سہ پھر کو یہاں باڑی۔ میرا نام دشیلی ہے اور میرا گھر..... وہ..... گاؤں سے ذرا آگے پہاڑی پر ہے..... لیکن تم یہیں کیفے میں ہی آ جانا۔ میں یہاں سے تمہیں اپنے ساتھ گھر لے دیں گا۔ پھر بیٹھ کر بات کریں گے۔“

فیب نے کچھ کہنے کے لئے من کھولا لیکن ماں یکل نے اس کی طرف ایسی نظر سے دیکھا دو گویا بولنا بھول گیا۔ کیفے کا مالک غالباً اس بات سے کچھ اور متاثر ہوا۔ غالباً اسی کا نتیجہ اکہ جب ماں یکل نے مصالحت کے لئے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اس نے نہ صرف مصالحت لیا بلکہ قدرے خوش خلپی۔ سے مسکرا نے بھی اگا۔ شاید اس کا دل اس سے کہہ رہا تھا کہ اس رج اچا کنک اس قسم کا رشتہ مل جانا اس کے..... اور اس کی بیٹی کے لئے خوش بختی کا رشتہ ہو سکتا تھا۔

اس کے بعد آوارہ گردی میں ماں یکل کو دیکھی نہیں رہی۔ انہوں نے کار لیون سے مائے کی ایک کار لی جس میں ذرا سیور بھی موجود تھا۔ اس کا رکے ذریعے وہ دوپھر کے بعد مل بھیت گئے۔

اس شام ڈون ٹو ما بھی آیا ہوا تھا۔ اسے اور ڈاکٹر ٹازا کو یقیناً باڑی گارڈز کی زبانی ناکے واقعہ کی خبر مل چکی تھی کیونکہ شام کو جب وہ تینوں باعث میں اکٹھے ہوئے تو ڈاکٹر ٹازا ماں یکل کی طرف دیکھ کر شری انداز میں مسکراتے ہوئے گویا ڈون کو یاد دلایا۔ ”آج تو سے دوست کے ہوش و حواس پر بھلی گر پڑی ہے۔“

روپوٹ ہونے کے لئے سلی آیا ہوں۔ میرے ملک کی پولیس کو میری تلاش ہے۔ تم چاہیے بارے میں اسے مطلع کر کے بہت بڑی قوم انعام کے طور پر حاصل کریں ہو..... لیکن اس طرح تمہاری بیٹی کو شوہر بھی نہیں ملے گا اور وہ باپ سے بھی عزیز جائے گی.....“

اس نے ایک لمحے توقف کیا پھر بولا۔ ”میں تمہاری اجازت سے اور تمہاری بیٹی موجودگی میں نہایت باعزت طریقے سے ملنا چاہتا ہوں۔ میں ایک باعزت آئندہ تمہیں اور تمہاری ساری فیملی کو بھی باعزت سمجھ رہا ہوں۔ میں تمہاری بیٹی مل کر باعزت انداز میں ہی اس سے شادی کی ورخواست کرنا چاہتا ہوں۔ اگر بات میں ہے..... وہ مان جاتی ہے..... مجھے قبول کر لیتی ہے تو ہم شادی کر لیں گے ام انکار کر دیتی ہے تو آئندہ تم کبھی میری شکل نہیں دیکھو گے۔ مناسب وقت آنے پر میں وہ سب کچھ بتا دوں گا جو ایک سر کو اپنے داماد کے بارے میں معلوم ہوتا چاہئے۔“ تینوں آدمی دم بخود سے ماں یکل کی طرف دیکھ رہے تھے۔ کیفے کے مالک کے چہرے کے تاثرات اب اتنے شدید نہیں رہے تھے۔ اب ان میں بے بیٹی اور تذبذب کر آمیزش ہو چکی تھی۔

ماں یکل کو یہ معلوم ہو چکا تھا کہ ان الفاظ کا اصل مطلب کیا تھا۔ سلی میں کوئی راست کسی سے یہیں پوچھتا تھا۔ ”کیا تم ما فیا کے آدمی ہو؟“

درحقیقت وہاں ما فیا کا نام ہی نہیں لیا جاتا تھا۔ کوئی خواہ ما فیا کو پسند کرنا تھا یا اس نفرت کرنا تھا۔ ڈھنکے چھپے الفاظ میں اسے ما فیا کو دوست ہی کا درجہ دینا پڑتا تھا۔ اس سوال اس طرح کیا جاتا تھا۔ ”کیا تم دوستوں کے دوست ہو؟“

”نہیں.....“ ماں یکل نے جواب دیا۔ ”میں نے کہا تا..... کہ میں اجنبی ہوں۔“

کیفے کے مالک نے اس کا سرتاپا جائزہ لیا۔ وہ گویا اسے نظر وہی نظر دیں

وٹیلی کا گھر دیکھ کر مائیکل کو اندازہ ہوا کہ وہ عام لوگوں کی نسبت ذرا خوشحال تھا۔ اس نوں بیٹھی گویا خاص طور پر اس کے استقبال کے لئے تیار ہو کر بیٹھے تھے۔ ان کی زیادہ نہیں تھیں مگر تو مند اور مضبوط ہونے کی وجہ سے وہ اپنی عمر سے کچھ بڑے لگ تھے۔ وٹیلی کی بیوی بھی چاق و چوبندا اور صحت مند عورت تھی لہ کی کہیں نظر نہیں آری۔

ماں بیٹوں سے مائیکل کا تعارف کرایا گیا لیکن اس نے ایک لفظ بھی نہیں سنا۔ اس ان لوگوں کے تھائف انہیں دیئے البتہ اس تھنے کا پیکٹ اپنے پاس ہی رکھا جو وہ لڑکی لئے لے کر آیا تھا۔ اس کے تھائف شکریے کے ساتھ قبول کرنے کے لیے لگے لیکن کچھ زیادہ یا گرم جوشی کا مظاہرہ نہیں کیا گیا۔ مائیکل کو احساس ہوا کہ شاید اس نے تھائف لانے بلت دکھائی تھی۔ ابھی تو بات چیت شروع بھی نہیں ہوئی تھی اور وہ تھنے لے آیا تھا۔ نہ لڑکی والوں کا جواب کیا ہو؟

آخر وٹیلی نے اصل موضوع کی طرف آتے ہوئے کہا۔ ”یہ مت سمجھنا کہ ہم ہر اجنبی ر طرح گھر میں باکر اس کی خاطر مدارات کر سکتے ہیں اور اس سے تھنے قبول کر سکتے۔ دراصل ٹو ما نے ہمیں تمہارے بارے میں اطمینان دلایا ہے..... اور اس علاقے دماغیے آدمی کے الفاظ پر نہ تو کوئی شبہ کر سکتا ہے اور نہ اس کی سفارش کو نظر انداز کر سکتا۔ اسی لئے ہم نے تمہیں خوش آمدید کہا ہے..... لیکن اس بات سے تو تم بھی مارکو گے کہ اگر ہم اتنا بڑا فیصلہ کرنے جا رہے ہیں..... اور تم اس معاملے میں مانجیدہ ہو تو ہمیں تمہارے بارے میں کچھ زیادہ معلوم ہوتا چاہئے۔ ہمیں یہ تو معلوم ہو ہے کہ تمہارے خاندان کا تعلق یہیں سے ہے۔ فی الحال ہمارے لئے اتنا ہی جانا کافی لہ ڈون ٹو ما تھیں اور تمہارے خاندان کو اپنے دوستوں میں شمار کرتا ہے۔“

”آپ میرے بارے میں جب جو پوچھیں گے میں بتا دوں گا۔“ مائیکل نے کہا۔ اس لمحے اس کی کسی نامعلوم حس نے اسے بتایا کہ لڑکی کہیں آس پاس ہی موجود تھی۔

ٹو ما سکرایا اور اس نے مربیانہ انداز میں سر ہلایا۔ مائیکل نے نوما سے کہا۔ ”اتوار کو میں ان لوگوں کے گھر شادی کی بات کرنے جا رہا ہوں۔ مجھے کچھ رقم کی ضرورت ہو گی۔ میں ان لوگوں کے لئے تھائیف خریدنا چاہتا ہوں اس کے علاوہ میرے پاس گاڑی بھی ہوئی چاہئے۔“

ڈون نوما نے کوئی اعتراض نہیں کیا اور اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔ ”قم تمہیں صلح جائے گی اور گاڑی کے لئے میں فیب سے کہہ دوں گا۔ اسے مشینی چیزوں کی کچھ بھجو بوجھ ہے۔ وہ تمہارے لئے کوئی سینڈ ہینڈ گاڑی خرید لائے گا۔“

پھر ایک لمحے کے توقف سے وہ بولا۔ ”میں اس فیملی کو جانتا ہوں۔ اچھے..... معزز لوگ ہیں۔ جیسے گزرے نہیں ہیں۔ لڑکی بھی اچھی ہے..... لیکن ایک بار پھر سوچ لو..... مجھے اپنے باپ کے سامنے شرمندہ نہ کرانا۔“

مائیکل نے اس کی طرف ایسی نظر دیں سے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو۔ ”سوچنے کا ہوش کس کم بخت کو ہے؟“

اتوار سے پہنچا فیب مائیکل کے لئے ایک سینڈ ہینڈ افیار میں گاڑی خریدا۔ گاڑی پرانی لیکن عمدہ حالت میں تھی۔ رقم مائیکل کو پہلے ہی مل چکی تھی اور وہ بس کے ذریعے پار ہو جا کر لڑکی اور اس کے گھر والوں کے لئے تھائیف خرید لایا تھا۔ ابے معلوم ہو چکا تھا کہ لڑکی کا نام لو نیا تھا۔ وہ اب ہر رات اسی کے خواب دیکھتا تھا۔

اتوار کو مائیکل گاڑی میں کیفے جا پہنچا۔ کیلو اور فیب پچھلی سیٹ پر بیٹھے تھے۔ کیفے اس روز بند تھا لیکن وٹیلی ان کے انتظار میں بیٹھا تھا۔ مائیکل نے دونوں بادھی گارڈز کو دیا۔ رکنے کے لئے کہا اور وٹیلی کے ہمراہ پیدل اس کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ سفر تو مختصر ہی تھا لیکن اس میں پہاڑی پر چڑھائی بھی شامل تھی۔ عام حالات میں شاید تھائیف کے پیکٹ اٹھا کر پہاڑی پر چڑھنا مائیکل کو دشوار محسوس ہوتا لیکن اس وقت پہلی نظر کا عشق گویا اسے اڑائے لئے جا رہا تھا۔

مائیکل ایک نک لڑکی کے بھنوی چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ گویا اس کے یا تو ہن میں گردش کرتے خون کی حرکت بھی صاف دیکھ سکتا تھا۔ وہ مرعش لجھے میں بولا۔ امیں نے اس روز باغ میں تمہیں دیکھا تھا..... اگر تم اچاک مجھے دیکھ کر ڈر گئی تھیں تو میں معدہ رت خواہ ہوں..... ”

لوگی نے صرف ایک لمحے کے لئے نظر اٹھا کر دیکھا، پھر اسی شر میلے انداز میں سر جھکا یا۔ اس کی لمبی لمبی سیاہ پلکیں یوں جھکی ہوئی تھیں جیسے اس کی آنکھیں بند ہوں۔ لڑکی کی ماں لی۔ ”بیٹی! اس سے بات کرو گا..... بیچارہ میلوں کا سفر کر کے ہم لوگوں سے ملنے آیا ہے۔ ”

لیکن لڑکی نے تب بھی سر نہیں اٹھایا اور نہ ہی کچھ بولی۔ مائیکل نے شہرے کا غذہ میں پناہوں اس کے تختے کا پیکٹ اس کی طرف بڑھایا۔ لڑکی نے پیکٹ لے کر گود میں رکھ لیا لیکن سے کھولنا نہیں..... اور بدستور سر جھکائے بیٹھی رہی۔

”اے کھولو گا..... لو نیا!“ لڑکی کی ماں نے کہا لیکن لو نیا نے اب بھی اس کی رایت پر عمل نہیں کیا اور اسی طرح شر میلے انداز میں سر جھکائے بیٹھی رہی۔ آخر ماں نے ہی پیکٹ کھولا اور اس میں سے برآمد ہونے والے تمیلیں ڈبے کو دیکھ کر ہی مرعوب نظر آنے لگی۔ بے میں سے سونے کی موٹی سی خوبصورت چین برآمد ہوئی۔ چین صرف قیمتی ہی نہیں..... بلکہ سلی کی روایت کے مطابق اس قسم کا تختہ اس بات کا اشارہ بھی تھا کہ تختہ سینے والا شادی کے معاملے میں نہایت سنجیدہ تھا۔

لڑکی نے ایک بار پھر صرف ایک لمحے کے لئے سر اٹھا کر مائیکل کی طرف دیکھا اور فوٹا دوبارہ نظریں جھکاتے ہوئے نہایت دھمکی اور مترنم آواز میں بولی۔ ”شکر یہ.....

اس کی آواز بھی اس کی شخصیت کی طرح خوبصورت تھی۔ مائیکل کے دل میں نظری لہنیاں سی نجاحیں۔ لو نیا کی شخصیت میں ایک عجیب اجلان پن اور اچھوتا پن تھا۔ ایک انوکھی

اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ وہ واقعی کرے کے اندر وہی دروازے پر کھڑی تھی۔ اس نے صرف ایک نظر مائیکل کی طرف دیکھا اور شر میلے انداز میں سر جھکا لیا۔ اس کی چاندنی جیسی رنگت میں شفق کی لائی شامل ہو گئی۔ اس نے بالوں میں یا بالا پر کوئی پھول نہیں لگایا ہوا تو لیکن اس کے وجود سے پھولوں کی خوبصورتی تھی۔ مائیکل نے یہی خوبصورتی محسوس کر کے سرہ کر دیکھا تھا۔ لڑکی کا لباس بتا رہا تھا کہ اس نے بھی آج کے دن کے لئے خصوصی اہتمام کر رہا تھا۔ ”آؤ..... آؤ..... یہاں نیچھو لو نیا!“ لڑکی کی ماں نے اسے جلایا اور اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

وہ سر جھکائے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی آئی اور اپنی ماں کے پاس کا واقع پر بیٹھ گئی۔ ایک بار پھر مائیکل کی سانس اس کے سینے میں اٹکنے لگی اور خون گویا آتش سیال بن کر اس نکی کنپیوں میں ٹھوکریں مارنے لگا۔ اس لمحے اسے یہ احساس بھی ہوا کہ وہ اس لڑکی کو کوئی اور کی ہوتے دیکھنے نہیں سکتا۔ وہ شاید اس مرد کو قتل کر دے گا جو اسے چھوٹے کی بھی کوشش کرے گا۔

اسے پالینے اپنا بنا لینے اور اپنے قبضے میں کر لینے کی خواہش اس کے دل میں آڑ شدید تھی کہ صبر کرنا اسے ناممکن محسوس ہو رہا تھا۔ کسی بخیل کو سونے کے سکوں کی..... کسی خانہ بد و دش کو گھر کی..... اور کتنے ہی دنوں سے صحرائیں بھکتے کسی مسافر کو پاڑ کی..... یا کسی جاں برابر مریض کو ددا کی طلب چتنی شدت سے ہو سکتی تھی..... مائیکل کے خیال میں اس کی طلب ان سب سے کہیں زیادہ شدید تھی۔ اس کی کیفیت کو شاید کسی نہ کسی حد تک لڑکی کے گھر والوں نے بھی محسوس کر لیا تھا۔ انہوں نے شاید یہ بھی محسوس کر لیا تھا کہ اس کا تعلق بہر حال کسی بڑے خاندان سے تھا۔ اس کے ٹیز ہے جڑے کو بھی کسی نے ناپسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا تھا کیونکہ دوسری طرف سے اس کے چہرے کو دیکھ کر اندازہ کرنا مشکل نہیں تھا کہ جڑا اٹیز ہا ہونے سے پہلے وہ کتنا وجدیہ رہا ہو گا۔

وٹلی نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔ تینوں افراد چہل قدمی کے سے انداز میں چلتے ہوئے پہاڑی پر چڑھنے لگے تو لوئیا کی ماں ان سے کچھ پیچھے رہ گئی۔ وہ باتیں کرتے ہوئے چلتے جا رہے تھے۔ ناہموار راستے کی وجہ سے وہ کچھی ہولے سے ایک دوسرے سے تکرا بھی جاتے تھے اور ہر بار مائیکل کے جسم میں سننی دوڑ جاتی تھی جیسے وہ کوئی تو خیز لڑکا ہو اور زندگی میں پہلی بار کسی لڑکی سے مکرایا ہو۔

ایک جگہ تو لوئیا لڑکھڑا کر گرنے بھی گئی۔ مائیکل نے فوراً سنجا لاؤ اور سہارا دے کر گرنے سے بچایا۔ عقب سے اس کی ماں نے بلند آواز میں پیار بھرے انداز میں ڈانٹھے ہوئے سنجل کر چلنے کی تلقین کی۔ وہ دونوں نہیں دیکھ سکے کہ اس وقت لوئیا کی ماں کے ہونتوں پر خفیہ سی مسکراہٹ تھی اور وہ دل ہی دل میں سوچ رہی تھی کہ اس کی بیٹی تو اس وقت سے اس پہاڑی پر چڑھ رہی تھی جب سے اس نے چلنا سیکھا تھا اور جب سے ذرا بڑی ہوئی تھی تب سے تو یہاں قلائقیں بھرتی پھر رہی تھی اور آج تک وہ اس طرح نہیں لڑکھڑائی تھی۔

وہ ہفتہ اسی طریقہ ان کی ملاقاتیں جاری رہیں لیکن یہ ملاقات تک تباہی میں نہیں ہوتی تھیں۔ اس دوران کوئی نہ کوئی تیرا فرود موجود ہوتا تھا تاہم اب لوئیا بلا جھجک مائیکل سے بات کرنے لگی تھی۔ گویا وہ ایک کم عمر تقریباً ان پڑھ اور دیہاتی سی لڑکی تھی لیکن اس کی مخصوصیت اس کے اچھوتے پیکر اور اس کے وجود کی تازگی نے گویا مائیکل کو اپنا اسیر بنا لیا تھا۔ لوئیا کی بھی ہر ادا سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ بھی اسے پرستش کی حد تک چاہئے گئی تھی۔ مزید دو ہفتے بعد ان کی شادی ہو گئی اور مائیکل کو گویا ایک نئی زندگی مل گئی۔ وہ جن تجربات سے گزر رہا تھا وہ گویا اس سے پہلے اسے زندگی میں کبھی ہوئے ہی نہیں تھے۔ لوئیا تو گویا اس کی پوچھ کرنے لگی تھی اور وہ بھی جیسے لوئیا کا دیوانہ ہو گیا تھا۔

شادی کے بعد پہلے ہفتے میں وہ کئی بار پنک پر گئے اور اورہ اور خوب گھوے پھرے لیکن پھر ایک روز ڈون نوما نے علیحدگی میں اس سے ملاقات کی اور اسے سمجھایا کہ ایک مقامی

تازگی اور پاکیزگی تھی۔ یہ چیزیں اس نے امریکا کیا کسی اور ملک میں کسی لڑکی میں محسوس نہیں کی تھیں۔

آخر کار وہ جانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ تمام اہل خانہ نے اس سے باری باری مصافحہ کیا جن میں لڑکی بھی شامل تھی۔ اس کا ناٹک مرمریں ہاتھ اس کے ہاتھ میں آیا تو اس کے لس سے اس کی کپنیاں پہلے سے بھی زیادہ سنتا نہ گیں۔ اس نے بمشکل اپنا ہاتھ پیچے کیا کہ طویل مصافحہ کو کہیں اس کی بد تیزی اور بد تہذیبی نہ سمجھا جائے۔

وہ سب لوگ اسے دروازے تک چھوڑنے آئے۔

لوئیا کے والدین نے مائیکل کو آئندہ اتوار کو کھانے پر آنے کی دعوت دی تھی لیکن اس نے محسوس کیا کہ وہ لوئیا کو دوبارہ دیکھنے کے لئے ایک ہفتہ انتظار نہیں کر سکتا۔ وہ دوسرے روز ہی لوئیا کے والد و شیلی سے گپ شپ کرنے کے بہانے ان کے کیفے جا پہنچا۔ سینور و شیلی اس کے ساتھ کیفے کے برآمدے میں بیٹھے کچھ دیر گپ شپ کرتے رہے پھر انہوں نے ایک ملازم کے ذریعے اپنی بیوی اور بیٹی کو بلا بھیجا۔ وہ گویا مائیکل کا اصل مطلب سمجھ گئے تھے اور انہیں شاید اس پر ترس آگیا تھا۔

اس روز مائیکل اپنے باڑی گاڑڑ کو بھی ساتھ نہیں لے گیا تھا۔ اس بار لوئیا بھی کم شرعاً رہی تھی اور مائیکل سے تھوڑی بہت بات چیت بھی کر رہی تھی۔

دوسرے روز بھی مائیکل وہاں جا پہنچا اور اس روز بھی و شیلی نے اپنی بیوی اور بیٹی کو بلوالیا۔ اس روز لوئیا آئی تو اس نے سونے کی وہ مولیٰ سی چین گلے میں چینی ہوئی تھی جو مائیکل نے اسے تھنے میں دی تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اس نے مائیکل کو قبول کر لیا تھا۔ اس کی اور مائیکل کی عمر میں خاص افرق تھا اور مائیکل کا جبرا بھی میزھا تھا لیکن لوئیا گویا ان باتوں کو خاطر میں نہیں لارہی تھی۔ ان چیزوں کی طرف گویا اس کی نظری نہیں تھی۔ اس کی نظریوں میں تو مائیکل کے لئے بس محبت ہی ہوتی تھی۔

اس روز ماس بیٹی کو واپس گھر چھوڑنے کی ذمے داری بھی مائیکل نے ہی لے لی اور

بھرے اسے پال رہا جانا تھا۔

دوسرے روز ناشتے کے بعد مائیکل نے اپر کی منزل سے اپنے کمرے کی کھڑکی سے نیچے جانکا تو فیب کو باغ میں ایک کری پر بیٹھے پایا اس کی گن قریب ہی تپائی کے سہارے کھڑی تھی۔

مائیکل نے اب سے پکارا اور کہا۔ ”گاڑی نکالو تھوڑی دیر میں مجھے یہاں سے روانہ ہوتا ہے۔ کیلو کہاں ہے؟“

”کیلو کچن میں کافی پی رہا ہے.....“ فیب نے اٹھتے ہوئے جواب دیا پھر پوچھا۔ ”کیا آپ کی بیوی بھی آپ کے ساتھ جائے گی؟“

مائیکل نے آنکھیں سیکھ کر اس کی طرف دیکھا۔ اس لمحے اسے احساس ہوا کہ کچھ نوں سے فیب کی نظر میں اکثر لوئیا کا تعاقب کرتی رہتی تھیں۔ لوئیا جب بھی اس کے سامنے اپر ادھر کہیں جاتی تھی وہ پر خیال انداز میں اس کی طرف دیکھتا رہتا تھا۔

پھر مائیکل نے یہ سوچ کر خود کو تسلی دی کہ اس بات سے اسے تشویش میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ یہاں کے ڈون کا مہرہ ان اور اس کے دوسرے کا یہ اتنا فیب جیسے اگل اس کی بیوی سے چھیڑ چھاڑ یا کوئی غلط حرکت کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے تھے۔ اس کا سیدھا سامطلہ موت تھا۔

”ہاں.....“ مائیکل نے سر دھمہری سے جواب دیا۔ ”ہمارے ساتھ جائے گی لیکن اس کے والدین کے گھر اتارتا ہے۔ وہ چند دن بعد میرے پاس آئے گی۔“

اس نے منہ ہاتھ دھویا اور نیچے کچن میں جا کر ناشتہ کرنے لگا۔ لوئیا نے اپنے ہاتھ سے ناشتہ تیار کر کے اس کے سامنے رکھا اور خود باہر چل گئی۔ مائیکل ناشتے سے فارغ ہو رہا تھا کہ کیلو کچن میں آیا اور بولا۔ ”کیا میں آپ کا بیگ گاڑی میں پہنچا دوں؟“

”نہیں..... بیگ میں خود ہی لے آؤں گا۔ لوئیا کہاں ہے؟“

”وہ باہر گاڑی میں ڈرائیور گ سیٹ پر بیٹھی ہے اور گاڑی اسٹارٹ کرنے کے لئے

لڑکی سے شادی کی وجہ سے وہ پورے علاقے کے لوگوں کی نظر میں آگیا ہے اور اس کے اب احتیاط بر تنا ضروری تھا کیونکہ نیویارک میں بیٹھے ہوئے کار لیون ٹیکلی کے دشمنوں میں ہاتھ یہاں تک بھی پہنچے ہوئے تھے۔ آخر وہ بھی یہیں سے گئے ہوئے لوگوں کی سلیں تھیں۔ ڈون نو مانے اب تو ولائی چار دیواری سے باہر بھی حفاظت کے لئے گارڈز آئندہ کر دیئے تھے جبکہ چار دیواری کے اندر فیب اور کیلو پہرہ دیتے تھے ڈون نو ماخا صافر من نو آتا تھا۔ پال رہمیں نئی مافیا کے لوگوں سے اس کی چیقلش بروحتی جا رہی تھی۔

مائیکل نے اس کی بات سنجیدگی سے سنبھالی اور اپنی نقل و حرکت محدود کر دی۔ وہ زیادہ گھر میں ہی رہنے لگا اور لوئیا کو پڑھنا لکھتا سیکھانے کی بھی کوشش کرتا۔

پھر ایک روز ڈون نو مال رہم سے ویس آیا تو اس کے چہرے پر غیر معمولی سنجیدگی تھی۔ وہ مائیکل کو ایک طرف لے گیا اور نہایت رنجیدہ لمحے میں اس نے مائیکل کو بتایا کہ پال رہم اسے خصوصی ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ نیویارک میں سی کوٹل کر دیا گیا ہے.....!

سی کے قتل کوئی ماگز رچکے تھے اور اس نبڑے میں مائیکل کو جو دھچکا پہنچا تھا اس کے اثرات کافی حد تک کم ہو چکے تھے۔ ایک روز ڈون نو مانے اسے بتایا۔ ”تم علاقے کے بین زیادہ لوگوں کی نظر میں آگئے ہو اور میں تمہاری سلامتی کی طرف سے بہت فکر مند ہوں۔ تم نے فیصلہ کیا ہے کہ تم میاں بیوی کو ایک اور جگہ منتقل کر دیا جائے جو زیادہ محفوظ ہے۔“

کوشش کریں گے کہ کم سے کم لوگوں کو اس جگہ کے بارے میں علم ہو۔ تم خود بھی وہاں نہایت احتیاط سے رہنا اور خود کو زیادہ سے زیادہ پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتا۔ ڈاکٹر تازا سے بھی ذکر نہ کرتا کہ تم کہیں اور منتقل ہو رہے ہو۔ فیب اور کیلو بدستور بادی گارڈ کے طور پر تمہارے ساتھ رہیں گے اور گاڑی میں تمہارے ساتھ جائیں گے۔ وہ جگہ زیادہ محفوظ ہے۔“

لوئیا ان دنوں امید سے تھی اور پچھلے دنوں کے لئے اپنے گھر جانا چاہتی تھی۔ ملے ہے کہ فی الحال لوئیا کو اس کے والدین کے گھر پہنچا دیا جائے گا۔ بعد میں وہ وہیں براہ راست مائیکل کی نئی پناہ گاہ پر آ جائے گی۔ ڈون نو مانے اسے اسی رات خدا حافظ کہہ دیا کیونکہ مجھ میں

ان کے سوا کچھ باقی نہیں رہا تھا!

☆.....☆

مائیکل کو ایک ایسے کرے میں ہوش آیا جہاں روشنی کے لئے مٹی کے تیل کا صرف ایک لیپ موجود تھا۔ جلد ہی اسے اندازہ ہو گیا کہ اسے نہایت رازدار انداز میں اس کمرے میں رکھا گیا تھا۔ ڈاکٹر نا زا اس کے قریب موجود تھا جو اس کمرے سے ہسپتال کے کمرے کا سا کام لینے کی کوشش کر رہا تھا۔ ڈون ٹوما بھی وہاں موجود تھا۔ ڈاکٹر نا زا نے گویا نے سرے سے اس کا معاونہ کیا اور ڈون کو مطلع کیا۔ ”اب اس کی حالت بہت بہتر ہے۔ اب اس سے بات چیت کی جا سکتی ہے۔“

ڈون نے اپنی کرسی مائیکل کے بیڈ کے قریب کھینچ لی اور پنج آواز میں بولا۔ ”مائیکل! تمہیں ایک ہفتے بعد ہوش آیا ہے۔ فیب غائب ہو چکا ہے۔ یہ یقیناً اسی کی کارستانی تھی۔ تمہارے بارے میں مشہور ہو چکا ہے کہ تم مر چکے ہو اور میں اس تاثر کی تصدیق کر رہا ہوں۔ اس طرح تم محفوظ رہو گے اور تمہاری جان کو مزید خطرہ لاحق نہیں ہو گا۔ اس وقت تم میرے ایک فارم ہاؤس میں ہو جو پہاڑوں کے درمیان واقع ہے۔ میرا تمہارے والد کے ساتھ پیغامات کا تبادلہ ہوا ہے۔ جلد ہی وہ ہمیں امریکا واپس ٹلوانے کے انتظامات کر رہے ہیں۔“ شاید مائیکل کی آنکھوں میں سوال پڑھ کر ڈون ٹومانے مزید کہا۔ ”پالرمو میں نہیں مافیا سے اپنا بیک اٹھا کر نیچے آ گیا۔ غیمت تھا کہ ڈاکٹر نا زا ابھی تک سورہ تھا۔ مائیکل اس سامنے رخصت ہونا نہیں چاہتا تھا۔ وہ دروازے سے نکلا تو لوٹیا نے دور سے ہی اسے دیکھا اور ہاتھ ہلایا۔ وہ گویا اس کے استقبال کے لئے پہلے ہی سے گاڑی اشارت کر لینا چاہتا تھی۔ اس لئے اس نے اکنیش میں چابی گھمائی۔

دوسرے ہی لمحے اتنا زور دار ہوا کہ ہوا کہ مائیکل پکن کی دیوار سے مکرا کر دیوار جا گرا۔ اسے احساس تھا کہ کچھ چیز دل کے گلزوں اس پر گزہ ہے تھے۔ اسے یوں لگا جیسے اس کا نوں کے پردے پھٹ گئے ہیں اور اس کی ساعت میں صرف سائیں سائیں کی ہی آدمیوں کے چڑھتے ہیں۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندر ہر اچھا چھارہ تھا لیکن بے ہوش ہونے پہلے اس نے اتنا ضرور دیکھ لیا کہ گاڑی کے پر نیچے اڑ چکے تھے۔ اس کے صرف چار دلائی اپنی جگہ کھڑے رہ گئے تھے یا پھر دہائیکسل وغیرہ نظر آرہے تھے جن کے ذریعے پہلے ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے۔

بے چین ہے۔“ کیلومکراتے ہوئے بولا۔ ”لگتا ہے امریکا جانے سے پہلے وہ امریکہ لڑکیوں والے سارے کام یکھلے گی۔“

فیب کو بلا لو اور گاڑی میں میرا انتظار کرو۔ میں ابھی آیا۔“ یہ کہہ کر مائیکل دوبارہ اور اپنے بیڈروم میں آیا۔ اس کا بیگ تیار رکھا تھا۔ اسے اٹھانے سے پہلے اس نے کمری کے جھاںک کر نیچے دیکھا۔ کیلو کھانے پینے کے سامان کی باسکٹ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر رکھ رکھا۔ گاڑی احاطے میں کھڑی تھی اور لوٹیاڑ رائیوگ سیٹ پر بیٹھی، اسٹرینگ و نیل کوادر اور گھما کر بچوں کی طرح خوش ہو رہی تھی۔

پھر اس کی نظر فیب پر پڑی۔ وہ گیٹ سے باہر جا رہا تھا۔ جاتے جاتے اس۔ دزدیدہ سے انداز میں گاڑی کی طرف دیکھا۔ مائیکل کو اس کا انداز کچھ عجیب سا لگا۔ شاید اس کی کام سے باہر جا رہا تھا لیکن جاتے جاتے بھی لوٹیا کو ایک نظر دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مائیکل دل ہی دل میں اس کے لئے غصے اور تاپسندیدگی کی ایک لہر محسوس کر رہے ہوئے اپنا بیگ اٹھا کر نیچے آ گیا۔ غیمت تھا کہ ڈاکٹر نا زا ابھی تک سورہ تھا۔ مائیکل اس سامنے رخصت ہونا نہیں چاہتا تھا۔ وہ دروازے سے نکلا تو لوٹیا نے دور سے ہی اسے دیکھا اور ہاتھ ہلایا۔ وہ گویا اس کے استقبال کے لئے پہلے ہی سے گاڑی اشارت کر لینا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے اکنیش میں چابی گھمائی۔

دوسرے ہی لمحے اتنا زور دار ہوا کہ ہوا کہ مائیکل پکن کی دیوار سے مکرا کر دیوار جا گرا۔ اسے احساس تھا کہ کچھ چیز دل کے گلزوں اس پر گزہ ہے تھے۔ اسے یوں لگا جیسے اس کا نوں کے پردے پھٹ گئے ہیں اور اس کی ساعت میں صرف سائیں سائیں کی ہی آدمیوں کے چڑھتے ہیں۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندر ہر اچھا چھارہ تھا لیکن بے ہوش ہونے پہلے اس نے اتنا ضرور دیکھ لیا کہ گاڑی کے پر نیچے اڑ چکے تھے۔ اس کے صرف چار دلائی اپنی جگہ کھڑے رہ گئے تھے یا پھر دہائیکسل وغیرہ نظر آرہے تھے جن کے ذریعے پہلے ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے۔

یکل نے اس پر اتنا بھی مجروس نہیں کیا تھا کہ جاتے وقت اپنے بارے میں کچھ بتا جاتا۔ اسے دل کے کسی گوشے میں اس خاموش ٹکوے کے ساتھ ساتھ یہ امید بھی جاگزیں رہی کہ بھی نہ کبھی اس کے نام پر مائیکل کا کوئی خط یا پیغام ضرور آئے گا۔

ایک طویل عرصے بعد اس کا ایک تقریب کے سلسلے میں نیویارک جانا ہوا تو وہ ہٹل ر نہ ہری۔ ہٹل کے درود یوار سے پہنچی ہوئی یادوں نے گویا اس پر حملہ کر دیا۔ یہی وہ جگہ تھی جاں اس نے مائیکل کے ساتھ زندگی کے وہ حسین لمحے گزارے تھے جن کی یاد کی خوبصورتی سے بھی سوچوں کی دنیا مبکن لگتی تھی۔

ایہ ہٹل سے اس نے گویا بے اختیاری کے سے عالم میں ایک بار پھر ماما کار لیوں کو ن کر لیا۔ تقریباً ڈھائی سال بعد ان کے درمیان بات ہو رہی تھی۔ اپنا نام بتا کر کنے چاہا۔ "آپ نے مجھے پہچانا؟"

"ہاں..... ہاں..... پہچان لیا۔" ماما کار لیوں نے اپنی کھرد ری اور شکست ریزی میں کہا۔ "بہت عرصے بعد فون کیا تم نے..... کیا شادی کر لی؟"

"نہیں..... نہیں..... میں..... میں..... بس مصروف رہی۔" کے بولی رپھر پوچھے بغیر نہ رکھی۔ "مائیکل کا کوئی پیغام آیا..... وہ خیریت سے تو ہے؟"

"مائیکل تو گھر آچکا ہے..... کیا وہ تم سے نہیں ملا؟ اس نے تمہیں فون بھی نہیں یا؟" ماما کار لیوں نے قدرے حرمت سے پوچھا۔

اس سے کہیں زیادہ حرمت خود کے کوئی نہ کر ہوئی کہ مائیکل گھر آچکا تھا۔ اس نے سے فون تکمک کرنے کی زحمت نہیں کی تھی۔ اس کا دل مجرور سا ہو گیا۔ اسے اپنی محبت کی یہن کا احساس ہوا اور اس کا جی چاہا کہ بچھوٹ پچھوٹ کر دنے لگے۔

اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے اس نے شکست سے لبھنے میں پوچھا۔ "اکب سے گھر آیا ہوا ہے؟"

"اسے تو آئے ہوئے چھ ماہ ہو گئے۔" ماما کار لیوں نے اطمینان سے جواب دیا۔

بے ہوش ہونے سے پہلے دیکھا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر ایک سفاک سی مسکراہٹ ابھری اور وہ سرگوشی کے سے انداز میں ڈون ٹوما سے مخاطب ہوا۔ "ملا۔ ٹکل کے تمام چے واہوں میں یہ بات پچھیلا دو کہ جو آدمی تمہیں فیب کا سراغ دے گا۔ اسے تم انعام کے طور پر ایک بہترین فارم دو گے۔"

اس کی مسکراہٹ دیکھ کر اور اس کی بات سن کر ڈون کے چہرے پر طہارت آئی۔ ایک لمحے کی خاموشی کے بعد مائیکل بولا۔ "پاپا کو پیغام بھجوادیا کہ وہ مجھے جلدی بلوانے کی کوشش کریں اور میری طرف سے یہ بھی کہلوادیا کہ اب میں صحیح معنوں میں ان کا پیٹا بن کر زندگی گزاروں گا۔"

ہاہم مائیکل کی صحت بحال ہونے میں ایک مہینہ لگ گیا اور ہر یہ دو میں ان کی واپسی کے انتظامات ہونے میں لگ گئے۔ آخر کار وہ راز دارانہ انداز میں ایک روز پارلر موبنچا۔ وہاں سے وہ ہوائی جہاز کے ذریعے روم..... اور روم سے نیویارک پہنچ گیا۔

☆.....☆

تعلیم سے ناٹر غیر ہونے کے ابتدہ کے نہ ہپٹا اڑ کے ایک اسکول میں بچہ کے طور پر ملازمت کر لی تھی۔ مائیکل کے غائب ہونے کے بعد ابتدائی چھ ماہ کے دوران وہ تقریباً ہفت ماما کار لیوں کو فون کر کے مائیکل کے بارے میں پوچھتی رہی۔

ماما کار لیوں اس سے ہمیشہ مشیقانہ انداز میں بات کرتی تھیں آخر میں بھی کہتی۔ "تم بہت اچھی لڑکی ہو..... لیکن مائیکل کو بھول جاؤ اور اپنے لئے کوئی اچھا سائز کا تلاش کر کے شادی کرلو۔"

اسکول میں ملازمت کرنے کے بعد رفتہ رفتہ اس کا ماما کار لیوں کو فون کرنے کا سلسلہ نوٹ گیا۔ دو سال یونہی گزر گئے۔ اس دوران کے کسی کسی اور مرد سے راہ رسم نہیں بڑھی۔ اس کا دل ہی نہیں چاہا۔ مائیکل کے بعد اسے کوئی اچھا ہی نہیں لگا..... اور مائیکل کا تصور اس کے ذہن سے مکمل طور پر محو ہیں ہو سکا۔ کبھی کبھی اسے یہ سوچ کر دکھی ہوتا کہ

انہ مان سے اسے آنے کے لئے کہا تھا کہ اس کی ایسا کرنے کی ہمت نہیں
..... اور پھر شاید اس کے لاشور میں کہیں شاید مائیکل کو دیکھنے کی خواہش بھی کار
نگی۔

وہ جب بیکسی کے ذریعے مال پر پہنچی تو گیٹ پر تعینات گارڈ زنے اسے کرایہ بھی ادا
کرنے دیا۔ کرایہ ایک گارڈ نے خود ادا کیا اور اسے نہایت عزت اور احترام سے اندر
جایا گیا۔ اس کے لئے گھر کا دروازہ خود ماما کارلیون نے کھولا اور بہت محبت سے اسے
لے گیا۔ پھر چیچے ہٹ کر اس کا سرتاپا جائزہ لیتے ہوئے ستائی لبجے میں بولی۔ ”تم ایک
ہروت لڑکی ہو..... لیکن میرے جیٹے بہت بے وقوف ہیں۔ انہیں اچھی لڑکوں
لدر ہی نہیں ہے۔“

پھر وہ کئے کو پہن میں لے آئیں اور کھانے پینے کی چیزوں سے اس کی تواضع
نے کے دوران بولیں۔ ”مائیکل ذرا کام سے باہر گیا ہوا ہے۔ تھوڑی دیر میں آجائے گا۔
میں دیکھے گا تو حیران رہ جائے گا۔“

مگر ہوایہ کہ جب وہ آیا تو ”کے خود ایسے آپ پر حیران رہ گئی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ
ہری سے نہایت رکی انداز میں اسے ”بلو“ کہے گی اور اگر اس نے کوئی بات کی تو پاٹ
میں بلکہ حتی الامکان رکھائی سے اس کا جواب دے گی۔ مگر جب وہ آیا تو وہ گویا یہ سب
ل بھول گئی۔

”کے نے پہن کی کھڑکی سے ہی اسے دیکھ لیا تھا۔ اس کی گاڑی ذرا سیوے میں آ کر
آگئی۔ پہلے دو آدمی اترے جو غالباً اس کے باڑی گارڈ تھے۔ پھر مائیکل اتر۔ اس نے چند
لان دوتوں سے کوئی بات کی۔ اس کے چہرے کا وہ حصہ کے کی طرف تھا جو سے اس
اٹھا تھا۔ اس لفظ سے کے کو اس کی وجہت میں کوئی کمی محسوس نہیں ہوئی لیکن نہ
لے کیوں اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ یہ نیڑھاپن کچھ ایسا تھا جیسے کسی نے ایک خوبہ
لے جسکے کے چہرے پر کچھ مار دیا ہو۔“

اس کا دل کچھ اور کٹ کر رہ گیا۔ اس احساس سے اسے شرم بھی محسوس ہوئی کہ ماما کارلیون
سچ رہی ہوں گی کہ ان کے بیٹے کو اس لڑکی کی اتنی بھی پروانہ نہیں کہ واپس آنے کے بعد
ماہ کے اندر اسے ایک بارہی فون کر لیتا..... اور یہ لڑکی اب بھی اس کے بارے میں
پوچھتی رہتی تھی۔

شرم اور خجالت کے احساس سے اس کی کپنیاں تپنے لگیں۔ پھر اسے ماما کارلیون
پر..... بلکہ تمام غیر ملکیوں پر غصہ آنے لگا۔ شاید سارے ہی غیر ملکی ایسے کھوڑ ہوں
تھے۔ وہ محض وضعداری تھا نے کے لئے یا رسمًا بھی چھوٹے موٹے آداب زندگی یادیں
رکھ سکتے تھے۔

انا کے سہارے اس نے اپنے لبجے کو ہمار زکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہ
”بس..... مجھے یہی معلوم کرنا تھا کہ وہ خرود عافیت سے ہے۔ میں آئندہ فون کر
آپ کو زحمت نہیں دوں گی۔“

ماما کارلیون گویا اس کی کوئی بات ہی نہیں سن رہی تھیں۔ وہ اپنی دھن میں بولیں
”تم نیکسی پکڑ دو اور ڈاکٹ آ کر مائیکل کو حیران کر دو۔ میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔“
”نہیں، مسز کارلیون! میں ایسا نہیں کر سکتی۔“ کے نے اپنے لبجے میں سردمہری لالہ
کی کوشش کی۔ ”جب وہ مجھ سے ملنا نہیں چاہتا تو میں کیوں خواہ مخواہ اسے.....
آپ لوگوں کو زحمت دوں۔ اگر اسے مجھ سے ملنے کی خواہش ہوتی تو اس نے کم از کم
واپس آنے کے بعد مجھے فون کیا ہوتا۔“

”لڑکی! تم بالکل ہی بے وقوف ہو.....“ ماما کارلیون دھیرے سے نہیں
”تم اس سے ملنے تھوڑا ہی آؤ گی۔ تم مجھ سے ملنے آؤ۔“ بس..... اب میں زیادہ با
نہیں سنوں گی۔ میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔ میں باہر گیٹ پر آدمیوں کو بھی کھلواد
ہوں۔“ یہ کہہ کر ماما کارلیون نے فون بند کر دیا۔

”کے چاہتی تو دوبارہ فون کر کے کہہ سکتی تھی کہ وہ نہیں آئے گی لیکن ماما کارلیون۔“

نوجوان موگرین کو خرید کر دیا تھا۔ موگرین نے اس میں اپنا سرمایہ بھی لگایا تھا اور کافی سے ہوٹل کو وہی چلاتا آ رہا تھا۔ اب پیشتر معاملات فریڈ نے سنبھال لئے تھے۔

موگرین کی شہرت مقامی ڈون اور ایک سنک قائل کی تھی۔ عام سے بدمعاش اس نام سے بھی کاپنے تھے۔ وہ اس قدر سندھ مزاج تھا کہ فریڈ کو بھی بری طرح جھاڑ دیتا تھا۔ یہ کی حرکتیں کچھ ایسی تھیں کہ وہ خاموشی سے موگرین کی ڈانٹ پھٹکار سن لینے میں ہی نہ سمجھتا تھا۔ سخت یا ب ہونے کے بعد سے اس نے کچھ زیادہ ہی عیاشی کار است اپنالیا۔

قتل ہونے سے پہلے سنی کے لوی نامی جس لڑکی سے تعلقات تھے وہ بھی لاس ویگاس ہا آگئی تھی اور اسی ہوٹل میں ملازمت کر رہی تھی۔ اس نے کچھ عرصے تو یہہ ہو جانے والی کی عورت ہی کی طرح سنی کی موت کا سوگ منایا تھا لیکن پھر رفتہ رفتہ زندگی کے میدان میں نہ پاؤں مارنے لگی تھی۔

دل میں سنی کی یاد کا زخم مندل ہوا تو اسے ایک شخص کا جذبہ باتی سہارا بھی مل گیا۔ اس کا مڈاکٹر جوول تھا۔ وہ ایک قابل ڈاکٹر تھا لیکن اپنی غلطی کی وجہ سے ایک کیس میں موت ہو رچند سال کے لئے اپنالا اسنس معطل کر دیا تھا اور اب ڈھکے چھپے انداز میں یہاں چھوٹی ہلی طبی خدمات انجام دے کر گزر اوقات کر رہا تھا۔

ہدایت کار اور فلم ساز جو نی بھی ان دنوں دیں تھا۔ ایک روز ہوٹل میں جو نی میٹھوڑ آدمی کو لوی کے پاس موجود پا کر اڈاکٹر جوول حیران رہ گیا تھا لیکن لوی نے یہ بتا رہا کی جیرت دور کر دی تھی کہ بچپن میں وہ جو نی اور نیو تینوں ایک ہی محلے میں رہتے تھے دو یہیں اکٹھے کھیل کو دکر جوان ہوئے تھے۔

جو نی کی وجہ سے نیو بھی دیں آ کر رہنے لگا تھا۔ اس کی صحت تیزی سے گر رہی تھی۔ وہ بندیوں کا ڈھانچہ بن پکا تھا۔ آخر کار اس کے بارے میں تشخیص ہوئی تھی کہ اس نوں کا کینسر ہے۔

وہ اندر آیا تو اس کے کو دیکھ کر ذرا چونکا اور مسکرا دیا۔ دوسرے ہی لمحے کے نے اپنے آپ کو اس کے بازوؤں میں پایا۔ وہ اس کے سینے سے گلی پھوٹ پھوٹ کر رورہی تھی اور وہ اسے تسلی دینے والے انداز میں صرف تھکیاں دے رہا تھا مذہب سے کچھ نہیں کہہ رہا تھا۔

چند لمحے بعد وہ اس کا بازو پکڑ کر باہر لے گیا۔ باڑی گارڈز کو اس نے ویسے نہ کہا اشارہ کیا اور اس کے کو گاڑی میں بٹھا کر تیزی سے کہیں روانہ ہو گیا۔ کے کی حالت سنبھال کر اس نے اپنے آنسو پوچھے اور میک اپ درست کرنے کے بعد قد رے معدود رے خواہانہ سے انداز میں بولی۔ ”میرا اس طرح رو دھو کر تمہیں پریشان کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔“

”تم سے کس نے کہا کہ میں اس سے پریشان ہوا ہوں؟“ وہ پس۔ ”یہ تو اچھا ہوا..... رو نے سے تمہارے دل کا غبار نکل گیا۔ مجھے معلوم ہے تم مجھ سے اس بات پر ناراض ہو گی کہ میں جاتے وقت تمہیں اطلاع دے کر نہیں گیا اور پھر تم سے رابطہ بھی نہیں کیا..... لیکن..... تم سمجھنے کی کوشش کرو..... میری کچھ مجبوریاں تھیں.....“

”شاید اب اس پلیس والے اور اس دوسرے آدمی کا اصل قائل پکڑا گیا ہے اس لئے تم لوٹ آئے ہو؟“ کے سادگی سے بولی۔

مائکل نے ایک لمحے کے لئے بغور اس کی طرف دیکھا پھر اساتھ میں سر ہلاتے ہوئے صرف ”ہاں“ کہا۔

باتیں شروع ہوئیں تو جیسے سارے گلے ٹکوے دور ہوتے چلے گئے اور وہ تعلقات کے اسی دور میں واپس آگئے جب جدائی سے پہلے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ان کے درمیان شادی کی باتیں ہونے لگیں۔

ڈون کار لیوں کے مختلطے بیٹھے فریڈ کو یوں تو صدمے سے سنبھلتے اور آرام کرنے کے لئے اس ویگاں بھیجا گیا تھا لیکن پھر وہ دیں رہنے لگا تھا۔ اس ہوٹل اور کیسینو کو وہی چلا رہا تھا جس میں زیادہ شیئر زڈون کار لیوں کے تھے۔ یہ ہوٹل ابتداء میں اس نے مقامی مافیا کے

آخر مائیکل نے اہم ترین موضوع کی طرف آتے ہوئے کہا۔ ”یہ خبر تو تم لوگوں تک پہنچی ہو گی کہ کار لیون فیملی لاس ویگاں منتقل ہونے کے بارے میں سوچ رہی ہے۔ یہ کام جلدی تو نہیں ہو سکے گا۔ ممکن ہے اس میں دو چار سال لگ جائیں..... لیکن یہ بہر حال کافی حد تک طے ہو چکا ہے کہ ”فیملی“ کا مستقبل اب اسی شہر سے وابستہ ہے۔ شروع میں اسی ہوٹل کو کار و باری سرگرمیوں کا مرکز بنایا جائے گا۔ اس میں موگرین کا حصہ ہے۔ اس کی جو رقم بنتی ہے وہ اسے دے کر فارغ کر دیا جائے گا۔“

”کیا ہو ہوٹل سے دستبردار ہونے پر تیار ہو جائے گا؟“ فریڈ نے پر اشتیاق لبھے میں فوراً پوچھا۔

”اے ہونا ہی پڑے گا۔ میں اسے جو پیش کروں گا وہ اسے رو نہیں کر سکے گا۔“ مائیکل نے بظاہر سرسری سے لبھے میں یہ بات کہی تھی لیکن ایک لمحے کے لئے سب چپ ہو چکے۔ سب کو اس کا لہجہ اور انداز ڈون سے مشابہہ محسوس ہوا تھا بلکہ اس کے لبھے میں ایک ایسی سرد ہمہری اور سفنا کی تھی جو انہوں نے ڈون کے لبھے میں کبھی محسوس نہیں کی تھی۔ پھر وہ جوںی سے مخاطب ہوا۔ ”جوںی! ہمیں اس ہوٹل اور کیسینو کو زیادہ بہتر طور پر چلانے کے لئے تمہارے اور تمہاری شو بزنس کے دوسرے معروف دوستوں کے تعاون کی ضرورت پڑے گی۔“

”میں ہر طرح کے تعاون کے لئے تیار ہوں۔“ جوںی نے بلا تامل کہا۔

جب مائیکل ڈاکٹر جوول کی طرف متوجہ ہوا۔ ”ہمارا یہاں اعلیٰ درجے کا ایک اسپتال بھی تعمیر کرنے کا پروگرام ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ تیزی سے پھیلتے ہوئے اس شہر میں ایک ایسے اسپتال کی بڑی گنجائش ہے۔ اس سلسلے میں تم ہمارے بہت کام آسکتے ہو اور کچھ ناخوشگوار واقعات کی وجہ سے تمہارے کیریئر کو جونقصان پہنچ چکا ہے اس کی تلافی کر سکتے ہو۔“

”مجھے کسی مفاد کے بغیر بھی کار لیون فیملی کے لئے اس طرح کی کوئی خدمت انجام

جوںی کی آواز بیٹھنے لگی تھی مگر وہ اس معاملے میں اتنا بے پرواہ تھا کہ اسے اپنا جرزل چیک اپ یا گلے کا معاونہ کرائے چودہ ماہ گزر چکے تھے۔ وہ اب بالکل ہی گانے کے قابل نہیں رہا تھا۔ ڈاکٹر جوول نے ہی اسے اس معاملے میں سنجیدہ ہونے کا مشورہ دیا تھا اور بتایا تھا کہ آواز کا مستقل طور پر بیٹھنا کوئی اچھی علامت نہیں تھی۔

ادھر لاس ویگاں میں یہ حالات تھے۔ ادھر نو یارک میں ڈون کار لیون نے بیٹھنے والے معاشر کو سونپ دیتے تھے اور ”فیملی“ اپنا سارا کار و باری لاس ویگاں منتقل کرنے کے بارے میں غور کرنے لگی تھی۔ لہجی کہ وہ لوگ ”دی مال“ پر واقع تمام جائیداد بھی فروخت کرنے کے بارے میں سوچ رہے تھے۔ یہ خبریں لاس ویگاں بھی پہنچ رہی تھیں۔

پھر ایک روز مائیکل خود بھی لاس ویگاں آن پہنچا۔ وہ اپنے جبڑے کی سر جری کراچکا تھا اور اس کا چہرہ درست دکھائی دینے لگا تھا۔ کئے سے اس کی شادی ہو چکی تھی اور وہ ایک بچے کا باپ بن چکا تھا۔ اس کے گھر میں دوسرے بچے کی آمد آمد تھی۔ ایک نیا باڑی کا گارڈ اس کے ساتھ تھا۔ اس کا نام البرٹ تیری تھا۔ وہ پنچتہ عمر کا آدمی تھا اور اس کا جسم کسی گینڈے کی طرح مضبوط تھا۔ اس کا چہرہ توما سپاٹ رہتا تھا۔ گن اس کی شفاف نیلی آنکھوں سے نتاک جھلکتی تھی۔ اس کے بارے میں لاس ویگاں والوں کو صحیح طور پر کچھ معلوم نہیں تھا۔ انہوں نے بس یہ سن رکھا تھا کہ وہ کوئی سابق پولیس والا تھا۔ مائیکل کے ساتھ ہیگن بھی لاس ویگاں کو ایسا تھا۔

مائیکل کے قیام کے لئے ہوٹل کا بہترین سوٹ مخصوص کیا گیا تھا۔ وہیں رات کی نہایت پر تکلف کھانے کا اہتمام کیا گیا۔ کھانے پر سب موجود تھے۔ موگرین کو البتہ مائیکل کی بذایت پر مد عنہیں کیا گیا تھا۔ مائیکل کا کہنا تھا کہ اس سے وہ سب سے آخر میں ملاقات کرے گا۔ کھانے کے دوران خوب باتیں ہوئیں۔ ایک بات سب نے محور کی..... اور وہ یہ کہ مائیکل کو دیکھ کر لگتا تھا جیسے ڈون جوان ہو کر ان کے سامنے آگئے۔

موجرین اپنا گلاس کسی حد تک پہنچنے کے انداز میں میز پر رکھتے ہوئے تیز لمحے میں لے۔ یہ میں کیا سن رہا ہوں کہ کاریوں فیملی مجھے میرے حصے کے سرماۓ کی ادائیگی کر کے ہوئی اور کیسینو خریدنا چاہتی ہے؟ میں تم لوگوں کو تمہارے سرماۓ کی ادائیگی کر دوں گا۔ تم لے ہوئی اور کیسینو چھوڑ دو۔“ وہ مائیکل سے مخاطب تھا۔

مائیکل چل سے بولا۔“ کیسینو مسلسل خسارے میں جا رہا ہے۔ صرف ہوئی منافع رہا ہے..... اور اگر وہ بھی منافع نہ دیتا تو دونوں چیزیں دیوالیہ ہو جاتیں۔ شاید م انہیں بہتر طور پر چلا سکیں۔“

”بہت خوب!“ موجرین زہریلے لمحے میں بولا۔“ جب تم لوگوں پر براؤقت تھا تو میں نے فریڈ کو یہاں رکھا..... پناہ دی..... اس کی خفاقت کی اور ہوئی کا نظام اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ اب تم لوگ مجھے اس کا صلیہ دے رہے ہو کہ مجھے ہی نکال باہر کر ہے ہو! لیکن ایک بات کان کھول کر سن لو..... مجھے نکالنا اتنا آسان نہیں ہے۔ یہاں یہ راستہ دینے والے دوست بہت ہیں۔“

”تم نے فریڈ کو اس لئے پناہ دی کہ کبھی اسی طرح ہم نے تمہیں یہاں پناہ دی تھی.....“ مائیکل اب بھی چل سے بولا۔“ پھر تمہارے پاس تھوڑا سرماۓ آگیا تو تم اس ہوئی میں حصہ دار بن گئے..... لیکن زیادہ سرماۓ تو ہمارا ہی تھا۔ اس کے علاوہ فریڈ کی خفاقت کی ذمے داری تم نے نہیں..... بلکہ یہاں موجود مولیٰ ناری فیملی نے لی تھی۔ میری بھی میں نہیں آزہا کہ تم کیوں اتنے خفا ہو رہے ہو۔ ہم تمہیں باقاعدہ حساب کتاب کر کے اس سے بھی زیادہ حصہ دیں گے جتنا تمہارا بنتا ہو گا۔ ہوئی کے ساتھ خسارے میں جاتے ہوئے کیسینو کو لے کر تو ہم تمہارے ساتھ بھلائی کر رہے ہیں۔“

موجرین نے نفی میں سر ہلا کیا اور طنزیہ لمحے میں بولا۔ بھلائی نہیں کر رہے..... یہ تمہاری مجبوری ہے۔ کاریوں فیملی کے پاس اب طاقت نہیں رہی۔ گاڑ فادر کی صحت ٹھیک نہیں ہے اور دوسرا فیملیز، تمہیں مار کر نیو یارک سے بھگا رہی ہیں۔ تم لوگوں نے

دے کر خوشی ہو گی۔“ ڈاکٹر جوول تکرے سے بولا۔ میں اسی لمحے دروازہ کھلا اور موجرین کشاور کرے میں داخل ہوا۔ دو باڑی گارڈر اس کے پیچھے تھے۔ مائیکل کا باڑی گارڈ البرٹ کسی چوکیدار کے سے انداز میں دروازے کے قریب کری ڈالے بیٹھا تھا اور تمام لوگوں سے لتعلق نظر آ رہا تھا۔ وہ ایک اخبار دیکھ رہا تھا۔ موجرین کو باڑی گارڈ زمیت اندر آتے دیکھ کر بھی اس نے اپنی جگہ سے حرکت نہیں کی اور تھی انہیں روکنے کی کوشش کی تاہم اس نے نظر اٹھا کر ایک ہی لمحے میں گویا تینوں کا سرناپا جائزہ لے لیا تھا اور آنکھوں ہی آنکھوں میں انہیں تول لیا تھا۔

موجرین کے چہرے پر قدرے برہمی تھی۔ وہ آتے ہی بلا تمہید مائیکل سے مخاطب ہوا۔“ میں تو بے تابی سے تم سے ملاقات کا انتظار کر رہا تھا لیکن تم نے مجھے بلانے کی رسمت ہی نہیں کی۔ مجھے تم سے کچھ ضروری باتیں کرنی تھیں۔ میں نے سوچا خود ہی آ کر تم سے مل لوں۔“

”اچھا کیا تم نے۔“ مائیکل نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتے ہوئے نرمی سے کہا پھر تیکن کو ہدایت کی۔“ موجرین کو ڈرک چیش کرو۔“

ڈرک لینے کے بعد موجرین نے اپنے باڑی گارڈ سے کہا۔“ ان لوگوں کو کچھ چیزیں دوتا کریے کیسینو میں جا کر تھوڑی دیر جو اکھیل سکیں۔ ان کی طرف سے رقم کی ادائیگی کیسینو کرے گا۔“

اس کا اشارہ لوئی ڈاکٹر جوول جو نی اور مائیکل کے باڑی گارڈ البرٹ کی طرف تھا۔ موجرین کے باڑی گارڈ نے ان سب کو کچھ چیزیں دے دیئے جن کے ذریعے کیسینو میں جو کھیلا جا سکتا تھا۔ یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ وہ ان لوگوں کی موجودگی میں بات کرنا نہیں چاہتا تھا۔ وہ بھی اس اشارے کو بھی گئے۔ اس لئے چیزیں لے کر رخصت ہو گئے۔ خود موجرین کے باڑی گارڈ زبھی رخصت ہو گئے۔ اب کرے میں صرف فریڈ ہیکن، موجرین اور مائیکل رہ گئے۔

گرین جیسے آدمی کو اس پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت ہوئی تھی۔

فریڈ نے کوئی جواب نہیں دیا اور سر جھکا لیا۔ مائیکل اٹھ کھڑا ہوا۔ یہ گویا محفوظ بخاست کرنے کا اشارہ تھا۔ وہ گرین سے مطابق ہوا۔ ”مجھے صحیح نویارک واپس جانا ہے۔ اس وقت تک تم سوچ کر کوئی تمہیں ہوٹ سے بے دخل ہونے کے لئے کتنی رقم چاہئے۔“

”خوبیت.....!“ گرین کا لہجہ خونخوار اور انتہائی گستاخانہ ہو گیا۔ ”تم سمجھ رہے ہے

ہو کہ تم مجھے اتنی آسانی سے بے دخل کر سکتے ہو؟ میں خود نویارک جا کر ڈون سے بات کروں گا اور اس سے پوچھوں گا کہ اسے بے دخل ہونے کے لئے کتنی رقم چاہئے۔“

مائیکل نے سر دلچسپی میں کہا۔ ”ڈون تقریباً بیارٹھاڑ ہو چکے ہیں۔ انہوں نے زیادہ تر معاملات مجھے سونپ دیئے ہیں۔ اسی لئے میں تم سے بات کر رہا ہوں اور تمہارے فائدے کی بات کر رہا ہوں۔ تمہاری طرف دوستانہ انداز میں ہاتھ بڑھا رہا ہوں لیکن اگر تمہیں دوستانہ انداز میں بڑھے ہوئے ہاتھ پر تھوکنے اور فائدے کی بات کا جواب بدتمیزی سے دینے کا شوق ہے..... تو یہ شوق پورا کرو۔ میں مزید کچھ کہنا نہیں چاہتا۔“

اس کے لبچے میں کوئی ایسی بات تھی جو کسی نام آدمی کے جسم میں سنبھال کر لے رہا تھا۔ ہیگن نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ یہ گرین اور فریڈ دونوں کے لئے جانے کا اشارہ تھا۔ دونوں مزید کچھ کہے بغیر رخصت ہو گئے۔

دن چڑھے مائیکل، ہیگن اور البرٹ واپس روانہ ہو گئے۔ فریڈ انہیں ایک پورٹ تک چھوڑنے آیا تھا۔ مائیکل نے پرداز کا وقت ہونے سے پہلے ہی اسے واپس بھیج دیا۔ چند منٹ بعد ڈپارچر لاڈنچ میں ہیگن واش روم کیا تو مائیکل نے پنجی آواز میں اپنے نئے باڑی گارڈ البرٹ سے پوچھا۔ ”تم نے گرین کو اچھی طرح دیکھ لیا؟“

”ہاں.....“ البرٹ نے سرداور سفاک لبچے میں جواب دیا۔ ”میں نے تو وہ جگہ بھی طے کر لی ہے جہاں میں اسے گولی ماروں گا۔“ اس نے اپنی پیشائی کے وسط میں ہوٹے سے دو تین مرتبے انگلی ماری۔

سوچا ہے کہ نئے سرے سے یہاں پاؤں جہاں تمہارے لئے آسان ہو گا۔ اس مقصد پر لئے تم لوگوں نے سب سے پہلے مجھے ہی قربانی کا بکرا بانے کا فیصلہ کیا ہے..... لیکن میں تمہیں خبردار کر رہا ہوں کہ ایسی کوشش نہ کرنا۔“

مائیکل نے اس کی آنکھوں میں جھاکتے ہوئے نہایت زمی سے کہا۔ ”کیا یہی سر کچھ سوچ کر تم نے ایک مرتبہ بہت سے لوگوں کی موجودگی میں فریڈ کے منہ پر تھپڑا مار دھماکا کیا؟“

ہیگن نے بربی طرح چوک کر فریڈ کی طرف دیکھا۔ یہ واقعہ اس کے علم میں بھی نیز تھا۔ فریڈ کا چہرہ خجالت سے سرخ ہو گیا۔ وہ صفائی پیش کرنے کے انداز میں بولا۔ ”وہ کوئی خاص بات نہیں تھی مائیکل گرین غصے کا ذرا تیز ہے۔ کبھی کبھی اس کا ہاتھ اٹھ جا ہے..... لیکن وہ محض غلط فہمی تھی..... جلدی دور ہو گئی تھی۔ ہم دونوں دوستوں کا طرح ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ بالکل ٹھیک چل رہے ہیں.....؟“

پھر وہ تصدیق طلب انداز میں گرین سے مخاطب ہوا۔ ”میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ہاگرین؟“

گرین اس کی طرف توجہ دیئے بغیر مانیٹھی سے مخاطب رہا۔ ”مجھے ہوٹل اور کیمپ کا نظام صحیح طریقے سے چلانے کے لئے کبھی کبھار کسی تو تھپڑا اور کبھی کبھار کسی کوٹھڈا ریڈ کر پڑتا ہے۔ فریڈی پر مجھے اس لئے غصہ آیا تھا کہ طبیعت ٹھیک ہوتے ہی اس نے کچھ زیادہ ہج عیاشی شروع کر دی تھی۔ اس نے یہاں کی کسی ویزس کو نہیں بخشتا تھا۔ ان کی نظر کرم کی وجہ سے وہ اپنے کام میں بے پرواٹی برتنے لگی تھیں اور سرچ ڈھنگی تھیں۔ اس لئے مجھے فریڈ سیدھا کرنا پڑا کیونکہ مسلکے کی جڑی یہ تھا۔“

”تم سیدھے ہو گئے فریڈ؟“ مائیکل نے بھائی کی طرف دیکھتے ہوئے پاٹ لبچے پوچھا۔ بظاہر اس کا چہرہ بھی پاٹ تھا لیکن یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ اسے اپنے بھائی پر غصہ آرہا تھا کہ اس کی حرکتوں کی وجہ سے کار لیون فیلی کی عزت کم ہوئی تھی اور

تھا لیکن اسے بہن کے گھر پہنچنا نصیب نہیں ہوا تھا۔ نوں نیکس والے میں پر وہ مارا گیا تھا۔

مائیکل نے یہ سب کچھ سناتھا، تمام تفصیلات اور جزئیات معلوم کی تھیں لیکن اس دفعے پر کوئی تبصرہ نہیں کیا تھا۔ ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا۔ سنی کی بیوہ سینڈر اکو اس کی خواہش پر اس کے والدین کے پاس فلوریڈ اسٹیج دیا گیا تھا۔ وہ اپنے والدین کے ساتھ رہتا چاہتی تھی۔ اس کے لئے ایسے انتظامات کر دیئے گئے تھے کہ وہ بچوں سمیت شاہانہ انداز میں زندگی گزار سکتے ہیں کوئی پر اپنی اس کے نام نہیں تھی۔

ڈون کی ریٹائرمنٹ سے فیملی کے مقام اور حیثیت پر فرق پڑا تھا۔ سنی کی موت بھی فیملی کے لئے ایک بڑا دھچکا تھی۔ سنی بہت ڈین فلٹین اور اعلیٰ درجے کا منصوبہ ساز نہ سی لیکن خالقین اس سے دہشت زدہ ضرور رہتے تھے۔ فریڈ اپنی عیاشانہ طبیعت کی وجہ سے کوئی مقام نہیں بن سکا تھا۔

ان تمام عوامل سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بارزی فیملی نے زیادہ طاقت پکڑ لی تھی۔ اس نیگ فیملی کی عملی حمایت بھی حاصل تھی۔ یوں اب نیویارک میں بارزی فیملی کو وہی مقام حاصل ہو چکا تھا جو کبھی بکار لیوں فیملی کو حاصل تھا۔ بعض باچانے و حذروں میں بارزی فیملی نے کار لیوں فیملی کے لوگوں کو توزنا دبانتا یا کار و بار سے محروم کرنا بھی شروع کر دیا تھا۔ مائیکل ان تبدیلیوں سے بے خبر نہیں تھا۔ وہ خاموشی سے..... مگر گھری نظر سے تمام حالات کا جائزہ لے رہا تھا۔ حتیٰ کہ وہ فیب کو بھی نہیں بھولا تھا جس نے سلی میں اس کار میں بم فٹ کیا تھا جو دھماکے سے اڑ گئی تھی۔

وہ بم درحقیقت صرف لو نیا کو ہاگ کرنے کے لئے تھیں بلکہ مائیکل کے لئے بھی تھا۔ اتو اتفاق تھا کہ مائیکل کو جا کر کار میں بیٹھنے میں کچھ تاثیر ہو گئی تھی اور اس دوران لو نیا نے اشتیاق کے تحت کار اسٹارٹ کرنے کی کوشش کر دیا تھی۔ اکنہیں میں چابی گھومتے ہی بم پھٹ گیا تھا۔ کار درحقیقت خود مائیکل کو ہی اشارٹ کرنی تھی۔

مائیکل کے لئے یہ اندازہ لگانا نامشکل نہیں تھا کہ اس کی جان لینے کی جو سازش سلی

مائیکل مسکرا دیا۔ البرٹ کے لجھ کی طرح مائیکل کی مسکراہٹ بھی سفا کا نہ تھی۔ اس سلی سے واپس گھر آئے تین سال سے زیادہ..... کے سے اس کی شادی ہوئے دو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا تھا۔ اس عرصے میں اس نے ڈون اور ہیکن کی رہنمائی میں فیملی کے تمام معاملات کو سمجھا تھا۔ ڈون نے تمام اہم متعلقہ افراد پر واضح کر دیا تھا کہ اسے تقریباً ریٹائر سمجھا جائے اور یہ کفریہ کے مقابلے میں وہ مائیکل کو اپنی جان نشانی کے لئے زیادہ موزوں سمجھتا تھا۔

یوں گویا مائیکل غیر رسمی طور پر اس کا جان نشان قرار پا گیا تھا لیکن مائیکل کو اندازہ تم کہ ڈون کی جگہ سنجانا پھولوں کی تیج پر بیٹھنے کے متراوٹ ہرگز نہیں تھا۔ اسے معلوم تھا کہ آنے والے دور میں بہت سی مشکلات اور آزمائشیں اس کی منتظر تھیں۔ اسے فیملی کے مستقبل کے بارے میں بہت سے اہم اور انتہائی فیصلے کرنے تھے۔ تاہم وہ ان باتوں سے خوفزدہ یا پریشان نہیں تھا۔ وہ تمام مشکلات کا سامنا کرنے اور تمام آزمائشوں پر پورا اترنے کے لئے تیار تھا۔ اسے فیملی کے اٹاٹوں اور جائیدادوں کے بارے جان کر حیرت ہوئی تھی۔ اسے تو اندازہ ہی نہیں تھا کہ فیملی اس قدر بجا بیٹے اور اٹاٹوں کی مالک ہے۔

کوئی اور رزی اب مال پر ہی آ کر ایک مکان میں رہنے لگے تھے اور رزی کو ایک قدر سے یا عزت اور ذرا بڑا کار و بار سونپ دیا گیا تھا۔ اس لئے وہ بڑا خوش تھا اور مائیکل کے سامنے کافی حد تک مسود ب رہتا تھا۔ وہ حقیقی مائیکل سے مرعوب معلوم ہوتا تھا۔

مائیکل نے نہایت تفصیل سے سنی کے قتل کے بارے میں ہر بات معلوم کی تھی۔ اسے معلوم ہو چکا تھا کہ اس رات رزی نے کوئی کو مارا پہنچا اور فون پر اتفاق سے یہ بات سنی کو معلوم ہو گئی تھی۔ اس کا عرصہ تو مشہور ہی تھا۔ وہ رزی کو ایک بار اچھی طرح سبق سکھا چکا تھا اور اسے تاکید کر چکا تھا کہ آئندہ وہ اس کی بہن پر ہاتھ نداھائے..... لیکن اس نے اس ہدایت پر زیادہ عرصے عمل نہیں کیا تھا۔

اس نے ایک بار پھر کوئی کو مارا پہنچا اور یہ جان کرنی آپے سے باہر ہو کر گھر سے لکھا

مائیکل نہایت صبر و سکون سے مرحلہ دار وہ تمام کام انجام دے رہا تھا جو اس کے خیال "فیملی" کی لاس و یگاس منتقلی کے سلسلے میں ضروری تھے لیکن اس دوران اسے اچاک بڑے صدمے کا سامنا کرنا پڑا۔

ڈون کارلیون ایک روز گھر کے باغ میں اپنے پوتے..... یعنی مائیکل کے بیٹے کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ اچاک اس کے چہرے پر تکلیف کے آثار تمودار ہوئے رہے ہیں پر ہاتھ رکھ کر اونڈھے منہ گھاس پر گر پڑا۔ مائیکل کا بیٹا خاصا چھوٹا تھا لیکن اسے اتنا ساس ضرور ہو گیا کہ دادا کو کچھ ہو گیا تھا۔ وہ جلدی سے باپ کو بلانے بھاگا۔ مائیکل اور دو تین ملازم دوڑے دوڑے آئے۔ مائیکل نے جھک کر باپ کو سیدھا کیا رہے تابی سے اس کی بیض ٹوٹی۔ اس نے سرگوشی میں باپ کو صرف اتنا کہتے سن۔ "زندگی بخوبصورت نعمت ہے....."

پھر اس کی بیض ساکت ہو گئی۔ ڈون کارلیون مر چکا تھا!

گاؤڈ فادر کی آخری رسوم اور جنازے کو دیکھ کر گماں گزر رہا تھا کہ کوئی سر برہا مملکت غال کر گا ہے۔ تکفین و مدد فین کا شاہانہ انداز اپنی جگہ کی..... لیکن اس میں شک نہیں مارک گاؤڈ فادر کی موت کارلیون فیملی کے لئے بہت بڑا دھچکا ثابت ہوئی تھی۔ چند دنوں میں ماکچھے ایسا محسوس ہونے لگا تھا جیسے کارلیون فیملی کی طاقت اور اس کا رعب و بد بہ آدھارہ لیا تھا۔

میگ فیملی نے ایک بار پھر موقع دیکھ کر سر اٹھایا تھا۔ اس سے پہلے وہ سولوزو کی پشت ہی کر چکی تھی۔ پھر ڈون کے صحت یا ب ہونے کے بعد اسی کی کوششوں سے امریکا کی تمام ائم ذکر "فیملیز" کے سر برہوں کی موجودگی میں صلح تو ہو گئی تھی اور اسن بھی قائم ہو گیا تھا میں ڈون کی موت کے بعد گویا حالات پھر اسی نیج پر واپس پہنچ گئے تھے۔ اس باریگ فیملی ار بارزی فیملی کا اتحاد قائم ہو گیا تھا۔ گوک سب کو معلوم تھا کارلیون فیملی لاس و یگاس منتقل و نے کی تیاریاں کر رہی تھی اس کے باوجود بارزی فیملی نے کارلیون فیملی کو ہر ممکن نقصان

میں کی گئی تھی اس کی جزیں درحقیقت نیو یارک میں تھیں۔ اس نے اس سازش کے آر کار..... یعنی فیب کا سراغ لگانے کی کوششیں ترک نہیں کی تھیں..... اور آخراں اسے معلوم ہوئی گیا تھا وہ شخص کہاں ہے؟

درحقیقت اسے یہ بات معلوم ہوئے ایک سال گزر چکا تھا لیکن اس نے اس سلسلے میں کچھ نہیں کیا تھا۔ بس اس بات کا انتظام کیا تھا کہ فیب دوبارہ غائب نہ ہونے پائے۔ اگر وہ کہیں اور چلا جاتا تو مائیکل کو اس کا نیا نجکانہ بھی معلوم ہو جاتا۔ ان دنوں وہ امریکا ہی کے شہر بیفلو میں تھا اور ایک پڑا ہاؤس چارہ رہا تھا۔

پڑا چھک کروہ ٹھیک ٹھاک پیسے کارہ رہا تھا۔ یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں تھا کہ یہ کار بار شروع کرنے کے لئے اس کے پاس رقم کہاں سے آئی ہو گی۔ حالانکہ جو کام اس کے پر دیکھا گیا تھا وہ ادھورا رہ گیا تھا مگر اس میں اس کا کوئی قصور نہیں تھا۔ اسے بہر حال معاوضہ تولی ہی چکا ہو گا۔ اس نے اپنا نام بدل لیا تھا اور مائیکل کو یہ تک معلوم ہو چکا تھا کہ وہ جعلی پاپورٹ پر امریکا آیا تھا۔

اہر ایک سال کے درمیان جبکہ کارلیون فیملی کے اس و یگاس منتقل ہونے کی تیاریاں جاری تھیں بہت سے واقعات رومنا ہو چکے تھے۔ لاس و یگاس میں نینو کا انتقال ہو چکا تھا۔ جو نی نے اس کے جنازے اور مدد فین کے انتظامات کے تھے۔ مائیکل دوسرے بچے کا باپ بن چکا تھا۔ ڈون کارلیون کو بلکہ ساہارٹ ایک ہو چکا تھا۔..... اور موگرین کو کسی چور یاڑا کو نے اس وقت گھر میں گھس کر گولی مار دی تھی جب وہ اپنی ایک فلم اشارہ دوست کے ساتھ نشاط کی گھریان گزار رہا تھا۔ اس کی پیشانی کی عین وسط میں گولی ماری گئی تھی۔

مائیکل کا باڑی گارڈ البرٹ اس واقعے سے چند روز پہلے چھٹی پر جا چکا تھا اور وہ اس واقعے کے ایک ماہ بعد واپس آیا۔ وہ ایک دور دراز سا طی مقام پر تعطیلات گزار نے گیا ہوا تھا اور جب وہ واپس آیا تو ساحل پر حوب سینک سینک کارگ واقعی خاصا سانوا ہو چکا تھا!

نگال کریں گے۔"

"کیا تمہیں مجھ پر شک ہے؟" ہیگن نے پر سکون لجھ میں پوچھا۔

"نہیں....." مائیکل بنا۔ "تم پر وہ بھروسہ نہیں کریں گے۔ میرا خیال ہے کہ اپنی سو اور روزی میں سے کوئی بک چکا ہے۔"

ہیگن نے ایک لمحے سوچا پھر بولا۔ "تمہارے بہنوئی روزی کے غداری کرنے کا زیادہ ان ہے۔"

"ہم انتظار کریں گے۔ جلد پتہ چل جائے گا" غدار کون ہے۔" مائیکل اٹھیا۔

دوسرے روز ہیگن آیا تو مائیکل نے اسے بتایا۔ "آج ایک فون آیا تھا۔ بارزی فیملی سے اس اور صلح کے لئے مذاکرات کرنا چاہتی ہے۔"

"کس کا فون تھا؟" ہیگن نے چوک کر پوچھا۔ "کس کے ذریعے یہ تجویز بھجوائی گئی؟"

وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھ رہا تھا کہ! اگر ان کا اپنا ہی کوئی آزمی بارزی فیملی کی ف سے صلح کا پیغام لے کر آ رہا تھا اور مائیکل کو مذاکرات کی میز پر لے جانے کے لئے روم ہو رہا تھا تو اسی کے غدار ہونے کے امکانات سب سے زیادہ تھے۔

"ٹیسو کا فون تھا....." مائیکل بولا۔ "اس کا کہنا ہے کہ بارزی فیملی نے اسے صلح پیغام بھجوایا ہے۔ ٹیسو مجھے مذاکرات کی میز پر لے جانا چاہتا ہے۔" یہ بتاتے ہوئے مائیکل لجھ میں ادا سی جھلک آئی۔

ہیگن بھی خاصی دریک خاموش رہا۔ پھر متاسفانہ لجھ میں بولا۔ "مجھے سب سے زیادہ سر زی پر تھا کہ وہ آسانی سے بک جائے گا اور غداری پر آمادہ ہو جائے گا..... حتیٰ میں میز اپر بھی شک کر سکتا تھا..... لیکن ٹیسو کے بارے میں تو مجھے گمان بھی نہیں تھا وہ غداری پر آمادہ ہو جائے گا۔ وہ تو ہمارا بہترین آدمی تھا۔"

پہنچانے کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ رخصت ہوتی ہوئی اس نیملی سب کچھ چھین لینا چاہتے تھے اور اسے اس حال میں رو انہ کرنا چاہتے تھے کہ لاس دیکھ میں وہ اپنی کوئی خاص حیثیت نہ بنا پائے۔

کچھ عرصے بعد مائیکل نے گھر کے اسی کمرے میں ایک مینگ بلائی جو آفس ر طور پر استعمال ہوتا تھا۔ اس مینگ میں میز، ٹیسو، ٹیپون، روزی، ہیگن اور البرٹ موج تھے۔ مائیکل سب کو اٹھیا۔ دلانے کی کوشش کر رہا تھا کہ سب کچھ پہلے ہی کی طرح چڑ رہے گا، کسی کو پریشان یا فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔

"یہ محض تمہارا خیال ہے۔" ٹیسو زمی سے بولا۔ "ہمارے کاروبار کی جگہوں پر جملے" رہے ہیں اور جہاں جہاں سے ممکن ہو سکتا ہے ہمارے آدمیوں کو کاروبار سے بے دخل کیا رہا ہے۔"

"چند ہفتے اور صبر سے گزارلو۔" مائیکل بولا۔ "پھر ہم ایک اور مینگ کریں گے اس مینگ میں میں بتاؤں گا کہ کے کیا کرتا ہے۔ اس وقت تک کے لئے میرا مشورہ ہیکی ہے کہ کسی اشتغال انگریزی کا جواب نہ دیا جائے۔"

مزید کچھ دریا اسی طرح کی باتیں ہوتی رہیں۔ پھر مائیکل نے انہیں رخصت کر دیا۔ البرٹ انہیں گیٹ تک پچھوڑنے کے لئے باہر چلا گیا۔ کمرے میں صرف مائیکل اور ہیگن رہ گئے۔

"میرا ذیال ہے تھیں صورت حال کی شکنی کا اندازہ نہیں ہے۔" ہیگن بولا۔ "مجھے بہت اچھی طرح اندازہ ہے۔" مائیکل مسکرا یا۔ "لیکن دشمنوں کو کار لیوں فیملی کی طاقت کا اندازہ نہیں ہے۔ وہ اس غلط فہمی میں بتا ہو گئے ہیں کہ ڈون کی موت سے ہماری طاقت کم ہو گئی ہے۔ انہیں معلوم نہیں ہے کہ کار لیوں فیملی اب بھی امریکا کی طاقتور ترین فیملی ہے۔ وہ اس حد تک خوش فہمی میں بتا ہو گئے ہیں کہ میری اطلاع کے مطابق، مجھے بھی مروانے کی کوشش کریں گے اور اس مقصد کے لئے وہ میرے کسی قریبی ساتھی کو

سے اپنی بیوی کے کوچوں کے ساتھ اس کے والدین کے گھر نیو ہپشاز بھیج دیا تھا۔ وہ مائیکل کے لئے نہایت اہم اور فیصلہ کرنے تھی۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس رات مال پر کسی میں اس کی اپنی فیملی کی کوئی عورت اور بچے موجود ہوں۔

ای رات وہاں سے بہت دور بھیلو شہر کی ایک سڑک پر واقع ایک پڑاپارلر میں کاؤنٹر سامنے صرف ایک ہی گاہک بیٹھا دھیرے دھیرے پڑا کے نواںے چبارا تھا۔ وہ ایک نجیان ساتھیوں کے لئے اپنے بھائیوں میں سردمیری تھی۔ اس وقت لمحے کا راش ختم ہوئے دیر گزر چکی تھی اور رات کا کھانا کھانے کے لئے ابھی گاہکوں کی آمد شروع نہیں ہوئی رات کو ویسے بھی پڑا کم ہی بکتا تھا۔ کاؤنٹر میں کی طرف بغور دیکھتے ہوئے اچاہک دان گاہک نے کہا۔ ”ناہے تمہارے پیٹ پر ایک بڑا نیٹو بنا ہوا ہے..... اس کا حصہ تو مجھے تمہاری قمیض کے کھلے ہوئے بنوں کی وجہ سے نظر آ رہا ہے..... لیکن اچاہتا ہوں تم مجھے پورا نیٹو دکھادو۔“

کاؤنٹر میں بھری طرح چونکا۔ اس نے گاہک کی طرف دیکھا۔ وہ پلک جھپکائے بغیر اک طرف دیکھ رہا تھا۔ کاؤنٹر میں ہی اس پڑاپارلر کا مالک تھا۔ اس سے کسی نے آج تک فرمائش نہیں کی تھی۔ درحقیقت یہاں تو کسی کو اس کے نیٹو کے بارے میں علم ہی نہیں تھا۔ پنی جگہ سن ہو کر رہ گیا۔

”قمیض کے باقی بٹن بھی کھولو۔..... مجھے اپنا نیٹو دکھادو۔“ گاہک نے اس بار اش کرنے کے بجائے حکم دینے کے انداز میں کہا۔

”میرے پیٹ پر کوئی نیٹو نہیں ہے۔“ کاؤنٹر میں نے پھنسی پھنسی سی آواز میں کہا۔ آدمی دوپہر کی شفت میں یہاں ہوتا ہے جس کے پیٹ پر نیٹو ہے۔“ اس نے شاید اپنی ست میں گاہک کی نظر پہچا کر اپنی قمیض کا کھلا ہوا بٹن بند کرنے کی کوشش کی۔

گاہک زور سے نہ دیا۔ اس کی نہیں بے رحمانہ تھی۔ کاؤنٹر میں اٹھے قدموں پیچے لئے لگیں اس کے پیچھے دیوار تھی۔ گاہک کے ہاتھ میں رویا اور تھا۔ گاہک نے فائر کیا۔

”اور آخر کار وہی لائچ میں آ گیا۔“ مائیکل بھی افسوس سے بولا۔ ”وہ مجھے مذاکرات کی میز پر لے جانے کے بہانے ان لوگوں کے ہاتھوں مروانے کا منصوبہ بنارہا ہے۔ اس کے خیال میں میں اتنا یہ وقوف ہوں کہ اس جاں میں پھنس جاؤں گا۔ وہ نہیں ڈوبتا جہاڑ کجو کرزیاہ سے زیادہ مال و متاع سیمنٹ کے لائچ میں پڑ گیا ہے۔ اپنے خیال میں وہ موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھاتا ہے کی کوشش کر رہا ہو گا۔ ظاہر ہے اس آدمی کو عقلمند سمجھا جاتا ہے جو در حقیقت سے پورا پورا فائدہ اٹھاتا ہے۔ شاید اسے یہ لائچ دیا گیا ہو کہ مجھے مروانے کے بعد کار لیوں فیملی کا سب کچھ اسی کوول جائے گا اور شاید اسے یہ یقین بھی دلایا گیا ہو گا کہ دیگر فیملیز کے ساتھ جنگ میں میں بھر حال نہیں جیت سکتا.....“

مائیکل ایک لمحے کے لئے ناموش ہو کر مسکرا یا اور بولا۔ ”کسی کو بھی یہ اندازہ نہیں ہے کہ میرے پاس وہ سب کچھ ہے جو میرے باپ کے پاس تھا..... دولت..... دماغ..... اثر رسوخ..... وفادار ساتھی..... اس سب کچھ دیتی ہے..... بلکہ شاید بعض فیصلے کرنے میں مجھے اپنے والد نے کم وقت لگے۔ بھر حال..... مجھے میو کے بارے میں سوچ کر افسوس ہو رہا ہے۔“

”کیا تم نے بارز نی سے ملاقات پر آ مادگی ظاہر کر دی ہے؟“ ایکن نے پوچھا۔ ”ہا۔“ مائیکل نے جواب دیا۔ ”ٹھیک ہفتے بعد ملاقات طے پائی ہے۔ ملاقات نیسوہی کے علاقے میں ہو گی تاکہ میں اپنے آپ کو زیادہ حفاظ محسوس کروں۔“ وہ اسی ترتیبے انداز میں ہوا۔

مائیکل نے وہ ہفتہ نہایت محتاط انداز میں گزارا اور مال کی حدود سے باہر کھینچنے لیا۔ آخر وہ دن آن پہنچا جب بارز نی سے رات کو اس کی ملاقات طے تھی اس روز دن میں ہی اس نے اپنی بہن کوئی اور اس کے بچوں کو لاس دیگاں بھجوایا تھا۔ کوئی سے اُس نے بھی کہا تھا کہ یہ ان سب لوگوں کے لاس دیگاں منتقل ہونے کے سلسلے کی پہلی کڑی تھی۔ اپنے بہنوں رزق کو البتہ اس نے یہ کہہ کر وہیں روک لایا تھا کہ اس سے اسے کئی ضروری کام لئے جائے۔

ادھر یمپون مال کے سرے پر موجود تھا جہاں دو آہنی ستونوں کے درمیان لو ہے کی لی ہی زنجیر گلی ہوئی تھی۔ ایک ستون میں ایک خانہ بنایا ہوا تھا جس میں ایک ٹیلیفون نصب یمپون اپنے آدمیوں سے گپٹ کرتے ہوئے منتظر سے انداز میں وہیں ٹہل رہا۔ آخر فون کی تھنٹی بیکی۔ یمپون نے رسیور اٹھایا۔

”اٹچ تیار ہے..... تم اپنی انٹری دے دو.....“ دوسری طرف سے کسی سرف اتنا کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

یمپون نے مٹسٹن انداز میں سر ہلایا اور اپنے آدمیوں کو وہیں ٹھکرائی پر چھوڑ کر اپنی کار پیٹھ کر روانہ ہو گیا۔ وہ کازوے والے برج پر پہنچا۔ یہ وہی برج تھا جس پر ٹول نیکس کے ابی گیٹ کے قریب سے کوتل کیا گیا تھا۔

وہاں ایک اور کار یمپون کی منتظر تھی جس میں دو آدمی موجود تھے۔ یمپون نے اپنی دو ہیں چھوڑی اور ان دونوں کے ساتھ اس دوسری کار میں بیٹھ کر مزید آگے روانہ ہو گیا۔

اول سن رائٹر ہائی وے کے ایک موٹیل تک پہنچے جو چھوٹے چھوٹے بگلوں جیسے یونٹس پر تمل تھا اور موٹیل کے بجائے چھوٹی سی کوئی ہاؤسگ ایکسیم معلوم ہوتا تھا۔ اس کے رہائشیں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے ان کے درمیان تھوڑا تھوڑا فاصلہ تھا۔

وہاں روشنی بہت کم تھی اور بیشتر قیام گاہیں خپٹ ہیلوں کی طرح دکھائی دے رہی تھی۔ یمپون اور اس کے ساتھیوں کی گاڑی ایک قیام گاہ کے سامنے جا رکی اور یمپون پاٹا۔ اس نے لات مار کر چھوٹے سے اس بگلہ نمایوں سے اس کا دروازہ کھولا اور بیٹریوں میں جا پا۔

ٹیگ فیملی کا سربراہ فلپ ٹیگ سامنے ہی بیٹر پر خاصی ناروا حالت میں کھڑا تھا۔ اس اگر تو ستر سال کے قریب تھی لیکن خواہشوں نے ابھی اس کا دامن نہیں چھوڑا تھا۔ اس کے کو اس نے مستغل طور پر اپنی عیاشی کا اٹھا بنا یا ہوا تھا۔ موٹیل کا یہ یونٹ اس نے فرضی اسے ماہانہ بنیادوں پر کرائے پر لیا ہوا تھا۔ جب بھی اس کا پروگرام بناتا تھا وہ اپنے

کاؤنٹر میں پیچھے دیوار سے جانکرایا۔ گاہک نے دوسرا فاٹر کیا تو وہ فرش پر گر پڑا۔

گاہک کاؤنٹر کے گرد گھوم کر اندر آیا۔ کاؤنٹر میں ابھی زندہ تھا۔ گاہک نے اس کی قیض پکڑ کر اس طرح جھکا دیا کہ بیٹن ٹوٹ گئے اور اس کے پیٹ پر موجود بڑا سامیٹو صاف دکھائی دینے لگا۔ اس کے سینے سے خون بہہ کر اس ٹیڈو کے کچھ حصے پر آ گیا تھا۔

”قیب.....!“ گاہک نے دم توڑتے ہوئے کاؤنٹر میں کوئی طلب کیا۔ ”ماں گل کار لیوں نے تمہارے لئے سلام بھیجا ہے.....“ یہ کہہ کر اس نے ریو اور کی ٹال کاؤنٹر میں کی کپٹی پر رکھی اور ایک بار پھر ٹریگر دبادیا۔

پھر وہ پڑاپارلر سے باہر آیا۔ فٹ پاٹھ سے ایک کار گلی کھڑی تھی جس کا انجمن ایثارت تھا اور دروازہ کھلا ہوا تھا۔ گاہک پھرتی سے اس میں بیٹھا اور کار تیز رفتاری سے آگے روانہ ہو گئی۔

☆.....☆

اپنی بیوی اور بچوں کو لاس دیگاں کے لئے روانہ کرنے کے بعد رزیلی اپنے گھر میں اکیلا بیٹھا یعنی پلانے کے شغل سے دل بہلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ گھر کی کھڑکی سے دہباہر کا منظر بھی دیکھ سکتا تھا۔ اس نے الگ الگ گاڑیوں میں میزرا اور نیسو کو آتے دیکھا تھا۔ گیٹ پر اس نے چہرے نگرانی کی ڈیوٹی انجام دیتے نظر آئے تھے ہال کے سرے پر..... جہاں زنجیر گلی ہوئی تھی اسے یمپون بھی نظر آیا تھا۔ یمپون کو وہ پیچا سنا تھا اور اس کے اندازے کے مطابق یمپون اتنا چھوٹا آدمی نہیں تھا کہ پھر بیداری کے فرائض انجام دیتا تھا۔ بہر حال ماں گل اب بس تھا۔ وہ کسی کی ڈیوٹی کہیں بھی نہ سکتا تھا۔

رزی کو مال کی فضا کچھ بدی بدلی سی لگ رہی تھی۔ اس کی یہ بھی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ماں گل نے اسے کیوں روکا تھا؟ تاہم اس کے لئے یہ بات ہی اطمینان بخش تھی کہ ماں گل نے اسے اشارہ دیا تھا، وہ کوئی بڑا کام اس کے پر درکار ناچاہر رہا تھا۔ رزی کا اندازہ تھا کہ اب اسے ”فیملی“ میں موزوں سے موزوں ترقیات ملنے کے دن قریب آتے جا رہے تھے

وہ ڈیوٹی پر نکلے ہوئے پولیس آفیسر کے انداز میں اوہرا وہر کا جائزہ لیتا ہوا نپے تلے میں سے راک فیلڈ سینٹر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس نے اپنی پولیس کیپ پیشانی پر کچھ زیادہ کیا ہوئی تھی۔ زیادہ تر پولیس والے اپنی یونیفارم اور ٹوپی میں تقریباً ایک جیسے لگتے تھے۔ بہت کی پیشانی پر اس کی ٹوپی کا چھپاڑ رازیادہ جھکا ہونے کی وجہ سے اس کی شناخت اور بھی نکل تھی۔

راک فیلڈ سینٹر کے سامنے اسے بڑی سی وہ شاندار گاڑی کھڑی نظر آگئی جسے حقیقت اس کی نظر میں تلاش کر رہی تھیں۔ وہ گاڑی میں اس بورڈ کے نیچے کھڑی تھی جس پر لمحاتھا "یہاں گاڑی کھڑی کرنا منع ہے۔"

اس کی ڈرائیورگ سیٹ پر ایک شخص منتظر انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ مضبوط جسم کا تھا ور شکل سے ہی بدمعاش لگ رہا تھا۔ اسے دیکھ کر البرٹ کچھ اور آہستہ چلنے لگا۔ ٹبلٹ کے سے انداز میں وہ گاڑی تک پہنچا۔ اس نے چھڑی سے بونٹ کھنکھنایا ڈرائیور نے اس کی لرف دیکھا تو البرٹ نے چھڑی سے بورڈ کی طرف اشارہ کیا۔

ڈرائیور نے بورڈ کی طرف دیکھا لیکن البرٹ کو جواب دینے کی زحمت نہیں کی اور بے نیازی سے من پھیڑ لیا۔ تب البرٹ ڈرائیورگ سائٹ کی کھڑکی پر جا پہنچا اور سخت لمحے میں بولا۔ "تم ان پڑھ ہو یا نہیں؟"

"کیا مطلب؟" ڈرائیور نے پیشانی پر مل ڈال کر پوچھا۔

"مطلب یہ کہ..... تمہیں یہ بورڈ نظر نہیں آ رہا..... یا تم اسے پڑھ نہیں پا رہے؟" البرٹ نے پوچھا۔

"تم شاید اس علاقے کے پولیس اسٹیشن میں نئے آئے ہو جو مجھ سے اس طرح بات کر رہے ہو۔" وہ شخص آنکھیں سکیز کر اسے گھورتے ہوئے بولا۔

میں اس علاقے کے پولیس اسٹیشن میں تمہاری پیدائش سے پہلے سے تھیں تھوڑے ہوں..... لیکن تم میرے نئے یا پرانے ہونے کی فکر میں نہ ہو۔ یہ بتاؤ، گاڑی یہاں سے میں چھڑی بھی دبی ہوئی تھی اور وہ مکمل طور پر پولیس والا نظر آ رہا تھا جو گشت پر نکلا ہوا تھا۔

محافلتوں کے بغیر رات کی تاریکی میں خاموشی سے یہاں پہنچ جاتا تھا۔ شہر کے کسی حصے سے اعلیٰ درجے کی کوئی نوجوان کاں گرل بھی یہاں پہنچ جاتی تھی۔ فلپ ٹیگ کا خیال تھا کہ اس اڈے اور اس کے اس معمول سے کوئی آگاہ نہیں ہے۔ اب تک تو یہ اس کے لئے ایک محفوظ نامہ کا نہ ہی ثابت ہوا تھا۔

..... لیکن آج نہ جانے کس طرح یہ سفاک صورت نوجوان یہاں آن پہنچ تھا جس نے لات مار کر دروازے کا تالا توڑ دیا تھا اور جس کے ہاتھ میں گن بھی نظر آ رہ تھی۔ اس نے فلپ کے بوز ہے جسم میں چار گولیاں اتاریں اور فوراً بہرا گیا۔ اسے معلوم تھا کہ اس نے فلپ کے جسم پر جہاں جہاں گولیاں ماری تھیں اس کے بعد اس کے پیچے ایک فیصد بھی امکان نہیں تھا۔

لڑکی کے بارے میں اس نے کوئی خطرہ محسوس نہیں کیا تھا۔ وہ اونچی لینی تھی اور شاید فائرول کی آواز سن کر وہ اسی حالت میں ساکت ہو گئی تھی یا پھر اسے سیدھی ہونے اور یہ پیور کے چہرے پر نظر ڈالنے کی مہلت ہی نہیں ملی تھی..... اور یہ اس کے حق میں اچھا ہی ہے تھا ورنہ شاید موت اس کا بھی مقدار ہوتی۔ یہ میون شاید ایک چشم دید گواہ کو چھوڑنے کا خطر مول نہ لیتا۔

باہر آ کر وہ گاڑی میں بیٹھا اور واپس روانہ ہو گیا۔ دونوں آدمیوں نے اسے ٹولنیکس والے برج پر وہیں اتارا جہاں سے ساتھ لیا تھا۔ یہ میون وہاں سے اپنی گاڑی میں بیٹھا اور انگل پیچ واپس آ گیا۔ پچھلے دیر بعد وہ دوبارہ اسی طرح مال کے گیٹ پر موجود تھا جسے ہال سے کہیں گیا ہی نہیں تھا۔

البرٹ نیری پولیس کی ملازمت سے تو نکال دیا گیا تھا لیکن اس کے پاس کسی نہ ک طرح ایک مکمل پولیس یونیفارم پیچ اور چالان کی کتاب وغیرہ پچھی رہ گئی تھی۔ آج اس نے برسوں بعد وہی یونیفارم جھاڑ پوچھ کر پہنچ کر اپنے پیچ کو بھی خوب چکایا تھا۔ اس کی بغل میں چھڑی بھی دبی ہوئی تھی اور وہ مکمل طور پر پولیس والا نظر آ رہا تھا جو گشت پر نکلا ہوا تھا۔

پس دیکھ سکا تھا کہ البرٹ نے اپنے ہوٹل سے روپا اور کپ نکالا تھا۔ اس کے باڑی گارڈز ورڈ رائےور گوبھی سنبھلنے کا موقع نہیں ملا۔ البرٹ اپنی پولیس ملازمت کے زمانے سے لے کر بہت زبردست رہا نے باز چلا آ رہا تھا۔ اس نے باقی تینوں افراد کی پیشانی پر گولی ماری۔ جیسے وہ رہا نے کے ساتھ ان کے لئے امک امک گولی ہی کافی تھی۔

ان پاروں کو ڈھیر کرنے کے بعد البرٹ تیزی سے دوڑا اور موڑ مڑ کر ان لوگوں کی افروں سے ادھر ہو گیا، جو دہشت کے عالم میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ ان کی کچھ بھجھ میں نہیں آیا تھا کہ ہوا کیا تھا۔ موڑ مڑتے ہی البرٹ ایک گاڑی میں بیٹھ گیا جو پہلے سے وہاں موجود تھی اور جس کا انہن اشارت تھا۔ گاڑی تیزی سے آگے روانہ ہو گئی۔ البرٹ نے اپنا پولیس یونیفارم کا کوٹ اور ٹوپی اتار کر گاڑی میں پڑے ہوئے ایک بیک میں ڈال دی۔ ریو اور بھی اس نے اسی بیک میں ڈال دیا۔ گاڑی کی سیٹ پر ایک اور کوٹ پڑا تھا۔ البرٹ نے وہ پہن لیا اور نیڈھا ہو کر اٹھیتھا سے بیٹھ گیا۔ اب وہ ایک عام سویلہر، آدمی اور کھانائی دے رہا تھا۔

گزری نے اسے ایک گدھہ تار دیا۔ دہان سے ذہنگی میں ایئر پورٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ بیگ گازی میں ہی رہ گیا جس میں اس نے پولیس یونیفارم کا کوٹ وغیرہ ڈالا تھا۔ اسے ٹھوک کا نہ لگانا اب گزری والوں کی ذمے داری تھی۔

☆.....☆.....☆

ڈون کار لیون کے گھر کے پکن میں ٹیسوبیٹھا کافی کی چسکیاں لے رہا تھا جب ہیگن اس کے پاس آیا اور بولا۔ ”مائکل میننگ کے لئے تیار ہے۔ تم بارز نی کوفون کر کے کہہ دو کہ ”وراٹے ہو جائے۔“

ٹیسو نے اثبات میں سر ہلایا اور پکن کے فون پر ایک نمبر ملایا۔ دوسری طرف سے کوئی آواز سن کر وہ بولا۔ ”ہم برولیں آ رہے ہیں۔“

صرف اتنا کہہ کر اس نے رسیور رکھ دیا اور ہیگن کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے

ہمارے ہو یا میں تمہیں چالان کا نکٹ بھی دوں اور تمہیں نیچے اتار کر تمہاری پیٹھ پر دو چار
ٹھنڈے بھی رسید کروں؟“

ڈرائیور ایک لمحے کے لئے تذبذب میں نظر آیا پھر ذرا نرم پڑتے ہوئے بولا۔ ”اے گرم ہونے کی ضرورت نہیں..... اگر تمہیں چالان کرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو کر دو..... اور اگر چاہو تو یہ رکھلو.....“ اس نے دس ڈالر کا ایک نوٹ ٹکال کر البرٹ کی جیب میں ڈالنے کی کوشش کی لیکن البرٹ پھرتی سے پیچھے بہٹ گیا۔ نوٹ اس شخص کے ہاتھ میں ہی رہ گیا۔ ”اپنالائسنس اور جنریشن بک دکھاؤ۔“ البرٹ نے حکم دیا۔

”دیکھو..... یہ مسٹر بارزنی کی گاڑی ہے میں ان کا آدمی ہوں۔“ ڈرائیور نے گویا بڑی مشکل سے اپنے غنے پر قابو رکھتے ہوئے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ ”میرے ساتھ اس قسم کا رو یا اختیار کرنے سے پہلے اپنے پولیس اسٹیشن کے انچارج سے مسٹر بارزنی کے بارے میں یو جھ لینا۔ شاید تم ان کی گاڑی نہیں پہچانتے.....“

البرٹ نے مسٹر بارزی کو ایک موٹی سے گالی دی جس پر اس شخص کی آنکھیں جھرتے چھیل گئیں۔ اس کے مزید بچھو کہنے سے پہلے راک فیلڈ سینٹر کی شیر حیوں سے تمیں آدمی اترتے دکھائی دیئے۔ ان میں سے ایک بارزی اور دو اس کے باڑی گاڑ دیتے۔ بارزی اسک وقت طے شدہ روگرام کے مطابق باکسل سے ملنے کے لئے روانہ ہو رہا تھا۔

بارزنی ایک پولیس آفیسر کو اپنی گاڑی کے قریب دیکھ کر ذرا جلدی سے قریب آیا۔
اس نے گاڑی میں میٹھے ہوئے اپنے آدمی سے پوچھا۔ ”کیا بات ہے؟“
”یہ پولیس والا شاید علاقے میں نیا آیا ہے۔ چالان کرنا چاہتا ہے.....
لاسنس اور رجسٹریشن بک مانگ رہا ہے.....“ اس کے آدمی نے ھمارت سے البرٹ
کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

بارزنی تیزی سے البرٹ کی طرف گھوما لیکن اسے کچھ کہنے کا موقع نہیں ملا۔ ایک گولی نے اس کی پیشانی میں اور دوسری گولی نے اس کے گلے میں سوراخ کر دیا۔ کوئی بھی

بھلتنے جا رہا تھا..... سزاۓ موت.....!

☆.....☆

رزی اپنے گھر میں بیٹھا کھڑکی سے مال پر جاری ساری آمد و رفت کا نظارہ کر رہا تھا اور بے چین ہو رہا تھا۔ اسے مال پر..... اور وہاں واقع تمام مکانوں میں غیر معمولی نقل و حرکت نظر آ رہی تھی۔ وہاں جو کچھ بھی ہو رہا تھا وہ اپنے آپ کو اس سے بے خبر محسوس کر رہا تھا..... اور یہی احساس اس کا اضطراب بڑھا رہا تھا۔ مائیکل نے اس سے کہا تھا کہ وہ گھر میں بیٹھ کر انتظار کرے وہ اسے بلوائے گا..... لیکن اس نے ابھی تک اسے نہیں بلوایا تھا۔ مائیکل نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ کوئی بڑا کام اس کے پر دکرنا چاہتا ہے۔

”وہ کام کیا ہو سکتا ہے؟“ یہ سوچ سوچ کر بھی رزی مضطرب ہو رہا تھا۔

آخر دروازے پر دستک ہوئی۔ وہ یہی سمجھا کہ مائیکل نے اسے بلا نے کے لئے فون کرنے کے بجائے کسی آدمی کو بھیج دیا تھا..... لیکن جب اس نے دروازہ کھولा تو ایک بعیب سے خوف سے اس کا دل ڈوب گیا اور ناگھوں سے گویا جان نکل گئی۔ مائیکل خود اس کے سامنے کھڑا اتھا۔ ہیگن اور یہسون اس کے ساتھ نہ تھے۔ مائیکل کے چہرے پر پھیلی ہوئی گھری خیجگی رزی کو موت کا پیغام محسوس ہوئی۔

وہ تینوں اندر آ گئے اور مائیکل بلا تمہید بولا۔ ”رزی! تمہیں سنی کی موت کا ذمے دار قرار دیتے ہوئے مجھے افسوس ہو رہا ہے لیکن حقائق بہر حال حقائق ہوتے ہیں۔ انہیں جھٹلایا نہیں جا سکتا۔“

رزی نے اپنے تاثرات سے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی جیسے بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی..... لیکن شاید اس میں کامیابی نہیں ہوئی تھی کیونکہ مائیکل نے سرد لبجے میں بات جاری رکھی تھی۔ ”تم نے اس روز جان بوجھ کر میری بہن کو مارا پینا تھا..... تمہیں یقین تھا کہ وہ اپنے والدین کے گھر فون کرے گی اور یہ بات سنی کے علم میں آ جائے گی۔ سنی کتنا غصہ ور انسان تھا یہ بھی تم اچھی طرح جانتے تھے.....“ تمہیں یہ

بولا۔ ”مجھے امید ہے مائیکل آج کوئی اچھا معاملہ کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔“

”یقیناً.....“ ہیگن نے خوش دلی سے جواب دیا۔ وہ نیسو کو ساتھ لے کر ہاير مال پر آیا اور وہ دونوں مائیکل کے گھر پہنچے۔ وہاں دروازے پر ایک گارڈ نے انہیں روک لیا۔

”باس نے کہا ہے کہ وہ الگ گاڑی میں تمہارے پیچھے پیچھے آئیں گے۔ تم دونوں دوسری گاڑی میں آ گے چلو۔“ گارڈ نے کہا۔

نیسو کی پیشانی پر ٹکنیں نمودار ہوئیں اور وہ ہیگن کی طرف دیکھ کر بولا۔ ”مائیکل نے اچاک کیا فیصلہ کر لیا؟ اس طرح تو میرے سارے انتظامات خراب ہو جائیں گے۔“

اس لمحے نہ جانے کس طرف سے تین گارڈز اور نمودار ہو گئے۔ ہیگن نہایت نرمی سے نیسو سے مخاطب ہوا۔ ”میں بھی تمہارے ساتھ نہیں جا سکوں گا نیسو!“

تب گویا ایک ہی لمحے میں سب کچھ نیسو کی سمجھ میں آ گیا۔ اسے معلوم ہو گیا کہ وہ بازی ہار گیا تھا۔ اس کے چہرے پر ٹکست کے آثار نمودار ہو گئے۔ یک لخت ہی وہ اپنی عمر سے کہیں زیادہ بوزھا دکھائی دینے لگا۔ گارڈز نے اس کے گرد گھراڑا لیا تھا، وہ اسے ایک کارکی طرف لے چلے۔ اس نے کوئی مراجحت نہیں کی۔

ہیگن اسے گارڈز کے نزدے میں جاتے دیکھ رہا تھا۔ اسے دل ہی دل میں بہت افسوس ہو رہا تھا۔ نیسو زندگی بھر ”فیملی“ کا انتہائی با اعتماد ساتھی رہا تھا۔ اس میں جرات اور سمجھداری..... دونوں ہی خصوصیات تھیں۔ انہی دونوں خصوصیات کے ساتھ اس نے ”فیملی“ کے لئے ہمیشہ ناقابل فراموش خدمات انجام دی تھیں اور ہر بھر جان میں فیملی کا ساتھ دیا تھا۔ اب بڑھاپے میں آ کرنے جانے کیوں اس پر لائچ غالب آ گیا تھا۔ اپنی دانست میں تو اس نے موقع محل دیکھ کر بڑا ذریعہ دار دکھیلا تھا لیکن مائیکل کی سمجھ بوجھ اور جو شیاری کے بارے میں اس کا اندازہ غلط ہو گیا تھا۔ وہ اسے تو آموز اور ناجائز کار سمجھ کر دھوکا کھا گیا تھا۔ اس نے زندگی میں یہی ایک بڑی غلطی کی تھی اور اب اس کی سزا

بھی گارڈ فادر کی طرف دیکھا کرتے تھے۔

مائیکل نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔ ”جس نے ہمارے ساتھ جو کیا، اس کا حساب بہر حال دینا ہو گا..... لیکن تم یہ مت سمجھو کر میں نے سنی کی موت کا حساب برابر کرنے کے لئے تمہیں مردانے کا فیصلہ کیا ہے۔ میں ایسا نہیں کر سکتا..... تم بہر حال میری بہن کے شوہر میرے بھانجے کے باپ اور ”فیملی“ کا ایک حصہ ہو۔ میں اپنی بہن کو یہوہ اور اپنے بھانجے کو قیمت نہیں کر سکتا۔ بس میں نے تمہیں صرف فیملی سے لائق کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ کوئی لاس و یگاں جا چکی ہے۔ تمہیں بھی لاس و یگاں جانا ہو گا لیکن اب فیملی سے تمہارا کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ تمہیں ہماری طرف سے گزر اوقات کے لئے ایک مدد و دعا وظیفہ ملتا رہے گا۔ اس سے زیادہ تم جو کرتا چاہو گے، خود کرو گے فیملی تمہاری کوئی مدد نہیں کرے گی۔ باہر ایک کار تمہاری منتظر ہے۔ تمہیں اسی وقت ایئر پورٹ روانہ ہوتا ہے۔“ روزی کی گویا جان میں جان آگئی۔ اس کے چہرے پر زندگی کے آثار نمودار ہوئے۔ مائیکل بولا۔ ”لیکن تمہیں کم از کم اپنی غلطی پر تھوڑی بہت ندامت کا انہمار تو کرتا چاہئے۔“ ”میر..... میر..... بہت شرمدہ ہوں.....“ ”رزو سر جھکا کر سکیں.....“ ”اوہ تمہارا شکر گزار ہوں کہ تم نے میری غلطی معاف کر دی.....“

”مگر.....!“ مائیکل نے گویا اپنا اندازہ درست ثابت ہونے پر ٹھانیت سے سر ہلایا پھر سرسری سے لبجے میں پوچھا۔ ”تمہیں کس نے خریدا تھا؟“ ”لیکن فیملی نے؟“

”بارزنی فیملی نے۔“ رزو نے آہنگ سے جواب دیا۔ اس کی نظریں بدشور جھکی ہوئی تھیں۔

مائیکل نے ایک بار پھر ٹھانیت سے سر ہلایا اور اسے باہر چلنے کا اشارہ کیا۔ رزو دروازے کی طرف بڑھاتیں آدمی اس کے پیچے تھے۔ رات گھری ہو چکی تھی لیکن مال پر تیز روشنی چھلی ہوئی تھی۔ ایک کار سامنے ہی کھڑی

بھی اندازہ تھا کہ رات کے وقت سنی لامگ بیج سے رو انہ ہو گا تو شارٹ کٹ کے لئے نول فیملی کے برج والا راستہ اختیار کرے گا۔ وہاں بارزنی فیملی کے آدمی گھات لگائے بیٹھے تھے۔ صحیح مخبری کے بغیر وہ اتنے صحیح وقت پر..... آتی صحیح جگہ پر موجود نہیں ہو سکتے تھے۔ ان حالات میں مخبر کوئی گھر کا آدمی ہی ہو سکتا تھا..... اور وہ تم تھے رزو!“ رزو کا چہرہ سفید پڑ گیا۔ مائیکل کے لبجے میں ہلکی سی افرادگی آگئی۔ ”تم نے کار لیون فیملی کو بے وقوفون کا گھر انہ سمجھ کر بہت بڑی غلطی کی رزو!“

”میں بے قصور ہوں مائیکل! میں نے کچھ نہیں کیا..... میں نے کچھ نہیں کیا.....“ ”رزو دہشت کے عالم میں ہشیریائی سے انداز میں بولا اٹھا۔

”لیک اور بارزنی فیملی کے سر برداہ..... دونوں مر چکے ہیں۔“ مائیکل سر دل بچ میں بولا۔ ”میں آج کی رات اپنی ”فیملی“ کے تمام ادھار چکا دینا چاہتا ہوں۔ جھوٹ بولنے سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ نیو یارک کے مگر مچھوں نے سمجھ لیا تھا کہ کار لیون فیملی اب بہت کمزور ہو چکی ہے اس لئے انہوں نے اسے نگنے کی کوششیں شروع کر دی تھیں۔ ہم نے لاس و یگاں مختل ہونے کا فیصلہ کیا تو انہیں اور بھی زیادہ یقین، ہو گیا کہ یہ مکمل طور پر ہماری نکتہ کا اعلان ہے۔ شاید ہم میں اتنا دم ہی نہیں رہا کہ ہم نیو یارک میں تک

مائیکل نے گھری سانس لی اور پلک جچ کائے بغیر رزو کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ ”میں ان سب کو بتا کر جاؤں گا کہ ان کے اندازے کتنے غلط تھے۔ ہمارا لاس و یگاں جانے کا فیصلہ کسی کمزوری یا خوف کی پیداوار نہیں..... بلکہ کار و باری مصلحتوں کا نتیجہ تھا۔ افسوس کہ ہمارے اس فیصلے کو بے وقوفون نے غلط زاویے سے دیکھا۔ کار لیون فیملی امریکا کی سب سے طاقتور فیملی تھی..... ہے..... اور آئندہ بھی زہے گی، چاہے وہ ندو یارک میں ہو۔ لاس و یگاں میں..... یا کہیں اور.....“

ہیگن اور لیپہون اسی طرح عقیدت سے مائیکل کی طرف دیکھ رہے تھے جس طرح وہ

کے تو کوئی کوئی دینے کے ارادے سے بازو پھیلا کر اٹھی تھی لیکن جب اس نے کوئی کو چھینتے اور مائیکل کو بددعا کیں اور کوئے دیتے ساتوہ اپنی جگہ بت بن کر رہ گئی۔

”خبریت..... سور.....!“ کوئی سینہ پہنچتے ہوئے مائیکل کی طرف ہاتھ پھیلا کر کہہ رہی تھی۔ ”تم نے میرے شوہر کو مردا یا ہے..... مجھے معلوم ہے تم اسے سنی کی موت کا ذمہ دار سمجھتے تھے..... تم نے اس وقت تک انتظار کیا جب تک پاپا زندہ تھے۔ پاپا کے مرتے ہی تم نے بدلتے لیا..... لیکن تم نے میرے بارے میں نہیں سوچا..... تمہیں یہ خیال نہیں آیا کہ تمہاری بہن یہ وہ ہو جائے گی..... بھانجا یتیم ہو جائے گا؟“

وہ اس شوہر کا ماتم کر رہی تھی جو اسے آئے دن اس بڑی طرح پیش تھا کہ اس چہرے اور جسم پر نیل اور زخم پڑ جاتے تھے۔ وہ بین کر رہی تھی اور کہ اس طرح دم پر خود اس کی طرف دیکھ رہی تھی جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا ہو جبکہ مائیکل کا چہرہ سپاٹ تھا۔ کوئی اسے دو ہتھ رسید کرنے کے لئے آگے بڑھی تو مائیکل نے سختی سے اس کے ہاتھ پکڑ لئے اور اسے ذرا چیچھے دھکیل دیا۔

”کے گویا کوئی کو سنبھالنے کے ارادے سے آگے بڑھی اور بولی۔“ کوئی! تم اس وقت پریشان ہو.....“

”تم مجھے بھلانے کی کوشش مت کرو.....“ کوئی اس پر بھی برس پڑی۔ ”تمہیں کچھ پتا نہیں ہے۔ تمہیں کیا معلوم کہ تمہارے شوہر کا اصل روپ کیا ہے؟ تم کیا جانو کہ اس نے ایک رات کے اندر اندر کتنے لوگوں کو مردا یا ہے۔ تم تو اخبار پڑھ کر یہی سمجھ رہی ہو گی کہ وہ سب جرامم پیشہ اور بدمعاش تھے..... آپس کی لڑائیوں میں مارے گئے..... تم نے تو شاید سوچا بھی نہیں ہو گا کہ ان سب کو مردانے والا..... یہ..... تمہارا شوہر تھا جو معزز مخصوص اور شریف بنا تمہارے پاس بیٹھا ہے.....“

”اسے گھر لے جاؤ اور اس کے لئے کسی ڈاکٹر کو بلواؤ۔“ مائیکل نے پر سکون لجھے میں بیٹھا تھا۔

تھی۔ مائیکل نے رزی کو اس میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ رزی ڈرائیور کا چہرہ نہیں دیکھ سکا تاہم گاڑی میں بیٹھ گیا۔ اس کی قمیض پہننے میں بھیگی ہوئی تھی۔

گاڑی اسے لے کر روانہ ہو گئی۔ مال کے گیٹ سے نکل کر گاڑی آگے بڑھی تو رزی نے یہ دیکھنے کے لئے سر گھماٹا چاہا کہ پچھلی سیٹ پر بھی کوئی بیٹھا تھا یا نہیں..... مگر اسے یہ دیکھنے کا موقع نہیں مل سکا کیونکہ عین اسی لمحے تا سیلوں کی ڈوری کا پھنڈہ اس کے گلے میں آن پڑا تھا اور فوراً ہی بڑی طرح کس دیا گیا تھا۔ وہ پچھلی کی طرح تڑپا لیکن پھنڈہ لمحہ بے لمحہ زیادہ سخت ہوتا چلا گیا۔ میز اس کا کام میں بہت ماہر تھا اور عمر زیادہ ہو جانے کے باوجود اس کی طاقت میں کمی نہیں آئی تھی۔ آخر کار رزی کا جسم ڈھیلا پڑ گیا اور ساکت ہو گیا۔

☆.....☆

اسی رات کے اندر اندر ٹیک اور بارزنی ٹیکلی کے مزید کئی آدمی مارے جا چکے تھے ان میں وہ لوگ بھی شامل تھے جنہوں نے بعض مقامات پر کار لیوں ٹیکلی کے تا جائز دھنڈوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ ان کی موت عبرتیک تھی۔ آئندہ چوبیس گھنٹوں کے دوران پانچھوڑ فیصلہ میں سنتی اور خوف کی ایک لہر دوڑ گئی کہ وہ ذرا سار عمل بھی ظاہر نہیں کر سکیں اور پر سے ان کے کئی خاص آدمیوں نے وفاداریاں تبدیل کرتے ہوئے مائیکل کے سامنے پیش ہو کر گھنٹے ٹیک دیئے اور گویا جان کی امان چاہی۔ انہیں خطرہ محسوس ہوا تھا کہ شاید ان کی موت کا پروانہ بھی جاری ہو چکا ہے۔

☆.....☆

مائیکل اپنے فیصلوں اور حکمت عملی سے مطمئن تھا۔ کافی حد تک وہ فتح کے احساس سے بھی سرشار تھا۔ بد مزگی صرف یہ ہوئی کہ اس کی بہن کوئی اپنے شوہر کی موت کی خبر سن کر ہوائی جہاز کے ذریعے نیویارک واپس پہنچی اور دیو اونوں کی طرح روئی پیشی اور ہسٹریائی انداز میں چھینتی ہوئی مائیکل کے گھر میں گھس آئی۔ مائیکل اس وقت کے ساتھ لوگوں رہم میں بیٹھا تھا۔

یہ سوچتے ہوئے کہ بچوں کو ساتھ لے کر نکلی اور مائیکل کو بتائے بغیر نہ ہپشاڑا پہنچا۔ الدین کے ہاں آگئی۔ ایک بھتے تک کسی نے اس کی خیر خبر نہیں ملی تاہم اس کے لئے اندازہ کرنا مشکل نہیں تھا کہ مائیکل کو معلوم ہو چکا تھا وہ کہاں تھی۔ اس کے وہ دن ایک عجیب سی افرادگی اور دل شکستگی کے عالم میں گزرے۔ اس میں گویا قوت فیصلہ بھی نہیں رہی تھی۔ اس کی کچھ سمجھیں نہیں آرہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔ مائیکل گویا اس کے یوں آنے کی وجہ بھی سمجھ گیا تھا۔

ساتویں روز بڑی سی ایک سیاہ کار اس کے گھر کے دروازے پر آ کر رکی۔ اس میں نام ہیگلن تھا۔ اس کے تاثرات کچھ زیادہ خوشنگوار نہیں تھے۔ تھہائی میں بات کرنے کے لئے وہ اسے اپنے ساتھ باہر باغ میں لے گیا جہاں قبل قدی کے دوران میں بات کرنے والا تمہید اور براہ راست پوچھ لیا۔ ”کیا مائیکل نے مجھے دھمکانے کے لئے تمہیں یہاں بھیجا ہے؟“ ”کیسی بے وقوفی کی باتیں کر رہی ہو؟“ ہیگلن کے چہرے کی ناگواری بڑھ گئی۔ ”دنیا میں صرف تم اور اس کے بچے ایسی ہستیاں ہیں جن کے ساتھ وہ کبھی سختی یا کوئی زیادتی نہیں کر سکتا۔ وہ تم سے محبت کرتا ہے۔ اس نے تمہیں لانے کے لئے مجھے بھیجا ہے۔“

”جب تمہاری گاڑی آ کر رکی تو میں سمجھ رہی تھی اس میں سے کچھ آدمی بلکی مشین گھنیں لئے اتریں گے اور مجھے اٹھا کر لے جائیں گے۔“ اس نے دیانتداری سے اپنے خیال کا اظہار کر دیا۔

”مجھے تم جیسی سمجھدار عورت سے اس طرح کی بات سننے کی توقع نہیں تھی۔“ ہیگلن

بولا۔ ”کیا تمہیں اتنا بھی اندازہ نہیں کہ مائیکل تم سے اور بچوں سے کتنی محبت کرتا ہے؟“

”مجھے اندازہ تو تھا..... لیکن اب میرے تمام محسوسات پر شکوک و شبہات کے سارے پڑنے لگے ہیں۔ میں خود اپنے بارے میں یقین سے نہیں کہہ سکتی کہ میں بھی اس سے محبت کرتی ہوں یا نہیں؟ مجھے یوں لگتا ہے جیسے مائیکل وہ شخص نہیں ہے جس سے میں نے شادی کی تھی۔ اگر رزی نے غداری کی بھی تھی..... اگر سنی اس کی مجری کی وجہ سے مرا

گاڑ کو حکم دیا۔ دو گاڑ زکونی کو بازو سے پکڑ کر تقریباً کھینچنے ہوئے لے گئے۔ کے نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے مائیکل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ”یہ کیا کہہ رہی تھی؟ کیا یہ سب کچھ ج ہے؟“

”کچھ نہیں..... اسے ہشیر یا کا دورہ پڑا ہے۔ تمہیں اس کی باتوں پر توجہ نہیں دینا چاہئے۔“ مائیکل نے کہا پھر اس کے لبھ میں ایک عجیب سی سرد مہری اور سختی آگئی۔ ”اہ، ایک بات کاں کھول کر سن لو..... آئندہ تم فیملی کے معاملات تم فیملی کے معاملات میں مجھ سے کوئی سوال نہیں کرو گی۔“

وہ اٹھا اور باہر ہاں کی طرف چل دیا۔ ”کے، پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتی رہ گئی۔ وہ آج اسے ایک قطعی مختلف انسان محسوس ہوا تھا۔ اسے یوں لگا تھا جیسے یہ وہ مائیکل نہیں تھا جسے وہ جانتی تھی۔ کئی منٹ تک وہ وہیں ساکت کھڑی رہی پھر دھیرے دھیرے سڑھیوں کی طرف بڑھی۔

اوپر جانے سے پہلے اس نے ایک دیوار کی اوٹ سے ہاں میں جھانکا۔ میز اُل برت اور یہ سونا اس کے شوہر سے ملنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ اس نے دیکھا ان تینوں نے باری باری عقیدت بھرے انداز میں مائیکل کا ہاتھ چوپا تھا اور اسے ”گاڑ فادر“ کہہ کر مخاطب کیا تھا۔

”کے، کوئی سب کچھ بہت عجیب لگا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی خواب سے جائی گی تھی..... یا پھر شاید وہ کوئی خواب دیکھ رہی تھی؟“

مائیکل اس دوران ایک شاہانہ تکنلت سے کھڑا تھا۔ اس کی وجہہ شخصیت کسی رومی شہنشاہ سے مشابہہ محسوس ہو رہی تھی جو اپنے دربار میں کھڑا ہو کر شاید لوگوں کی زندگی اور موت کے فیصلے کر رہا تھا۔ وہ بالکل مطمئن اور پر سکون نظر آ رہا تھا۔ اس وقت نہ جانے کیوں ”کے، کویقین ہونے لگا کہ کونی نے مائیکل پر ہشیر یا کیفیت میں جواہرات لگائے تھے وہ سب صحیح تھے۔

قی اور ایک ہفتہ بعد وہ گویا اس واقعے کو بھول ہی گئی۔ اس نے دکھاوے کے لئے بھی شوہر کی موت کا غم منانا ضروری نہ سمجھا اور کبھیوں میں جانے لگی۔ ڈانس پارٹیوں میں حصہ لینے لگی۔ جلد ہی اس نے ایک نوجوان سے شادی بھی کر لی جو کار لیون فیملی میں ملازمت کرنے یا تھا۔

کئے نے اپنے آپ کو گھر اور بچوں میں مصروف کر لیا۔ اگلا سال اس طرح گزر اکہ و لوگ کبھی نیو یارک میں لانگ بیچ پر ہوتے اور کبھی لاس و یگاس میں..... رفتہ رفتہ نام کار و بار اور چیزوں کی منتقلی کا عمل جاری تھا۔ سامان کے بڑے بڑے ٹرک بھر کر جاتے رہتے تھے۔ جائیداد اور اثاثوں کے سودے ہوتے رہتے تھے۔ منتقلی بہر حال آسان نہیں تھی۔ مائیکل کو ہزاروں جزیئات کا خیال رکھنا پڑ رہا تھا۔ تاہم اب کسی کام میں رکاوٹ نہیں ڈال رہی تھی۔ دوسروں کی طرف سے مائیکل کو کسی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑ رہا تھا۔ دیگر ”فیملیز“ نے اب بے چوں جو اکار لیون فیملی کی طاقت کو تسلیم کر لیا تھا۔

اب کوئی ان کے کسی کام میں رخنڈا لئے یا ان کے ساتھ چھین جھپٹ کرنے کی براحت نہیں کر رہا تھا۔ مائیکل نے البرٹ کو اس یگاس میں خریدے ہوئے اپنے تین بیٹلوں کا سیکورٹی چیف مقرر کر دیا تھا۔ ہیگن کو بھی تمام کار و باری معاملات کی نگرانی کے لئے سکھیں کیا کوئی چیز مقرر کر دیا تھا۔ پرانے زخم بھرنے لگے تھے۔ کوئی اب مائیکل کے ساتھ ایک سعادت مند بہن کی طرح پیش آنے لگی تھی۔ اپنے روپے پر اس نے بہت پہلے می مذدرت کر لی تھی۔

مائیکل کو اس کے انداز و اطوار پسند نہیں تھے اور نہ ہی اس کا اتنی جلدی شادی کرنا چھا لگا تھا۔ وہ اس نوجوان کی طرف سے کچھ زیادہ مطمئن نہیں تھا جو ”فیملی“ میں ملازمت کرنے آیا تھا مگر موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کا بہنوئی بن بیٹھا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اس قسم کے طالع آزمالوگ ”فیملیز“ کے لئے خطرناک ہوا کرتے تھے تاہم اس نے اپنی اپنے دیگر کا زیادہ شدت سے اٹھا رہیں کیا تھا اور کوئی کو اس کے حال پر چھوڑ دیا تھا۔

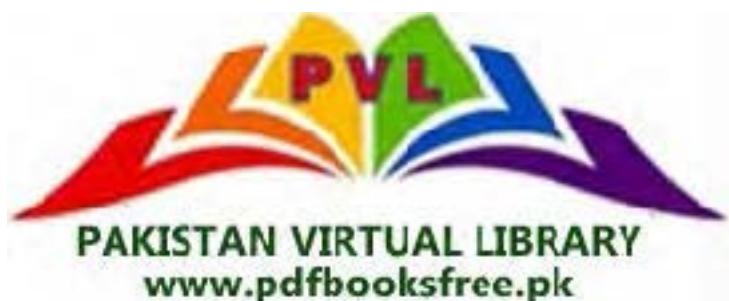
تحا..... تب بھی..... کیا مائیکل اسے معاف نہیں کر سکتا تھا؟ جو ہوتا تھا وہ تو ہو چکا تھا۔ کیا اب اس کے لئے اپنی ہی بہن کو شوہر کو مردا نا..... بہن کو یہ وہ کرنا اور اس کے پچھے کو تیم کرنا ضروری تھا؟“

”تم ان باتوں کو نہیں سمجھتیں.....“ ہیگن نرمی سے بولا۔ ”تم ایک نیک دل اور سادہ عورت ہو۔ تم نے زندگی کا صرف صاف سحر اور پدیکھا ہے۔ اگر مائیکل اس قسم کے لوگوں کو معاف کرنے لگتا تو اب تک وہ خود مر چکا ہوتا اور تم یہ وہ ہوتیں۔ تمہارے بچے بیتیم ہوتے۔ تمہیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ جس رات اس نے یہ سب کارروائیاں کی ہیں اس رات اس کی اپنی موت کا سامان کیا جا چکا تھا۔ ایک اور غدار نے اس کی زندگی کا سودا کر لیا تھا۔ یہ سب باتیں میں صرف تمہیں سمجھانے کے لئے اپنے طور پر بتا رہا ہوں۔ اگر مائیکل کو معلوم ہو جائے کہ میں نے تم سے یہ راز کی باتیں کی ہیں تو مجھے نہ جانے کتنی سخت سزا بھکتی پڑے۔ اگر وہ رزی نہیں وغیرہ کو چھوڑ دیتا تو وہ میری..... تمہاری..... مائیکل کی..... ہم سب کی زندگی کے لئے ایک مستقل خطرہ ہوتے۔ ان باتوں کو سمجھنا اور ان مسائل سے مفہما تھہارے بس کی بات نہیں..... اسی لئے مائیکل نے تمہیں ”فیملی“ کے معاملات میں دخل دینے سے بختنی سے منع کر دیا تھا، جو تمہیں برا بھی لگا ہو گا..... لیکن تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے حق میں وہی اچھا ہے۔ تم اسی مائیکل سے غرض رکھو جو تم سے محبت کرتا ہے اور جس سے تم محبت کرتی ہو۔ اس کی شخصیت کا اگر کوئی اور رخ ہے..... تو تم اس کی طرف سے آنکھیں بند کرو۔ تمہارے لئے زندگی گزارنے کا یہی بہترین طریقہ ہے۔ کار لیون فیملی کی عورتیں یہی کرتی آئی ہیں۔ اس طرح وہ خود بھی سکھی رہی ہیں اور انہوں نے اپنے شوہروں کو بھی سکھی رکھا ہے۔“

یوں ہیگن سمجھا بھاڑا سے اور بچوں کو گھر لے آیا۔ مائیکل اس کے ساتھ یوں پیش آیا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔ پھر یہ دیکھ کر کے کو مزید کچھ قرار آیا کہ کوئی خود اپنے شوہر کی موت پر اتنی غزدہ نہیں رہی تھی جتنی پہلے دن نظر آئی تھی۔ اس روز تو اس کی حالت ہش روائی

میج! میں اپنے معاملات تجھ پر تجوہ آتی ہوں.....
وہ جب دعا ختم کر کے چرچ سے نکلی تو اس کی آنکھوں میں غمی تھی لیکن اس کے دل کو جیسے قرار آ گیا تھا۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ اس کی دعا قبول ہو گی یا نہیں..... اور اگر قبول ہو گی تو کب ہو گی؟ لیکن اس کے وجود میں ٹھہرانیت اتر آئی تھی۔ وہ اپنے آپ کو کافی ہلکا چکلا محسوس کر رہی تھی اور اسے کچھ یوں لگ رہا تھا جیسے لاس ویگاں میں ایک نئی زندگی اس کی منتظر تھی!

ختم شد



آخر کاروہ دن بھی آ گیا جب لائگی تجھ کے مکانوں میں رہ جانے والے چند افراد کو بھی دوپہر کی فلاٹ سے لاس ویگاں روادہ ہوتا تھا۔ مال پر واقع ان مکانوں کا بھی سودا ہو ڈکا تھا۔ اس روز مائیکل سوکر اٹھا تو اس نے دیکھا کہ کہیں جانے کی تیاری کر رہی تھی۔ مائیکل نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف سمجھنے کی کوشش کی لیکن وہ مسکراتے ہوئے نرمی سے ہاتھ چھڑا کر چھپے ہٹ گئی اور بولی۔ ”میں ماما کے ساتھ چرچ جارہی ہوں۔ میں لاس ویگاں روادہ ہونے سے پہلے خصوصی سروں میں شریک ہونا چاہتی ہوں۔“

”تم کچھ زیادہ ہی چرچ جانے لگتی ہو..... اور کچھ زیادہ ہی نہ ہی ہوتی جا رہی ہو۔“ مائیکل بولا۔

”کیا یہ کوئی بڑی بات ہے؟“ وہ تیار ہوتے ہوئے مسکرا کر بولی۔

مائیکل نے ایک لمحے خاموش رہ کر گویا کچھ سوچا پھر وہ بھی مسکراتے ہوئے بولا۔

”نہیں بڑی بات تو نہیں۔ ماما بھی اچھی خاصی نہ ہی ہیں.....“

چرچ میں خصوصی سروں ختم ہونے کے بعد جب صرف ماکاریوں اور کے رہ گئیں تو، کئے نے سینے پر ہاتھ باندھ کر سر جھکا کر بڑی رقت بے دل ہی دل میں دعا کی۔ ”اے یسوع میج! تو لوگوں کو اتنا طاقتور نہ بنایا کر..... کہ وہ اپنے ہی جیسے دوسرے انسانوں کی زندگی اور موت کے فیصلے کرنے لگیں۔ ہمارا عقیدہ تو یہی ہے کہ زندگی اور موت تیرے ہاتھ میں ہے..... لیکن جب لوگوں کے حکم سے انہی جیسے دوسرے انسان موت کے گھاٹ اتارے جانے لگتے ہیں تو انہیں زہم ہو جاتا ہے کہ وہ زندگی اور موت کے فیصلے کر سکتے ہیں..... یسوع میج! لوگوں کو یہ طاقت نہ دے..... لوگوں کو ڈون کھلانے کے قابل نہ بناء..... میرے بچوں میں کوئی ڈون نہ ہو..... مجھے نہیں معلوم کر صحیح کیا ہے اور غلط کیا..... میری عقل محدود ہے..... میری رہنمائی فرماء..... اور مجھے اتنی طاقت دے کہ میں اپنے لئے صحیح راستے کا انتخاب کر سکوں۔ مجھے نہیں معلوم کہ میں کس سمت میں سفر کر رہی ہوں لیکن میرے پاس قوتِ فیصلہ بھی نہیں ہے۔ اے یسوع